





سیرا کلاں فا

از ترجمہ

مکلف کلاں

حسب الارشاد

رحمہ شریعت و طریقت معدن معرفت سیاح لاہوت

عالی قدر و الامرتبت حضرت سیدنا و مرشدنا سید

رسول شاہ خاکی دامت برکاتہم العالی

سلطان بعین برہان ابوالصلین حضرت سلطان بہو

مترجم

ابوالطیب محمد شریف عارف نوری نقشبندی (میر والی)

مکتبہ نقشبندیہ قادریہ (گورونانک پور) فاروق آباد ضلع شیخوپورہ

۱۹۹۱

جماد حقوق بحق مترجم محفوظ ہیں

84278

نام کتاب فارسی	محکم الفقراء کلاں
نام کتاب ترجمہ اردو	مسر العرفاء
مصنف	حضرت سلطان باہو
مترجم	عارف ثوری
طابع	
ناشر	قاری غلام دستگیر قادری
تعداد	ایک ہزار
قیمت	روپے

تقسیم کار

شہر سیر برادرزہ ۴۰ بی اردو بازار لاہور

عنوانات

نمبر صفحہ	عنوان	نمبر صفحہ	عنوان
۴۹	صاحبِ خلوت کا انکشاف	۱۷	خطبہ مبارک
۵۰	کتاب کی اہمیت	۲۷	مراتبِ صاحبِ وصال
۵۱	عظمتِ قرآن	۲۸	ہدایتِ خداوندی
۵۳	نفس، روح، عقل اور علم کا بیان	۲۹	پانچ مراتب
۵۴	اقسامِ علم	۳۰	سرِّ الہی
۵۵	عالمِ نفسانی اور عالمِ روحانی	۳۱	حجابات کا انکشاف
۵۵	عین العیانی کون؟	۳۲	ذکرِ قلبی، ذکرِ روحی، ذکرِ سری
۵۶	سرِّ العیانی کون؟	۳۳	ذکرِ نفسی
۵۶	سرِّ سبحانی کون؟	۳۷	عالمِ باعمل و فقیر عارف کون؟
۵۸	تصورِ اسمِ اللہ کی خصوصیات	۳۸	قیامِ دنیا
۵۹	علمِ نافع اور غیر نافع	۳۹	حجاباتِ اکبر کیا ہے؟
۶۰	یقین کا بیان	۳۹	فقر کیا ہے؟
۶۱	تلاشِ مرشد	۴۱	مقامِ شریعت و ولایت
۶۱	مرشدِ حقیقی کون؟	۴۲	ذکرِ قلبی کی حقیقت کا انکشاف
۶۳	تفکر کی حقیقت کا انکشاف	۴۲	ناقص مرشد کی حقیقت کا انکشاف
۶۳	عالمِ دذاکر کا بیان	۴۳	موت کا حیات ہونا
۶۵	مقامِ ناسوت و الوہوت	۴۴	بنائے اسلام
۶۶	تشیوئی کی حقیقت کا انکشاف	۴۷	باطن کی سیرابی
۶۸	تلقینِ باطن	۴۷	ابتداء و انتہا
۶۸	مرشدِ حقیقی اور غیر حقیقی کا انکشاف	۴۸	تصورِ اسمِ اللہ
۶۹	وجودِ انسانی کا انکشاف	۴۹	حاجتِ وید

نمبر صفحہ	عنوان	نمبر صفحہ	عنوان
۱۰۵	کلمہ طیبہ کے حروف مقصود	۷۲	علم ایقین، عین ایقین اور حق ایقین کا انکشاف
۱۰۵	حقیقت دنیا	۷۲	مکاشفہ و محاسبہ کا انکشاف
۱۰۶	کلمہ طیبہ کی حقیقت کا انکشاف	۷۳	عاشق و عارف کی کیفیات
۱۰۷	حقیقت علم کا بیان	۷۴	تصوف کیا ہے؟
۱۱۰	مواقفت نفس	۷۴	حروف تصوف کا انکشاف
۱۱۰	نامراد کون؟	۷۴	فقر کی حقیقی کیفیت
۱۱۱	مقتد علم	۷۷	علم نافع اور غیر نافع
۱۱۱	حجاب اکبر	۸۰	وجود آدمیت کے راز کا انکشاف
۱۱۲	موت سے پہلے موت	۸۲	علماء و فقراء میں امتیاز
۱۱۳	استغراق کا انکشاف	۸۲	دینا اور اہل دنیا کا انکشاف
۱۱۳	اقسام طالب	۸۵	دوستی کی قسمیں
۱۱۴	عارف کی حقیقت کا انکشاف	۸۶	فقر کی تشریح
۱۱۵	عقل کل کا انکشاف	۸۷	علماء کی قسمیں
۱۲۰	ملعون کون؟	۸۹	تخلیق کی اہمیت
۱۲۲	تخلیق نور محمدی	۹۱	فقر کی شناخت
۱۲۳	کیفیات	۹۲	مقام فقر
۱۲۳	ساغر جنت	۹۲	مراقبہ حضوری
۱۲۴	مشیت ایزدی	۹۲	کافر کون؟
۱۲۵	طلب دنیا	۹۵	ترک دنیا کا راز
۱۲۶	جہاد اکبر	۹۶	طلب مولیٰ اور طلب دنیا کا انکشاف
۱۲۶	حضرت بایزید بسطامی کا فقر	۹۷	کیفیت شرف
۱۳۰	مقام عشق	۹۸	سر الہی کا انکشاف
۱۳۱	عاشق کون؟	۱۰۰	پانچ خصائل
۱۳۲	کلمہ طیبہ کی حقیقت کا انکشاف	۱۰۲	لعین کون؟
۱۳۹	حقیقت شریعت محمدیہ	۱۰۳	تصدیق قلبی
۱۴۱	طالب علم	۱۰۴	
۱۴۲			

نمبر صفحہ	عنوان	نمبر صفحہ	عنوان
۱۶۸	اقسام شعراء	۱۴۹	مغز معرفت
۱۶۸	تفکر کی تشریح	۱۵۰	اقسام عارف
۱۸۰	محکم الفقراء	۱۵۱	عارف حقیقی کون؟
۱۸۲	عالم کی حقیقت	۱۵۲	مرتبہ کمتر و بہتر
۱۸۲	فقیر کامل کون؟	۱۵۲	نفسِ امارہ
۱۸۳	طلب الہی	۱۵۵	تجلیات الہی کی تخلیق
۱۸۵	درویش کون؟	۱۵۶	مسکین و غریب کون؟
۱۸۶	دنیا اور معرفت الہی کا بیان	۱۵۹	نفس کی تشریح
۱۸۶	نوم العروس	۱۶۱	اہل حدیث کون؟
۱۸۶	اہل دنیا کی قبر	۱۶۱	طالب کون؟
۱۸۸	حروف مولیٰ	۱۶۲	خصائل نفس
۱۹۱	حکمت قرآنی	۱۶۳	روح عارفاں
۱۹۳	فقر کی ابتداء و انتہا	۱۶۴	نفس و روح کا موازنہ
۱۹۴	غیب کیا ہے؟	۱۶۶	حجابات کی دوری
۱۹۶	تفکر کی تشریح	۱۶۷	آداب سکوت
۱۹۷	مراتب تفکر	۱۶۸	حقیقت علم
۱۹۸	تفکر کی اقسام	۱۶۸	طلب الہی کا انکشاف
۲۰۰	اقسام دل	۱۶۹	جاننا کیا ہے؟
۲۰۳	زمین و آسمان کا انکشاف	۱۷۰	ظاہر و باطن کے فرائض
۲۰۴	توحید کا انکشاف	۱۷۳	عالموں اور فقیروں میں امتیاز
۲۰۷	نگاہ باری تعالیٰ	۱۷۴	اقسام جسم
۲۱۰	اقسام قلب	۱۷۴	اقسام علم
۲۱۵	قلب سلیم کی اہمیت	۱۷۶	حروف فقہ
۲۱۶	حقیقت عارف	۱۷۷	حروف فقر
۲۱۸	عقل کا انکشاف	۱۷۷	ساغر معرفت
۲۲۱	قلب مومن کی اہمیت	۱۷۸	عقیدہ

نمبر صفحہ	عنوان	نمبر صفحہ	عنوان
۲۶۲	مراتب معرفت	۲۲۲	ستون دین
۲۶۵	دعوت اسم اعظم	۲۲۲	حقیقت شیخ
۲۶۶	طالب حقیقی کون؟	۲۲۵	معرفت مولیٰ
۲۶۷	حقیقت طالب	۲۲۸	شغف دل
۲۶۸	حقیقت علم	۲۳۱	قرآن کی دعوت
۲۶۹	مردمیت ذکر	۲۳۶	مراقبہ کی اہمیت
۲۸۰	حب دنیا کی خرابی	۲۳۷	شان فقر
۲۸۱	مرشد حقیقی کون؟	۲۳۹	دعوت فقر
۲۸۶	خود شناسی	۲۴۰	عجوبہ فطرت
۲۸۷	خاک قبر	۲۴۲	اہل قبور سے استعانت کرنا
۲۸۷	مرشد ناقص و مرشد کامل	۲۴۷	حقیقت موت
۲۸۸	اقسام علم	۲۴۹	تحقیق تجلی
۲۸۹	درویش کی اقسام	۲۵۰	تکسیر و اکسیر
۲۹۱	حضور کی قسمیں	۲۵۲	اللہ سے محبت و دوستی کرنا
۲۹۲	اندرونی اور بیرونی چور	۲۵۵	حجرہ دل
۲۹۳	بادشاہ اور وزیر کون؟	۲۵۶	علم تکثیر
۲۹۵	سخی کون؟	۲۶۰	طریق ذکر الہی
۲۹۶	شناخت فقر	۲۶۱	تین مقام
۲۹۷	فقیر کی اقسام	۲۶۳	عرف الف کمال
۲۹۸	چہار اشیاء کی اہمیت	۲۶۶	حروف کی اقسام
۲۹۹	وجود مومنین	۲۶۷	دعوت کی دوسری ترتیب
۳۰۰	تقویٰ ظاہریہ	۲۶۸	دعوت علم اکسیر
۳۰۰	فنا فی النور	۲۶۹	دعوت کا طریقہ
۳۰۱	پانچ نظر پانچ علوم	۲۷۰	مرشد کی تشریح
۳۰۲	قسمت و توکل کا بیان	۲۷۲	حقیقت شیخ
۳۰۲	بزرگی کا حقیقی راز	۲۷۳	لذت گوشت

نمبر صفحہ	عنوان	نمبر صفحہ	عنوان
۳۲۰	راہزن کون؟	۳۰۶	حقیقت عشق + اقسام معراج
۳۲۱	تفکر کی اہمیت	۳۰۷	غزائن الہیہ + منہاج قادریہ
۳۲۳	حقیقت معراج	۳۰۸	توحید و توکل
۳۲۴	ریاضت کی حقیقت	۳۱۰	مراتب سروری قادری
۳۲۵	اسرار ربانی کون؟	۳۱۲	سروری قادری کے خطاب
۳۲۷	تجلی ذات	۳۱۴	خضر ظاہری خضر باطنی
۳۲۹	کن اور تم کی حقیقت کا انکشاف	۳۱۴	سلطان الفقراء کون؟
۳۵۰	ابتدائے فقر	۳۱۷	حقیقت مرشد + حکمت عجبہ
۳۵۲	مراقبہ کی حقیقت	۳۱۷	شان ولایت
۳۵۳	حقیقت سکوت	۳۱۸	پیر و مرشد کا انکشاف
۳۵۴	علم ظاہری و علم باطنی	۳۱۹	حقیقی قبر
۳۵۵	حقیقت معرفت	۳۲۰	فوائد خاموشی
۳۵۶	غرق توحید	۳۲۳	طلب مولا و طالب دنیا
۳۵۶	حروف فقر	۳۲۹	قدم غوث الاعظم
۳۵۸	صاحب خزانہ کون؟	۳۲۵	معصیت سے رہائی
۳۵۹	حب فقر	۳۲۶	خصائل پیر
۳۶۰	قوت باطنی کا حصول	۳۲۷	سماع کی حقیقت
۳۶۰	اقسام طالب	۳۳۰	عارف ختم القرآن کون؟
۳۶۱	حجاب اکبر کون؟	۳۳۲	خواب کی اقسام
۳۶۲	اقسام کشف	۳۳۲	ذکر جہر کی اقسام
۳۶۳	حقیقت تصوف	۳۳۴	شیطانی و غیر شیطانی خواب
۳۶۴	چار کشف کا انکشاف	۳۳۵	حب دنیا
۳۶۵	علوم میں تمیز کرنا	۳۳۶	تمامیت فقر
۳۶۸	غیر مسلم کون؟	۳۳۷	پانچ متوسط
۳۶۹	عارف الہی	۳۳۷	پانچ منتهی
۳۷۰	غالب الاولیاء کون؟	۳۳۹	طبقات ولایت

نمبر صفحہ	عنوان	نمبر صفحہ	عنوان
۲۱۰	وجود اور دل کی حقیقت	۲۶۱	طالب پیغام کون؟
۲۱۱	صراطِ مستقیم کیا ہے؟	۲۶۳	اقسام الہام
۲۱۲	شب زندہ داری	۲۶۳	اقسام علم
۲۱۵	کاذب کون؟	۲۶۴	زوال پذیر علم
۲۱۶	فقر کیا ہے؟	۲۶۸	فقیہ کون؟
۲۱۹	حقیقی امت	۲۸۰	پانچ طبقات علم
۲۲۰	حضرت آدم کی وصیت	۲۸۱	علم محل
۲۲۱	قولِ باہو	۲۸۲	اقسام لقمہ
۲۲۲	باعمل اور بے عمل علماء	۲۸۲	اقسام توبہ
۲۲۳	اشیائے مومن	۲۸۳	لقمہ حلال و حرام
۲۲۳	مجموعہ شیطان	۲۸۳	علم رحمانی اور علم شیطانی
۲۲۳	علم حقیقی	۲۸۳	علماء و فقراء کی ابتداء و انتہا
۲۲۳	اقسام عارف	۳۸۵	کلیدِ جہانی
۲۲۶	سید القوم کون؟	۳۹۶	ذمتِ دنیا
۲۲۸	منظر معراج	۳۹۶	بے علم زاہد
۲۲۹	سید زہراء کا فقر	۳۸۸	حقیقت نور محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام
۲۳۰	تجلیات و مشاہدہ	۳۹۰	تخلیق عالم
۲۳۱	مراقبہ کی تشریح	۳۹۱	حرام تلقین
۲۳۲	مردود و مرتد کون؟	۳۹۳	حقیقت فقر
۲۳۵	لفظ درویش	۳۹۳	صاحب کمال کون؟
۲۳۶	اسم ذات اللہ کی تشریح	۳۹۳	یقین کیا ہے؟
۲۳۶	رضائے الہی اور رضائے شیطانی	۳۹۵	ادب کی ماہیت
۲۳۷	نظر کی حقیقت	۳۹۶	کلمہ طیبہ کی حقیقت
۲۳۸	اقسام کیمیا	۴۰۳	کلمہ طیبہ کے شاہد
۲۳۸	حروفِ علم	۴۰۴	مقبولیت کا راز
۲۳۸	فقر کی رفعت	۴۰۸	مطالعہ شیطانی
۲۳۹			

نمبر صفحہ	عنوان	نمبر صفحہ	عنوان
۴۸۶	سات نشان	۴۴۷	فلاح دارین کیا ہے ؟
۴۸۸	وجود انسانی کی کیفیت	۴۴۸	طبقاتِ علم
۴۸۸	فقیر عارف باللہ کون ؟	۴۴۹	علم حقیقی کیا ہے ؟
۴۸۹	اصل مقام	۴۵۰	فرضی علم کیا ہے ؟
۴۹۱	نبی کا منکر کافر ہے	۴۵۱	علوم کی تعداد
۴۹۲	اسم اللہ کی کمالات	۴۵۲	یقین کیا ہے ؟
۴۹۸	مردِ غازی کون ؟	۴۵۳	کتاب کی اقسام
۴۹۸	زندیق کون ؟	۴۵۴	مراقبہ و محاسبہ
۵۰۲	ترکِ دنیا اور حُبِ دنیا	۴۵۵	اقسامِ راہ
۵۰۳	حروفِ دنیا	۴۵۶	زینتِ انبیاء
۵۰۴	حروفِ دین	۴۵۷	اقسامِ بھوک
۵۰۶	چار چیزیں	۴۵۹	فقر محمدی
۵۰۷	حقیقتِ انسان	۴۶۰	الفقرِ فخری کی تشریح
۵۱۰	اقسامِ ذکر	۴۶۱	اقسامِ دلالت
۵۱۳	آدمیت کی اقسام	۴۶۲	فقرِ محمدی کی تشریح
۵۱۵	حقیقی اندھا کون ؟	۴۶۵	پانچ عین
۵۱۷	اولیاء اللہ کی تعداد	۴۷۰	توبۃ النصوح
۵۱۸	مردانِ خدا کی حقیقت کا انکشاف	۴۷۳	فقر کسی کا محتاج نہیں ہوتا ؟
۵۱۹	مراتبِ رزق	۴۷۴	اقسامِ الہام
۵۲۰	لقمہِ حلال	۴۷۶	اخلاص کیا ہے ؟
۵۲۱	وسیلہ کی بہتری	۴۷۸	مطلق کافر کون ؟
۵۲۱	کلام اللہ کی اہمیت	۴۸۰	نگاہِ کیمیا کے اثرات
۵۲۶	اقسامِ تجلی	۴۸۱	الہام کا انکشاف
۵۲۷	اسرارِ ربانی کا ظہور ہونا	۴۸۳	اقسامِ کشف
۵۲۸	دیوانگی کا راز	۴۸۶	راز دار کون ؟
۵۳۰	مرد کون ؟	۴۸۶	خشیتِ شیطانی

نمبر صفحہ	عنوان	نمبر صفحہ	عنوان
۵۹۵	اقسام ذوق	۵۳۲	عارف باللہ کون؟
۵۹۷	اقسام آواز	۵۳۳	صاحب مشاہدہ
۵۹۷	سعید کون؟	۵۳۵	اقسام دل
۵۹۷	ابتدا و انتہائے قرآن	۵۳۶	انسان ناقص کون؟
۵۹۹	حقیقت دنیا	۵۳۸	دریائے نوری
۶۰۰	ملائکہ سے فرمان	۵۴۱	وجود میں بادشاہی
۶۰۱	تخلیقِ نفس	۵۴۳	کلید دنیا
۶۰۳	ذلتِ مومن	۵۴۴	فقیر کی محبت کے اثرات
۶۰۳	اہل قبور سے استعانت کرنا	۵۴۸	دین کی رخصتی
۶۰۴	غیبی شکر	۵۵۱	چار دریا
۶۰۵	اللہ کے لیے محبت و دشمنی	۵۵۲	عقلِ کلی اور عقلِ جزوی
۶۰۷	تخلیقِ نفسِ امارہ	۵۵۴	اسم اللہ کی تشریح
۶۰۸	علم و ابلیس کا مکالمہ	۵۵۵	صاحب استغراق کون؟
۶۱۵	مراتبِ عجوبہ	۵۵۵	غزنیہ خدادندی
۶۲۲	نفس کا کلمہ استغفار پڑھنا	۵۵۶	اللہ تعالیٰ کی ہم نشینی
۶۲۳	علم و شریعت سے آبیاری کرنا	۵۵۹	قلب کی تشریح
۶۲۵	بادشاہ و قلب کا مکالمہ	۵۶۲	مرتبہ تخلیق
۶۲۶	خطراتِ عجب	۵۶۳	حق ایقین کیا ہے؟
۶۲۶	مبازرتِ طلبی	۵۶۶	فضیلتِ آدمیت
۶۲۸	راہزن کون؟	۵۷۲	صاحب شقاوت و سعادت
۶۳۰	حضرت موسیٰ شکمِ مادر میں	۵۷۸	پرنده کی تخلیق
۶۳۱	تجلیاتِ ذات کا مشاہدہ	۵۸۰	چالیس روز ماتم کرنا
۶۳۲	برقعہ درویش کی اہمیت	۵۸۱	کلمہ شہادت کی حقیقت
۶۳۲	حقیقی درویش کون؟	۵۸۸	صاحب حکمت کون؟
۶۳۲	کما لیت کاراز	۵۹۱	مخلص خاص کون؟
۶۳۵	طالبِ خدا کا انجام	۵۹۲	حقیقتِ خاموش

حَمْد

ہر نقدِ جہاں ، خُدا نما ہے
 عرفانِ صفاتِ کبریا سے
 تجھ سے ہے مُراوُجود قائم
 شہِ رگ سے قریب رہنے والے
 تیرے ہی چہار سُو ہیں جلوے
 اس پر بھی محیطِ علم تیرا
 ہر کارِ جہاں تیری نظر میں
 دل میں ہے تو کبھی نظر میں
 دی ہے وہ زباں پئے تکلم
 میرا یہ کلام یہ تغزل
 میرا یہ مزاجِ نغمہ کاری
 ہر چند فنا پذیرِ عالم
 تو قابلِ حمد ، صرف تنہا
 معبود ، احد ، صمد ، مصوّر
 رحمن ، ملک ، رحیم ، خالق
 قدوس ، علی ، معزز ، مہیمن
 بیدار ضمیر کی صدا ہے
 انسان کا ذہن کانپا ہے
 گو دامِ وجود سے مُجدا ہے
 یہ فصلِ تعلقات کیا ہے
 تیرا ہی ظہور جا بجا ہے
 ہر ذہن جو بات سوچتا ہے
 ہر کارِ جہاں کو دیکھتا ہے
 تجھ سے یہ لطیف استجا ہے
 شاعر کا سخن تری نوا ہے
 تیرا ہی کرم ہے اور کیا ہے
 تیری ہی نوازش و عطا ہے
 تو اول و آخر بقا ہے
 تو لائقِ معنیٰ ثنا ہے
 ہر وصف بہ شانِ انتہا ہے
 ہر ذرہ صفات آشنا ہے
 ہر شان کی مختلف ادا ہے

ہر نوع صفت جُدا جُدا ہے
 قدرت کا نشانہ بے خطا ہے
 مقصودِ ضمیرِ اولیاء ہے
 تو موجبِ خوفِ اشیاء ہے
 مدوحِ گروہِ اصفیاء ہے
 اعجازِ تعارفِ خُدا ہے
 محمودِ زبانِ اصفیاء ہے
 تعریفِ ابد سے ماوریٰ ہے
 انسان ، مذاقِ کبریا ہے
 ایماں سے مشیتِ خدا ہے
 ہر سمت مدام دیکھتا ہے
 ہر معنی حد سے ماوریٰ ہے
 خاطرِ ہوں خطا کا اقتضا ہے
 جنت میں اگر محلِ سریٰ ہے
 ہر قلب ، سہیدِ التجا ہے
 تیرے ہی کرم کا آسرا ہے
 بس تو ہی سدا سے تھا سدا ہے
 ہر وقت سخا کا باب وا ہے
 ہر جا ترا نام گونجتا ہے
 جو چیر ہے کبریا نما ہے
 تجھ سے ہی تعلقِ دُعا ہے

ستار ، غنی ، عزیز ، باری
 قیوم ، قوی ، جلیل ، قادر
 فتاح ، مجیب ، دار ، وارث
 قہار ، محیت ، منتقم ، حق
 قدوس و مؤخر و مقدم
 حافظ متعال ، مقتدر ، بر
 تحمید ازل سے حق ہے تیرا
 مضمون ہمیشگی الہی
 مامورِ خلافتِ الہی
 تکمیل مدارجِ بشر میں
 ہے تو ہی بصیرت درحقیقت
 تو آپ سمیع و الخیر
 ہر آن ہو رحمتوں کا سایہ
 دنیا میں کوئی مکان ، مالک
 تو اب ، سلام ، عدل ، مومن
 تو قابض و خافض ، المذل
 تو الحکم و علیم و رافع
 مغنی و متین و الرشید
 تو باسط و الوہاب و جامع
 الواسع و الودود و باعث
 تو ہادی و ذوالجلال و اکرام

ہر درد کے واسطے دوا ہے
 سارے ہی بڑوں سے تو بڑا ہے
 تیرا ہی نظام چل رہا ہے
 رب کون مرا ترے سوا ہے
 بندوں کا مزاج آشنا ہے
 ہر چیز نظر سے چھانتا ہے
 تمہیں بھی شانِ مجتبیٰ ہے
 ہر مسئلہ تو نے حل کیا ہے
 کیونکہ خاکِ زمانہ چھانتا ہے
 شکِ حسنِ صفات میں خطا ہے
 مشکل ہو تو خود گره کشا ہے
 مخلوق کو تو ہی پالتا ہے
 واسطہ تو مہربانِ خدا ہے
 دل حکم ترا ہی مانتا ہے
 شہِ رگ سے قریب آسا ہے
 ملفوفِ ازاں تری نوا ہے
 جو بھی ہے وہ بندہِ رضا ہے
 مخلوق میں رزق بانٹتا ہے
 کیا جو دو کرم ہے کیا سخا ہے
 تو نعمتیں سب کو بخشتا ہے
 تیرا ہوں مقام، شکر کا ہے

تو شافی و کافی عوارض
 تو ہی تو ہے ، العظیم آقا
 ہے تو ہی رقیب و الحیب
 ہے تو ہی بدیع اور باطن
 ہے تو ہی معید اور ظاہر
 ہے تو ہی شہید یا الہی
 تو ربِّ احد ، حمید بیشک
 انسان کی عقل کے مطابق
 انسان تری بندگی میں آکر
 تو ماجد و البکیر ، مالک
 تو مہدی و الحکیم و الحق
 تو ایک ولی . ولی جہاں کا
 ہے تو ہی علی ، کریم ، واجد
 تو مالکِ ملک و حق و باقی
 ہے تو ہی لطیف اور والی
 تو آپ حفیظ و الجلیل
 آدم سے تمام انبیاء تک
 تو ایک ہی رازقِ حقیقی
 تو مانع و نافع ، والعفو
 تیری ہی جناب سے ملے گا
 تو ربِّ صمد! مجید ، مقسط

یا رب تو صبور و الحکیم
 تو آپ وکیل رب رحمت
 بندوں کا شکور تو ہے مولا
 مولا تجھے الاغنیٰ کھنا
 الٰہی بھی جان آفرین بھی
 رحمن ، ملک ، رحیم ، خالق
 اے خالق احمد و محمد
 یہ منصب خاتم النبیین
 ہے تو ہی غیاث مستغیثین
 ہے تو ہی امد ، صمد ، ہمارا
 شیطان کو چھوٹ تو ہے لیکن

جو عبد ہے تابع رضا ہے
 انعام و کرم ، الم کشا ہے
 ہم شکر ادا کریں بجا ہے
 ہر عبد کے حق میں کیا ہے
 ہر بندہ یہ بات جانتا ہے
 ہر ذرہ صفات آشنا ہے
 تجھ سے ہی کمالِ مہربانی ہے
 تجھ سے ہی وجودِ مصطفیٰ ہے
 مقصودِ حیات و منتہی ہے
 ہر قلب و ضمیر کی سدا ہے
 لا حول سے دور بھاگتا ہے

تیسرا ہے کرم نگر ، پلہوری
 ہر چیز تجھی سے مانگتا ہے



ثَابِتَةٌ أَرْضُ سَمَا بِلُغِ الْعُرُ لِي بِجَمَالِهِ

وَصَفِيحٌ رِيحٌ أَوْ دَائِي كَسِفٍ بِجَمَالِهِ

وَرَانٌ بِلُغِ سَمَا بِلُغِ الْعُرُ لِي بِجَمَالِهِ

صَدَقَ الْعِيَارُ بِرَأْسِ الْوَاهِ وَالْمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا صَاحِبَ الْجِبَالِ يَا سَيِّدَ الْمَشْرِقِ
 مِنْ جُهِمِكَ لَمْ يَبْقَ نَفْسٌ لَوْ لَمْ
 لَا يَمُكِنُ لَيْسَ نَسَارُ كَمَا كَانَ حَمْدُ
 بَعْدَ زُحْدٍ بَرَكٌ لَوْ قَصِدَ مَحْضَرٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ
 وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ الْأَمِينِ وَعَلَى آلِهِ الطَّيِّبِينَ
 وَأَصْحَابِهِ الطَّاهِرَاتِ الْمُطَهَّرِينَ آمَنَّا بَعْدَ مَا عُوذَ بِاللَّهِ
 مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - اللَّهُ
 تَقَدَّسَ أَسْمَائُهُ وَتَعَالَى كِبَرِيَّاتُهُ - اسمائے باری تعالیٰ جل
 جلالہ و عم نوالہ تمام تعریفوں کے لائق ہے اور ہزاروں درود و سلام
 حضور سید خیر الانام سید العالمین رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین انیس
 الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کریمہ پر جن
 کے بارے ارشاد رب العالمین جل مجدہ الکریم ہے کہ كَوْلَاكَ مَا خَلَقْتَ
 الْاَوْفَلَكَ وَلَمَّا اَظْهَرْتَ الرَّبُّوْبِيَّةَ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر
 میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا اور اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔
 پھر ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :-

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ
 آپ فرمادیں اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم کو اپنا محبوب بنا لے گا۔
 اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا :-

كُلُّ شَيْءٍ يَطْلُبُونَ رَضَائِي وَ اَنَا اَطْلُبُ رَضَائِكَ يَا مُحَمَّدُ
 ہر چیز میری خوشنودی چاہتی ہے اور اے محمد ﷺ میں آپ کی خوشنودی چاہتا ہوں۔
 پس اے سچے طالب۔ تجھے جاننا چاہیے کہ اس کتاب کا نام محکم الفقراء ہے
 یعنی فقیروں کی کسوٹی۔ جس سے تمام کا تمام کھوٹا کھرا پہچانا جاتا ہے۔ اس لیے اے
 فقیر! محکم الفقراء اس لیے ہے کہ جو شریعت کا عامل ہوتا ہے اُسے صاحب شریعت
 کہتے ہیں۔ بزرگان دین کے نزدیک شریعت میں دو طریقے ہیں :-

۱. صاحب فتویٰ
 ۲. صاحب تقویٰ

اور جو طریقت میں داخل ہوا اُسے صاحب طریقت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور
 جس نے حقیقت میں قدم رکھا اُسے محقق کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور جس نے
 معرفت میں قدم رکھا اُسے عارف کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور جو شخص ان چہاں
 مدارج کو طے کر کے چہار نفوس کے تابع نہ ہو اور اربعہ عناصر کی عادت سے الگ
 ہو اور مَوْتُوَا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوَا یعنی مرنے سے پہلے مر جاؤ کا مصداق بن جائے
 اور معرفت خداوندی پر گامزن رہے اور مقام ہویت اور فقر فنا فی اللہ کے مراتب
 طے کرے۔ وہ اس کتاب ہذا سے طے کر سکتا ہے۔ چونکہ یہ کتاب چاروں مراتب
 کی کسوٹی ہے۔ پس اے سچے طالب جو شخص کتاب ہذا کو دائمی طور پر اپنے مطالعہ
 میں رکھے اور اس پر عمل پیرا ہو اور کمال ذوق و شوق سے اس کا مطالعہ کرے تو
 ضروری ہے کہ یہ شخص حضور نبی کریم و ما ارسلناک الّا رحمۃً للعالَمین شفیع المذنبین انیس
 الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء کی حضوری سے مشرف ہو کہ جو
 لاکھوں سالوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور مرتبہ فقر کمال درجے کا مرتبہ ہے۔ اس

سے بڑھ کر اور کوئی مرتبہ نہیں ہے۔ جس کے بارے میں ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے: **الْفَقْرُ فخری یعنی فقر میرا فخر ہے۔**

پس اے طالبِ صادق! شریعت اور طریقت میں کیا امتیاز ہے۔ جاننا چاہیے کہ صاحبِ شریعت ہوشیار اور صاحبِ طریقت مست و سرشارِ مگردل سے بیزار۔ اور حقیقت و معرفت میں کیا امتیاز ہے۔ پس حقیقت یہ ہے کہ نیکی اور بدی کو اپنے نفسِ لوامہ کے سپرد کر دے۔ اور معرفت یہ ہے کہ رجوع الی اللہ ہو۔ اور خود کو خواہشاتِ نفسانی سے روکے رکھے۔

اے سچے طالب! معرفت و فقر میں کیا امتیاز ہے۔ جاننا چاہیے کہ عارف دائمی طور پر خاموش رہتا ہے اور فقر ایک بھر بیکراں سمندر ہے جس میں بڑی مشکل سے گوہرِ مقصود ہاتھ آتا ہے۔ اس لیے اس کی طرف توجہ کر۔ ظاہر میں عام الناس کے جلسہ میں اور باطن میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت میں ڈوبا رہے۔

نظم

ہر کہ خواند محاک را بہر خدا

مجلسے حاصل شود بامصطفیٰ

ترجمہ: جو خدا کے وصل کی کوٹی حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کو مصطفیٰ اصلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔

صورتے دیگر بود سیرت دیگر

عارف باللہ بود صاحب نظر

ظاہر اور ہوتا ہے باطن اور ہوتا ہے۔ عارف باللہ صاحب
نظر ہوتا ہے۔

اے کتابے مرشد حق راہبر
ہر مقامے می دید از حق خبر
یہ کتاب پیر کامل اور اللہ کے طریق کی راہبر ہے۔ ہر منزل کی صحیح
خبر دیتی ہے۔

ہر کتابے را جواب میدہ
ہر دلی را ہم خطا بے میدہ
یہ کتاب ہر سوال کا جواب دیتی ہے۔ ہر دلی کو پسند و نصیحت
دیتی ہے۔

اولیاء را می نماید ہر مقام
می کند تحقیق ہر یک پختہ خام
ہر دلی کو اس کا مقام و منزل دکھاتی ہے۔ ہر ناقص کو حقیقتاً
کامل کرتی ہے۔

اور اس کے ہر حرف میں معرفتِ خداوندی اور ہر ایک سطر میں سرّ الہی اور مخفی قول
اور معانی اور دریائے توحید کے موتی ہیں۔

اے سچے طالب عارفین اور توحید باری تعالیٰ کی کیفیت کے طریقے اور
محمدی راز ہیں۔ اور عارف باللہ کے خواص اللہ تبارک و تعالیٰ کے اسم پاک سے
کھلتے ہیں۔ اور فنا فی اللہ کے ساتھ مسمیٰ ہوتا ہے اور مقام میں ہودیت میں پہنچتا

ہے۔ اور لفظ حی و قیوم سے موسوم ہوتا ہے۔ اور بے حجاب اللہ کو دیکھنا ہے اور شرح جزو کل اور شرح توحید معرفت ذات و صفات خداوندی سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اور مجلس نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے باہر ہو جاتا ہے بلکہ ہر وقت حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی مجلس پاک کی حضوری میں حاضر رہتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ کتاب ہذا محکم الفقراء فقیر باہر ولد بانزید محمد عرف اعوان ساکن قرب و جوار قلعہ شورکوٹ کی تصنیف ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے تمام آفات اور ظلم سے محفوظ فرمائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ میں اللہ کے ساتھ جاہل ہونے سے پناہ مانگتا ہوں۔

اے فقیر! شریعت کیا ہے۔ ایک شرف بمعنی بزرگی ہے۔ اور طریقت کیا ہے طریقت ایک بھید ہے یا یہ خیال کیجئے کہ شریعت دریا ہے اور طریقت دریا کا کنارہ ہے۔ اور حقیقت کیا ہے۔ حقیقت حق کا مشاہدہ ہے۔ اور معرفت کیا ہے معرفت حق الیقین کا مرتبہ ہے۔ اب یوں خیال کیجئے کہ شریعت گو یا بادشاہ کا دارالسلطنت ہے۔ اور چونکہ طریقت شریعت کا راستہ ہے۔ اور حقیقت میں طریقت کی وجہ سے حق پر نگاہ ہے۔ اس بناء پر معرفت میں حقیقت سے اللہ تعالیٰ کے راز کا حصول ہوتا ہے۔ پس جو شخص شریعت سے باہر قدم رکھے اور استدراج حاصل کرے وہ ٹھک ہے۔ فقیر کے لیے ضروری ہے کہ ہر طریقہ اور ہر مقام کو شریعت سے کھولے اور ہر مقام پر شریعت کی طرف رجوع کرے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:-

الْهَيْبَةُ الرَّجُوعُ إِلَى الْبَدَايَةِ
ہر کام کی انتہا اس کی ابتدا کی طرف رجوع کرنا ہے۔

پس شریعت کو قرآن سے بزرگی حاصل ہے۔ اور قرآن کو اللہ کے نام و ذات خداوندی سے شروع ہے۔ اس لیے شریعت اور قرآن اللہ کے نام و ذات سے کوئی علیحدہ چیز نہیں ہے۔

ارشاد رب العالمین جل مجدہ الکریم ہے :-

وَعِنْدَهُ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ لَا يُعَلِّمُهَا إِلَّا هُوَ ۗ وَ نَعْلَمُ مَا فِي
الْبُحُورِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ دَرَقَةٍ إِلَّا نَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٌ فِي ظُلُمَاتٍ
الْأَرْضِ وَلَا تَرْتِطٍ وَلَا يَأْبِسُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ۗ

اس کے پاس غیب کی چابیاں ہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ہم جانتے ہیں

جو کچھ خشکی میں ہے اور جو پتہ کرتا ہے وہ اس کو جانتا ہے کوئی دانہ ایسا نہیں جس کو وہ نہ جانتا

ہو چاہے وہ زمین کے اندھیروں میں ہو اور کوئی تر و خشک ایسا نہیں جو کتاب مبین میں لکھا ہو۔

پس اے درویش! جس طریقہ اللہ و رسول اور قرآن و شریعت۔ حضور نبی پاک صلی علیہ

وآلہٖ وسلم افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے طریقہ پر چلنے والے علمائے کرام اور فقیر

عارف باللہ اور کامل بزرگ نہ ذکر کریں وہ طریقہ سراسر کفر ہے۔ اور اس پر چلنے والا کافر،

زندیق اور کفر ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے

خلاف پیغمبر کے راگزید

کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

جو شخص نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے خلاف چلا وہ منزل

پر ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔

84278

اس کے جواب میں حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا

ہے ۷

شد مرید از جان باہو مصطفیٰ
واقف اسرار گشتہ از الہ

باہو دل سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرید ہو گیا تو اللہ کی طرف سے
اسرار درموز کا واقف کار ہو گیا۔

پس اے درویش! شریعت کیا ہے؟ شریعت حضور نبی پاک صاحبِ لولاک
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقہ کا خلاصہ ہے۔ اور دنیا کے خلاف طریقے اللہ تعالیٰ
کے رد کیے ہوئے ہیں کیونکہ دنیا کی اصل فرعون و ہامان ہے۔ اور شریعت
مطہرہ کی اصل حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔ پس اے درویش
جو شخص دنیا طلب کرے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالف ہے۔ پس
اے طالب صادق! دنیا کیا ہے اور اس کی حقیقت کیا ہے؟

ثنوی

آنچہ از حق باز دارد دنیائے زشت

آنچہ با حق می برد فقر بہشت

جو چیز اللہ تعالیٰ سے روکے وہ کینہی دنیا ہے جو اللہ تک پہنچائے
وہ فقر ہے اے جنتی۔

داد عزت حق تعالیٰ فقر را

فقر فخری گفت احمد مجتبیٰ

اللہ تعالیٰ نے فقر کو عزت دی ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے
الفقر فخری فقر پر مجھ کو فخر ہے فرمایا ہے۔

پس اے درویش فرض دو اقسام میں منقسم ہے :-

۱۔ فرض وقتی
۲۔ فرض دائمی

پس فرض وقتی تو نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ ہے۔ اور فرض دائمی ذکرِ خداوندی اور
معرفتِ خداوندی ہے۔ پس اے درویش! فرض دائمی کو غالب رکھ اور فرض
وقتی کا مقید اور اس کے ادا کرنے میں ایک وقت سے دوسرے وقت کے
منتظر رہو۔

پس اے درویش جاننا چاہیے کہ ذکر الہی کار از نماز کے ساتھ ہے بغیر
نماز کے ذکر از نہیں ہو سکتا بلکہ اس حالت میں اپنی عمر عزیز ضائع کرنا ہے۔
ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے :-

الْوَقْتُ سَيْفٌ قَاطِعٌ

وقت کاٹنے والی تلوار ہے۔

پس اے درویش! جاننا چاہیے کہ شریعت مطہرہ راستہ ہے اور قرآن
کلامِ خداوندی ہے کہ مخلوق اور حادث نہیں اور نامِ الہی سے ہدایت کا حصول
ہوتا ہے۔

پس اے سچے طالب! آدمی قرآن خوانی اور علم کے حصول اور عبادت کی مشقت
صرف نامِ باری تعالیٰ کے لینے سے اسلام پر قائم نہیں ہوتا۔ جب تک کہ اس
کے ساتھ حضور نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت کا قائل نہ ہو اور

صدقِ دل سے کلمہ طیبہ نہ پڑھے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-
ذِكْرُ اللَّهِ قَرَضٌ مِنْ قَبْلِ كُلِّ قَرَضٍ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ
رَسُولُ اللَّهِ۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ محمد رسول اللہ کہنا ہر فرض پر مقدم ہے۔ فرض ہے۔
تجکیر تحریم اللہ اکبر نماز میں سب سے مقدم ہے اس کے بعد نماز فرض ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

وَإِذْ كُنَّا نَسْمَعُ رَبِّهِ فَصَلَّيْنَا
أُورِ اللہ کا نام لیا پھر نماز پڑھی۔

اور ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

اور بہترین عبادت قرآن خوانی ہے۔ یہ ذکر خداوندی عبادت و سعادت کی یاد
سے تعلق رکھتا ہے۔ اسی لیے ذکر الہی قدیم ہے۔

پس اے درویش جاننا چاہیے کہ اسے کلمہ طیبہ اسی لیے کہتے ہیں کہ اس میں
توحید باری تعالیٰ کا ذکر ہے اور کفر و شرک کی ناپاکی سے باہر نکلنا ہے اور
کلمہ طیبہ پڑھنے والے میں چار اشیا کا ہونا لازمی ہے :-

پہلی چیز :- اس پر یقین ہو کہ جس کو اس پر یقین نہیں وہ منافق ہے۔
دوسری چیز :- جو اس کی حرمت کا قائل نہیں وہ فاسق ہے۔
تیسری چیز :- جس نے اس کی حلاوت نہیں پائی وہ بے کار ہے۔

چوتھی چیز :- جو اس کی تعظیم نہ کرے وہ اہل بدعت سے ہے۔

ابیات

کلید قفل جنساں لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ
نجات مردم حیاں لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ
جنت کے دروازے کی چابی لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ ہے۔ آدمیوں کی رُوح
کی نجات لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ میں ہے۔

چہ خوف آتش دوزخ چہ باک دیو لعین
دلا کہ کروسیاں لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ
دوزخ کی آگ کا کیا خوف اور مردود شیطان کا کیا ڈر۔ اے دل جس
نے لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ کا ورد کر لیا۔

نبود ملک و د عالم نبود چرخ کبود
کہ بود در اماں لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ

نیلے آسمان کی وسعت اور دونوں جہانوں میں امان نہیں۔ امان ہے
صرف لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ میں ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ ہر چیز کے لیے آفت ہے اور عشق کی آفت آدمی کا نفس
ہے۔ ارشاد رب العالمین جل مجدہ الکریم ہے :-

وَءَاخِلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ

اور داخل ہونے والا اپنی جنت میں وہ ظالم ہے۔

اپنے نفس پر اور نفس کی آفت طمع ہے۔ اور نفس و طمع آدمی سے علیحدہ نہیں ہوتے جب تک کہ آدمی حرص کو ترک نہ کرے اور توکل اختیار نہ کرے اور ترک حرص و توکل حاصل نہیں ہوتا۔ بغیر اللہ تبارک و تعالیٰ کے داغِ محبت و درد اور درد و داغِ محبت بغیر ذکرِ کلمہ طیبہ اثر نہیں کرتا۔ محمد رسول اللہ کے ذکر سے توحید و توکل حاصل ہوتا ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

التَّوْحِيدُ وَالتَّوَكُّلُ تَوَاقِفٌ بِلَايَاتٍ

توحید و توکل کی نشانیاں ایک ہی ہیں۔

مراتبِ صاحبِ وصال

پس اے درویش! ذکرِ نفی و اثبات اور اسمائے الہیہ میں غرق ہونا کہ جو ذات والا صفات دائمی رہنے والی ہے۔ اور ذکرِ جاری لا اِلهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ جو قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ ہو۔ یہ صاحبِ وصال کے مراتب ہیں۔ حدیث مبارکہ افضل الذکر لا اِلهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ فرمانِ قرآن مجید ہے۔ اور فرمانِ خداوندی اور حکیم خداوندی ازلی وابدی ہے۔ اور حضور نبی کریم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شریعت ایک جاری و ساری دریا ہے جو ہر شخص کی مراد پوری کرنے والا ہے اور عام و خاص آدمیوں کا راہبر ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام پاک سب سے بڑی رحمت ہے۔ اس کے فضل کا پینہ ہے یعنی رحمت کی بارش اللہ یا اسم اللہ غالب امر ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :- وَاللَّهُ غَافِلٌ

علیٰ امیرہ۔ امر خداوندی سب پر غالب ہے۔ اور ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم ہے :-

الْأَمْرُ فَوْقُ الْأَدْبِ
حکم ادب پر مقدم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْثَالَهُمْ كَمَا كَلَّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَإِنَّهُمْ لَفِئَ سِقَةٍ
جس چیز پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو مت کھاؤ اس چیز میں سے بیشک
وہ فسق ہے۔

پس اے درویش قرآن مجید کی پہلی آیت کریمہ ذکر الہی کے بارے میں نازل
ہوئی ہے وہ یہ ہے :-

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ
پڑھ اللہ کے نام سے جس نے تخلیق کیا۔

ہدایت خداوندی

پس ذکر معرفت خداوندی حسب ہدایت خداوندی ہے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ
کی ہدایت کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔ جس طرح کہ بلعم باعور اور ابلیس بیک لحظہ بارگاہ
خداوندی سے راندے گئے اور قرب حضوری سے دور کیے گئے۔ اور اللہ تبارک
و تعالیٰ کی ہدایت اور حسب خداوندی کے۔ اخلاص نے اصحابِ کھف اور ان کے
کتے کو دوری سے قرب حضوری میں پہنچا دیا۔ محبت خداوندی سرسبز ہدایت ہے

اور حُبِّ دنیاسر اسر گمراہی ہے۔

پس اے درویش رویت ہدایت کے لیے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالسَّلَامَةُ عَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ النَّصِيحَةَ

اور سلام اُس پر جس نے ہدایت کی اتباع کی۔

یعنی جس نے ہدایت کو اختیار کیا۔ کیونکہ صاحب روایت مجتہد اور صاحب مذہب امام وہی ہے جس نے دنیائے فانی سے مطلوب کے ساتھ رحلت فرمائی ہو۔ ازاں بعد کوئی شخص اس کے سامنے مذہب یا اجتہاد یا امام ہونے کا دعویٰ کرے وہ سراسر کذاب ہے۔

پانچ مراتب

پس اے سچے طالب! یہ پانچ مراتب کسی کو نصیب نہیں ہو سکتے۔ پس جو شخص ان مراتب کا مدعی ہو وہ خارج از اسلام ہے۔ نعوذ باللہ منہما۔

پہلا مرتبہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کسی پر قرآن کا نزول نہیں ہو سکتا۔

دوسرا مرتبہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

تیسرا مرتبہ: اب کسی کو معراج نہیں ہو سکتی۔

چوتھا مرتبہ: ماسوا انبیائے کرام کسی پر وحی نہیں آتی۔

پانچواں مرتبہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام اور مذہب کے چاروں ائمہ مجتہدین کے مساوی کوئی نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ کسی قدر کھلی صاحب شرف ہو جائے۔

سر الہی

اے درویش! میں متعجب ہوں اس قوم اور اس شخص پر جو مرشد ولی اللہ پہلے ہی دن محنت کے بغیر ہو جائے۔ کہاں سر الہی اور کہاں وہ بیوقوف، ریاضت و محنت بخشش خداوندی ہے۔ جس کو اللہ نے چاہا عطا کیا اور جس کو نہ چاہا نہ عطا کیا۔ مگر خدا کی اس عطا پر بھی آدمی بخیل ہے۔

مثنوی

مرد مرشد داز بخشد حق عطا
میکشد از شرک و کفر و از ہوا
مرشد آدمی کو اللہ کی طرف سے حق عنایت کرتا ہے، شرک اور کفر
اور نفسانی خواہشات سے دور کر دیتا ہے۔

بے طلب مولیٰ بود شیطان مرید
ہر کہ طالب حق بود با حق رسید
اللہ کو نہ چاہنے والا شیطان کا مرید ہوتا ہے۔ جو کوئی اللہ کا چاہنے
والا ہے وہ واصل باللہ ہو جاتا ہے۔

اے طالب حقیقی! جاننا چاہیے کہ شریعت نام قول کا ہے اور طریقت حال
کو کہتے ہیں اور حقیقت احوال کو کہتے ہیں۔ اور معرفت وصال الہی کو کہتے ہیں۔
شریعت اور طریقت کے ماہین ستر ہزار حجابات ہیں۔ جب تک خود کو نہ سمجھے گا
ہرگز ہرگز طریقت کے مقام پر نہیں پہنچ سکتا۔ اور طریقت و حقیقت میں کشف و

کرامات کے ستر ہزار پردے ہیں یعنی حجاب اکبر ہیں۔ پس جو شخص کشف و کرامات سے پاک و صاف نہ ہو وہ حقیقت پر پوری طرح نہیں پہنچ سکتا۔ اور حقیقت معرفت میں ستر ہزار حجابات عظیمہ ہیں۔ جب تک صفات سے باہر نہ ہو ورنہ یائے معرفت اور لاہوت میں غرق نہیں ہو سکتا۔ اور کبھی بھی مقام معرفت خداوندی حاصل نہیں کر سکتا۔

حجابات کا انکشاف

اے درویش! معرفت اور غرق نور الہی میں ستر ہزار پردے ہیں۔ جب تک عارف لباس معرفت سے خالی نہ ہو مقام غرق نور الہی نہیں ہوتا۔ اور غرق نور الہی و مقام حق و قیوم یعنی مقام بقا باللہ میں کبھی ستر ہزار پردے ہیں۔ پس جب تک کہ جسم و اسم ذات الہی میں اللہ کے نام کے تصرف سے باقی باللہ نہ ہو کبھی بھی ہمیشہ کی زندگی نہیں پائے گا۔ کیونکہ اس مقام کا خطاب نعمت الہی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے انعام کیا۔

پس اے درویش! جو شخص اس نعمت اللہ کے راستے پر پہنچے وہ مخلوق کا ہادی اور راہنما ہے۔ صاحب نظر اور مقرب الی اللہ ہو بلکہ بارگاہ خداوندی میں ایسا واصل ہو کہ طالب حق کو تو ہزار کوس سے اپنے جذبہ سے کھینچ لے۔ اور بیک لحظہ مقام شریعت و طریقت و حقیقت اور معرفت کو طے کرادے۔ اور

جذبہ سے کھینچ لے۔ اور ان واحد میں مقام شریعت، مقام طریقت، مقام حقیقت اور مقام معرفت کو طے کرادے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ملا دے کہ وہ طالب ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرے۔ اور ماسوا صاحب نظر اور طالب نظر کے دوسرے کی آرزو نہ کرے۔

نیم نظرش بہ بود مرد خدا

زال نظر حاضر شود مصطفیٰ

صاحب نظر کی ادھی نظر میں یہ تاثیر ہے کہ اس سے حضور نبی پاک صاحب لولاک احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثنار کی بارگاہ میں حضوری حاصل ہوتی ہے۔

پس جس کی نظر میں یہ تاثیر نہ ہو اس کو نظر والے نہیں کہہ سکتے۔ چونکہ یہ راہ صرف توفیق الہی سے حاصل ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ

نہیں ہے مجھ کو توفیق مگر اللہ کی طرف سے۔

ذکر قلبی ذکر روحی ذکر سری

اے درویش! معرفت خداوندی کا راستہ ایک راز اور سر اسرار پنہاں ہے اگر تو اس راستہ پر آئے گا تو دروازہ کھلا ہے۔ اور اگر تونہ آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی پرواہ نہیں۔

اے درویش! زبان کا ذکر کرنا ناقص اور مدعا کے لیے غیر مضبوط ہے جیسا کہ فرعون کے کہنے سے دریا جاری ہو گیا جس کی تفسیح و تفصیل تفاسیر کی کتابوں میں

کثرت سے ہے۔ یہاں اس کے نقل کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔
 اے سچے طالب! ذکر قلبی کسی چیز میں مقید نہیں ہے اور ذکر روحی کسی
 حالت میں راحت نہیں پاتا۔ اور ذکر سرری سے مراد خاموش رہنا ہے۔ اور ذکر
 ناظر دائمی طور پر بے نیاز اور مستغرق الی اللہ رہتا ہے۔

ذکر خفی

اے درویش! ذکر خفیہ کی تعریف سنیے وہ یہ ہے کہ ذکر خفیہ مثل ذکر نہیں
 ہے کیونکہ ذکر خفیہ یعنی ذکر خفی نہ زبان کے ساتھ اور نہ قلب کے ساتھ اور نہ سر
 کے ساتھ ہے۔ بلکہ ذکر خفی ایک غیر مخلوق نور ہے۔ کہ اس کے ذکر کی ہمیشہ
 دربار الہی میں حضوری ہے اور جو کچھ وہ سنتا ہے اور کہتا ہے کہ یاد رکھتا ہے
 بلکہ ذکر خفیہ بے غصہ اور مطمئن اور صاحب ذوق و شوق محبت انوار الہی کے
 مشاہدہ کرنے والا ہے۔ یا صاحب مشاہدہ اور متوکل الی اللہ اور رحم کرنے والا
 اور تارک خواہشات نفسانی اور رب تعالیٰ کے رازوں سے واقف ثابت قدم،
 اور پورا ساناک ہے۔

اے درویش! ذکر خفیہ بہت ہوشیار ہے وہ شہرت میں معروف نہیں ہوتا بلکہ جس
 پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے وہ ذکر کو خفیہ جانتا ہے۔ ذکر خفی اہل معرفت
 کا شغل ہے۔

ارشاد باری ہے:۔

ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً

اپنے پروردگار کو عاجزی اور پوشیدگی سے پکارو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

يَسْبِيحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ
الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ۔

اُس اللہ کی تسبیح کر جو زمین و آسمان کا بادشاہ اور ہر عیب سے پاک ہے۔
سب سے غالب اور صاحبِ حکمت ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

فَإِذَا قُضِيَتْ الصَّلَاةُ فَادْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقَعُودًا وَعَلَى
جُنُوبِكُمْ۔

جس وقت تم نماز کو پورا کر لو تو اللہ کا ذکر کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر
اور پہلوؤں پر کرو۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ
أَوْ جُودًا كَافِرِينَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔ وہ ہمیشہ اس میں رہیں
گئے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا
الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ۔

وسیلہ و جہاد

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ.

وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی پروا نہیں کرتے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَ

جَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ.

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس

کے راستہ میں جہاد کرو تو البتہ تم نجات حاصل کرو گے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

قَالَ كَذَلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيَتْهَا وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ مُنْتَهَى

فرمایا ہم اپنی آیتیں آپ پر وحی کرتے ہیں اور کچھ کو بھلا دیتے ہیں یہ دن انتہی کا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

أَكْثَرُ ذِكْرِ اللَّهِ حَتَّى يَقُولَ الْمُنَافِقُونَ مَجْنُونٌ

ذکر الہی اس قدر کثرت سے کرو کہ منافق تجھے مجنون کہنے لگیں۔

ذکرِ سیری

اے درویش! ذکرِ سیری اچھے اور پاک لوگوں کا مرتبہ اور خدائے قدوس

کی اطاعت و فرمانبرداری ہے۔

ارشادِ عالمین جل مجدہ الکریم ہے :-

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ
وَحَسَنَ أَوْلِيَٰكَ مَا فِيقَا۔

جو شخص اللہ و رسول کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے یعنی انبیائے کرام علیہم السلام اور صدیق اور شہید اور نیک بندے ہیں۔

ازال بعد حضرت سلطان العارفین سلطان باہو علم فقہ کی اور فقر کی تعریف اس طرح کرتے ہیں :-

اے سچے طالب! جانتا چاہیے کہ علم فقہ آدمی کی جان و جسم اور زبان و جسم ظاہری کو پاک و صاف بنا دیتا ہے لیکن علم فقہ کے پڑھنے سے حرص و حسد دل سے جاتا۔ مگر فقہ کا عالم دل کی پاکیزگی سے بے خبر ہے اور ذکر الہی نور معرفت کا اشتغال ہے۔ اور علم فقہ کے بغیر فقیر اپنی فیضیت اور کفر و شرک کے روم سے واقف نہیں۔ اور اسلامی فقہ کی بنیاد کی شرح ہے اور فقر کی بنیاد اسم اللہ کی تشریح ہے۔ پس علم فقہ اور علم فقر چھ حروف کا مجموعہ ہے۔ پس جس کا فقہ اور فقر دونوں کامل ہیں۔ اس کی چھ طرفین ہیں۔ یعنی ہفت جہت اس کے پاؤں تلے ہیں۔

پس اے درویش! یہ مراتب ذکر دوام و فکر کے تمام ہیں۔ فقیر بے علم کے لیے ناقص و خام ہے۔

علم را آموز اول آنچه علمے از خدا علم فقہ و ذکر و فکرت بازدارد از ہوا عالم با عمل و فقیر عارف کون؟

جاننا چاہیے کہ با عمل عالم اور فقیر عارف کامل وہ ہے کہ سوتے وقت اپنے نفس سے کہے کہ مجھ پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اطاعت و عبادت، ذکر و فکر، معرفت و سعادت لے لیے پیدا کیا ہے نہ کہ سونے کے لیے پیدا کیا ہے۔ اے نفس تیرے سونے کی آہ قبر ہے کہ ایک پہلو پر کئی سال تک سویا رہے گا۔ عبادت خداوندی کر لے۔ کیونکہ بامت اور حشر و صراط کا عرصہ درپیش ہیں۔

اے درویش! مرد عارف اور مرد کامل کو تین قسم کے آدمیوں سے باخبر

ہونا چاہیے :-

پہلی قسم :- نفس جان کا دشمن ہے۔

دوسری قسم :- شیطان ایمان کا دشمن ہے۔

تیسری قسم :- دنیا زر کی دشمن ہے۔

جو لوگ ان تینوں دشمنوں سے بے ہیں وہ نہایت بیوقوف، نادان اور

صرف بے عقل اور بے وقوف اور جاہل مطلق ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :-

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ

تحقیق جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا

ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

مَا نُنسَخُ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِمَّنْهَا أَوْ مِثْلَهَا
أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

جو آیت ہم منسوخ کر دیتے ہیں یا اسے بھلا دیتے ہیں۔ اس سے بہتر
یا اس کی مثل نازل کرتے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہر بات پر
صاحبِ قدرت ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

مَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ قَالَ رَبِّ لِمَا حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا
جس نے میرے ذکر سے منہ پھیرا تو اُس کو ملتی ہے گدراں فگگی کی اور ہم
اُس کو بروزِ محشر اندھا اٹھائیں گے۔ میں تو تھا صاحبِ بصیرت۔

قیامِ دنیا

جاننا چاہیے کہ جب تک عارف باللہ اور صاحبِ دلایت ولی اللہ مندارشاد
پر رونق افروز ہیں اُس وقت تک دنیا قائم ہے اور جس دن کہ ذکرِ الہی اور اسمِ ذات
اللہ ذاتِ کا ذکر اور اسمِ اللہِ طالبینِ خداوندی کے ظاہر و باطن سے اٹھ جائے
گا۔ اسی روز قیامت قائم ہوگی۔

زمین اور مخلوقِ خدا اور ہدایت اللہ صرف اولیائے کرام کی برکت سے
یک سلامت ہے ورنہ کب کی نیست و نابود ہو جاتی۔

حجابِ اکبر کیا ہے؟

اے سچے طالب! علمائے ظاہر اور علمائے باطن کے مابین جو حجابِ اکبر ہے وہ یہ ہے کہ وہ علم ظاہر کی حقیقت کو دلائل سے جانتے ہیں۔ اور جسے اہل باطن نہیں جانتے اور اہل باطن جو باریکیاں، نقاط اور معرفتِ خداوندی کی برکات سے واقف ہوتے ہیں وہ عالم نہیں جانتے۔ اور جو لوگ اولیاء اللہ ہیں وہ ہمہ وقت اللہ تبارک و تعالیٰ کی تجلیات میں رہتے ہیں۔ اور برابر اللہ تبارک و تعالیٰ کے انوار کو عالم خواب و مراقبہ میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ بخلاف علماء کے کہ یہ دلیل میں ہیں اور وہ بغیر دلیل کے جانتے ہیں۔ پس اے سچے طالب یوں سمجھنا چاہیے کہ علماء کرام حجاب میں ہیں اور صوفیائے کرام بغیر حجاب کے ہیں۔ ان دونوں کا حجاب اللہ تعالیٰ ہی اٹھائے تو حالت برابر ہو جائے۔

فقر کیا ہے؟

پس لائق یہ ہے کہ علم ظاہری اور علم باطنی برابر ہو۔ اسے صاحبِ ہدایت اللہ اور ولی اللہ کہتے ہیں اور یہ تب ہوتا ہے جب **وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ**۔ اللہ تعالیٰ ہدایت کرتا ہے صراطِ مستقیم کی طرف۔ اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

ہدایت کر ہم صراطِ مستقیم کی۔

یعنی معرفتِ خداوندی کی ابتدا و انتہا اسی میں ہے۔ اور فکر کی تمامیت اسمِ اللہ ذات میں ہے۔

پس اے پختے طالب! اس باطنی راستہ میں معرفتِ خداوندی اور محبتِ نفس اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث درکار ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَالَّذِينَ اسْتَوْخُوْنَ فِي الْعِلْمِ یعنی راسخ ہونے والے علم میں۔ جیسا کہ کسی نے کیا خوب کہا ہے ۷

علم روشن راہ ہادی راہبر
آدمی بے علم، بچوں گا ڈخر

علم راستہ کو منور کرتا ہے اور پیر راستہ دکھاتا ہے۔ بے علم جاہل آدمی گمراہ اور بیل کی مثل ہے۔

جاننا چاہیے کہ علم عمل کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور عبادتِ ذکر اور معرفت کی طرف کھینچتی ہے اور سچائی کی طرف لے جاتا ہے اور باطل سے بیزاری دیتا ہے۔ چونکہ آیہ کریمہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ کی جگہ لِيَعْبُدُونِ کہتے ہیں۔ یعنی ہم جن و انس کو اس لیے تخلیق فرمایا کہ ہماری معرفت حاصل کریں۔ یعنی ہمارا تخلیق ہونا عبادت کے لیے ہے۔ اگر عبادت نہ ہو تو ہم شرمندہ ہیں۔ اور اگر علم ہمارا ساتھ معرفت کے ہے تو ہم عالم باعمل ہیں۔ پھر ہمیں عبادت سے بھی لذت حاصل ہے اور حلاوت کی بھی چاشنی ہے۔ اگر کوئی علم سے منہ موڑے تو وہ اہل غرور اور متکبر ہے۔ اور مقام اَنَا خَيْرٌ مِنْهُ یعنی میں اس سے بہتر ہوں اس میں داخل ہے کہ جو غرور و خواہشات میں متکبر ہو اور دنیا کے مرتبہ کو عزت جانتا ہو۔

مقام شریعت و طریقت

جاننا چاہیے اے سچے طالب علمائے صاحبِ حال باطن میں معرفتِ خداوندی کا قرب و وصال کے ساتھ اعتبار نہیں کرتے۔ اور ذکر فقیر کا دل جبکہ ذکر خداوندی کی وجہ سے اسم اللہ پر بولنے لگتا ہے تو زبان گویائی کی قال سے مطلق مردہ ہو جاتی ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّمَ لِسَانَهُ

جس نے پروردگار کو پہچان لیا اس کی زبان گونگی ہو گئی۔

پس اے سچے طالب۔ معلوم ہونا چاہیے کہ علمائے صاحبِ مقام زبان ہے اور طریقت کا مقام دل ہے یعنی جنبشِ قلب سے دل اسم ذات اللہ کے ساتھ زندہ ہو۔ اسم اللہ کی تاثیر سے اور نفس مطلق مردہ ہو۔ یعنی نفس میں حرص و حسد کبر و طمع اور ہوا و ہوس ذکرِ قلبی کے وجود میں نہ رہے اور جب مطلق سے باہر آئے یعنی جو کچھ چون و چرا سے الگ ہوا اس کے دل پر خطرات نہیں آتے۔ اور ذکرِ قلبی جب ان مراتب پر پہنچتا ہے تو تب صفائیِ قلب دوام سے ذکرِ قلبی کو باطن میں انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی بزمِ پاک نصیب ہوتی ہے۔

پس اے درویش! جب کہ ذکرِ قلبی کو دوام انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی بزم ہوتی ہے تو وہ ان کے فیضانِ صحبت کی برکت اور اسم اللہ کی تاثیر سے ایسا روشن ضمیر ہو جاتا ہے جس طرح کہ سورج روشن ہے۔

ذکرِ قلبی کی حقیقت کا انکشاف

جاننا چاہیے کہ سراسر اسرارِ خداوندی کا مشاہدہ اسے دائمی طور پر میسر ہوتا ہے کیونکہ ذکرِ قلبی کو شاہدِ جمالِ مطلق کا مشاہدہ ہی وصال ہے۔ اسے درویشِ صادق! جو شخص اسم و رسم کے مطابق دل کو حرکت دے وہ ذکرِ قلبی نہیں ہے۔ اور جو کام و زبان کے ساتھ تعلق رکھ کر پڑھتے ہیں ان کی حقیقت کا علم ہوا۔ اور یہ فقرہ کے مراتب سے بہت دور ہے اور معرفتِ خداوندی کے وصال سے محروم ہے۔

پس اسے درویش! ذکرِ قلبی صاحبِ نظر ہے۔ اگر کفار کی بزم میں بیٹھے تو ذکرِ قلبِ اسمِ اللہ کی توجہ سے تمام کفار کی طرف نظر کرے۔ پس صاحبِ قلب کی نظر سے ہر ایک کافر کا قلب ذکر اور جنبش میں ہو۔ اور تصدیقِ القلب حاصل ہو جائے اور ذکرِ اللہ کے غلبوں سے تصدیقِ القلب زبان سے اقرار لا اِلهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ کا کہنا ہے اور اس طرح حقیقی مسلم اور عارف باللہ کی تحقیق بے حجاب ہو۔

پس اے سچے طالب! ذکرِ قلبی دینا اور دنیا داروں کو ترک کرے اور مخلوق سے جدائی اختیار کرے اور دائمی طور پر اللہ کے شغل میں مستغرق ہو۔ اور ذکرِ قلبی اگرچہ ظاہری طور پر مطالعہ علم میں مسرور ہوتا ہے لیکن باطن میں حضور سید العالمین شفیع المنذین رحمۃ اللعالمین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلسِ پاک میں حاضر ہوتا ہے۔ اور جو کوئی ذکرِ قلبی ایسے مراتب نہ رکھتا ہو اور لوگوں میں خود کو ذکر کر کے اور لوگ اسے ذکر کر کہیں۔ یہ لوگ کذاب ہیں اور ذکر کی خبر نہیں رکھتے۔ اللہ کا ذکر بخششِ خداوندی ہے مگر طالبِ دنیا اس کے لائق نہیں ہے۔ اور ذکر

قلبی کے لیے موت و حیات برابر ہے۔ جبکہ ذکر قلبی کا قلب اسم اللہ سے زندہ ہو۔ اور یا اللہ کہے۔ ازاں بعد ذکر قلبی کا قلب اور ذکر قلب باواز بلند یا اللہ یا اللہ کہہ کر سوزش قلب بیدار ہو۔ اور قلب ذکر اللہ کے ساتھ ایسا سحرہ لگائے کہ غسل کرنے والا حیرت میں آئے اور اہل جنازہ خائف ہوں۔ اور ذکر قلبی کو جب قبر میں اتاریں تب قلب میں سوزش ہو اور بلند آواز سے یا اللہ یا اللہ کہنے لگے۔ پس ایسے ذکر کو ذکر کہتے ہیں۔ اور جو ذکر کہہ کر میں زندہ دل نہ ہو اور قبر میں ذکر زیادہ نہ کرے اس کو ذکر قلبی اور ذکر قلبی نہیں کہہ سکتے۔ اور ایسے ذکر کے ذکر کو رسم رسوم اور بے اعتبار کہتے ہیں۔ اور ذکر بے اعتبار مرشد بے وصال اور معرفت سے ناواقف ہے۔ اور اس کا طالب خام خیال، ذکر اللہ کے ساتھ معرفت خداوندی سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔

ناقص مرشد کی حقیقت کا انکشاف

اہل دانش کا قول ہے کہ مرشد ناقص کی بیعت باعث خسارہ ہے جو کہ طالب الہی کو معرفت خداوندی کی طرف کا حقہ نہ پہنچائے۔ بلکہ ایسا شخص شیطان ہے۔ چونکہ مرشد کامل مقام صبر اور معرفت خداوندی سے ایک لمحہ میں مرید کو ایک نظر کیمیا اثر سے اکیر بنا دیتا ہے اور یہ شاذ ہے۔ چونکہ ذکر کا ہونا آسان کام نہیں ہے۔

موت کا حیات ہونا

اے سچے طالب! ذکر کے مراتب تک رسائی بہت محال ہے۔ چونکہ ذکر خاص الخاص

دائمی طور پر ذاکر پر غالب رہتا ہے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ ایک دریا سے جو دن رات جاری و ساری ہے اسے کسی وقت بھی چین نہیں ہے۔ ایسے ہی ذاکر کو فکر کی حاجت اور فکر کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس کے وجود میں ذکر اللہ کی روانی ہے اور ذکر اللہ کی ہستی نفس بود سے نابود کرتی ہے۔

بنائے اسلام

اے سچے طالب! اللہ تبارک و تعالیٰ تجھے بہتر جزا دے۔ تجھے جاننا چاہیے کہ اسلام میں داخل ہونے کے لیے بزرگوں نے دو طریقے مقرر کیے ہیں :-
پہلا طریقہ :- ظاہر ہے۔

دوسرا طریقہ :- باطن ہے۔

ان میں پانچ پانچ سبب ہیں۔ ان پانچ میں ظاہر کے سبب یہ ہیں :-

ظاہر کا پہلا سبب :- کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور بنائے باطن تصدیق القلب۔
ظاہر کا دوسرا سبب :- بنائے ظاہر پنج وقتی نماز اور بنائے باطن نماز دائمی۔
ظاہر کا تیسرا سبب :- بنائے ظاہر رمضان المبارک کے روزے اور بنائے باطن
رضائے الہی یعنی ہر مصیبت پر صابر ہونا۔

ظاہر کا چوتھا سبب :- بنائے ظاہر مال کی زکوٰۃ۔ زکوٰۃ باطن جان یعنی قرب
وصال کے ساتھ۔

ظاہر کا پانچواں سبب :- بنائے ظاہر حج باثواب اور بنائے باطن حاجی
بے حجاب۔

اہل دانش کا کہنا ہے کہ حاجی ظاہر حاجی اکرم ہے اور حاجی باطن حاجی اکرم ہے۔ چونکہ حاجی ظاہر عرصات کی طرف متوجہ ہے۔ اور حاجی باطن وحدانیت مع اللہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات میں غرق رہتا ہے۔

اہل معرفت کا کہنا ہے کہ ظاہر کعبہ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کعبہ ہے۔ جو آب و گل سے تعمیر کیا گیا۔ اور کعبہ باطن سے مراد جان و دل سے ہے جس کی تشبیہ عرش عظیم سے ہے۔

عارفِ رومی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے

دل بدست آور کہ حج اکبر است

از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

ہر ایک کی دلداری کر کہ یہ حج اکبر ہے۔ ہزار کعبوں سے

ایک دل بہتر ہے۔

پس اے سچے طالب! ظاہر کے حاجیوں کے لباس عباد وغیرہ سات رنگ کے ہیں اور ان کے دل مثل سخت پتھر کے ہیں۔ اور باطن کے حاجیوں کا لباس قلب سلیم اور نفس کے ساتھ جہاد ہے۔

اب اہل اسلام کے لیے بنائے اسلام ظاہر اور باطن گویا بال و پر کے ہیں اور جب تک حاجی کا ظاہر و باطن یکساں نہ ہوگا۔ اور حضور نبی کریم و ما ارضناک الا رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے قدم پر قدم نہ ہوگا۔ منافقت میں مبتلا رہے گا پس جو شخص منافقت سے دور نہ ہوگا۔ وہ شخص مسلمان اور حاجی اور ذاکر کس طرح ہو سکتا ہے۔

صاحب معرفت پر بھی ذکر حرام ہے کیونکہ صاحب معرفت معرفت کے ذکر و فکر سے بالکل باخبر نہیں ہوتا۔ بلکہ مقام فنا فی اللہ کے مشاہدہ میں ہر وقت دریائے وحدت میں غرق رہتا ہے جیسا کہ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللَّهُ یعنی جب فقر تمام ہوا تو پھر وہی اللہ ہے۔

ہر کہ ایں جا می رسد عارف تمام
ذکر فکر ادگشت فارغ فقر نام
جو اس مقام پر پہنچ گیا وہ مکمل عارف ہے۔ وہ ذکر و فکر سے
فارغ ہو گیا اسی کا نام فقر ہے۔

پس اے سچے طالب اعارف باللہ اور فقیر فنا فی اللہ صاحب ولایت ولی کامل مندرجہ
ذیل سات چیزوں سے تعلق رکھتا ہے :-

- پہلی چیز :- تصور ہے۔
- دوسری چیز :- تشکر ہے۔
- تیسری چیز :- مراقبہ ہے۔
- چوتھی چیز :- توحید ہے۔
- پانچویں چیز :- وہم ہے۔
- چھٹی چیز :- خیال ہے۔
- ساتویں چیز :- عقل ہے۔

ان کی مثال اس ہے کہ جو دریا میں پہنچائے یعنی صاحب حضوری ہو اور اپنا گھوڑا
دروازہ پر باندھ کر بارگاہ معلیٰ میں داخل ہو۔ اور اس کو اس وقت حکم ہو کہ جا کچھ

دن دنیا کا تماشہ دیکھو۔ پس وہ شخص اسی گھوڑے پر سوار ہو کر مقام نفسانیت میں جسم اربعہ عناصر کا پہننے۔

پس اے درویش! جس کسی کو یہ سات اشیاء تابع ہیں اُس کے تمام عالم بلکہ ہفت اقلیم اور جو کچھ رُبع مسکون میں ہے۔ سب اس کے حکم میں ہے کیونکہ ان سات اشیاء سے اولیاء اللہ کو ہفت جسم سے ہفت جسم نور کے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ایک جسم کو حرکت دی جائے تو ستر ہزار بلکہ بے شمار جسم نور پیدا ہوں جو ارض و سموات میں نہ سما سکیں۔ یہ ایک اسم اللہ کے تصور کی برکت ہے۔ پس جو لوگ کاملین ہیں وہ اس فقر کو لایحتاج کہتے ہیں۔

باطن کی سیرابی

اے درویش! جاننا چاہیے کہ مرشد ناقص جو طالب کو تلقین ذکر و فکر درود و وظائف کی کرتا ہے مثلاً نماز، نوافل، روزہ اور نعت و ریاضت وغیرہ کے وہ ہرگز قابل نہیں ہوتا۔ کیونکہ کئی سال آدمی اس میں پھنسے رہتے ہیں۔ اور ظاہری عبادت سے وجود باطن کا انھیں سیر نصیب نہیں ہوتا چونکہ

ظہیری اپنی ہستی ہے خود شریعت ہے طریقت ہے

سمجھنا معرفت ہے جاننا اس کا حقیقت ہے

مستد کا یہ رستہ ہے بقا تیجھے فنا تیجھے

ابتدا و انتہا

جاننا چاہیے کہ انجام ناقص اور طالب ناقص کی انتہا مقام کشف القلوب

یا کشف القبور ہے۔ اور مرشد کامل جو صاحبِ رازِ حقیقت ہے۔ اس کی ایک نظر کیمیا اثر سے ایک لمحہ میں سب کچھ ہو سکتا ہے کہ جو اسم اللہ کے ساتھ ہمہ وقت دریا ئے وحدت میں غرق رہتا ہے۔ اسی لیے بزرگوں نے کہا ہے کہ مرشد کامل اور طالب کی ابتداء و انتہا ایک ہے۔ اس وجہ سے کہ صاحب غرق دریا ئے وحدت کا منتہی مراقبہ کو جو اسم اللہ کے ساتھ ہے خاص الخاص طریقہ سے ہے بیشک وہ حقیقت محمدی پر پہنچتا ہے اور اسے مقام قرب کی اسے معراج میسر ہوتی ہے۔ چونکہ جب منتہی اپنی جان سے بے خود ہو جاتا ہے تو اس وقت صرف ذات رہ جاتا ہے۔ دنیا والے اسے مردہ کہتے ہیں۔ اور مردانِ خدا وہ ہیں جو ایک دم ستر ہزار برس کا راستہ اسم اللہ کے ساتھ طے کرتے ہیں۔ اور اسم اللہ اور حقیق و قیوم کے ساتھ زندہ رہتے ہیں۔ اس مراقبہ کو مراقبہ ذات کہتے ہیں اور جو بعض نا فہم لوگ مراقبہ کرتے ہیں اور اس کی حقیقت کو نہیں جانتے وہ ہرگز مراقبہ کرنا نہیں جانتے کہ جو مثل تفکر گریہ کے چوہے کی سی فکر میں مبتلا ہوتے ہیں۔ وہ ہرگز مراقبہ نہیں جانتے کہ جو مثل موش کے وجود یعنی اس کے گھر میں داخل ہو۔ اور پھر گھر سے باہر آئے یعنی دنیا کے خطرات کے سبب تباہ ہو اور اہل مراقبہ خام کو معلوم ہو کہ تیرا دل سیاہ ہے اور مرشد تیرا ناقص ہے۔ چونکہ مردوں کی نیت ہمہ وقت اللہ تعالیٰ ہے۔ اور نامرد کی نظر دنیا کی عزت پر ہے۔

تصویر اسم اللہ

اے سچے طالب! معلوم ہونا چاہیے کہ تصویر اسم اللہ عارفین حق یقین کے

نصیب ہے۔ یہ سب سے بڑی نعمت اور سب سے بڑی نیکی ہر شخص کو نصیب نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ خاص حصہ اولیاء اللہ کا ہے کہ جو ان میں عالم ازل سے ودیعت ہے اور تصور اسم اللہ بغیر مرشد کامل کے تاثیر نہیں کرتا۔ بلکہ قائم نہیں ہوتا ہے۔ جب تک مرشد کامل اس کو قائم نہ کر دے۔ اس کے لیے مرشد کامل کی خاص اجازت درکار ہے۔

حاجتِ وسیلہ

اے طالبِ صادق! جاننا چاہیے کہ جو لوگ وسیلہ کے بغیر مرشد کامل کے جو شغل و اذکار کرتے ہیں وہ منزل مقصود تک نہیں پہنچتے۔ اسی لیے ہر حالت میں مرشد کامل کی ضرورت ہے۔ مرشد کامل کی اجازت کے بغیر کوئی امر نہیں کرنا چاہیے ورنہ مفت میں عمر ضائع کرنا ہے۔

صاحبِ خلوت کا انکشاف

چونکہ کامل طالبین مرشد بین نور اللہ، صاحب نور جلوہ کو شرم معلوم ہوتی ہے کہ جو ریاضت اور خلوت میں رہیں۔ بلکہ وہ دائمی طور پر اور ہمہ وقت جمال لازوال سے متصف اور مشغول رہتے ہیں۔ اور مرقوم ہے کہ صاحبِ خلوت کو خطرات کی وجہ سے دائمی طور پر نقصان رہتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔ اور کہا اس صاحب ایمان نے اے میری قوم! میری راہ چلو یعنی میں تمہیں نیکی کی راہ پر پہنچا دوں اے قوم یہ جو زندگی ہے دنیا سوبرت لینا ہے اور وہ جو کھپلا گھر ہے وہ ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ اور جس نے بُرائی کی ہے وہ ضرور بدلہ پائے گا اس کے برابر اور جس نے

بھلائی کی ہے یعنی نیکی کی ہے کہ مرد ہو یا عورت اور وہ یقین رکھتے ہوں۔ سو وہ لوگ جنت میں جائیں گے۔ جہاں بے شمار نعمتیں ہیں۔ اور اے قوم مجھ کو کیا ہوا ہے میں بلاتا ہوں تم کو بچاؤ کی طرف اور تم بلا تے ہو مجھ کو نار کی طرف۔ اور تم بلا تے ہو مجھ کو کہ منکر ہوں میں اللہ سے اور شریک ٹھہراؤں اس کا جس کی میں خبر نہیں رکھتا اور میں بلاتا ہوں تم کو اس زبردست معصیت کی مغفرت کرنے والے کی طرف یہی ہوا کہ جس کی طرف تم مجھ کو بلا تے ہو۔ اس کا بلاوا کہیں نہیں۔ یعنی نہ دنیا میں اور نہ عقبیٰ میں۔ اور یہ کہ ہم کو پھر جانا ہے اللہ تعالیٰ کے پاس اور یہ کہ زیادتی والے ہیں جہنم کے لوگ۔ سو آگے یاد کرو گے کہ جو میں کہتا ہوں تم سے۔ اور میں سوچتا ہوں اپنا کام اللہ کو تحقیق اللہ تعالیٰ سب بندوں کو دیکھتا ہے۔

کتاب کی اہمیت

حضرت سلطان العارفین سلطان باہور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

یہ میری کتاب اسم اللہ کی تاثیر سے چڑھے ہے۔ اور قرآن و حدیث و تفسیر کے مطابق ہے۔ جو شخص اس کو پڑھے گا اور اس پر عمل پیرا ہو گا وہ عارف باللہ بن جائے گا۔ اور جو کوئی اس کے معانی پر غور کرے گا وہ روشن ضمیر ہو جائے گا۔ پس اے سچے طالب! روشضمیری سے ہماری مراد یہ ہے کہ جو لوگ علم معرفت میں کامل اور اکمل ہیں اور وہ معرفت و حقیقت کے اسرار سے آشنا ہوتے ہیں کیونکہ حقیقتوں کے ہر ایک دقیق نکات اور محققین کی تحقیق سے خبردار ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ کتاب مشکل پسند آیات قرآنیہ اور ناسخ آیات کے ساتھ رقم کی گئی

کہ جس میں رمز و کنایہ اور اشارات با اشارات اور عبادت بعبادت مرقوم ہے میرے نزدیک طالب صادق کو ہدایت کے لیے ایک یہ ہی کتاب کافی ہے۔

عظمت قرآن

چونکہ یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ تمام جہانوں کا رہنما سوا قرآن و حدیث کے اور کوئی عالم نہیں ہے۔ جو کوئی اس کا منکر ہے وہ کافر ہے اور تمام صاحب تقویٰ اور صاحب فتویٰ اور تمام اہل معرفت، اور تمام عاشقین و واصلین الی اللہ اور کاملین مع اللہ کا مرشد کامل اور مکمل قرآن و حدیث ہے۔ اسی کی وجہ سے لوگوں کو درجات علیہ نصیب ہوتے ہیں اور مرتبہ ولایت پر فائز ہوتے ہیں۔ پس یہی قرآن ہے کہ تمام اولیاء اللہ کو خواہشات سے باز رکھتا ہے۔ اور مراتب فنا فی اللہ کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ جس کا ہر ایک حرف ایک گوہر ہے بہا اور دنیا جہان کی ہدایت کا گواہ ہے۔ جس کے پڑھنے اور سننے میں مشاہدہ انوار الہی اور مقربین بارگاہ یعنی ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ چنانچہ اپنے بندوں کو مخاطب کر کے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ مِّنْ أَمْنٍ وَعَمَلٍ صَالِحًا وَلَا يُلْقَاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ۔

اللہ کا دیا ہوا ثواب بہتر ہے۔ ان کو جو یقین لائے اور کیا بھلا کیا اور

یہ بات انھیں کے دل پر پڑتی ہے جو صبر کرنے والے ہیں۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

وَاتَّبَعْنَاهُمْ فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ هُمْ مِنَ
الْمَقْبُوحِينَ .

اس دن میں ہم نے ان پر لعنت مسلط کر دی ہے اور قیامت کے دن وہ خراب لوگوں میں سے ہوں گے۔
پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

لَمَّا أَنْزَلْتُ إِلَىٰ مَنْ خَيْرٍ فَقِيرٍ

ہم نے فقر سے بہتر تم پر کوئی چیز نازل نہیں کی۔

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَأَنْبَتِي الْجَاهِلِينَ

تم پر سلامتی ہو تم جاہلوں کی خوشنودی حاصل مت کرو۔

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ
وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ .

اس کو ہدایت نہیں دے سکتے جسے آپ پسند کرتے ہیں لیکن اللہ جس کو چاہتا

ہے ہدایت دیتا ہے وہ ہدایت پائے ہوں کو خوب جانتا ہے۔

وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتَجِيبَ لَهُ جَحِيمٌ
وَإِخْضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ .

جو لوگ اللہ کے بارے میں بحث کرتے ہیں باوجود اس کے کہ آپ نے ان کو

جواب دیا ہے ان کی جحیموں کا

رب کے پاس ان کے اوپر اللہ

کا غضب ہے اور ان کے لیے سخت عذاب ہے۔

فَلِلَّهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ وَ لَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ
الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ -

اللہ ہی کے لیے حمد ہے جو پانے والا ہے آسمانوں اور زمین کا رب ہے تمام
جہانوں کا۔ رب ہے تمام بڑائیاں اسی کے لیے ہیں۔ آسمان و زمین
وہی غالب حکمت والا ہے۔

يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَّزِيدٍ -
وَ أُنزِلُ فِيهَا الْجَنَّةَ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ ط

ہم اس دن جہنم کو کہیں گے تو پھر گیادہ کہے گا اور زیادہ ڈال دے گا جنت
کے دروازے کی کنڈی پر ہیزگاروں سے دور نہیں ہوگی۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ
عَلَى مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ -

وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کیے اور جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر
نازل کیا گیا اس پر ایمان لائے وہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے۔

نفس، رُوح، عقل اور علم کا بیان

اے درویش جاننا چاہیے کہ انسان کے وجود میں پندرہ مندرجہ ذیل چیزیں
ہیں جن میں مندرجہ ذیل دو ارواح ہیں:-

۲۔ رُوح نباتی

۱۔ رُوح جمادی

ان میں ایک روح سیر کرنے والی ہے اور دوسری رُوح مقامی ہے اور چار مندرجہ ذیل نفس ہیں :-

پہلا نفس :- نفس اتارہ ہے۔

دوسرا نفس :- نفس ملہمہ ہے۔

تیسرا نفس :- نفس لوّامہ ہے۔

چوتھا نفس :- نفس مطمئنہ ہے۔

اور ایک دل ہے۔ اور دنیا کو آتش حرص کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ عقل دو اقسام میں منقسم ہے :-

عقل کی پہلی قسم :- عقل کل ہے۔

عقل کی دوسری قسم :- عقل جزو ہے۔

عقل جزو شیطان ہے جس کی نفسانیت اور ہوا و ہوس کے ساتھ ساتھ ہے۔

پس اے درویش۔ معلوم ہونا چاہیے کہ علم کے ذریعہ سے تحقیق کرنا چاہیے اور علم کو اپنے ساتھ رفیق بنانا چاہیے۔

اقسام علم

جاننا چاہیے کہ علم اقسام میں منقسم ہے :-

علم کی پہلی قسم :- ظاہری علم ہے۔

علم کی دوسری قسم :- باطنی علم ہے۔

علم ظاہری کا تعلق نفس کے ساتھ ہے۔ اور نفس کی عقل جزو ہے۔ اور علم

کا تعلق عارف باللہ روح کے ساتھ ہے اور اُدواح کا تعلق عقلِ کلی سے ہے۔
پس اے طالبِ صادق! عالمِ روحانی کے سامنے دم نہیں مارتا کیونکہ وہ نفسانی
قیود میں مقید بہ قیدِ روحانی کے ہے۔

عالمِ نفسانی اور روحانی

اب یہ جاننا چاہیے کہ عالمِ نفسانی کیا ہے اور عالمِ روحانی کیا ہے۔ عالمِ
نفسانی وہ ہے جس کی صحبت اہل نفسِ مردہ یعنی دلِ ناسوتی کے ساتھ ہو کہ جو عقل
اللہ اور ذکر اللہ سے غافل ہو اور معرفتِ خداوندی سے الگ اور باطن کی صفائی
سے بے خبر ہو۔

عالمِ روحانی وہ ہے کہ دائمی طور پر انبیائے کرام اور اولیائے عظام
کی مجالس کی حاضری میسر ہو اور وہ عارف باللہ ہو اور غلبہ باطن سے باخبر ہو۔ اور
اس کا دل دائمی طور پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ذکر کی تسبیح میں مشغول ہو۔
لیکن فقیر عارف وہ ہے کہ جو ظاہر و باطن کا عالم ہو۔ کیونکہ دونوں علمِ سالک کے
مثل بال و پر کے ہیں۔ اور جو ان دو علوم سے بے خبر ہے وہ معرفتِ خداوندی
سے بے خبر ہے۔

عین العیانی کون؟

اے درویشِ طالب! اب میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ ایک آدمی ایک دم
میں کیونکر راہِ مولیٰ اور مولیٰ کی طلب کر سکتا ہے۔ اور عارف باللہ ہو سکتا ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ اول اللہ تبارک و تعالیٰ کا کرم اور دوم مرشد کی عطا اور باطن کی صفائی ہے۔ اور مرشد کامل وہ ہے کہ جو تصور اسم اللہ کی تاثیر ایک دم میں بھر دے تاکہ عارف باللہ ہو اور دل کو درست اور چشم باطن کو سر کی آنکھ ظاہری سے کھولے حتیٰ کہ چاروں آنکھیں یک نظر ہو جائیں۔ اور یہ امر غیر توجہ باطنی مرشد کے نہیں ملتا۔ چونکہ دل کا مقام عالم وجدانی ہے اور اُسے عین العیانی کا نام دیا جاتا ہے۔ پس اے سچے طالب! اس مقام میں علم ظاہری اور علم باطنی میں جو کچھ علوم سے ہیں سب روشن اور معلوم ہوں۔

سر سبحانی کون؟

دوسرے مدینۃ القلب میں مقام دل وجدانی عین العیانی مثل آفتاب کے روشن ہو۔ اور دماغ میں وہ روشنی پیدا کرے چونکہ بعض کاملین سے ہے کہ سر سبحانی دماغ میں ہے کہ اس مقام کو بیت الروحانی کہتے ہیں۔ اور جو کوئی اس اسرار پر پہنچے وہ راز الہی کا راز ہے۔ پس جو کوئی خدا کے اسرار پر پہنچا وہ دائمی طور پر دریائے رحمت یعنی نور اللہ اور غرق مع اللہ میں رہتا ہے۔ اور اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کے مشاہدہ میں ایک لحظہ اور ایک لمحہ اس کے دل سے فوت نہیں ہوتا۔ اور بیہوشی سے مدہوشی میں نہیں آتا۔

بعض صوفیائے کرام نے لکھا ہے کہ اس مقام وجود میں ایک بادشاہ ہے اور دل اس کا وزیر ہے۔ اور عقل اُس کی مصاحب ہے۔ اور نفس مطمئنہ اس کا رفیق اور حب دنیا کی جبر۔ شوق کے ساتھ دل سے قطع کی ہوئی۔ اور حرص و ہوا کبر و

نفسانیت اس سے جُدا اور شیطان اس سے گریز پاتا ہے۔ یہ مقام عارفین کا ہے کہ معبود برحق کے ساتھ دائمی طور پر استغراق رکھتے ہیں بلکہ اس مقام میں توجہ، تفکر، دلیل، عقل، وہم، خیال، مراقبہ اور علم ظاہری یہ سب حجابِ اکبر ہیں اس کے لیے کہ عارف باللہ دو حال سے غالی نہیں ہوتا:

پہلا حال :- وحدت کے ساتھ عرق ہو اور شوق کے ساتھ مسرور ہو۔

دوسرا حال :- مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو۔

پس جو کوئی ان دونوں حالتوں سے تصور و تفکر کی طرف آئے یا دیوانہ مجنون ہو یا استدراج میں پڑ جائے یا مخلوق سے رجوع کے مراتب میں رہے۔ اسی لیے لکھا ہے :-

مَنْ آدَا الْعِبَادَاتَ بَعْدَ حَصُولِ الْوُصُولِ فَقَدْ كَفَرُوا وَ
أَشْرَكَ بِاللَّهِ تَعَالَى۔

جو شخص عبادت کا ارادہ کرے وصولِ حصول کے بعد پس تحقیق اس نے کفر کیا اور شرک کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔

یعنی جس کسی کو حضور نبی کریم و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالَمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلسِ پاک کی حضوری میں تمام ہو اس میں عبادتِ نوافل کب ساوے۔ اور حضور سید العالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی مجلسِ سنت ہے۔ پس جو شخص کہ فرض و سنت سے فارغ نہ ہو اسے عبادتِ نوافل کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہو۔

پس اے سچے طالب! جو کوئی تصور اسم اللہ کو نظر میں رکھے اس پر

ہمیشہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت ہو۔ گو صاحب تصور اگرچہ ظاہری طور پر فسق و فجور میں مبتلا ہو۔ لیکن اسم اللہ کی برکت سے آخر کار اس کا وجود اسم اللہ کی تاثیر سے پاک ہو۔ اور وقت نزع ثائب ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ۔

بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ دوست رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے پاکی رکھنے والوں کو۔

پس اے درویش! جو صاحب دائمی طور پر اسم اللہ کا تصور رکھے۔ اس کا بہتر خاتمہ ہو۔

تصور اسم اللہ کی خصوصیات

جاننا چاہیے کہ سچے طالب کو تصور اسم اللہ کا مقام منتہی عارف باللہ کہے کہ اس کا نفس بیمار، اس کا دل بیمار، اور اس کی رُوح اللہ تبارک و تعالیٰ کے دیدار کی طرف متوجہ ہو۔ اور اس کو سرود کی آواز وغیرہ کی پسند نہ ہو بلکہ ہمہ وقت دریا ئے وحدت میں مستغرق رہے۔ یہ حقیقت ہے کہ بیمار کو کوئی آواز اچھی نہیں لگتی بلکہ اس آواز سے اس کی رُوح کو تکلیف ہوتی ہے۔ اہل تصوف کا کہنا ہے کہ زندگی کا سرور نفس ہے اور ماسوی اللہ ہو س ہے۔

خشم و شہوت بزیر پائے تو دارد

تاشوی از حیات برخوردار

غصہ اور شہوت کو تو اپنے یاروں کے نیچے رکھ تا کہ تو زندگی کا پھل پاسکے۔

پس اے سچے طالب! جبکہ علماء و علم کی تاثیر سے فارغ ہوتے ہیں۔ اس وقت حضور نبی غیب دان سید العالمین سید الاولین والآخرین سید الابرار احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہوتا ہے کہ علم تجھے مبارک ہو۔

علم نافع اور غیر نافع

اے درویش! تو علم سے کیا چاہتا ہے۔ آیا مرتبہ قضا کی آرزو رکھتا ہے یا معرفت یا رضائے خداوندی کو ڈھونڈتا ہے۔ اور جن درجات کا خواہش مند ہے۔

وَهْدَىٰ لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

اہل تقویٰ کے لیے اور ان لوگوں کے لیے جو غیب پر ایمان لائے۔ یعنی جس سے انبیائے کرام اور اولیائے عظام نے ہدایت حاصل کر کے اللہ تبارک و تعالیٰ کی معرفت اور فناء فی اللہ کی یقین کی تعلیم حاصل کی ہے۔ اس لیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے کلام کا علم روز ازل سے ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَ لَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ

آپ جس کو پسند کرتے ہیں اس کو ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

اسی لیے انبیائے کرام اور اولیائے عظام، مومن اور مسلمان تقویٰ کی ہدایت روز ازل سے حاصل کر چکے ہیں۔ اور یومنون بالغیب پر ایمان لا چکے ہیں۔ اور اپنے قلب سے قلب کی تصدیق رکھتے ہیں۔ اور ایمان کے ساتھ صاحب یقین ہیں اور مقام

مقام یقین میں مقام منتہی رکھتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :-

وَأَعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ۔

اور اپنے پروردگار کی یہاں تک عبادت کر کہ تجھے یقین آئے۔

مادر زاد اولیائے کرام مطلقاً صاحب یقین ہوتے ہیں اور کماحقہ یقین معرفت

ہدایت اور عبادت کا آخر دم تک ہے بلکہ وقت نزع تک پہنچتا ہے۔ اور قبر اور

حشر و نشر میں ہمراہ ہے۔ ازاں بعد یقین کی اہمیت کا بیان ہے۔

یقین کا بیان

اے سچے طالب! یقین کی اصل بین ہے اور بین کا مقام عین العیان ہے

پھر جس جگہ عیاں ہے وہاں پر ذات بے حجاب ہے۔ جس کے بیان کی ضرورت

نہیں ہے۔ چونکہ بعض اولیائے کرام ماں کے شکم سے ولی اللہ ہوتے ہیں۔ ان کو

تلمیذ الرحمن کا نام دیا جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کو مرشد کی ضرورت نہیں ہے کہ انھیں اللہ

جل شانہ و رسول الثقلین سید العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلیم ہوتی ہے۔ ہاں

ملاقات یا صحبت ان کو وقت کے اولیائے کرام سے ضرور ہوتی ہے کہ جو تحقیق علم کے

لیے ہے۔ انھیں یقین اور تعلیم عالم ازل سے ہو چکی ہے۔ اور وہ ولی اللہ اور عارف

ہدایت کے لائق ہے کہ جو ازراہ تصور اسم اللہ اور تصور اسم محمد مصطفیٰ علیہ الہیۃ والثناء

دریائے وحدت میں مستغرق ہوتے ہیں۔ اور حضور نبی کریم و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین شفیع

المنذوبین انیس الغریبین علیہ افضل الصلوٰۃ والتعلیم کی حضوری حاصل کر کے تعلیم و تلقین

کرتے ہیں۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم اور حضور نبی کریم سید الرسل امام السبل صلی اللہ علیہ وسلم سے مراتب پاتے ہیں۔ اور جو مرشد کی اس نوع کی تحقیق نہیں کرتے وہ حقیقی مرید ہیں۔

تلاش مرشد

اے پتھے طالب! مرشد حقیقی وہ ہے کہ طالب کو طلب کے مطابق دے اگر اس کے مقاصد پورے نہ ہو سکیں تو وہ مرشد نہیں ہے۔ بلکہ وہ کسی دوسرے کی تلاش کرے ورنہ دائمی طور پر ناقص رہے گا۔ ناقص مرشد بکثرت ہیں۔ ان سے تعلیم حاصل کرنا جائز نہیں ہے بلکہ مطلقاً حرام ہے۔ اور مرشد کامل بھی بکثرت ہیں کہ جو دریائے معرفت میں تیرنے والے ہیں۔ ان کی تعلیم فرض ہے۔

مرشد حقیقی کون؟

اے پتھے طالب! طالب کو دانش علم کے ساتھ نظر رکھنی چاہیے کہ جو ناقص و کامل کی شناخت کر سکے۔ کیونکہ جو ظاہری مرشد ہیں اور بکثرت نام اور سعادت کے ساتھ معروف ہیں۔ اور وہ باطن میں دنیا کی طلب میں خوار و مردار ہیں اور ظاہری طور پر ذکر یا اللہ یا اللہ یا اللہ یعنی جبر کے ساتھ زبان پر جاری رکھتے ہیں اور باطن کے تصور سے دل سے منافقت رکھتے ہیں۔ ان کے بارے میں کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

برزباں تسبیح در دل گاؤخر
ایں چنین تسبیح کے وارد اثر

زبان پر سبحان اللہ اور دل میں اس سبحان اللہ پڑھنے کا کچھ اثر و
فائدہ نہیں گدھے اور گائے کا خیال۔

چونکہ مرشد ہونا انتہائی دشوار کام ہے۔ مرشد کی مثال عطار کی طرح ہے نہ کہ جلاؤ کی طرح
کہ جو دنیا کی طلب میں خوار و مردار ہو۔ بلکہ مرشد حقیقی وہ ہے کہ طالب کو بغیر ریاضت
کے بیک نگاہ معرفت کا راستہ دکھا دے۔

کسی نے ہندی زبان میں کیا خوب کہا ہے

مرشد ایسا چابیٹے جیسے دھوبی دھوئے

دیدے صابن گیان کا اور گل مل ڈالے دھوئے

بلکہ مرشد کی مثال شہباز کی ہے کہ جو لامکاں قدس پر ایک دم میں پرواز کر سکے۔ وہ
مرشد نہیں ہے کہ جس کی نگاہ مثل غلیو از کے دائما مردار پر ہو۔ اور طالب وہی ہے
کہ جو اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کے دیدار کے لائق ہو۔ دنیا اور دنیا داروں کو
ہمیشہ سبزار ہو۔ بلکہ جس کے چہرہ پر یہ نیکی کا سبب دربارت ربانی کے چہرہ پر ضیاء
ہو۔ کسی سنیہ سچ کہا ہے کہ :-

صاحب دل زندہ اور فکر بیدار ہوتا ہے۔

ارشاد نبی کریم روف رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہے :-

الدُّنْيَا يَوْمٌ وَ لَنَا فِيهَا صَوْمٌ

دنیا ایک روز ہے اور ہمارے لیے اس میں صوم ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

الدُّنْيَا سَاعَةٌ وَ لَنَا فِيهَا صَوْمٌ

دنیا ایک گھڑی ہے اور ہمارے لیے اس میں روزہ ہے۔

تفکر کی حقیقت کا انکشاف

معرفت خداوندی کے ساتھ تفکر رکھنا اور ایسا تفکر اس لائق کہ جامہ کثیف
نفسانی سے جو باہر ہو بلکہ جو جامہ روحانی میں داخل ہو۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

تَفَكَّرْ سَاعَةً خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ

ایک گھڑی کا تفکر دو جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔

کیونکہ تفکر نور ہے اور صاحب تفکر ہمہ وقت مشاہدہ **إِلَّا اللّٰه** اور فنا فی اللہ میں
مستغرق رہتا ہے۔

پس مرشد صاحب تفکر منتہی وہ ہے کہ جو طالب اللہ کو معرفت خداوندی
کا مشاہدہ کرا سکے اور کئی سالوں سے اسے وصال میسر ہو وہ ایک گھڑی میں میسر
ہو جائے۔

عالم و ذاکر کا بیان

اے سچے طالب! معلوم ہونا چاہیے کہ اس علم سے عالم عامل نہیں ہوتا ہے
اس پر عقبی کا وبال ہے اور ذکر سے کہ ذاکر جس مرتبہ و حدانیت تک رسائی حاصل
نہ کر سکے وہ ذکر بدتر گناہ ہے۔ اور اس فکر سے کہ نفس فانی نہ ہو۔ وہ فکر لا حاصل
بلکہ خام خیال ہے۔ اور اس دعوت سے کہ موکل آواز نہ دے اور گنج بے رنج
میں نہ پہنچے اور حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی مجلس پاک

میں نہ لے جائے۔ اور جو جواب باصواب روحانی یعنی الہام ربانی نہ ہو۔ اس دعوت سے رجعت و جنون بلکہ بے حاصلی کمال ہو۔ اور بلا نے والا اس دعوت کے ساتھ صرف عاجل ہے۔

اے درویش! جس جسم میں کہ تاثیر اسم اللہ کرتا ہے وہ شخص کسی مصیبت میں نہیں پھنستا بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہوتا ہے۔ اس کا دیکھنا دو حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ یا تو وہ نور اللہ سے یا مجلس محمد رسول اللہ سے۔ اس سبب سے کہ اہل تصور اسم اللہ کی وجہ سے مقام ناسوت سے بے تعلق ہو جاتا ہے۔ بلکہ وہ خود کو دائمی طور پر مقام لاہوت میں دیکھتا ہے۔ خواہ خود کو جانے یا نہ جانے۔ کیونکہ اصل میں اس کی اسم اللہ کے ساتھ وصل ہے۔ اس لیے کہ تصور اسم اللہ والے کو کیا قدرت حاصل ہے کہ اسم اللہ کو اپنی قید میں لاسکے۔ کیونکہ اسم اللہ مخلوق نہیں ہے۔ یہی غیر ہے کہ تصور و عقل اور صاحب تصور مخلوق ہے۔ ازاں بعد سلوک کا بیان شروع ہو گا۔

سلوک کی اقسام

اے طالب صادق جاننا چاہیے کہ سلوک دو اقسام میں منقسم ہے :-
 سلوک کی پہلی قسم :- یہ ہے کہ مرتبہ کے لیے تلاوت قرآن، ورد و وظائف، نوافل، نماز روزہ ہے۔

سلوک کی دوسری قسم :- یہ ہے کہ سلوک کی انتہا کہ جو ایک دم میں حضور نبی کریم و ما ارسلناک الا رحمة للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسليم کی مجلس پاک میں پہنچائے اور دریائے وحدت میں غرق کر دے۔ یہ سلوک منتہی اسم اللہ کے تصور سے

ہے۔ کیونکہ کالمین کے سلوک کا سلک ذکر کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا۔ اس سبب سے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ اور جسے یہ حاصل ہے ایسا عرق حضور اس کا ذکر مذکور کے نسیان سے ہو اس لیے کہ صاحب حضور کا ذکر دوسرا ہے اور یہ مراقبہ حضور دوسرا ہے۔ اور وصل حضور اور تصرف حضور دوسرا ہے۔ اور توجہ حضور اور وہم حضور اور خیال حضور اور مشاہدہ حضور دوسرا ہے اور نور اللہ کا مشاہدہ دوسرا ہے۔ کیونکہ اہل حضور ہمہ وقت اور دائمی طور پر مقام لاہوت میں رہتا ہے۔

مقامِ ناسوت و لاہوت

اے طالبِ صادق! جاننا چاہیے کہ مقامِ ناسوت اور مقامِ لاہوت کی کیا شناخت ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ناسوت میں انسان اپنے نفس کی ہستی میں رہتا ہے۔ اور مست اپنے اختیار میں نہیں رہتا ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ ناسوت کی مستی بالکل حرص و ہوا سے ہے۔ اور مقامِ لاہوت میں نفس جا کر نیت و نابود ہو جاتا ہے۔ صوفیائے کرام کا کہنا ہے کہ نیت ہونا ہوشیاری کی دلیل ہے اور ہوشیار کو خود مختار کہنا چاہیے۔ کیونکہ مغز معرفت خداوندی تقویٰ ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :-

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ۔

انسان کو احسن تقویم پر پیدا کیا۔

پھر ارشادِ ربانی ہے :-

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَاذًا تَحْقِيقَ أَهْلِ تَقْوَىٰ كَوْمَادِلْتِي هِيَ۔ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ

اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کے ساتھ ہے۔

پس اے سچے طالب! جو کوئی بغیر تقویٰ کے فقیری اور درویشی کا دعویٰ کرے
یعنی یہ کہے کہ میں عارف ہوں وہ کتاب ہے۔

تقویٰ کی حقیقت کا انکشاف

جاننا چاہیے کہ لفظ تقویٰ چار حروف میں منقسم ہے:

تقویٰ کا پہلا حرف : ت ہے۔

تقویٰ کا دوسرا حرف : ق ہے۔

تقویٰ کا تیسرا حرف : و ہے۔

تقویٰ کا چوتھا حرف : ی ہے۔

ان تمام حروف سے کیا مراد ہے۔ یعنی تقویٰ والے کو دوت چاہئیں۔ ایک ت
ترک کی اور دوسری ت توکل کی۔ ذوق چاہئیں۔ ایک ق قہر کا جو اپنے نفس پر۔ اور
دوسرا ق قادر ہونے کا اپنے نفس پر۔ دو و چاہئیں۔ ایک واڈ واحد کا۔ دوسرا
و وحدت کا۔ دو ی چاہئیں۔ ایک ی یگانہ بحق کی۔ اور دوسری ی یاد حق کی۔

پس اے سچے طالب! معلوم ہونا چاہیے کہ تقویٰ مخفی عمل ہے، صریح عمل اور
صریح کو کہتے ہیں۔ اور پوشیدہ عمل سے بندہ کو معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اور نجات
اسم اللہ ذات یعنی تصویرِ حق سے ہو کہ جو اسرارِ اصل اور تقویٰ ہے۔ کیونکہ رازِ باطن
کا ریاضتِ باطل سے غارت ہو جاتا ہے۔ اور منتقی وہ ہے کہ جس کو دائمی طور پر
حضور نبی کریم ﷺ و درحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلسِ پاک میسر ہو۔ چونکہ یہ مراتب

صرف تصور اسم ذات سے حاصل ہوتے ہیں۔ ایسا متقی ظاہری ریاضت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا ہے اس لیے کہ کافر بھی بکثرت ریاضت کرتے ہیں تو ہمیں ان سے خلاف کرنا چاہیے۔ کیونکہ مومن عارف کو راہِ راز اسم اللہ سے کھلتی ہے۔ اسم اعظم اور تقویٰ حضور خواجه کونین سید الابرار، سید الکونین سید العالمین، شفیع المنذبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمتہ والثناء کی مجلس پاک کی حضوری کے بغیر حاصل نہیں ہوتے۔

باہوا بہر از خدا تقویٰ نما

بے ریا تقویٰ برد جانب خدا

باہو خدا کے لیے تقویٰ کا اظہار کر حقیقتاً تقویٰ بغیر ریا کاری

کے اللہ تک پہنچاتا ہے۔

پس اے درویش! جس نے کچھ حاصل کیا اسم اللہ سے حاصل کیا۔ چونکہ اسم اللہ سے چہار حروف کا انکشاف ہوتا ہے یعنی سب سے پہلا اسم، اسم اللہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے۔ جب اسم اللہ سے الف ہٹا دیا تو اللہ رہا۔ کیونکہ اس کا ذکر فیض اللہ سے ہے۔ اور جب اللہ سے لام ہٹا دیا تو الہ رہا۔ کہ اس کا ذکر عطاء اللہ سے ہے۔ اور جب لہ سے لام کو ہٹایا تو لہو رہا۔ پس ذکر ہو عنایت اللہ سے ہے۔ پس عارف مرد کے لیے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کافی ہے۔ یعنی اللہ بس ماسوی اللہ ہو۔

اس کی شرح دوم یہ ہے کہ ذکر اللہ سے حضور اور ذکر اللہ سے سرور۔ اور ذکر لہ

سے مقہور یعنی قہر کیا گیا اپنے نفس پر اور ذکر لہو سے مغفور ہے۔ یہ تمام مراتب حضور

سید یوم النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ کی برکت سے ہیں۔ اور بکثرت
خوبی اس شرح میں ہے کہ ہُو اسم مصنف کتاب ہے اور یہی کلمہ ذات ہے۔

تلقین باطن

اے سچے طالب! جاننا چاہیے کہ اب میں استخارہ کے بارے میں گفتگو کرتا
ہوں۔ وہ یہ کہ ایک شخص نے نماز استخارہ کی نیت سے پڑھی اس لیے کہ میں کسی بزرگ
سے بیعت کا خواستگار ہوں۔ اُس بزرگ نے کہا میں نے اس کو خواب میں تلقین
کیا۔ اور وہ ذکر کہ باطن میں تلقین کا ظاہر ہوا۔ اور اس بزرگ صاحب استخارہ
کا اعتقاد صحیح ہوا۔ اور وہ شخص اس بزرگ کے روبرو حاضر ہوا۔ پھر بزرگ نے کہا
اے فلاں فلاں جگہ باطن میں میں نے تجھے تلقین کیا تھا۔ یہاں تیرے آنے کی کیا
حاجت تھی۔ پس اے سچے طالب۔ اس طریقہ کے ساتھ طالب و مرشد دونوں
ناقص ہیں۔

مرشد حقیقی اور غیر حقیقی کا انکشاف

حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسا ذکر طالب کا پائیدار
نہیں ہے۔ جب تک مرشد کامل اس طالب کو حضور سید عالمین شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین
احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس پاک میں نہ لے جائے۔ اور اُس
کو بارگاہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تلقین نہ کرے۔ یا یہ کہ وہ شخص حضور نبی
پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے حکم سے اس مقام باطن میں

دستِ بیعت نہ ہو۔ اور یہ سبب اس تلقینِ حضوری کے طالب کے وجود میں چارہ ذکر
مجموعہ لازوال جاری ہو جائیں۔ اور طالب اللہ کو نور اللہ کا مشاہدہ اور مقامِ فنا
فی اللہ کی سیر اور بقائے نفس کی لذت اور بقائے روح سے وصال نہ ہو جائے۔
پس اے سچے طالب! جو مرشد ایسی تعلیم و تلقین نہ کرے وہ ناقص ہے، پس
کی کسی بات کا اعتبار نہیں۔ ایسے مرشد کے دھوکہ میں نہیں آنا چاہیے۔

پس اے مرشد طالب! یہ مرشد حقیقی نہیں ہیں جو ظاہری طور پر آدمی کی صورت
اور باطن میں شیطان کی سیرت ہیں۔ کہ جو دم کے روکنے کی تلقین کریں۔ چونکہ جان
ہو ا کے ساتھ ہے اور ہوا دم کے ساتھ ہے۔ تو لازم ہوا کہ جب جس دم کیا جائے
گا تو روح کو تکلیف محسوس ہوگی۔ اس لیے ایسا کام نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ ہر ایک
جلندار عام اس سے کہ کوئی ہو۔ دم کے ساتھ سب خدا کو یاد کرتے ہیں۔ اس سے
معلوم ہوا کہ خدا کی یاد سے کوئی دنیا میں خالی نہیں۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے

ہر گیا ہے کہ از زمیں روید

وحدہ لا شریک لہ گوید

ہر گھاس جو زمین سے اگتی ہے وہ وحدہ لا شریک لہ کہتی ہے وہ ایک ہے جس کا
کوئی شریک نہیں۔

وجود انسانی کا انکشاف

اے سچے طالب! جاننا چاہیے کہ انسان کے وجود میں ذکر کے مندرجہ ذیل

دو مقام ہیں :-

ذکر کا پہلا مقام :- پہلا مقام سینہ میں کہ جو دل سے تعلق رکھتا ہے۔
 ذکر کا دوسرا مقام :- دوسرا مقام سر میں ہے جس کا تعلق سر سے ہے۔
 اس سے معلوم ہو کہ ذکر کا دل اور روح کے ساتھ تعلق رکھنا چاہیے۔ چونکہ مردہ دل ذکر
 الہی سے زندہ ہو جاتا ہے۔ اور جو دل تصور اسم اللہ کے ساتھ بیدار ہوتا ہے۔ زندگی میں
 اس کی روح کو ذکر سے نسیان ہوتا ہے۔ وہ دائمی طور پر اللہ تبارک و تعالیٰ کے نور
 کے مشاہدہ میں رہتا ہے۔ ان مراتب کی تائید حسب ذیل آیت کریمہ سے ہوتی ہے :-
 ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

وَمَنْ كَانَ هٰذِهِ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی۔

جو یہاں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔

ہر کہ ایں جا ندید محروم است

در قیامت ز لذت دیدار

جس کسی نے اس جہان میں نہیں دیکھا وہ قیامت کے دن دیدار کی لذت سے محروم ہے۔

بس اے طالب! دل عارف مثل ہدف کے ہے۔ اور ذکر اس کی مثل تیر کے اور فکر

س کی مثل کمان کے ہے۔ پس وہ دل جو مثل ہدف کے ہے۔ ہمیشہ ذکر کے تیروں

سے زخمی ہوتا رہتا ہے۔ اس سبب سے تمام وجود اس کا ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔

بس ایسا شخص دائمی طور پر روتا رہتا ہے۔ اگر فنائے نفس کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو

اس کی آنکھ سے خون بہنے لگتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسے ذاکر کے وجود میں شیطان

کا گزر نہیں ہوتا۔ اور وہ ذکر اللہ تبارک و تعالیٰ کے خاص بندوں میں شمار ہوتا ہے۔

کیونکہ ایسے ذکر سے شیطان ہمیشہ بھاگتا ہے۔ جیسا کہ کافر کلمہ سے بھاگتا ہے۔ پس

ایسے ذکر قلبی کے مغز و پوست میں صرف اللہ ہی اللہ رہ جاتا ہے۔

علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کا انکشاف

جاننا چاہیے کہ ایسا ذکر زندہ جاوید ہو جاتا ہے جو مقام علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کے درجات کو طے کر کے حق کے ساتھ ہو۔ اور اس کے وجود میں باطل نہ رہے۔

پس اے طالب! ایسا ذکر نور نوادرات میں ہوتا ہے۔ کیونکہ عارف باللہ مقام نوادریں اپنے نفس پر قادر ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کہ اس مقام میں دل کی حالت سنبھل جاتی ہے اور دل سلیم ہو جاتا ہے۔

پس صوفیائے کرام ایسے نفس کو نفس مطمئنہ کہتے ہیں۔ اور نفس مطمئنہ والے کی زبان پر بیخ اور دل میں تصدیق الہی ہوتی ہے۔ اور اس سے ماسوی اللہ کی بوس جاتی رہتی ہے۔ اور حقیقت کا مقام یعنی رُوح کا مقام اس پر کھل جاتا ہے۔ اور قرب الی اللہ کا مرتبہ اس کو حاصل ہو جاتا ہے۔ چونکہ معرفت کا مقام سیر ہے۔ یعنی مشاہدہ خداوندی ہے۔

پس اے سچے طالب! شریعت اور طریقت کے ماہین ستر ہزار حجاب ظلماتی ہیں۔ اور ایسے ہی ماہین حقیقت کے ستر ہزار حجاب قدرت ہیں۔ پس جو شخص کہ طالب الہی کو دو لاکھ ستر ہزار حجاب ظلماتی سے سات یوم میں محض تصور اسم اللہ سے بے حجاب کر دے وہ مرشد ہے۔

اے سچے طالب! جاننا چاہیے کہ مقام طریقت میں مقامات ذکر، فکر

مکاشفہ، مراقبہ، محاسبہ، مقام طیر، مقام سیر اور مقام طلب ہیں۔ ان کی سیر طالب کو کرنا چاہیے۔ اور مقام طریقت میں طالب کی پختگی اور فراخ حوصلگی درکار ہے۔ چونکہ طلب سے طاعت اور ذکر سے ذوق، فکر سے فیض و فرحت اور مراقبہ سے ملاقات دوست اور مصافحہ سے بیعت ہے۔

مکاشفہ و محاسبہ کا انکشاف

جاننا چاہیے کہ یہ مقام باطن میں اولیائے کرام اور انبیائے عظام کے ہیں۔ اور مکاشفہ سے دل کی کدورت رفع ہوتی ہے اور باطن میں صفائی ہوتی ہے۔ اور محاسبہ سے وجود میں ذکر بے حساب ہوتا ہے۔ اگر ستر ہزار ذکر کو ایک جگہ اکٹھا کیا جائے تو پھر بھی وہ مرتبہ حقیقت تک رسائی حاصل نہ کر سکیں۔ اگر ستر ہزار مذکورہ بالا افتخاں کو اور جو کہ الہام حقیقی کا حق رکھتے ہوں۔ ایک جگہ اکٹھا کیا جائے تو پھر انھیں مرتبہ معرفت تک رسائی حاصل نہ ہوگی۔ کہ جو مقام فنا فی اللہ کو طے کئے ہوئے ہیں۔ اور اگر ستر ہزار عارفین عارف باللہ اور فنا فی اللہ کو ایک جگہ اکٹھا کیا جائے تو وہ عارفین باللہ اور معشوق اللہ کے مراتب تک رسائی حاصل نہ کر سکیں۔ چونکہ مراتب بقا باللہ اور حی الدارین اور موحد کا استغراق حق دوام فی الوحدت اور فنا فی النور ہے کہ جو بقائے حضور کے ساتھ ہیں چونکہ یہ مراتب لامکاں کے ہیں۔ انسان کے وہم و فہم میں نہیں آسکتے۔ بلکہ جن اولیائے کرام کا ان مقامات علیا میں گذر ہے ان کا واسطہ ذات سے ہے۔ یہاں ذات اقدس سے مراد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کریمہ ہے۔ پس اے طالب! وہ جگہ لاحد ولا تعد ہے۔ یعنی نہ کوئی حد ہے اور نہ کوئی شمار۔ پس جس نے اس جگہ رسائی حاصل کی

وہ فقیر ہے والا کور چشم ہے۔

عاشق و عارف کی کیفیات

اے طالب صادق! اب میں تجھے عاشق و عارف کی کیفیات سے آگاہ کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ عارف باللہ اور واصیلین الی اللہ کے ابتداء ان کے وجود میں یہ سات جگہ آگ جلتی ہے۔ اور یہ آگ انھیں ایسا جلاتی ہے جس کہ خشک لکڑی کو جلاتی ہے۔

سات قسم کی آگ حسب ذیل ہے:

۱۔ پہلی قسم کی آگ :- ذکر کی آگ ہے۔

۲۔ دوسری قسم کی آگ :- فکر کی آگ ہے۔

۳۔ تیسری قسم کی آگ :- شوق کی آگ ہے۔

۴۔ چوتھی قسم کی آگ :- مراقبہ کی آگ ہے۔

۵۔ پانچویں قسم کی آگ :- مکاشفہ کی آگ ہے۔

۶۔ چھٹی قسم کی آگ :- محاسبہ کی آگ ہے۔

۷۔ ساتویں قسم کی آگ :- حضور کی آگ ہے۔

یہ آگ مندرجہ ذیل دو آتش سے مل کر جلتی ہے:-

۱۔ بھوکا رہنے کی آگ۔

۲۔ پیاسا رہنے کی آگ۔

اے طالب صادق! اگر عاشق مولیٰ کی محبت آگ سے آہ کھینچے یا قہر کی نگاہ سے

کسی طرف دیکھئے تو مشرق سے مغرب تک ان واحد میں جل جائے۔ اور ہر ایک چیز ہمت سے نیست ہو جائے۔ پس اے طالب مولیٰ! اگر تو تمام دنیا کے زاہدین کو اکٹھا کرے اور کسی عارف کی ان پر نگاہ پڑ جائے تو پہاڑ تک جل جائیں۔ جاننا چاہیے کہ ان اہل زہد کو کونسی قدرت حاصل ہے کہ اس عاشق کے روبرو دم مار سکیں۔ اس لیے عارف باللہ صاحب تصوف ہوتا ہے اور علم تصوف ہر علم پر غالب ہے۔

تصوف کیا ہے؟

اے طالب صادق! جاننا چاہیے کہ تصوف کی حقیقت کیا ہے۔ تصوف کا معنی مطلق توحید جاننے کو کہتے ہیں۔ اور دوسرے تصوف قلب کی صفائی ہے۔ اور علم تصوف چار سلک پر مشتمل ہے۔ کہ جس مقام میں چار گواہ اور چار راستے ہیں۔ وہ چار گواہ مندرجہ ذیل ہیں :-

پہلا گواہ :- سلک سلوک تصوف میں خاص الخاص ہے جس کا تعلق شریعت سے ہے۔
دوسرا گواہ :- سلک سلوک تصوف میں بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے۔ اس کا مقام مقام طریقت سے ہے۔

تیسرا گواہ :- سلک سلوک تصوف میں حقائق نکات سے ہے جس کا تعلق مقام حقیقت سے ہے۔

چوتھا گواہ :- سلک تصوف میں توحید سے ہے جس کا تعلق مقام معرفت سے ہے۔

چونکہ علم تصوف علم توحید سے ہے۔ علم توحید کا تعلق علم فقہ سے ہے اور علم فقہ کا

تعلق علم حیا کے ساتھ ہے اور علم حیا کا تعلق محبتِ مولا اور درِ محبت کے ساتھ ہے۔
 اس سے معلوم ہوا کہ علم تصوف ہر علم پر اولیٰ ہے اس لیے کہ علم تصوف توحیدِ بالایمان ہے۔
 پس اے سچے طالب! جو کوئی علم تصوف کا مطالعہ نہیں کرتا وہ شیطان سے بھی بُرا ہے
 بلکہ خواہشات کا بندہ ہے اور ہرگز اس کا یقین اللہ تبارک و تعالیٰ پر نہیں ہے۔ چونکہ علم
 تصوف کے علم سے اطمینانِ رحمانی ہے اور بے علمی سے سراسر کارِ شیطانی ہے۔
 نعوذ باللہ منہا۔

حروفِ تصوف کا انکشاف

اے سچے طالب! جاننا چاہیے کہ سب سے پہلے معرفتِ خداوندی کی راہ ہے۔
 پس جو کوئی طالبِ مولا تصوف کا علم نہیں رکھتا وہ سراسر گمراہ ہے۔ تصوف کا لفظ
 چار حروف میں منقسم ہے:

تصوف کا پہلا حرف: ت ہے۔

تصوف کا دوسرا حرف: ص ہے۔

تصوف کا تیسرا حرف: و ہے۔

تصوف کا چوتھا حرف: ف ہے۔

ت سے یہ مراد ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں خود کو تصرف کرے۔

ص سے مراد یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں خود کو تصرف کرے۔

و سے مراد وعدہ خلاف سے اجتناب کرنا ہے۔

ف سے مراد فتح الغیب اور فتانی النفس ہے۔

پس جو شخص ان حروف کا علم نہیں رکھتا اور ان پر عمل نہیں کرتا وہ ہرگز تصوف سے واقف نہیں ہے۔

تصوف کے دیگر معنی یہ ہیں کہ تصوف اسم اللہ سے ہے یعنی علم الف نے اور الف سے مراد آیہ کریمہ **وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ** لکھا ہے۔ یعنی ہم نے حضرت آدم علیہ السلام کو کل اسم سکھا دیئے۔ صوفیائے کرام کا قول ہے کہ یہاں کل اسم سے مراد کل علم اور کل عقل اور کل درجات ہیں کہ جو قال سے حال کی طرف لے جائیں کہ جن کے ظاہر و باطن مراتب مولیٰ کے ساتھ ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :-

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا طَوْلًا مَّبْدِلًا لِكَلِمَاتِهِ
وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

صدق اور عدل کی رو سے تیرے رب کا کلمہ تمام ہوا۔ اور اس کے کلمات تبدیل نہیں ہوتے اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

پس اے طالب! عارف باللہ معرفت مع اللہ ایسا چاہیے جیسا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تیس سال مسلسل اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ ہم کلام رہا اور مخلوق کو یہ علم تھا کہ ہمارے ساتھ ہم کلام ہے۔ عارف کا قال اور ہے اور عارف کا حال بھی اور ہے۔ جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک کشتی کو توڑ دیا، ایک نوجوان کو ہلاک کر دیا۔ اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ سورہ کہف میں ہے یتیم بچوں کی دیوار گرا دی۔ پس حضرت خضر علیہ السلام کا کام راہ پر تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نگاہ خطا پر تھی۔ پس اسی طرح ہر عارف ہر حال اور ہر مقام کا عالم ہوتا ہے

اور ماضی، حال اور استقبال کے احوال پر نگاہ ہوتی ہے۔ صوفیائے کرام کا قول ہے کہ اسی لیے ہر ایک عبادت سے عارف باللہ کی نظر بہتر ہے۔

از نگاہ نیم روشن آہ من

درمیان کفر و ایمان راہ من

ترجمہ: میری آہ و زاری آدھ کھلی نگاہ سے ہے ایمان و کفر کے درمیان میرا راستہ ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

الْإِيمَانُ بَيْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ

ایمان خوف اور رجا کے درمیان ہے۔

فقیر کی حقیقی کیفیت

اے سچے طالب! افسوس صد افسوس کہ ساری عمر بے خبری میں بیت گئی اور توحید کا علم نہ ہوا۔ چونکہ فقر کو کسی وقت میں سکون حاصل نہیں ہوتا اس لیے دائمی طور پر سیر و سفر میں رہتے ہیں۔ اگر ہزار کوئی ان کی غم خواری و دلداری کرے اور انہیں نذرانہ پیش کرے۔ یہ جس جگہ رہیں مسافروں کی طرح رہیں۔ اور ہر ایک حال میں پریشان حال رہیں۔ ان کی حکمت اَلْأُنْسُ لِلَّهِ وَالتَّوَحُّشُ عَنِ غَيْرِ اللَّهِ یعنی اللہ کے لیے انس رکھتے ہیں اور غیر اللہ کے لیے تو حش کرتے ہیں؛ سے ہوتی ہے اور ان کی نگاہ دائمی طور پر فِئْرًا وَاِلٰی اللّٰهِ یعنی اللہ کی طرف بھاگو، پر ہوتی ہے۔ پس ایسے لوگ دائماً مخلوق سے بیزار رہتے ہیں۔ چونکہ ان کا شوقِ محبت اور معرفتِ خداوندی ان پر دائمی طور پر غالب رہتی ہے۔ اور ان کا مکان لامکان

سے ہوتا ہے اور ان کی جان جان جان کی طرح لگی رہتی ہے۔ گو جسم ان کا اس عالم اسباب سے ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے یہ لوگ پریشان حال رہتے ہیں۔ اور بعض صوفیوں کا قول ہے کہ دو گروہ کے آدمی کسی کے حکم میں نہیں ہوتے۔

پہلا گروہ: نطل اللہ یعنی وقت کے بادشاہ۔
دوسرا گروہ: اولیاء اللہ۔ جو رب تعالیٰ کے رازوں کا علم رکھتے ہیں۔
کسی نے کیا خوب کہا ہے

نفس را رسوا کند بہر از گدا

ہر درے قدمے رود بہر از خدا

راہ مولیٰ کا گدا اگر اپنے نفس کو ذلیل کرتا ہے کہ ہر دروازے پر جا کر خدا کے لیے سوال کرتا ہے۔

اور بعض صوفیائے کرام کا قول ہے کہ ہر محلہ اور ہر ایک شہر فقیروں کی برکت سے قائم ہیں۔ بلکہ فقر اد کا پھرنا اور سیر کرنا حکمت سے خالی نہیں۔

ارشاد گرامی ہے:

فَعَلَّ الْحَكِيمُ لَوْ يَخْلُوَا عَنِ الْحِكْمَةِ

دانا کا فعل دانائی سے خالی نہیں ہوتا۔

ایسا ہی فقیر کا قدم، فقیر کی توبہ، فقیر کا وہم، فقیر کا قہر، فقیر کا التفات اور فقیر کا فیض کسی حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان کی اصل اسم اللہ کے وصل پر ہے۔

ثنوی

از علم عالم نہ شد واصل حضور
 از علم عالم نہ شد کشف القبور
 عالم کو علم ہے وصل و حضوری حاصل نہیں ہوتی۔ عالم کو علم سے
 کشف قبور حاصل نہیں ہوتا۔
 تو علم مغرور از حق دور تر
 از علم عالم نہ شد صاحب نظر
 علم پر غرور کرنے والا اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ دور ہے۔ عالم علم
 سے صاحب نظر اور روشن ضمیر نہیں ہو جاتا۔
 در مطالعہ علم باشتی صبح شام
 کس نیابہ معرفت از علم تام
 تو صبح و شام علم کے مطالعہ میں مشغول ہے کسی نے علم سے مکمل
 معرفت نہیں پائی ہے۔
 طلب مرشد راز کن باطن صفار
 تا ترا حاضر کند با مصطفیٰ
 باطن دل کو صاف کر کے پیر کمال سے راز کا طالب ہوتا کہ وہ تجھ
 کو دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر کر دے۔
 سر بسر علیے بود از قیل و قال
 نہ بود لب بستہ خاموشی وصال

علم مکمل طور پر قیل و قال ہے کہ منہ زبان کسی وقت بند نہ ہو اور خاموشی سے وصال ملتا ہے۔

علم نافع اور علم غیر نافع

اے طالب! جاننا چاہیے کہ جو علم تقویٰ کے ساتھ ہے وہ بہتر ہے اور عقبیٰ کا توشہ ہے۔ اور جو علم زر کے حصول کے لیے ہے اور دنیا کی جس میں طلب ہے پس وہ ناجائز ہے۔

اے عالم نادان کہ تو در علم غزوری
نزدیک تو معبود نہ، بلکہ تو دوری
اے نادان و غافل عالم تو علم پر غرور کرتا ہے تیرے قریب معبود
نہیں ہے بلکہ تو خود دور ہے۔

کشاف ہدایہ اگر امروز تو خوانی
تا خدمت خاصاں نکنی بیج ندانی
تفسیر کشاف اور ہدایہ کو تو اگر روزانہ پڑھے کچھ حاصل نہ ہو گا جب اللہ
کے خاص بندوں ولیوں کی خدمت نہیں کرے گا کچھ نہیں جانے گا۔
پس اے طالب! علم وہ ہے کہ ظاہر حضور ہی اس کی باطن میں معرفت خداوندی
کی طرف لے جا رہی ہے۔ اور قرب وصال الی اللہ اس کو میسر آئے۔ چونکہ
جو شخص اولیاء اللہ کی خدمت کرتا ہے وہ مخدوم ہو جاتا ہے۔
کسی نے کیا خوب کہا ہے : ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد
ہر کہ خود را دید او مخدوم شد

جو شخص خدمت کرتا ہے مخدوم ہو جاتا ہے۔ اور جو اولیاء اللہ کا منکر ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہے۔

ثنوی

وقت را ضائع مکن اے جانِ من
اسم اللہ را بگو باہر سخن
اے میرے محبوب دوست وقت کو برباد مت کر۔ اللہ کا نام
ہر بات و ہر کام میں لے۔

ہر کہ غفلت می کند اسم اللہ
یہی چیزیں ہرگز نہ باشد سرگناہ
جو اللہ کے نام کے ذکر سے غفلت کرتا ہے اسے کچھ فائدہ
نہیں بلکہ سر پر گناہ ہوگا۔

عارفان را اسم اللہ نصیب
نفس شیطان در نگنجد با حبیب
عارفوں کے مقدر میں اللہ کا ذکر کرنا لکھا ہے نفس اور شیطان
حبیب یعنی اللہ کے ایک جگہ نہیں رہ سکتے۔

باہوا با اسم اللہ دل بکوش
اسم اللہ را چہ داند خود فروش
باہوا اللہ کے نام کے ذکر کی دل سے کوشش کر۔ اپنے آپ کو
سجولنے والا اللہ کے نام کی عظمت کو کیا جانے گا۔

اور اے سچے طالب! حضور نبی کریم و ما ارسلناک الا رحمۃً للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ
والتیمم کا ارشاد ہے :-

سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُ الْفُقَرَاءِ
قوم کا سردار فقیروں کا خادم ہوتا ہے۔

وجود آدمیت کے راز کا انکشاف

اے طالب! جاننا چاہیے کہ وجود آدمیت میں چار دوست ہیں۔ اور ان کی
دوستی کی سب کو ضرورت ہے۔ اور انہی چار دوستوں سے چار دشمن پیدا ہوتے ہیں :-
پہلی دوستی :- اللہ تبارک و تعالیٰ کی دوستی۔

دوسری دوستی :- حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی۔

تیسری دوستی :- قرآن مجید کی دوستی۔

چوتھی دوستی :- فقراء کی دوستی۔

جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ کی دوستی کا مدعی ہو وہ ذکر الہی کے ساتھ مستغرق رہے
اور فکر میں تمام ہو جائے۔ حتیٰ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ
بھی دوستی نہ رکھے۔ جو کچھ خدا کے ساتھ ہو۔

اور اے طالب! جو شخص حضور خواجہ کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دوستی
کا مدعی ہو۔ اور آپ کی آل اطہار اور آپ کے صحابہ کرام اور علمائے شریعت کے
ساتھ دوستی نہ رکھے وہ اپنے دعویٰ میں کذاب ہے۔

اور جو شخص قرآن مجید کے ساتھ دوستی کا دعویٰ کرے اور اس کے عمل کو

صیحیح نہ رکھے وہ گمراہ ہے۔

اور جو شخص فقر اور دوستی کا دعویٰ کرے اور فقر و فاقہ کو دوست نہ رکھے اور معرفت خداوندی کی طرف توجہ نہ کرے اُس کی دوستی کذب ہے بلکہ وہ سب سے بڑا کذاب ہے۔

اب یوں سمجھنا چاہیے کہ خدا کی دوستی سے ابلیس کی دشمنی ہے۔ اور حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی دوستی سے بدعت کی دشمنی ہے۔ اور فقراء کی دوستی سے اہل دنیا کی دشمنی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ جل جلالہ الکریم ہے:

وَأَمَّا مَنْ طَغَىٰ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ۔

جس نے شرارت کی اور دنیا کی زندگی کو بہتر نہ سمجھا تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

مثنوی

علم دین مفروشِ دامے دام گیر
طالبِ دنیا کجا باشد فقیر
دین کے علم کو فروخت مت کر اس کی قیمت ہمیشہ رہنے والے
سے لے۔ دنیا کا طلبگار فقیر کب ہو سکتا ہے۔

علم را قدرے ندارد از طلب
علم عالم چیست دانی بہر رب

طالب علم کی قدر نہیں جانتا۔ عالم جہان کے علم کو جانتا ہے وہ خدا کا علم ہے۔

علماء اور فقراء میں امتیاز

اے طالب! جاننا چاہیے کہ علماء اور فقراء میں کیا امتیاز ہے۔ علماء صاحب ادب، صاحب شرع اور انبیائے کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔ اور فقراء تارک الدنیا، فارغ العقبیٰ، صاحب ذکر و فکر اور خلق اور فدائے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور غرق در یائے وحدت و معرفت کے ہوتے ہیں۔ اور علماء شب و روز مطالعہ علم کی تکرار میں قلیل و قال رکھتے ہیں۔ اور فقراء خدا کے ساتھ ساتھ اپنا حال بے حال رکھتے ہیں۔ پس عالم بتدی کا علم ذکر میں اور فقیر منتہی کا حضوری میں۔ پس معلوم ہوا کہ شروع میں ذکر حضوری کے لیے ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ علمائے کرام اعلیٰ درجات کے مالک ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:

وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ

اور وہ لوگ ہیں جن کو علم اور درجات عطا فرمائے گئے۔

اور ان کے مراتب اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلند ہیں۔

اب رہے فقراء کرام کے درجے وہ قرب خداوندی کے ساتھ ہیں۔ ارشاد

رب العالمین جل مجدہ الکریم ہے:

وَإِذْ كُنَّا نَبِيًّا إِذَا نَسِيتَ

یاد کر اپنے رب کو جب کہ بھول جائے۔۔

یعنی اللہ کے نام کے ساتھ ساتھ غریب و صدمت ہیں۔ پس اے سچے طالب! معلوم ہونا چاہیے کہ درجات ذات کے لیے ہیں۔ اور خاص ذات اولیاء اللہ کے نصیب میں ہے۔ پس جو طالب مولیٰ معرفت خداوندی کی طلب کرے وہ شخص شیخ المشائخ اور عالم و فاضل و متقی و محقق و محرم السراہ ہے۔ اور جو مولیٰ کو طلب نہ کرے وہ حرص و حسد و حقد و عجب میں مبتلا ہے۔ اس کو کسی کا فیض صحبت نفع نہیں دے سکتا۔ خواہ کیسا ہی فقیر مست اور عالم ہو شیار ہو۔ کبھی بھی فیض حاصل نہیں کر سکتا۔

دُنیا اور اہل دنیا کا انکشاف

اے سچے طالب! دُنیا دارِ مثلِ مستقی کے حد سے زیادہ پیاسے ہیں۔ چونکہ دنیا دریا کی مانند ہے کہ اس کا پانی زہر آلود ہے۔ جو کوئی پیاسا اس پانی میں غوطہ زن ہوگا اور وہ زہر آلود پانی پئے گا۔ اور زیادہ تر تشنہ لب ہوگا۔ اور یہ تشنگی اس کو مثلِ جناحی کی تلخی سے زیادہ ہوگی۔ باوجودیکہ دنیا کی تشنگی سے زیادہ سخت ہوگی۔ اس لیے فقیر لوگ دنیا کے زہر آلود دریا کے کنارے پر تشنہ لب رہتے ہیں۔ اور دنیا والوں کو روکتے ہیں کہ اس زہر آلود دریا کا پانی نہ پیا جائے جس سے کہ موت آجائے۔ پس جس کو ان کی نصیحت کارگر نہیں ہوتی تو یہ مرضی مولیٰ پر اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ پس اے سچے طالب! فقیر کا دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے سیراب ہوتا ہے۔ اور ان کو آبرو اور سُرخ روئی دونوں جہان کی نصیب ہوتی ہے۔

طلب کن اللہ بامطلب شوی
 بے طلب اللہ بے مطلب روی
 اللہ کو چاہ کہ تو چاہنے والے کے ساتھ ہوگا۔ اللہ کی طلب کے
 بغیر تو بے مراد جائے گا۔

دوستی کی قسمیں

اے سچے طالب! دوستی تین اقسام میں منقسم ہے:

پہلی قسم: جسمی دوستی ہے۔

دوسری قسم: قلبی دوستی ہے۔

تیسری قسم: روحی دوستی ہے۔

اب یوں سمجھنا چاہیے کہ جسمی دوستی کا تعلق زبان سے ہے جس طرح کہ حضور
 سید العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور علمائے کرام کی دوستی کہ جس میں قال ہی قال ہو
 بلکہ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کی دوستی حضرت زلیخا کے ساتھ تھی۔

قلبی دوستی کا تعلق مقام دل سے ہے جس طرح کہ حضور نبی پاک صاحب
 لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی دوستی فقر اور فاقہ کے ساتھ تھی۔ اور آپ اس
 کو عزیز رکھتے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان فقراء کو بہت عزیز رکھتے
 تھے۔ بلکہ بعض صحابہ کرام کا قول ہے کہ اللہ کے محبوب کہ ان فقراء کی اللہ تعالیٰ
 بھی عزت کرتا ہے۔ پھر میں انہیں کیسے عزیز نہ رکھوں۔

تیسری دوستی روحی ہے جس کا تعلق روح سے ہے۔ یعنی جس طرح

حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ و التسلیٰات کی دوستی خدا کے ساتھ تھی۔
اب جاننا چاہیے کہ دوستی قلبی حضرت یعقوب علیہ السلام کی جس طرح حضرت
یوسف علیہ السلام کے ساتھ تھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں بارہ
سال آپ کی گریہ زاری میں گزر گئی۔

روحی دوستی کی مثال حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے ساتھ کہ ان کے
یہ اللہ رب العزۃ تبارک و تعالیٰ نے آگ کو گلزار بنا دیا۔ جس کی شہادت قرآن
مجید سے ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرًا وَّ سَلَامًا عَلَىٰ اِبْرٰهٖمَ
ہم نے کہا اسے آگ ٹھنڈی ہو جا۔ ابراہیم پر سلامتی کے ساتھ۔
اور ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَّ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ
فرما دیجئے کیا برابر ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ جو نہیں جانتے ہیں۔

فقیر کی تشریح

اے طالب صادق! جاننا چاہیے کہ فقیر اسے کہتے ہیں کہ جو شریعت کا عالم
اور طریقت کا شہ سوار ہو۔ اور مقام حقیقت کا ناظر اور مقام معرفت کا عالم۔ اور دنیا
کا بوجھ اٹھانے والا ہو۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

مَا عَدَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ -

تو پاک ہے تیری معرفت جیسی کہ چاہیئے۔

ہم نے حاصل نہ کی جو معرفت کا مقام بے پایاں اور بے انتہا ہے۔ جس کا عالم سوائے اللہ کے کسی کو نہیں ہے۔ ۷

دیدہ باید لائق دیدار او

ایل نہ دیدہ طالب مردار جو

آنکھ اس کے دیدار کے لائق ہونی چاہیئے وہ آنکھ نہیں جو مردار کو طلب کرنے والی ہو۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ -

تو پاک ہے کہ ہم نے تیری عبادت نہیں کی جیسی کہ عبادت کرنی چاہیئے تھی۔ ۷

تو نہی دانی نہ تو نزدیک تر

درمیاں خود پردہ اے بے بھر

تو نہیں جانتا کہ وہ تجھ سے بہت زیادہ قریب ہے تو خود درمیان میں پردہ ہے اے اندھے۔

پردہ را بردار دل بیدار باش

راہ عارفان ایل بود ہوشیار باش

پردہ کو اٹھا دے دل کو بیدار رکھ ذکر قلبی جاری کر۔ عارفوں کا یہ راستہ ہے ہوشیار رہ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّىٰ
اپنے رب کی پاکی بیان کر جو سب سے اعلیٰ ہے جس نے پیدا کیا اور
پھر ٹھیک کیا۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

وَإِذْ كَرَّمْنَا بِكَ الْبَكْرَةَ وَاصْبِلَا
اور اپنے رب کے نام کو صبح شام یاد کر۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ
اپنے رب کے نام کی پاکی بیان کر جو بہت بڑا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

مَنْ عَرَفَ رَبَّكَ فَقَدْ كَلَّ لِسَانَهُ

جس نے اپنے پروردگار کو پہچانا پس اس کی زبان گونگی ہو گئی۔

علماء کی قسمیں

اے طالب! جانتنا چاہیے کہ علماء چار اقسام میں منقسم ہیں :-

- ۱۔ پہلی قسم :- علمائے عامل ہے۔
- ۲۔ دوسری قسم :- علمائے حامل ہے۔
- ۳۔ تیسری قسم :- علمائے شامل ہے۔

چوتھی قسم :- علمائے کامل ہے ۔

اب ان چار اقسام کی تفصیل ملاحظہ فرمائیے :-

علمائے عامل :- علمائے عامل وہ ہیں جو علم پر عامل ہیں ۔ اور علم کے خلاف کچھ نہیں کرتے ہیں ۔

علمائے حامل :- علمائے حامل وہ ہیں کہ جو علم کا بوجھ مثل گدھے کے اُپر اٹھاتے ہیں اور علم کے خلاف کرتے ہیں ۔ اور طلبِ مولیٰ کی محبت نہیں کرتے ہیں ۔

علمائے شامل :- علمائے شامل وہ ہیں جو رات دن علم کے مطالعہ میں اپنے سنہری اوقات صرف کرتے ہیں ۔

علمائے کامل :- علمائے کامل وہ ہیں جو جانوروں اور وحوش کی زبان کے عالم ہیں ۔

پس مرشد کے لیے ضروری ہے کہ ان چار قسموں کے علماء کو پہلے ہی یومِ اسمِ اللہ بتلقین کرے تاکہ کشود باطن ہو۔

رفتِ عمرش در مطالعہ روز و شب

از مطالعہ کس نشد عارف برب

دن رات کتابوں کے مطالعہ میں اس کی عمر گزر گئی صرف مطالعہ

سے کوئی آدمی عارف باللہ نہیں ہوا۔

پس اے طالب! جاننا چاہیے کہ بغیر مرشد صاحبِ راز کے ریاضت

تقویٰ، نوافل، روزہ، نماز وغیرہ بلکہ جلوت و خلوت اس کی بالکل حرص و

ہوا سے ہے اس لیے کہ اس کی تمام عبادت بے بنیاد ہے۔ حتیٰ کہ اس کا دل سورج کی طرح اسم اللہ سے مرشد کی توجہ سے برحق کے روشن اور منور نہ ہو جائے۔ پس اے سچے طالب! جب تک اسم اللہ سے دل میں روشنی نہیں ہوتی اُس وقت تک اس کا نفس اُس کے تابع نہیں ہوتا۔ کیونکہ شغل اللہ دونوں جہان میں بہتر ہے۔ اور جو اس کا علم نہیں رکھتا وہ دنیا و آخرت میں بہت ہی بُرے ہیں۔ پس جو لوگ دم و دینار کی آرزو رکھتے ہیں۔ ان کا تعلق باللہ نہیں ہو سکتا۔

تخلیق کی اہمیت

اے سچے طالب! جاننا چاہیے کہ جو فقیر کو خیرات کے طور پر کچھ دے اگر فقیر اُس کو مخلوق کی جانب سے جانے تو نقصان ہے اگر اللہ تعالیٰ کی جانب سے جانے تو معرفت کی دلیل ہے۔ پھر اللہ رب العزّة تبارک و تعالیٰ کا حکم ہے۔ اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرمایا:

وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ۔

اور سائل کو مت چھڑ کو نرمی سے جواب دو۔

اے طالب! جو فقرا کہتے ہیں کہ ہم نے دنیا چھوڑ دی ہے مگر پروانہ کی طرح چراغ اس کے گرد پھرتے ہیں۔ اور دنیا کے تعلق کے بارے میں قول ہے کہ ہم نے علاقوں کو ترغ ہمت سے کاٹا ہے۔ ایسے لوگ طمع و لالچ میں پھنسے ہوئے ہیں۔

پس اے طالب! جاننا چاہیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے

اہل ایمان، عارفین، انبیائے کرام، اولیائے عظام بلکہ جمیع اہل اسلام کی رُوح کو صرف اپنی عبادت کے لیے تخلیق فرمایا ہے نہ کہ مال و متاع کے اکٹھا کرنے کے لیے جو لوگ دنیا کے لالچ میں پھنسے ہوئے ہیں وہ دنیا و عقبی کا علم نہیں رکھتے۔

فقیر کی شناخت

اے طالب صادق! فقیر کی شناخت بتاتا ہوں جس سے تم کو علم ہو جائے گا کہ حقیقی فقیر کی شناخت کیا ہے۔ حقیقی فقیر تین سبب سے شناخت کیا جاتا ہے: پہلا سبب :- پہلا سبب یہ ہے کہ باادب ہوں یعنی شریعتِ مطہرہ کے خلاف اُن سے کوئی امر سرزد نہ ہو۔

دوسرا سبب :- دوسرا سبب یہ ہے کہ وہ باحیا ہوں کہ اپنی عبادت کو بھی مخفی رکھتے ہوں۔

تیسرا سبب :- تیسرا سبب یہ ہے کہ ان کا دل محبتِ خداوندی سے پُر ہو۔ کسی غیر کی محبت ان کے دل میں نہ ہو۔ اگر پسند و نصیحت پر گفتگو کرتا ہو بلکہ جو بات منہ سے نکالے وہ مغزِ معرفت سے نکلے اور ان کا قلب روزِ روشن کی طرح منور ہو۔

مقامِ فقر

اے طالب صادق! جاننا چاہیے کہ فقر چار مقامات میں منقسم ہے :- پہلا مقام :- ان کا مقام اولِ قلب ہے جس کو وہ دائمی طور پر اللہ تبارک و تعالیٰ

کے ساتھ لگائے رکھتے ہیں۔

دوسرا مقام :- دوسرا مقام ان کا سکوت ہے کہ ہر ایک کے دو بروہ زبان
اپنی نہیں کھولتے بلکہ جو ان پر درود ہوتا ہے وہ حق کے ساتھ ضبط کرتے ہیں۔
تیسرا مقام :- تیسرا مقام ان کا مسجد ہے جہاں شیطان کا گزر نہیں ہوتا۔
چوتھا مقام :- چوتھا مقام ان کا قبر ہے جہاں وہ آسودہ حال ہوتے ہیں۔
بعض صوفیاء کا قول ہے کہ مقام قبر قیامت کی حقیقت کا دریافت کرنے
کو کہتے ہیں۔ اور اے طالب حقیقی! جو فقیر بہت کھاتے ہیں، بہت سوتے ہیں
وہ مردہ دل ہیں اور معرفت خداوندی کا علم نہیں رکھتے۔ اور جو اہل فقر ہیں وہ
اس حالت میں ہیں۔

دیدہ ام دیدار حق صد بار ہا
نفس و شیطان در گنجہ خار ہا
میں نے ہزاروں بار دیدار حق کیا ہے۔ نفس و شیطان کو وہاں کوئی
گنجائش نہیں۔

گر کنم حق شرح و وصلش را تمام
نواب واصل را عبادت ہر دوام
اگر میں اللہ کے وصل کی تفصیل کو مکمل بیان کروں تو واصل کی نیند بھی
ہمیشہ عبادت ہی ہوتی ہے۔

مراقبہ کی حقیقت کا انکشاف

اے حقیقی طالب! جاننا چاہیے کہ دونوں آنکھوں کا بند کرنا مراقبہ

کہلاتا ہے۔ ذکر و فکر کے غلبہ سے۔ پس مراقبہ بجلی سے بھی زیادہ تیز ہو۔ اور صاحب
مراقبہ ہوش سے بیہوش ہو۔ دونوں چشمان بند کرنے کے ساتھ اسم اللہ کے تصور
کی برکت سے حتیٰ کہ دل کی آنکھ سے دونوں عالم کا مشاہدہ کرے۔ اور روح کی
حقیقت کو پہچانے اور اس سے مصافحہ کرے بلکہ اپنے سوال کا جواب صواب
کے ساتھ پائے۔ اُس وقت مراقبہ سے باہر آئے۔

پس ایسے مراقبہ کو مراقبہ ذکر و فکر کہتے ہیں۔ اس لیے کہ ذکر اللہ نفس کا قاتل
ہے۔ اور ایسے مراقبہ کی اصل تصور اسم اللہ سے ہے۔ اور جو مراقبہ ظاہر و باطن شریعت
کے مطابق نہ ہو۔ پس ایسے مراقبہ کو خواب خیال کہتے ہیں۔ یعنی ابھی تک اس کا دل
دنیا کی محبت میں سیاہ ہے۔ اور جہالت سے تباہ ہے۔ پس ایسا درویش جو
کوئی بات کہے وہ جھوٹی ہے۔

مُراقبہ حضوری

اے سچے طالب! جو لوگ اسم اللہ کے تصور سے ذات کا مراقبہ کرتے
ہیں ان کا مشاہدہ شاہد حقیقی کے ساتھ ہے۔ ان کی حضوری حضور پر نور سید
یوم النور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔

پس جو کوئی صاحب مراقبہ نور حقیقی کے مشاہدہ اور حضور نبی غیب دان خواجہ
کونین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء کی حضوری سے محروم ہے۔ بے
یقین و بے دین ہے۔ کیونکہ اس کے قلب پر شیطان کی حکومت ہے۔ نعوذ
باللہ منہا۔

پس اے طالب! جو علم عین العلوم سے ظاہر ہو وہ علم خاص ہے جو قبیل و قبال سے ہو وہ ناقص ہے۔ اور دوسرا مقام قلب کا پہچانا تمام جہانوں کے رب کی معرفت ہے کہ جو خاموشی احوال سے تعلق رکھتی ہے۔ اور ابتدائی مقال جس کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے ہے۔ یعنی جب ہم نے دعویٰ کیا کہ تیرے سوا کوئی دوسری دلیل نہیں۔ پس یہ دعویٰ ہوا کہ ہم نہیں ڈرتے مگر اس سے اور ہم اُمید نہیں رکھتے اس پر۔ پھر جب ہم کسی دوسرے سے ڈریں اور کسی سے اُمید رکھیں تو ہمارا دعویٰ دلیل سے نہیں ہوگا بلکہ ہمارا دعویٰ کذب ہوگا۔ اور ایسا دعویٰ کفر و انکار کی حد تک پہنچے گا۔

کافر کون؟

اے سچے طالب! اسی طور سے اگر خلقت ہمیں دیکھتی ہے تو اس کے سامنے ہم کوئی بُرائی نہیں کرتے اور اللہ رب العزّة تبارک و تعالیٰ ہمیں دیکھتا ہے۔ ہم اس کے روبرو ہر روز لاکھوں بُرائیاں کرتے ہیں۔ پس اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ ہم خلقت سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔ پس جو خلقت سے ڈرا اور خداوند تعالیٰ سے نہ ڈرا وہ کافر ہے۔

ترک دنیا کارنامہ

افسوس! اگر کوئی کافر طبیب سے ہماری بیماری دیکھ کر ہم کسی شے کے کھانے سے روک دیتا ہے تو ہم اُس چیز کے کھانے سے روک جاتے ہیں۔ مگر وہ شے جس

منع کرنے کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام علیہم السلام مبعوث ہوئے اور سب کا یہی ارشاد تھا:

حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسٌ كُلِّ خَطِيئَةٍ وَتَرْكُ الدُّنْيَا رَأْسٌ كُلِّ عِبَادَةٍ۔

دنیا کی محبت ہر خطا کی جڑ ہے اور دنیا کا ترک ہر عبادت کی جڑ ہے۔

اس کی پروا نہیں کرتے۔

طلبِ مولیٰ اور طلبِ دنیا کا انکشاف

اے سچے طالب! جاننا چاہیے کہ فقر کا طلب کرنا اللہ تعالیٰ کا طلب کرنا ہے۔ اور فقر کی طلب حضور نبی کریم رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طلب ہے۔ اور فقر کی طلب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طلب ہے۔ اور فقر کی طلب اولیائے کرام کی طلب ہے۔ اور علم و عمل کی طلب تقویٰ کی طلب ہے۔ اور فقر کی طلب عرفان کی طلب ہے۔ اور دنیا کی طلب شیطان کی طلب ہے۔ اور دنیا کی طلب فرعون کی طلب ہے۔ اور دنیا کی طلب قارون کی طلب ہے۔ اور دنیا کی طلب نمرود کی طلب ہے۔ اور دنیا کی طلب شتاد کی طلب ہے۔ اور بعض کے نزدیک دنیا کی طلب سراسر کفر ہے۔ اور فقر کا طلب کرنا اسلام کا طلب کرنا ہے۔ اور فکر کا طلب کرنا معرفتِ خداوندی اور ذکر و فکر سے آشنائی حاصل کرنا ہے۔

اے سچے طالب فقراء مختلف اقسام میں منقسم ہیں :-

- ۱۔ بعض فقیر دانا اور ہوشیار ہوتے ہیں۔
- ۲۔ بعض فقیر جاہل و نادار ہوتے ہیں۔
- ۳۔ بعض فقیر دیوانہ و مجنون ہوتے ہیں۔
- ۴۔ بعض فقیر افسانہ گو ہوتے ہیں۔
- ۵۔ بعض فقیر صاحب شوق ہوتے ہیں۔
- ۶۔ بعض فقیر صاحب عرفان ہوتے ہیں۔

خیر و شر کا انکشاف

اے طالب صادق! جاننا چاہیے کہ بعض بے دین کہتے ہیں کہ خیر ۱
 وَ شَرٌّ ۱۰ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى۔ یعنی بھلائی اور بُرائی سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔
 میں اب ان دونوں الفاظ کی تشریح کرتا ہوں یعنی خیر اور شر کیا ہے کہ یہ دونوں
 اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اس کا معنی یوں چاہیے کہ خیر سے اللہ تبارک و تعالیٰ
 نے حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تخلیق فرمایا اور ان کی
 پیروی کرنے والوں کا نام اہل سنت و جماعت رکھا۔ یعنی جو لوگ آپ اور آپ کے
 صحابہ کرام کی راہ پر چلے۔ پس جو شخص ان کی راہ پر چلے گا وہ اہل سنت و جماعت
 سے ہوگا۔ اور اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ نے خیر سے اسلام کی تخلیق فرمائی۔ اور
 ذکر و فکر اور معرفت فقر اور فیض و رحمت کو اس کے سپرد کیا اور اُمتِ محمدیہ
 علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء سے فیضیاب ہو۔

کیفیتِ شر

اے سچے طالب! اب شر کی کیفیت منکشف کرتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے شر سے کفر، شیطان اور نفسِ امارہ کو پیدا کیا۔ اور شر سے دنیا کی خواہش کو پیدا کیا۔

پس اے سچے طالب! اب تو خیر کا آرزو مند ہے یا شر کی آرزو رکھتا ہے۔ بعض گروہ ایسے ہیں کہ ان کے دل میں بیماری ہے۔ جن کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :-

فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا

ان کے قلوب میں مرض ہے پس اللہ نے ان کی بیماری کو بڑھایا۔ پس اس گروہ کی زبان میں وارد ہوتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :-

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ
وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ

بعض لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور وہ مومن نہیں ہیں۔

پھر ارشادِ باری تعالیٰ ہے :-

وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ
مُسْتَهْزِؤْنَ

اور جب اپنے دوستوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے
 ہیں اور ہم ان سے مذاق کرتے ہیں۔
 پس ایسے لوگوں کی صورت اور ہے اور سیرت اور ہے۔ جن کے بارے میں ارشاد
 باری تعالیٰ ہے :-

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ
 مُصْلِحُونَ ط إِلَّا أَنَّهُمْ هُمْ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِنْ لَا يَشْعُرُونَ۔
 اور جب کہا جاتا ہے ان کہ تم فساد نہ کرو زمین میں۔ کہتے ہیں جزا این نیست
 کہ ہم مصلح ہیں۔ خبردار ہو کہ انسان فساد کرنے والے ہیں مگر شعور نہیں
 رکھتے۔

اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ لوگ نفس امارہ کی خواہش میں مبتلا ہیں۔ چونکہ نفس کا مقام
 دنیا ہے۔ پس یہ لوگ دنیا کی ترقی کے سوا اور کچھ نہیں چاہتے۔ اور دل کا مقام
 آخرت سے ہے۔ پس جو لوگ اس سے تعلق رکھتے ہیں وہ لوگ نفس کو بہت سخت
 عذاب میں رکھتے ہیں۔ اور روح کا مقام حبِ مولیٰ سے ہے۔ پس اس گروہ کے
 دل میں درد و محبت ہوتی ہے۔

حضرت سلطان العارفين عليه الرحمة نے فرمایا ہے :-
 مَحِبَّةُ اللَّهِ لَا يُحِبُّ الدُّنْيَا وَ مَحِبَّةُ الدُّنْيَا لَا يُحِبُّ اللَّهَ
 نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْهَا۔

اللہ سے محبت رکھنے والا دنیا سے محبت نہیں رکھتا۔ اور دنیا سے
 محبت رکھنے والا اللہ سے محبت نہیں رکھ سکتا۔ پناہ مانگتا ہوں اللہ کیساتھ
 اس سے۔

اور جو لوگ دنیا کی شکایت کرتے ہیں۔ ان کی شکایت دو حال سے خالی نہیں ہوتی۔
یا تو وہ دنیا کو دیکھنا نہیں چاہتے۔ اس بنا پر کہ ان کی نگاہ میں دنیا زشت رو اور برے ہی
صورت نظر آتی ہے۔ یا دنیا ان کے گھر میں نہیں آتی۔ اس بنا پر وہ پریشان ہو کر دنیا
کا منکوحہ کرتے ہیں۔

سر الہی کا انکشاف

اے سچے طالب! جاننا چاہیے کہ معرفت خداوندی اڑھائی قدم کے فاصلہ
پر ہے۔ یعنی ایک قدم عالم ازل سے اٹھایا اور دوسرا قدم دنیا سے اٹھایا اور آخرت
کے سر پر رکھا۔ اور عقبی میں میدان قیامت میں سر سے گزرا اور جنت کے مقام کے
دروازہ پر پہنچا۔ اور اللہ تعالیٰ کی ندا سنی کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :-
قَادُخْلِي فِي عِبَادِي وَاَدْخِلِي جَنَّتِي۔

پس میرے بندوں میں داخل ہو اور تو میری جنت میں داخل ہو۔
اور نیم قدم سے مراد اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کی بقا سے مشرف ہونا ہے
پس اے طالب! اس نیم قدم پر وہ شخص پہنچتا ہے کہ نفس کو سر الہی کی تلوار سے
قتل کرے۔ اور سر خداوندی ریاضت سے بہتر ہے۔

ریاضت کیا ہے؟

اے طالب صادق! اب میں تجھے بتاتا ہوں کہ ریاضت کیلئے اور راز کیا
ہے؟ پہلے راز کا انکشاف کرتا ہوں کہ ہم راز کسے کہتے ہیں۔ پس صوفیائے کرام

کے نزدیک راز اطمینان خاطر کو کہتے ہیں کہ جو جمال یار کے ساتھ ہو۔ اور ریاضت سے مراد یہ ہے کہ جو رعایت مخلوق کے ساتھ ہو۔ چونکہ صاحب راز کی نگاہ ذات باری تعالیٰ پر ہوتا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔

ناظراں را بر نظر باشد الہ

لعنتے بر مال دنیا حُبّ و جاہ

اس کے دیکھنے والوں کی نظر صرف اللہ کی طرف رہتی ہے۔ وہ

دنیا کے مال اور اس کی محبت اور جاہ و حشمت پر لعنت بھیتے ہیں۔

دوسرے راز کا تعلق مقام فقر سے ہے جس میں رازوں کا راز ہے۔ اسی لیے کہا ہے کہ انسان خود سر حقیقت ہے۔

شہ رگ نزدیک چوں گویند دُور

یک دمے باحق ہم وحدت حضور

وہ شہ رگ سے نزدیک ہے دُور کیوں کہتے ہیں۔ ایک لمحہ میں بارگاہِ

خدا میں حاضر کر دوں گا وحدت و حضوری حاصل ہوگی۔

ارشاد رب العالمین جل مجدہ الکریم ہے :-

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَدِيدِ

اور ہم بہت قریب ہیں اس کی طرف شہ رگ سے۔

اور بعض کے نزدیک فقر ابلے پروا ہوتے ہیں۔ انھیں دنیا و مافیہا کی کچھ خبر

نہیں ہوتی۔ فقر شاہی ہر دو عالم بے نیاز با خدا

احتیاجش کس نباشد مد نظرش مصطفیٰ

اور بعض صوفیائے کرام کا قول ہے کہ فقر ایک دریا ہے بے کنار ہے۔ بعض اس سے ثابت اتر گئے اور بعض اس میں گر کر ہلاک ہو گئے۔

ہر ز قطرہ دعویٰ کردند من بدریا یافتم
عین دریا یافتم خود گم بدریا یافتم

دریا کے پانی کا ہر قطرہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے دریا پایا۔ خاص
دریا کو پایا خود دریا میں گم ہو کر دریا کو پایا ہے۔

پانچ خصائل

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک وزیر کے دل میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا فراق پیدا ہوا۔ وزیر نے وزارت کا قلم دان رکھ دیا اور بادشاہی خدمت کو ترک کر دیا۔ اور استقبال کے ساتھ کوچہ فقیر میں قدم رکھا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد بادشاہ کو وزیر سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ بادشاہ نے کہا اے وزیر تو نے میری خدمت کو کیوں ترک کیا۔ وزیر نے کہا اے بادشاہ تجھے میں پانچ خصائل تھے۔ جن میں پہلی یہ تھی کہ کھانا کھاتا تھا اور مجھ کو نہیں دیتا تھا۔ اب میں اس بادشاہ کی خدمت میں ہوں کہ جو خود نہیں کھاتا ہے اور مجھ کو کھلاتا ہے۔ دوسری یہ کہ تیرے سامنے تمام دن کھڑا رہتا تھا اور تو نہیں کہتا تھا کہ بیٹھ جا۔ اب میں ایسے خداوند کی خدمت کروں ہوں کہ چار رکعت میں کھڑا ہو کر پڑھتا ہوں، تو دو مرتبہ حکم ہوتا ہے کہ بیٹھ جا۔ تاکہ یہ خدمت تجھ پر آسان ہو۔ تیسری یہ کہ تمام رات سوتا تھا اور میں تیری حفاظت میں پھرتا تھا۔ اور تو یہ نہیں کہتا تھا کہ تھوڑی دیر کو تو بھی آرام کر لے۔ اب میں ایسے مالک کی خدمت کرتا ہوں کہ وہ خود نہیں سوتا ہے۔

اور میں سوتا ہوں بلکہ وہ میری حفاظت کرتا ہے۔ چوتھی یہ کہ تو آب مر جائے گا۔ مگر میں اب اس خداوند کی خدمت میں ہوں کہ جسے موت نہیں ہے۔ اور مجھے وہ اپنی یاد سے زندہ رکھتا ہے۔ پانچویں یہ کہ میں تجھ سے خوف کرتا تھا کہ اگر تجھ سے کوئی خطا ہو جائے گی تو تو مجھ کو سزا دے گا۔ اب میں اس رب ذوالجلال کی خدمت میں ہوں کہ اگر کوئی مجھ سے خطا سرزد ہو جائے تو جب تو بہ کرتا ہوں تو معاف کر دیتا ہے۔

حضرت سلطان العارفین اس کے جواب میں فرماتے ہیں۔ پس اے طالب! راہ فقر فیض ہے اور فیض عام ہوتا ہے۔ اور نفس عام دنیا کا شرک ہے بلکہ مطلق حرام ہے۔

ترک وہ دنیا بی راہ خدا
فقر را ہادی است ہادی مصطفیٰ
دنیا کو چھوڑ دے اللہ کے راستے پر چل۔ فقر کے راہ کے
ہادی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

لعین کون؟

پس معلوم ہوا علم شریعت لطف اللہ ہے اور فیض سے مراد فضل اللہ ہے۔ اور کلام بزرگ سے مراد کلام اللہ ہے۔ جو کہ ہر ایک بندہ مومن کا ذریعہ نجات آخرت ہے۔ اور نفس پلید جس ہے۔ بلکہ رجامردار کا وسیلہ ہے۔ پس جو کوئی علم شریعت کو دنیا مردار کا وسیلہ بنائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو دنیا و آخرت میں تباہ و برباد کرے۔ چونکہ دنیا اور دنیا دار ظالمین کی جگہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ - ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ اہل دنیا ظالم بلکہ انظلم ہیں۔ جو دائمی طور پر نفاق میں رہتے ہیں۔ یعنی اہل فقر جو کچھ کہتے ہیں وہ حق بات کہتے ہیں۔ حسد و نفاق سے کچھ نہیں کہتے ہیں۔ پس جو اسلام کے نام سیراب نہیں ہیں وہ فقیر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نصیب ہیں۔

تصدیق قلبی

اے سچے طالب! جو شخص قرآن و حدیث کی برکات سے سیر نہ ہوگا۔ وہ کلام الہی کا قدر دان نہ ہوگا۔ اور وہ دائمی طور پر رنج میں پھنسا رہے گا۔

حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے بارے میں فرماتے ہیں:-

میں فقیر نہیں ہوں، میں کامل نہیں ہوں، میں عالم باعمل نہیں ہوں، بلکہ دنیا مردار کی حرص میں خوار ہوں۔ میرا زبان سے کلمہ پڑھنا کوئی کلمہ نہیں ہے۔ اقرار ہے تصدیق نہیں ہے۔ اگر تصدیق قلبی ہوتی تو بیشک ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام علیہم السلام کے ارشاد کو بجالاتا۔ ترک دنیا ہر عبادت کی جڑ ہے۔ اور اس مردار کی محبت ہر ایک گناہ میں آلودہ کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ زبان کا اقرار اور دل کی تصدیق چاہتا ہے۔

کلمہ طیبہ کے حروف مقصود

اے طالب! جاننا چاہیے کہ کلمہ طیبہ کے بیس حروف ہیں۔ جن میں کوئی نقطہ نہیں ہے۔ اس سبب سے نقطے، دروغ، ستم، ظلم، نفاق، تکبر، ہوا، طمع، رشوت، بغض، حسد، عجب، نخوت، حرص و نخل اور غیبت وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ پس جو کوئی اس کلمہ کو نقطوں کے ساتھ پڑھے گا۔ بلاشک معنی متغیر ہو جائیں گے۔ اور اس کی زبان پاک اور دل صاف نہ ہوگا۔ چونکہ قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ نے دنیا اور دنیا والوں کو عزت کے ساتھ یاد نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی حضور سید الاولین والآخرین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے دنیا کے جمع کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ بلکہ دنیا کو اکٹھا کرنے والوں کو برا فرمایا ہے۔ اور نہ ہی کہیں حدیث مبارکہ میں اس کا اشارہ ہے۔

حقیقت دنیا

اے طالب صادق! دنیا وہ ہے جو یاد خداوندی کو دل سے بھلائے۔ اور اللہ تعالیٰ سے باز رکھے۔ اور ہمہ تن انسان دنیا اور اہل دنیا بن جائے۔ پس یہ خرابی کی بات ہے۔ اور بعض صوفیاء کا قول ہے کہ دنیا وہ ہے جو یاد خداوندی کے سوا کسی کے دل میں ذوق عطا کرے۔ اور جو چیز دل میں فرحت بخشی ہے وہ چیز یاد الہی سے دور رکھتی ہے۔ اور جو باز رکھے وہ سُکر ہے۔ پس اے طالب! جو شخص کہ صاحب سُکر ہے۔ وہ اپنے اختیار میں

نہیں ہے بلکہ اچھائی اور بُرائی اس کے نزدیک سب یکساں ہے۔ اس سے معلوم ہو کہ دنیا کا طالب دائمی طور پر کفر و نفاق میں پھنسا رہتا ہے۔ اس لیے کہ شراب کا نشہ شراب سُکر جو خباثت کی ماں ہے۔ ہمہ وقت طالب دنیا اس سے بدست رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیٹا باپ کو اور باپ بیٹے کو دار پر کھینچتا ہے۔ اور اے طالب صادق! جب ہم شراب کے تمام سُکر کو جمع کر دیں تو اس سے سکرات ہوتی ہے۔ پس یہی موت کی تلخی ہے یعنی سکرات۔ اس لیے ہر انسان کے لیے ضروری ہے کہ ہمہ وقت کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کا خیال رکھے۔ ایک ہم نے اس کا ذائقہ چکھنا ہوگا۔ پس ضروری ہوگا کہ جس نے کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کو ہادی بنا لیا وہ ضرور سیدھے راستہ پر رہے گا۔ اور اے معرفت کی لذت بھی معلوم ہوگی۔

پس اے طالب! اگر تو یاوا گوئی کو ترک کر دے گا۔ سچے دل اور پاک نیت سے کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہو جائے گا۔ اور تجھ پر اللہ تبارک و تعالیٰ کے خزانے اور برکات خود بخود کھل جائیں گے۔ چونکہ کلمہ طیبہ کے حروف دریا کی طرح ہیں اور ہر لفظ جناب کی طرح آبِ رحمت میں ڈوبا ہوا ہے۔ پھر جس نے سچے دل سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کہا اور فوری طور پر اس کو دروازہ جنت کھل گئے چونکہ عصمتِ خداوندی ہے۔

کلمہ طیبہ کی حقیقت کا بیان

جاننا چاہیے کہ جب اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ نے کلمہ طیبہ کو تخلیق کیا

تو پہلے خود بے کام و زبان کے قدرت نے پڑھا۔ ازاں بعد اسی کلمہ طیبہ سے وصل
 محمد رسول اللہ کیا اور اس صورت کا نام محمدی رکھا۔ بلکہ اسی صورت کی خاطر قرآن مجید نازل
 کیا۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی اصل خاص کلمہ طیبہ ہے۔ اور ہر ایک کتاب
 و کلام اسی کی تشریح ہے۔ اسی لیے صوفیائے کرام کا قول ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے
 ساتھ اخلاص اور ذکر کا سبب یہی کلمہ طیبہ محمد رسول اللہ ہے۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کی برکت
 و رحمت ہے۔ اور اسی پر ایمان و اسلام ہے اور یہی بوقت نزع پڑھا جاتا ہے تاکہ
 مشکل آسان ہو۔ چونکہ یہ شیطان کا حصار ہے۔ جس جگہ اس کا گزر ہے وہاں سے
 شیطان بھاگتا ہے۔ اور یہی کلمہ طیبہ دوزخ سے نجات کی سیر ہے۔ اور یہی کلمہ جنت
 الفردوس کی انہار تک رسائی کرنے والا ہے۔ اور اسی کلمہ پاک سے تمام دنیا کے
 علم داخل ہیں۔

حقیقتِ علم کا بیان

اے طالبِ صادق! اب میں تجھے علم کے معنی سے آگاہ کرتا ہوں۔ اس لیے کہ
 اَلْعِلْمُ وَالسُّنَنُ۔ علم کے معنی جاننے کے ہیں۔ اس لیے سب سے پہلے حضور نبی پاک صاحب
 لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے علم کو جانا۔ یہاں یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ کیا علم جانا
 اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم عز اسمہ کا علم سب سے اول از
 ابتدائے تا انتہائے کلمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جانا۔ اسی لیے کہا اس
 فقرہ اختیار فرمایا۔ اور ذکر الہی اور معرفت کے طریقے اہل دنیا کو سکھائے۔ پس جو لوگ
 ازل میں ایمان لا چکے تھے انہوں نے تصدیق کی اور جو ابھی مردود تھے انہوں نے

جھٹلا دیا۔ پس اے طالب! ان علماء سے جو بے عمل ہیں۔ میں متعجب ہوں کہ جو لوگ علم محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے خلاف کہتے ہیں اور دنیا کے علوم کا حاصل کرنا فرض سمجھتے ہیں اور کفار کی رسوم کو قبول کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔ پس اے طالب! انسان ہونا بہت مشکل ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے :-

مسلمان درگور اور مسلمانی در کتاب

مسلمان قبر میں چلے گئے اور اسلام کتابوں میں ہے۔

پس صوفیائے کرام کے نزدیک علم دو ہیں :-

۱۔ عِلْمَ الْإِنْسَانِ مَا كُمُ يَعْلَمُ۔ یعنی انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو وہ جانتا نہیں تھا۔

۲۔ عِلْمَ آدَمَ الْإِبْتِمَاءِ كُلُّهُمْ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سکھائے۔

پس جو شخص ان دونوں علوم کا عالم ہو وہ پورا عالم ہو سکتا ہے۔ علم کیا ہے۔ علم ایک باریک سا نکتہ ہے۔ جس کی باریکی معرفت خداوندی ہے۔ اس لیے معرفت ہر علم کے ساتھ ہے۔ پس کتاب خوانی سے عالم نہیں ہوتا بلکہ قیل و قال کی ایجابات میں طلب خداوندی سے رہ جاتا ہے۔ آج کے اہل اسلام نے اس کا نام ترقی رکھا ہے۔ حقیقت میں وہ دنیا کی ترقی ہے جس کے بارے میں وعید ہے۔ یا فی زمانہ میں علمائے کرام نے اپنا یہ طریقہ اختیار کر لیا ہے کہ جس پر دل نے اجازت دی کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ وہ اس مسئلہ کا علم نہیں رکھتے کہ اہل اسلام کو کافر کہنا کس طرح جائز ہے۔ اس سے بالعموم رافضی ہوں، خارجی ہوں، زندیق ہوں، مرتد عالم ہوں یا جاہل

سب اسی مصیبت میں گرفتار ہیں۔

پس اے طالبِ صادق جاننا چاہیے علم میں کتنے حرف ہیں۔ یعنی تین حرف ہیں۔
 پہلا حرف : ع ہے۔
 دوسرا حرف : ل ہے۔
 تیسرا حرف : م ہے۔

اب میں تمہیں علم کے حروف کے معانی سے خبردار کرتا ہوں :
 علم سے حرف است عین و لام و میم
 عالم از علمے شود مرد و فیم
 علم میں ع۔ لام۔ میم تین حرف ہیں۔ عالم علم حاصل کر کے
 مرد کامل ہو جاتا ہے۔

علم سے حرف است عین و لام و میم
 یا بد ازاں عالمے قلب سلیم
 علم میں عین۔ لام۔ میم تین حرف ہیں۔ عالم ان سے قلب سلیم
 پالیتا ہے۔

علم سے حرف است عین و لام و میم
 زان شود حاصل صراط مستقیم
 علم کے تین حرف ہیں۔ عین۔ لام۔ میم۔ ان سے صراط مستقیم حاصل
 ہو جاتا ہے۔

علم نماید علم سوئے مصطفیٰ است
 آن حقائق بودہ سیرالہ است

پس اے طالب! تجھے جانتا چاہیے کہ تاثیر حروف خوانی پر منحصر ہے۔ پس جس شخص نے علم توحید صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے حاصل کیا تو اس سے خواہشات کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ اور علم معرفت کا انکشاف ہو جاتا ہے۔ جس نے دنیا کے لیے علم حاصل کیا تو اسے دنیا حاصل ہو جاتی ہے۔ مگر معرفت خداوندی سے محروم ہو جاتا ہے اور دنیا کے حصول میں کسی درویش کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ اور جو لوگ فقیر ہیں وہ ماسوا ذکر الہی کے اور کچھ نہیں کرتے۔ بالآخر یہی لوگ ہمیشہ کی زندگی پاتے ہیں۔

موافقتِ نفس

اے طالب صادق! فقیر کو دنیا اور اہل دنیا کے ساتھ محبت نہیں ہوتی۔ اور کیونکر ہو۔ بلکہ یہ دنیا کو عدو اللہ جانتے ہیں۔ اور بے عمل علماء کو دنیا اور دنیا داروں کے ساتھ محبت کا تعلق شیطان سے ہوتا ہے۔ اور یہ حقیقت یہ ہے کہ شیطان کی موافقت نفس کی موافقت سے ہوتی ہے۔ اور نفس کی موافقت ہوا کی موافقت ہے۔ اور ہوا باطن کی صفائی کے راستہ میں حائل ہے۔ یہ لوگ حضور نبی کریم و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس مبارک سے محروم رہتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔

نامراد کون؟

اے طالب صادق! جس شخص نے علم کو جانا اور علم پر عمل نہ کیا۔ وہ شخص نامراد ہے۔ اور جس شخص نے علم کو جانا اور اس پر عمل کیا وہ دانامرد ہے۔ اور جس نے علم سے دنیا کا مرتبہ حاصل کیا اور دنیا کو اکٹھا کیا وہ دنیا سے یگانہ اور خدا سے بیگانہ ہے۔

اور جس نے دنیا کو آراستہ کیا اُس نے شیطان کی عزت کی۔ اور جس نے شیطان کی عزت کی تو اس نے اپنے نفس کو معزز کیا۔ اور جس نے نفس کو معزز کیا اس نے ہوا کو معزز کیا۔ پس دیدار خداوندی سے محروم ہو۔ اور حضور سید خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محروم رہا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

اِذْ لَقِيَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ دَآءِزَةً عَلٰى الْكٰفِرِيْنَ

اہل ایمان کو ذلت ہے اور کفار کے لیے عزت ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

العالم الطامع كالبطيئ والمستمع منه كالعقيم فلا

يَتَوَلَّدُ مِنْهُ نَفْعٌ وَلَا حَظْرَةٌ۔

طامع عالم کی مثال مرد عینین کی ہے کہ دیکھنے میں تو مرد ہے مگر حقیقت میں نامرد ہے اور سننے والے کی مثال بانجھ عورت کی ہے کہ خوبصورت بھی ہے مگر اس کے بچہ پیدا نہیں ہوتا۔

مقید علم

ابے طالب صادق! بعض عالم با عمل علم کی قید میں رہتے ہیں اور بعض نہیں رہتے۔ بس جس کسی کو علم اپنی قید میں رکھے وہ علم کے حکم میں ہوتا ہے۔ اس سے علم جو کچھ کہتا ہے۔ وہ عالم وہی اُس کا حکم بجا لاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے باز رہتا ہے۔ اور اُسے باطل سے باز رکھتا ہے اور حق عطا کرتا ہے۔ اور

جس کو علم بے عملی کے راستہ میں مقید کرتا ہے وہ ہرگز اللہ تبارک و تعالیٰ کی نافرمانیوں سے باز نہیں آتا۔ بلکہ اس کو وہی علم دنیا اور اہل دنیا کی طرف لے جاتا ہے اور تمام فسق و فجور میں گرفتار کر دیتا ہے۔

حجابِ اکبر

اے طالبِ صادق! علم کے جاننے سے دو چیزیں حاصل ہوتی ہیں:-
پہلی چیز:- اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کو جانا تو وہ عارف باللہ ہوا اور اس کا علم رُوح کے ساتھ حق کا دوست ہوا۔

دوسری چیز:- جس شخص نے خود کو عالم جانا وہ دنیا میں ذلیل و خوار ہوا۔ اسی لیے الْعِلْمُ حِجَابٌ الْاَكْبَرُ کہا گیا ہے۔

صوفیائے کرام کا قول ہے کہ یہی مستی حجابِ اکبر ہے۔ اگر ہمیں حصہ علم ہو اور نیک حصہ علم ہو۔ پھر دونوں کا وزن کیا جائے تو علم کا پلہ بھاری ہوگا۔ اسی لیے کہ علم اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام ہے۔

بعض صوفیائے کرام کا قول ہے کہ الْعِلْمُ نَيْبٌ بِنَيْبِ الْعِلْمِ کا نتیجہ ہے۔

پس اے طالب! جو علماء کرام علمائے کلام ربانی سے ہیں وہ عارف کلام اللہ ہیں۔ وہ جو کچھ پڑھتے ہیں رب تعالیٰ ان کو سنتا ہے۔ اور جو عارف باللہ حق کے ساتھ ہیں وہ خاموش ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:-

جس نے اپنے پروردگار کو پہچانا اس کی زبان گونگی ہو گئی۔
 اسی ذکر الہی کرنے والا اور مقرب رب العالمین دائمی طور پر خاموش رہتے ہیں۔
 کیونکہ خاموشی سے معرفت کے مراتب بڑھتے ہیں۔ جب پردہ حجاب دور ہو جاتا
 ہے پھر فقیر کو خاص مقام حاصل ہوتا ہے۔

موت سے پہلے موت

اے طالب! جاننا چاہیے کہ جس طرح قرآن کی لذت تلاوت سے اور عارف کی
 لذت ذکر سے اور تخیلات کی لذت مشاہدہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اور ایمان کی حلاوت
 میسر ہوتی ہے۔ اس لیے کہ قرآن ابتدا تلاوت ہے اور انتہا حلاوت ہے۔ پس ہر
 ایک حرف قرآن کا شیطان کے لیے تیر کا کام دیتا ہے۔ اور عارف کو ہر ایک
 حرف اس کا غرق دریا ئے رحمتِ خداوندی کرتا ہے۔ اور شیطان سے امان پاتا ہے
 اور مَوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کے مقام میں پہنچتا ہے۔ یعنی مرنے سے پہلے
 آپ مر جاتا ہے۔

استغراق کا انکشاف

اے طالب! صادق! جاننا چاہیے کہ استغراق دو اقسام میں منقسم ہے :-
 پہلی قسم :- استغراق ذات اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔
 دوسری قسم :- حجاب ذات و صفات۔
 ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ كَلَّ لِسَانَهُ۔

جس نے اپنے پروردگار کو پہچانا اس کی زبان بند ہو گئی۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَإِذْ كُرِّرَتْ لَكَ بُكْرَةٌ وَأَصْبِلًا

اور اپنے پروردگار کو صبح و شام یاد کر۔

پس اس ذکر سے بھی خفیہ منہ بند کیا اور کَلَّ لِسَانَهُ کی تصدیق قلب کے ساتھ

کی۔ کیونکہ ذکر قلب سے ہی قبا پوش ہے۔ بلکہ ذکر قلب کا اہل قلب کے آگے

ظاہر ہے۔

اقسام طالب

اے طالب! جاننا چاہیئے کہ طالب تین اقسام میں منقسم ہے:

طالب کی پہلی قسم: طالب دنیا۔

طالب کی دوسری قسم: طالب مولیٰ۔

طالب کی تیسری قسم: طالب عقبیٰ۔

پس اب یوں سمجھنا چاہیئے کہ طالب دنیا کو دنیا کی طلب ہو۔ بلکہ تمامی اوامر و نواہی

کی آلودگی اور رجوعات خلق کی خواہش خلق کے ساتھ ہو۔ اور خدا سے دوری ہو۔ اور

طالب عقبیٰ کو صرف آخرت کی طلب ہو۔

میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ عقبیٰ کیا چیز ہے۔ صوفیائے کرام کا قول ہے

کہ عقبیٰ سے مراد طالب کے درجات جنت، کھانا اور پانی اور جنت کی نعمتوں کا نام

ہے۔ جس جگہ حور و قصور اور کوثر و تسنیم ہے یا خواب میں یا عالم مراقبہ میں ان اشیاء کا مشاہدہ کرے۔ اور جب خواب سے بیدار ہو تو تمام زندگی اسے بھوک اور پیاس نہ لگے۔ بلکہ شب و روز حور و قصور کے خیال میں اپنی عمر گزارے۔ اِنَّ
لِّلْمُتَّقِيْنَ مَفَاذًا اَحَدًا لِّقَ يَعْنِي تَحْقِيْقَ اَهْلِ تَقْوٰی كُوْمَرَادٍ مَّتٰی هِيَ اُوْرَانِ كَيْ يَلِيْ
باغ ہیں۔

عارف کی حقیقت کا بیان

جاننا چاہیے کہ طالب مولیٰ کو معرفت خداوندی اور حضور پر نور شافع یوم النشور
احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء کی حضوری درکار ہوتی ہے۔ جب طالب
مولیٰ خواب سے بیدار ہوتا ہے تو صاحب ترک و صاحب توکل کل لسانہ کا
مصدق ہو جاتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

طَالِبُ الدُّنْيَا مَخْنَثٌ وَطَالِبُ الْعُقْبَى مُؤْنِثٌ وَطَالِبُ
الْمَوْلَى مُذَكَّرٌ

طالب دنیا مخنث ہے اور طالب عقبی خاموشی کے ساتھ مذکر ہے

اور طالب دنیا مؤنث ہے۔

نہ خردش کے ساتھ متفکر۔ باوجودیکہ عارف کی توجہ دائمی طور پر متوجہ ہو اور استغراق
کے ساتھ حق ہو۔

پس اسے طالب اعارف کا بل وہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عارف

کو حکم پہنچے کہ اس آدمی سے بات کر، اس سے اس وقت عارف ہم کلام ہو۔ وگرنہ نہ ہو۔ اور عارف کی زبان بریدہ صم بکم بغیر رب کے حکم کے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ عارف بغیر حکم ربی کے کسی شخص سے ہم کلام نہیں ہوتے۔

عارفان مادام باحق ہم سخن

عارفان از غیر حق بستہ دہن

عارفین ہمیشہ رب کے ساتھ ہم کلام رہتے ہیں۔ عارف غیر اللہ سے گفتگو نہیں کرتے زبان بند رکھتے ہیں۔

پس جاننا چاہیے کہ ذکر توفیق خداوندی سے ملتا ہے۔ اور معصیت و بدعت و گمراہی سے علیحدہ کرتا ہے۔ اور مقام طریقت و حقیقت و معرفت کی خبر دیتا ہے۔ اور دل کی محبت کا میل، سیاہی اور کدورت کو دور کرتا ہے۔ پس ذکر خداوندی اس طریقہ کے ساتھ صاحب توفیق کو میسر ہوتا ہے۔ اور زندگی فنا فی النفس کرنے والے اور ہوا و ہوس سے باہر کھینچنے والے کو کہتے ہیں۔ اور مراقبہ یعنی مشاہدہ، مشاہدہ حقیقی اور حق نامقرب الی اللہ کو کہتے ہیں کہ باطن میں صفائی کے ساتھ انبیاء و اولیاء کی مجلس میں جاتے ہیں۔ اور صورت سے واقف اسرار ہوتے ہیں۔ اور سیرت سے ہمیشہ کی زندگی پاتے ہیں۔

بعض صوفیائے کرام کا قول ہے کہ صاحب مراقبہ کی مثال بلی کی طرح ہے کہ چوہے مارنے میں پریشان رہتی ہے۔ بلکہ مراقبہ درمیان میں ہے۔ پس اے طالب صادق! ان اشخاص کو مراقبہ کی حاجت نہیں کہ جو ظاہر و باطن میں دائمی طور پر ظاہر و باطن میں ہمیشہ حضور نبی پاک صاحب اولاد علیہ الصلوٰۃ

و اتسليم میں اور مقام قرب میں رہتے ہیں۔ انھیں مراقبہ اُن کی نیت کے مطابق ان کے مقام پر پہنچا دیتا ہے۔ اور ہر روز اللہ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیغام لاتا ہے۔ بلکہ پیغام صحیح ذکر اللہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ پس ایسا شخص عام لوگوں کی نگاہ میں دیوانہ ہوتا ہے۔ اس لیے کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ بیگانہ اور اہل دنیا کے ساتھ بیگانہ ہوتا ہے۔ ۷

دم بہ دم دیوانہ ہوشیار باش
طالب حق طالب دیدار باش
ہمہ وقت بظاہر دیوانہ اور باطن میں ہوشیار رہ۔ حق کے
دیدار کا طالب رہ۔

مثنوی

ذکر سَری رُوح آید در قلب
عارفان را کشف گردد رازِ رب
ذکر سَری رُوح کی طرف سے دل پر القاء ہوتا ہے اور عارفوں پر رب
کا راز منکشف ہوتا ہے۔

ہر کرا شد ذکر روحی در دماغ
خواب غفلت رفت سوزش در دماغ
جس کسی کی رُوح کا ذکر دماغ کی طرف چلا گیا وہ غفلت کی نیند سو گیا
اور اس کا دماغ خراب ہو گیا۔

یا الہی سوزہ این سوز بہ
 گر کسے از سوز تر ترسد من بدہ
 یا الہی عشق کی جلن سوزش دے یہ سوزش بہت بہتر ہے۔ اگر کوئی اس
 سوزش سے ڈرتا ہے تو مجھ کو دے دے۔

انتہائے عارفان است غرق نور
 نیست آنجا عقل و فکر با حضور
 عارفوں کے لیے معرفت کی انتہا نور میں فنا ہونا ہے۔ اس جگہ عقل و
 فکر بے کار ہیں بس حضور حاصل ہوتا ہے۔

ذکر و فکر و علم ہر سہ شد حجاب
 آب با دریا رسد دریا آب
 ذکر اور فکر اور علم یہ تینوں حجاب و پردہ ہیں، جب پانی دریا میں پہنچتا ہے
 تو وہ دریا کا پانی کہلاتا ہے۔

فی۔ امان اللہ وہ نورش خدا
 نور سرش راز وحدت کبریا
 اللہ اپنی پناہ میں لے کر اپنا نور عنایت کرتا ہے۔ نور اس کے رازوں
 میں سے وحدت کی کبریائی کا راز ہے۔

ذکر و فکر و صحو و سکر و باخیال
 باز دارد غرق وحدت از وصال
 ذکر، فکر، ہوش، مستی اور خیالات و صل کے لیے وحدت میں غرق و
 فنا ہونے سے باز رکھتے ہیں۔

کرد دعویٰ مدعی با خویش
جان مردہ زندہ نفسے لاف زن
جو اپنے ولی ہونے کا دعویٰ کرے اس کی دُوح مردہ نفس زندہ
اور ڈینگ مارنے والا ہے۔

عارفان را چشم از دل با بصر
چشم ظاہر داشتن چوں گادُخ
عارفوں کی آنکھوں کی بصیرت والی آنکھ ہے۔ ظاہری آنکھ تو گائے
اور گدھے بھی رکھتے ہیں۔

کے تو اند کشت نفس دیو زشت
داد آدم را ہلاکت در بہشت
تو اس بذخمت طاقت در نفس کو کیسے قتل کر سکتا ہے کہ جس نے
آدم علیہ السلام کو جنت میں ہلاکت کے اندر ڈال دیا۔

آفریں صد آفریں بر نفس یار
نفس را توفیق بخشہ کردگار
شباباش اور سومرتہ شباباش اس نفس پر کہ جس نے اطاعت قبول کر لی
نفس کو یہ توفیق اللہ تعالیٰ ہی عطا کرتا ہے۔

سر نور حق بود اسرار راز
ہر کہ صاحب راز فرش بے نیاز
سر اللہ کا نور تھا اور اسرار پر وہ میں ہوتے ہیں جس نے اس
راز کو پایا اس کا بچھونا بے نیازی ہے۔

تا تو انی سِرِّ رازش را پوش
 معرفت حق کے رسد این خود فروش
 جب تک ہو کے اللہ کے رازوں کی پردہ داری کر۔ اللہ کی معرفت
 پردہ فاش کرنے والوں کو کب حاصل ہوتی ہے۔

سِرِّ قرآن است رازش مصطفیٰ
 سِرِّ نبوی کس نہ گفتش حُجْرِ اِلَہ
 قرآن کا سر ہے اور اس کے راز مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم ہیں
 نبی کے اسرار کو اللہ کے سوا کوئی بیان نہیں کر سکتا۔

عقلِ کل کا انکشاف

اے طالبِ صادق! اب میں تجھے عقلِ کل کی خبر دیتا ہوں۔ یعنی جس کسی کے
 دل میں جوش ہو وہ لب بستہ خاموش ہو۔ اُسے عقلِ کل کے نام سے یاد کیا جاتا
 ہے۔ وہ دائمی طور پر عبادت کے ساتھ عالمِ سکوت میں رہتا ہے۔ اور دل میں
 وسیع دلولہ رکھتا ہے۔ اور جو یہ صفت نہ رکھتا ہو وہ ناقص ہے۔

اب میں تجھے بتاتا ہوں کہ کَلِّ لِسَانِہ کی خاموشی میں ستر ہزار حکمتیں ہیں
 اور ہر ایک حکمت میں ستر ہزار حکمتِ معرفت ہے۔ اور اسرارِ خداوندی مخفی ہیں۔
 اور صاحبِ دل ہمہ وقت دریا کی طرح موجیں مارتا رہتا ہے۔

لفظِ اللہ کی حکمت

اے طالب! میں تجھے لفظِ اللہ کی فیصلت اور برکات کا موازنہ اور

ثواب کتاب تورات و انجیل و زبور و قرآن مجید سے لے کر بتا تا ہوں کہ جو
 ثواب تورات و انجیل اور زبور اور قرآن مجید میں ہے وہی ثواب سورہ فاتحہ
 جسے اُمّ الكتاب کہتے ہیں میں ہے۔ اور جو ثواب اور برکت بسم اللہ الرحمن
 الرحیم میں ہے وہ ثواب تکبیرِ اولیٰ میں ہے یعنی اللہ اکبر میں۔ پس جو برکت اور
 ثواب ان چار رکعتوں میں ہے۔ وہی برکت اور ثواب تکبیر تحریمہ میں ہے۔ اور
 جو تکبیر تحریمہ میں ہے وہ سب کچھ لفظ اللہ کی تشریح میں ہے۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ جو عاقبت و جاہلیت اسم اللہ میں داخل
 ہے وہ صرف اسم اللہ کے ذکر میں ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے وَ لَذِکْرِ اللّٰهِ
 تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْٰلٰی وَاَعَزُّ وَاَتَمُّ وَاَكْبَرُ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ برتر اور
 بہتر اور زیادہ عزت والا اور بڑا بزرگ ہے۔

پس اے طالبِ صادق! اگر تمام مخلوق کے جن اور انسان اور وحشی اور پرندے
 اور چرندے لفظ اللہ کی تمام برکت اور ثواب بیان کریں۔ پھر بھی ناممکن ہے کہ ایک شتمہ
 اس کی برکت بیان کر سکیں۔ پس جو کوئی اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر اور اللہ تعالیٰ کے
 نام اور معرفت خداوندی اور فکر سے منکر ہوا۔ پس وہ کافر ہے۔ یعنی تماقتب، تمام
 ملائکہ، تمام انبیائے کرام، تمام صحابہ کرام، تمام علمائے کرام اور تمام فقراء عظام
 کا منکر ہے۔ اور حضور سید العالمین رحمۃ اللعالمین شفیع المنذبین امیس الغرہیین احمد مجتبیٰ
 حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء کی ہدایت و رسالت سے برگشتہ ہے۔ اسی وجہ
 سے کفار، یہودیت، نصرانیت نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے نام سے انکار کیا ہے اور
 مسلمان ان کے دشمن ہوئے ہیں۔ اور دار الحرب سمجھ کر ان سے جنگ کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دار الحرب کے کافروں کو قتل کرو۔
 اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی اسم اللہ اور ذکر اللہ کا منکر ہے وہ کافر ہے اور جو کوئی
 اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اللہ تعالیٰ کے نام کو بُرا کہے تو وہ شخص نصرانیت و یہودیت کے
 گروہ سے ہے اور اس سے جنگ واجب ہے۔ اگر وہ توبہ بھی کرے تو اس کی توبہ
 قبول نہیں ہوگی۔ اور جو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے نام
 کو بُرا کہے۔ گویا اس نے قرآن مجید اور جمیع صحابہ کو بُرا کہا۔ پس وہ شخص زندہ زمین
 میں دفن کرنے کے لائق ہے یا اسے قتل کریں۔ کیونکہ وہ شخص مردود مرتد ہے۔ نعوذ
 باللہ منہما۔

ملعون کون؟

اے طالب صادق! جاننا چاہیے اسم اللہ کا ادب کیا ہے۔ جو کوئی ادب
 اسم اللہ، ادب کلام اللہ، ادب نبی اللہ، ادب صحابہ کرام، ادب شریعت مطہرہ
 ادب علمائے کرام، ادب فقراء عظام نہ بجالائے وہ ملعون و لادین ہے۔ نعوذ
 باللہ منہما۔

الحاصل کلام یہ کہ صاحب سکوت کرانا کا تبہیں کے دفتر سے اخلاص ہے۔ اور
 اس کے دل پر اللہ کی نظر رحمت ہے۔ اور عام لوگوں کی خاموشی کے مراتب کب میسر
 ہو سکتے ہیں۔

صوفیائے کرام کا قول ہے کہ خاموشی انبیائے کرام، اولیائے عظام کا شیوہ ہے۔

تخلیق نور محمدی صلی علیہ وسلم

اے طالبِ صادق! جاننا چاہیے کہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے چاہا کہ عالمِ ارواح کی تخلیق کر دوں۔ تو سب سے پہلے رُوحِ پُر فتوحِ حضورِ سید العالمین رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التَّحیَّۃ و النِّسَاء کے نورِ پاک کو تخلیق فرمایا۔ اور خود ہی اس نورِ پاک کا والا و شیفتہ ہوا۔ اور حبیب اللہ کے خطاب سے نوازا۔ اور اسی نورِ سراپا ظہور کو مخاطب فرما کر لفظ کُن فرمایا۔ اور ان سے اٹھارہ ہزار عالم کو عرصہ ظہور میں لایا۔ اور تمام جن، انسان، ارواح، فرشتے کو تخلیق فرما کر اَلْسُتُّ بِوَجْہِکُمْ فرمایا جس کے جواب میں سب نے لفظ بَلٰی کہا۔ پس اے طالب! بعض نے زبان سے کہا اور بعض نے دل سے کہا۔ بعض نے نہ دل سے کہا اور نہ دل سے کہا۔ پس جس نے تصدیق کے ساتھ اقرار کیا۔ وہ اہل اسلام ہیں۔ اور جس نے کچھ نہ کہا وہ خاموش رہا۔ وہ زندیق ہوا۔ اور بعض نے تَمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا کے مصداق ہوئے۔ یعنی پھر ایمان لائے اور پھر کافر ہوئے۔ اور جس گروہ نے دل سے کہا وہ دنیا و آخرت میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنے والا ہوا۔ اور اس کا اختتام خیریت کے ساتھ ہوا۔ اور جس گروہ نے نہ دل سے کہا نہ زبان سے کہا وہ دنیا و آخرت میں مرتد رہا۔ اور اس کا اختتام کفّٰر کے ساتھ ہوا۔ کیونکہ زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق ہے۔

کیفیات

بعض سو فیائے کرام کا قول ہے کہ جب اَلْسُتُّ بِوَجْہِکُمْ کے جواب میں سب

آرواح لفظ بانی کہہ چکیں۔ اور ان میں سے مشیت نے یہ سمجھ لیا کہ یہ کافر ہیں اور یہ مسلم ہیں۔ پس اُس وقت اللہ رب العزّة تبارک و تعالیٰ نے ان آرواح سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے مومن و کفار کی آرواح! اب جو پیا ہو وہ کرو۔ اور مجھ سے کچھ مانگو۔ اُس وقت تمام رُوحوں نے کہا الٰہی۔ تجھ کو تجھ سے طلب کرتے ہیں۔ پس اُس وقت اللہ رب العزّة تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے تین پیالے اپنے یدِ قدرت سے پُر کیے۔ پھر اس پیالے میں دنیا اور دنیا کا حسد و بغض و کفر و لفاق و کبر و عجب بھرا۔ اور اس میں سات رنگ بھرے۔ اور تمام دنیا کی زیب و زینت سے اس کو آراستہ کیا۔ حتیٰ کہ اسے دلہن کی طرح بنا دیا۔ اور اس پیالے کو رُوحوں کے روبرو بھیجا۔ پس اس سے نو حصّے رُوحوں اس پیالے کا مزہ چکھ کر مست ہو گئیں۔ اور خسر الیاد والاخرہ ہوئیں اور دنیا میں مل گئیں۔

ساغرِ جنت

پھر اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے رُوحوں سے ارشاد فرمایا کہ اب تمہاری کیا آرزو ہے کہ جو تم پر بخشش کروں۔ رُوحوں نے کہا۔ اے الٰہ العالمین تجھ کو ہم تجھ سے چاہتے ہیں۔ پس اللہ تبارک و تعالیٰ نے دوسرا پیالہ تقویٰ اور ریاضت اور محنت گونا گوں سے پُر کر کے اس میں نعمائے جنت و حور و قصور سے آراستہ کر کے آرواح کے روبرو کیا۔ پس نو حصّے آرواح نے وہ ساغرِ بہشتی نوش کیا۔ اور حور و قصور کی خواہشات میں پھنس گئے۔ تیسرا ساغرِ آرواح، انبیاء و اولیاء و فقراء اور عرفائے حدیث نے ساغرِ جو ذکر و فکر، شوق و وصال و احوال فنا فی اللہ اور

بقا باللہ اور عشق کی آگ سے پڑ تھا۔ اور جو کمال درجہ عنایت و ولایت جمال و جلال کے ساتھ اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کی تجلیات کے انوار کے ساتھ گونا گوں مشاہدہ کا ساغریک رنگ تھا۔ اس کو وہ مشاق لقا اور عشاق لی مع اللہ دیکھتے ہی پی گئے۔ پس وہی لوگ مقام فقر میں کامل ہوئے، دنیا اور جنت ان پر حرام ہوئی۔

مشیتِ ایزدی

اے طالب صادق! عارفین کو سکوت کی عادت اسی وجہ سے کہ وہ اس ساغر وحدت سے ہمہ وقت جوش و خروش میں رہتے ہیں اور سکوت کے ساتھ ہوشیار ہے اور کوئی مست و سرشار ہے۔ پس ان کا لطف بقدر ان کی طاقت ہے۔ وہ ہمہ وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہیں۔ اور بقدر مراتب قرب و قریب اور فیض بقیض ہیں۔ پھر ہر ایک کے لیے جو کچھ ان کے لائق تھا وہ ازل سے ہی مقدر میں ہو چکا تھا۔ اس کی مؤید حدیث اَلَّذَانَ كَمَا كَانَ ہے اور دوسرا قول یہ ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُحْكَمُ مَا يُرِيدُ

اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور حکم کرتا ہے جو ارادہ کرتا ہے۔

لیکن انسان کو اللہ تعالیٰ کی نعمت سے انصاف کرنا چاہیے۔

ارشاد رب العالمین جل مجدہ الکریم ہے:

اَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ

نیکی کر جیسے کہ اللہ نے تیرے ساتھ نیکی کی۔

طلبِ دنیا

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-
 الدُّنْيَا حَرَامٌ عَلَىٰ أَهْلِ الْعُقْبَىٰ وَالْعُقْبَىٰ حَرَامٌ عَلَىٰ
 أَهْلِ الدُّنْيَا وَالْعُقْبَىٰ حَرَامٌ عَلَىٰ طَالِبِ الْمَوْلَىٰ.
 دنیا اہلِ عقبیٰ پر حرام ہے اور عقبیٰ اہلِ دنیا پر حرام ہے۔ اور طالبِ
 مولیٰ پر عقبیٰ حرام ہے۔

پس اے طالبِ صادق! جاننا چاہیے کہ دنیا کا تذکرہ وہ شخص کرتا ہے کہ
 جو دنیا کا طالب ہوتا ہے۔ پس جو لوگ شب و روز دنیا کے ذکر میں مشغول ہیں وہ
 اس لیے مشغول ہیں کہ دنیا ان کی معشوق ہے۔ پھر وہ اپنے معشوق کو دوسروں کے
 پاس دیکھتے ہیں۔ اور ہمہ وقت اُس کے ذکر میں پریشان رہتے ہیں۔ پھر فقیر کے
 لیے ضروری ہے کہ کبھی دنیا کا نام نہ لے اور نہ ہی کبھی دنیا کا تذکرہ کرے۔ صوفیائے
 کرام کا قول ہے کہ صرف دنیا کے نام لینے سے چالیس یوم تک اُن کے دل سے سیاہی
 نہیں جاتی۔ خواہ اتفاق سے فقیر دنیا کا نام لے اور جو کوئی مولیٰ کا نام ایک بار بھی
 محبت سے لے تو ستر سال تک اُس کے دل میں روشنی رہتی ہے۔ اور جس کو دنیا کا تقرب
 ہے وہ اللہ تعالیٰ سے دُور نہیں ہے۔

جمادِ اکبر

اے طالبِ صادق! اگر تو کسی فقیر کو عزت کی نگاہ سے دیکھے اور اُس کو

خانقاہ یا درجات دنیا کی منزلت میں مصروف پائے تو جاننا چاہیے کہ حقیقت میں وہ
ابھی گمراہی کے صحرا میں ہے۔ پس جو شخص دنیا کو ترک کر دیتا ہے۔ تو وہ گویا نفس
کی خواہشات کو ترک کر دیتا ہے۔ اور نفس کو قتل کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الْفُسُكُمُ

قتل کرو فی سبیل اللہ اپنے نفوس کو۔

پس دنیا کے کرام اسی کو جہاد اکبر کہتے ہیں۔

مثنوی

اے زمن وابستہ جائے مردمن
اندروں تسم توئی با ما سخن
اے شخص تو میرے ساتھ وابستہ ہے تو کسی جگہ کسی کے پاس میرے سوا
مت جا۔ میں تیرے دل میں ہوں تو مجھی سے باتیں کرتا ہے۔
آنچہ خواستن از من طلب
ہر نہ گر بگذرد گر ویدن طلب
تو جو کچھ چاہتا ہے مجھ سے طلب کر فضول پھرننا چھوڑ دے اگر
دیدار کی طلب ہے۔

بہر از وقت غم مخورائے بتلا
کم نئے باشد ہماں روزیے ما

وقت کا غم مت کھا اے مصیبت میں پھنسے ہوئے دوز کا خرچہ
جو ہم دیتے ہیں اس میں کمی نہیں ہوگی۔

پس اے طالب صادق! جانتا چاہیے کہ عالم ظاہر اور ہے اور عالم باطن اور
ہے، عالم مستی اور ہے اور عالم ہوشیاری اور ہے۔ اور یوں جانتا چاہیے کہ جس طرح
مست کو ہوشیار کی صحبت سے نفرت ہوتی ہے یا ہوشیار کو مست کی صحبت سے
عار ہوتی ہے۔ جو کوئی بادشاہ کے حضور میں ہمہ وقت حاضر رہے گا تو اس کی نگاہ ہمہ وقت
بادشاہ پر رہے گی۔ پس اسی طرح فقراء کی نگاہ ہمہ وقت اللہ تبارک و تعالیٰ پر رہتی
ہے اور یہ لوگ ماسوی اللہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔

مثنوی معنوی

بند بگل باش آزاد اے پسر
چند باشی بند سیم و بند زر
قید سے آزاد ہو اور اے بیٹے آزاد ہی رہ تو کب تک سونے اور
چاندی کی قید میں گرفتار رہے گا۔

ہر کہ را جامہ ز عشقش پاک شد
اوز حرص و عیب گھلی پاک شد
جس کا لباس عشق کی مستی نے پھاڑ ڈالا وہ ہوس لالچ اور تمام
برائیوں سے پاک ہو گیا۔

ہر کہ اواز ہم زبانی شد جدا
بے زبان شد گرچہ دارد صد نوا

جو کوئی اللہ سے ہم کلام ہو گیا وہ اپنے سے جدا ہو گیا وہ بے زبان ہو گیا اگرچہ وہ سو قسم کی آوازیں نکالتا ہو۔

حضورِ ذکر اُو مذکور باشد

وجود عارفان پُر نور باشد

حضورِ اس کا ذکر اور وہ مذکور ہو جاتا ہے۔ عارفوں کا وجود نورانی ہو جاتا ہے۔

پس اے طالب! اسی لیے ان پر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ کہنا چاہیے۔ حضرت ابو درداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم نبی مکرم شفیع معظم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التَّحِيَّةُ وَالسَّلَامُ نے فرمایا کہ پہلی وہ شے جو بندہ کے اعمال کے ترازو میں رکھی جائے گی وہ حُسنِ خَلْقِ اور سخاوت ہے۔ اس لیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے جب ایمان کی تخلیق فرمائی تو ایمان نے کہا کہ اے میرے رب مجھ کو زبردست کر اس لیے کہ میں حقِ عظیم کے ساتھ ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ رب العزۃ تبارک و تعالیٰ نے ایمان حُسنِ خَلْقِ اور سخاوت کے ساتھ مضبوط کیا۔ پس اے طالب! جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے کفر کی تخلیق فرمائی تو کفر نے کہا کہ اے اللہ العالمین تو مجھ کو قوی کر۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کفر کی اُمنگ کو پورا کیا۔ اور اُس کی بد اخلاقی کے ساتھ متصف کیا۔

حقیقی فقیر کون؟

اے طالب صادق! جاننا چاہیے کہ فقیر مفلس ہے۔ اگر فقیر کی ملکیت میں

ایک درہم بھی ہوگا تو قیامت کے میدان میں اس کی پیشانی اس درہم سے داغی جائے گی۔ جیسا کہ حدیث اصحابِ صفہ میں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جس فقیر کی ملکیت میں ایک درہم بھی ہو تو وہ نخیل ہے اور اس کا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور سہارا نہیں ہے۔
صوفیائے کرام کا قول ہے کہ جس کے ترکہ سے ایک درہم نکلے وہ فقیر نہیں ہے بلکہ وہ اہل دنیا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی کا فقر

کہتے ہیں کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو نماز میں چند خطرات گذرے۔ آپ نے فوری طور پر نماز کو ساکت کر دیا۔ اور اپنے اصحاب سے فرمایا کہ آج ہمارے گھر سے دنیا کی بو آتی ہے۔ خدام نے عرض کیا کہ یا حضرت ہم تو سخت بھوکے اور پیاسے ہیں۔ اور ایک حبتہ تک ہمارے پاس کیا ہمارے تمام گھر میں نہیں ہے بلکہ ہم بھوک کی وجہ سے خود جاں بلب ہو رہے ہیں۔ اس پر حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میری بات حکمت سے خالی نہیں ہے۔ لہذا مکان کو جھاڑو سے صاف کرو۔ جب خدام نے مکان کو جھاڑو سے صاف کیا تو ایک پلنگ کے نیچے کچھ چھوہاروں کی گٹھلیاں نکلیں۔ آپ نے فرمایا۔ جس کے گھر میں اتنا مال ہو وہ گھرتاجر کا ہے۔

جاننا چاہیے کہ فقیر مفلس ہے اور مفلس کے گھر میں چور اور شیطان نہیں آتا۔ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

الْمُفْلِسُ فِي أَمَانِ اللَّهِ مفلس اللہ تعالیٰ کی امان میں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ فقیری آسان کام نہیں۔ پس اللہ جسے چاہے فقیری عطا کرے۔
 پس فقیر کو فقر پر اعتبار ہے اور فقر سبکسار ہے۔ اور نہ زیر بار دنیا کے مردار
 ہے۔ پس اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

مَنْ لَهٗ الْمَوْلَىٰ فَلَهُ الْكُلُّ

جس کے لیے مولیٰ ہوں اُس کے لیے سب کچھ ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

الدُّنْيَا لَكُمْ وَالْعُقْبَىٰ لَكُمْ وَالْمَوْلَىٰ لِي

دنیا تمہارے لیے اور عقبی تمہارے لیے ہے لیکن مولیٰ میرے

لیے ہے۔

اور اسی طرف اشارہ ہے:

حَمُّنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ

ہمارے موافق اللہ ہے اور اچھا وکیل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا ذَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ نَهَيْتُمْ بَهِمِ نَظْرًا وَمِنْ حَيْثُ لَمَّسَتُمُ النَّاسَ فَمِنْهَا غَرَضٌ

مقام عشق

اے طالب صادق! اب میں تجھے عاشق کے مقام سے آگاہ کرتا ہوں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

كَوْكَانَتِ النَّارُ نَصِيبُ الْعَاشِقِينَ مَعَ وِصَالِ جَمَالِهِ وَ
 أَشُوقَاهُ وَكَوْكَانَتِ الْجَنَّةُ نَصِيبُ الْمُشْتَاقِينَ بِدُونِ جَمَالِهِ
 قَوَا وَيْلَاهُ۔

اگر دوزخ عاشقین کا حصہ ہوتی۔ تو اس کا جمال یار کے وصال کے ساتھ
 شوق کرتے اور اگر بہشت مشتاقین کا حصہ ہوتی۔ تو اس میں بغیر جمال یار
 کے شور مچاتے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبِّ الرَّحِيمِ

ان لوگوں پر اللہ کا سلام کہنا ہے نہایت مہربان جو ہے۔
 پس اے طالب صادق! وہ شخص دیدار خداوندی سے مشرف نہیں ہو سکتا جو
 نماز کا تارک ہے۔ اور جس کے دل میں سخاوت اور ذکر الہی ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبُنَ السَّيِّئَاتِ وَإِنَّ السَّخَاوَةَ يُذْهِبُنَ
 السَّيِّئَاتِ وَالْكَلِمَةَ الطَّيِّبَةَ يُذْهِبُنَ السَّيِّئَاتِ لِأَنَّ اللَّهَ
 اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔

تحقیق نیکیاں دُور کرتی ہیں برائیوں کو اور تحقیق سخاوت دُور کرتی

ہے برائیوں کو۔ اور بیشک کلمہ طیبہ دُور کرتا ہے برائیوں کو۔

پس جس طرح صاحب بقا خبر بقا کی وجہ سے بہشت کی نعمتوں کو فراموش کرتا ہے

اسی طرح دنیا اور لذات دنیا کو ماسوی اللہ کو ترک کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا

کہ مولیٰ کی طلب ویدار خداوندی مراد ہے۔

شرم باید از خلائق، خوف باید از خدا
ہر کہ را ملت نہ نباشد او نہ کسب از حق جدا
مخلوق سے شرم اور خوف خدا ہونا چاہیے جس کا کوئی مذہب نہ ہو
وہ اللہ کو حاصل کرنے سے دور ہے۔

پس اے طالب! جس کسی کی کوئی ملت نہ ہو۔ وہ کسب سے اللہ تبارک و تعالیٰ
سے حاصل کرے۔ یعنی معرفت خداوندی باطن کے ذکر سے حاصل کرے۔

غزل

اے مرد دیں میدان بیباگر سررود رفتن بدہ
با عشق در میدان بیباگر سررود رفتن بدہ
اے دیندار آدمی میدان میں آ اگر سر جاتا ہے تو جانے دو عشق
کے ساتھ میدان میں آ اگر سر جاتا ہے تو جانے دے۔
در کج باجاناں نشیں گر عاقلی گم شد دریں
عشاق را مردیں ہمیں گر سررود رفتن بدہ
ایک گوشے میں محبوب کے ساتھ بیٹھ اگر تجھے عقل ہے تو اس میں گم ہو جا
عاشقوں کا دین یہی ہے اگر سر جاتا ہے تو جائے۔
مردن ازاں روز ست گر جان خیزد سررود
ہرگز نہ تاہم رود گر سررود رفتن بدہ

مرنا ایک دن ہے اگرچہ جان اُٹھے سر چلا جائے میں ہرگز
منہ موڑوں گا اگر سر جاتا ہے تو جانے دے۔
پس اس سے معلوم ہوا کہ عاشق کا طعنہ زاہد پر کہ عاشق عشق کے میدان میں ثابت
قدم ہے۔ وہ شوق مشاہدہ کے ساتھ ہے۔

زاہدا از بیم دوزخ چند ترسانی مرا
آتش دارم کہ دوزخ زداو خاکتر است
اے زاہد تو مجھ کو دوزخ کے عذاب سے کیوں ڈراتا ہے میرے
اندر عشق کی وہ آگ ہے کہ دوزخ اس میں جل کر بھسم ہو جائے گی۔

عاشق کون؟

پس اے طالبِ صادق! جاننا چاہیے کہ عاشق کون ہے؟ کہ جو ہمہ وقت اللہ
رب العزت تبارک و تعالیٰ کے ساتھ مستغرق اور متوجہ ہو۔ پس اگر قہر و جلال کے
ساتھ ذکر میں مشغول ہو تو اللہ تعالیٰ کے نام کی گرمی سے اگر فقیر چاہے تو مشرق سے
مغرب تک ایک آن واحد میں جل جائے۔

الحاصل کلام یہ کہ جس کسی کو اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم اپنے حکم سے
اپنے ملک میں اختیار دے۔ اسی قدر مہربانگی اس پر زیادہ ہو۔ جس طرح کہ درخت
چمقر کھاتا ہے اور پھل دیتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّ لِسَانَهُ

جس نے اپنے رب تعالیٰ کو پہچان لیا اس کی زبان گونگی ہو گئی۔
 اسے ظاہر ہے۔ یعنی زبان سے ظاہر کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جسم اور جوہر
 مخلوق اور ذاتِ خداوندی غیر مخلوق ہے۔ اور اس کو مخلوق کے ساتھ تشبیہ دینا
 شرک و کفر ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

نَعْمَاتِهِ وَلَا تَفَكَّرَ وَفِي ذَاتِهِ

اس کی نعمتوں میں فکر کرو۔ اس کی ذات میں فکر نہ کرو۔

اس لیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی نعمتوں میں فکر کرنا خود ایک نعمتِ عظمیٰ ہے
 جس طرح معرفت و وحدتِ خداوندی، تفکر، تصور، بسم اللہ اور قرآن کریم فرقان
 حمید کی تلاوت ہے۔

پس مسلمان شخص وہ ہے جو اپنے نفس کو نیکی اور بدی کے انصاف کا منصب بنا
 دے اور جو معصیت کو یاد کرے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کو بھول جائے۔ پس یہ بھی بہت
 بڑا گناہ ہے۔

پس طالب کے لیے ضروری ہے کہ اس آئیہ کریمہ کو ہمہ وقت پیش نظر رکھے بلکہ دائمی
 طور پر توبہ میں مشغول رہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کو حاضر ناظر جانے۔ اور اس کے فضل
 کا آرزو مند رہے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :-

وَآخِرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخِرًا

سَيِّئًا عَسَىٰ اللَّهُ أَن يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

اور بعض مانے اپنے گناہ اور ملا دیا ایک نیک کام اور دوسرا بد، پس
شاید اللہ تعالیٰ معاف کرے ان کو۔ بیشک اللہ غفور الرحیم ہے۔

پھر ارشاد رب العالمین جل مجدہ الکریم ہے :-

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَ
صَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ.

ان کے مالوں سے صدقہ لو کہ اس کو پاک و صاف کر دے۔ اور ان پر
نماز پڑھو۔ تمہاری نماز ان کے لیے تسکین ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سمیع و
علیم ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَاخُذُ
الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ.

کیا نہیں جانا کہ تحقیق اللہ تبارک و تعالیٰ توبہ قبول کرتا ہے، اپنے بندوں
کے صدقوں کو قبول کرتا ہے۔ اور تحقیق اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

ہر کہ را توفیق یاری از خدا

قتل سازد نفس را از سر ہوا

جس کو اللہ کی طرف سے توفیق نصیب ہوتی ہے تو وہ نفس کو قتل کرتا

اور خواہشات کو فنا کرتا ہے۔

نفس دشمن جان من ایسان من

ایں چنین دشمن بوز در جان من

نفس میری جان اور ایمان کا دشمن ہے۔ ایسا دشمن میرے جسم و جان کے اندر ہے۔

ہر کہ اندر خسانہ سوز و نفس را
از دہن دوئی نیاید چوں چرا
جس نے دل یا جسم کے اندر نفس کو جلا دیا تو اس کے منہ سے کیوں
اور کیا کی بات کبھی نہیں نکلے گی۔

پس بخور پس نوش و راہ را از گیر
مرد باقوتی کہ بر نفس امیر
اس کے لیے کھا اور پی اور راز کے راستہ کو اختیار کر۔ تو
طاقت و آدمی ہے اور نفس پر حاکم ہے۔

اسم اعظم راز اسم ہو بیاب
اسم یا ہو پیت یعنی گنج وہاب
اسم اعظم پوشیدہ ہے اسم ہو کا ورد کر۔ ہو کیسا اسم ہے یہ وہاب
کا خزانہ ہے۔

پس اے طالب! جاننا چاہیے کہ شرح ذکر اللہ کلمہ طیبہ و مستغرق فنا فی اللہ ذات
سے مراد ہے۔

ہر کہ آمد بذات قانی او
کے بسوئے صفات بیند او
جس نے اس کی ذات کی طرف رجوع کیا وہ فنا فی اللہ ہوا تو وہ پھر
اس کی صفات کی طرف کب رجوع کرے گا۔

یعنی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سراسر تاثیر رکھتا ہے۔ اور تصدیق قلبی ہوگئی۔ پھر جس وقت تصدیق قلبی درست ہوئی تو اس وقت کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تاثیر تمام جسم کے وجود میں سرایت کر جاتی ہے۔ اور نفس فانی ہو جاتا ہے۔ اور ہر ایک دل کی روح کے ساتھ مصافحہ اور ملاقات روحانی ہو جاتی ہے بشرطیکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی توفیق ساتھ ہو۔ اور اس وقت ولایت اولیائے رحمن کے مراتب پر مثل حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے اور حضرت سلطان بایزید بطنامی رحمۃ اللہ علیہ کے پہنچ جاتی ہے۔ یوں تو کلمہ گو بہت ہیں مثل یزید زاہد کے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کلمہ کی حقیقت پر پہنچا۔ اور اس نے کلمہ کی تصدیق کی۔ پس وہ مطلق صادق ہوا۔ اور کلمہ طیبہ کے وجود میں بیک وقت تاثیر کر گیا۔ لہذا طالب کے لیے ضروری ہے کہ کلمہ گوئی میں دیر نہ کرے۔ پس جہاں تک ممکن ہو سکے کلمہ طیبہ پڑھے۔ کیونکہ یہ کلمہ جان کامونس ہے اور یہ کلمہ ایمان کے ساتھ ہے۔ خواہ طاغوت میں یا معصیت میں ہو۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے :-

مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ

بِلَا حِسَابٍ وَبِلَا عَذَابٍ -

جس نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا پس وہ بہشت میں بغیر حساب و کتاب کے داخل ہوا۔

الحاصل کلام یہ کہ کلمہ طیبہ کی حقیقت سے وہی واقف ہو سکتا ہے جس کی رسائی معرفت خداوندی تک ہو۔ اور جہنم کی آگ سے نجات حاصل کر گیا ہو۔ یا کلمہ طیبہ نے اسے دنیائے زمانی سے کھینچا ہو۔ یا یہ کہ کلمہ طیبہ نے اسے حضور نبی کریم رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ و السلام

کلمہ طیبہ کی حقیقت کا انکشاف

اے طالب صادق! جاننا چاہیے کہ کلمہ طیبہ کی کنہ وصالِ خداوندی ہے اور کلمہ طیبہ کی انتہا شاہدہ خداوندی ہے۔ پس اس سے پتہ چلا کہ رسم کے مطابق کلمہ گو کو کلمہ گو نہیں جانتے۔ گو وہ زبان سے کلمہ پڑھتے ہیں۔ مگر وہ کلمہ ان کے حلق کے اندر سے نیچے نہیں اُترتا ہے۔ بلکہ کلمہ زبانی اور ہے اور تصدیق اور ہے۔ پس جس کسی کو کلمہ کی معرفت حاصل ہو گئی وہ صاحب معرفت الہی ہے۔ اور اُس کی رُوح زندہ اور اُس کا نفس فانی ہے۔ پس جو عشاق ہیں وہی اُس کلمہ کی حقیقت کو جان سکتے ہیں اور اُس کے ساتھ وصالِ حق ہوتے ہیں۔

پس اے طالب صادق! جس طرح حاجی دو اقسام میں منقسم ہے۔ یعنی ایک تو وہ حاجی جو دل و جان سے کعبہ کے اور دوسرا وہ حاجی آب و گل کے کعبہ کے۔ اب اسے یوں سمجھنا چاہیے کہ کعبہ دل رب جلیل جلالہ کا بنایا ہوا ہے اور کعبہ گل حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا بنایا ہوا ہے۔

دلم با کعبہ شد قبلہ حاجات

بقبلہ سجدہ از بہر حق ذات

میرا دل کعبہ کے ساتھ قبلہ حاجات ہو گیا۔ قبلہ کی طرف سجدہ اللہ کی ذات کے لیے ہے۔

دو دل حاجی نہ گرو با حاجش

کہ دل با قبلہ قبلہ با جوابش

اپنے حجاب کی وجہ سے دو دل حاجی نہیں ہوتے۔ ایک قبلہ کی

طرف کہ قبلہ اس کا جواب دے۔

پس جاننا چاہیے کہ طوافِ کعبہ گل سے الہام ہوتا ہے اور طوافِ کعبہ دل سے معرفتِ خداوندی تمام ہوتی ہے۔

در خدا نیت خدا لامکاں است

گر خواہی دریافت خدا زندہ بجان است

اگر تو کہے خدا نہیں ہے تو خدا لامکاں میں ہے اگر تو اس کو معلوم

کرنا چاہتا ہے تو وہ حیاتِ جاوداں ہے۔

پس اے طالب! زندہ جان چیر۔ کون سی چیز سے حاصل ہوتی ہے۔ پس جاننا چاہیے

کہ یہ تاثیر تصور اسم اللہ کے دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ بعض کو تصور

دیکھنے اسم اللہ سے آنکھ کے سر کا پردہ کھل جاتا ہے۔ اُس وقت ایک دم اس

کے غلبہ سے قرار نہیں ہوتا اور اس کا مقام فِی سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ ہو جاتا ہے۔

محبت است کہ یک دم نمی دہد آرام

دگر نہ کیست کہ آسودگی نمی خواہد

محبت اس کو کہتے ہیں کہ ایک گھڑی آرام نہ کرنے دے ورنہ کون

ہے جو آرام کرنا نہیں چاہتا۔

حقیقتِ سکر

پس اے طالب! جاننا چاہیے کہ مقام سکر اور مستی اللہ تبارک و تعالیٰ

سے ڈوری پیدا کرتی ہے۔ اور معرفت اور ہوشیاری سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اور قربِ حضور می ہوتی ہے۔ اور خاص انخاص ذکر اللہ سے۔ پس سکر تمام اور مستی وہ ہے کہ آدمی دائمی طور پر سکر اور مستی میں رہے۔ یہاں تک کہ چڑیا کی آواز بھی اس کے کان میں نہ سمائے۔ پس جو فقیر اس حالت میں مقامِ سکر میں مست اور بے خود رہے۔ یعنی وہ ہمہ وقت تجلیاتِ ذاتِ خداوندی میں مستغرق ہو۔ تو اس پر نماز روزہ ساقط ہو جاتا ہے۔ پس ایسا شخص مجذوب حضور ہوتا ہے۔ شریعتِ مطہرہ میں دیوانے اور فاخر العقل پر نماز ساقط ہے۔ اور جو استفراق بنور اللہ عین العنایت ہو اور اس کی نظر مطلق ہدایت پر ہو تو ایسا فقیر نفس پر حاکم ہوتا ہے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں ایسے فقیر کو مست کہتے ہیں جو اس صفت کے ساتھ موصوف ہوتا ہے۔

حقیقتِ شریعتِ محمدیہ ﷺ

اے طالبِ صادق! اب میں تجھے شریعت کے احکام بتاتا ہوں۔ یعنی ہر ایک بندہ مومن کے لیے ضروری ہے کہ جب گوشہ درویشی میں قدم رکھے تو شریعت کی پابندی کے ساتھ رہے اور قرآن و حدیث پر عمل رکھے اور علماء و فقراء کی صحبت اختیار کرے پس جس امر کے لیے شریعت کا حکم ہو۔ اُسے اختیار کرے۔ اور جس سے شریعت منع کرے اُس سے بیزار رہے اور اُس کے مابین کوئی شیطانی اور نفسانی جھٹ کو دخل نہ رہے۔ مثل شرک و کفر اور فتنہ و فساد کے۔ جس طرح کہ حسد اور نفاق اور کبر اور عجب اور ناشائستہ الفاظ وغیرہ اس کے مثل۔

اے طالبِ صادق! میں اب تجھے یہ بتاتا ہوں کہ شریعت کس شے کا حکم دیتی

ہے جس کی اطاعت تم پر فرض ہو۔ تیرے لیے ضروری ہے کہ تو رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے دین، قرآن مجید، حدیث اور فقیر محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام، صبر
اور شکر، ترک اور توکل، اطمینان اور غنا اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت سے مضبوط کر اور ثابت قدم ہو۔

طالبِ علم

حضرت سلطان العارفين عليه الرحمة فرماتے ہیں کہ میں تجھے بتاتا ہوں کہ :-

طَالِبُ الْعِلْمِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ نَرَاهِدٍ وَحَافِظٍ وَعَابِدٍ

علم کا طالب ہزار زائد اور حافظوں اور عابدین سے بہتر ہے۔

اس لیے کہ ذکر و فکر، طریقت و حقیقت، معرفت و مشاہدہ نور اللہ اور مجلس محمد

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک شریعت کی پابندی سے ظاہر ہوتے ہیں۔

اور جاہل سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ دو حکمت سے خالی نہیں ہوتا :-

پہلی حکمت :- خطرات شیطانی سے۔

دوسری حکمت :- استدراج پریشانی سے۔

ہر کہ باہو می رود عارف خدا

ہر کہ بے ہو می رود آن سر ہوا

جو حقیقت ہوتی ہے پہنچ گیا وہ عارف باللہ ہے جس نے ہو کی حقیقت

نہیں پائی وہ نفسانی خواہشات میں ہے۔

ہر کہ باہو ہست آن را راز شد

لا تحف لا تحزن زحی آواز شد

جو کوئی ہو کے ساتھ ہے وہ راز دار ہو گیا۔ مت ڈر نہج نہ کر اس کے لیے اللہ کا فرمان ہے۔

نام باہو مادر باہو نہساد
زانکہ باہو دائمی باہو نہساد
باہو کا والدہ نے باہو رکھا اس لیے کہ باہو ہمیشہ ہو کے ساتھ رہتا ہے۔

برودہ باہو راز وحدت را تمام
عارفان را ختم از ہو والسلام
باہو نے وحدت کے تمام رازوں کو پایا ہے۔ عارف مقام ہو تک پہنچتے ہیں والسلام۔

دعوت تکثیر و کمیائے اکسیر کا بیان

اے طالب صادق! اب میں تجھے دعوت تکثیر اور کمیائے اکسیر کے بارے میں بتاتا ہوں یعنی بہت سے آدمی ایسے ہیں کہ جن کو ان دونوں معمول کی حاجت نہیں ہوتی۔

پہلا معمول: دعوت تکثیر۔

دوسرا معمول: کمیائے اکسیر۔

پس جاننا چاہیے کہ ان کا مطلب خلق کا تسخیر کرنا ہے۔ پس دعوت تکثیر والے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے مرشدِ کامل سے بخشہ دائرہ اور عدد حساب ستاروں اور برجوں

موکلات کو قید میں لانے کا طریقہ حاصل کرے اور اسم اعظم کی زکوٰۃ دے اور جلالی و جمالی کو ترک کرے۔ اور کیمیائے اکسیر کو طلب کرے۔ کیونکہ ابتداء میں عام لوگ ناقص حوصلہ رکھتے ہیں۔ اور اس کے حصول میں رجعت، غم، خطرات اور ہلاکت پیدا ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے انسان اس سے محروم رہتا ہے۔ اور طالب اللہ پہلے مرشد سے اللہ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس طلب کرے۔ اس کا وجود پختہ اور حوصلہ وسیع اور دل حاضر ہو جاتا ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ پاک میں منظور ہو جاتا ہے۔ ازاں بعد یہ برکت تصور تاثیر روشن ضمیر اور دعوت علم تکمیل اور علم کیمیائے اکسیر اور علم تفسیر اور علم معرفت میں صاحب نظر ہوتے ہیں۔ اور باطن کی صفائی سے یہ سب مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ اور فقیر پر ظاہر ہوتے ہیں۔ جب ہر ایک کا الگ الگ امتحان ہوتا ہے اُس وقت حال کا انکشاف ہوتا ہے۔

اقسام ذکر

اے طالب صادق! جاننا چاہیے کہ ذکر چار اقسام میں منقسم ہے :-

پہلا ذکر :- ذکر رسم ہے۔

دوسرا ذکر :- ذکر قلبی ہے۔

تیسرا ذکر :- دماغ متحرک ہے۔

چوتھا ذکر :- تصور اسم اللہ ہے۔

پہلے ذکر کی کیفیت یہ ہے کہ ذکر رسم کے موافق ہے۔ جس میں دم کا باندھنا اور دل کو

دم کے ساتھ باندھنا اور دل کو دم کے ساتھ پیٹنا اور پھیرنا ہے۔ اور جو لوگ مردہ دل ہیں

وہ اللہ کے ذکر سے بے خبر رہتے ہیں۔ اور تفکر کے ساتھ اللہ کا نام لینا دل کی زبان سے ہے۔ پس اس ذکر میں طیر و سیر طبقات اور خلق کی طرف رجوع اور دنیا کی عزت و ناموس کا پاس مقصود ہوتا ہے۔ پس اس طریق سے ذکر نور معرفت الہی سے محروم رہتا ہے۔

دوسرا ذکر قلبی ہے جس میں نگاہ مرشد کی توجہ سے دل میں جنبش آتی ہے اور دل زندہ ہوتا ہے۔ اور سلطان الذاکار دائمی طور پر جاری رہتا ہے۔ اور ماسوا اللہ کی طلب اس کے دل سے دور ہو جاتی ہے اور طریق واذکر خام الہام مذکور پر نہیں پہنچتا۔ اور اس کا ذکر ایسا ہوتا ہے جیسا کہ دیگ کا جوش۔ لیکن مطلق جہالت خود فروشی کے ساتھ ہوتی ہے۔

تیسرا ذکر جو کہ دماغ میں متحرک ہوتا ہے۔ اور شب و روز آنکھوں میں نیند سی رکھتا ہے۔ اور آنکھوں کو بند نہیں ہونے دیتا۔ اسی طریقہ سے ذکر پریشان اور مجنون ہو جاتا ہے اور مشاہدہ وصال حقیقی سے محروم رہتا ہے۔

چوتھا ذکر تصویر اسم اللہ ہے۔ جس سے مشاہدہ اور تجلیات مطلق حاصل ہوتی ہیں۔ یہ مقام توحید کا ہے۔ جس میں **إِلَّا اللّٰه** کی آواز اس کے وجود میں ہویدا ہوتی ہے۔ اور اس کی تاثیر سے ذکر کا وجود پاک اور نور علی نور ہو جاتا ہے۔ اور اس کا کھانا اور پینا نور اس کا دل نور اور اس کی نظر نور اور اس کا دہم نور اور اس کا خیال نور اور اس کا کلام سراسر نور اور توجہ پر نور ہو جاتی ہے۔ اور اسی طریقہ سے اس کا وجود کامل اور مکمل ہو جاتا ہے۔

پس ہر ایک ایسا ذکر خواہ واقف ہو یا نہ ہو باطن میں ہمیشہ مجلس نبوی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں موجود ہوتا ہے۔ اور جبکہ وجود نور اور وجود جسد حضور اور جسد ظاہر اور جسد باطن ایک وجود ہو جاتا ہے۔ اسے باطنی مراتب کہتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے ارشاد فرمایا:

لِيَغْفِرَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ

اللہ تبارک و تعالیٰ تیرے اگلے اور پچھلے گناہوں کو بخش دے گا۔
صوفیائے کرام ان مراتب کو خلاصہ فقیر محمدی فی امان اللہ کہتے ہیں کہ جو منتہی ادباً اللہ کا مرتبہ ہے۔ جن کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

خبردار تحقیق اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غم کین ہوں گے۔

مُرْشِدِ كَامِلِ كُونُ؟

جاننا چاہیے کہ مرشدِ کامل وہ ہے کہ جو طالب اللہ کو اول روز بغیر رنج و ریاضت کے تصور اسم اللہ کی تاثیر سے وجود باوجود کو پُر نور کر دے۔ اس حوصلہ و حسد و کبر و عجب اور بیا کو اس کے وجود سے دور کر دے۔ اور جو مرشد کو اول روز طالب کو نور حضور کے مقام میں نہ پہنچا دے۔ اسے مرشد نہیں کہنا چاہیے۔

اور صوفیائے کرام کا قول ہے کہ مرشد وہ ہے کہ جو کبھی مقام ازل کے مشاہدہ میں اور کبھی مقام ابد کے مشاہدہ میں رہے۔ اور دنیا اور دنیا داروں سے دل سرور رکھتا ہو بلکہ دنیا سے تائب ہو۔ اور ہمہ وقت اس کو حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک کی حاضری میسر ہوتی ہے۔ اور بعض کو تصور اسم اللہ سے وہ

خزائن کہ جو زمین میں ہیں روشن اور واضح ہوں بلکہ ظاہر ہو جائیں اور وہ بغیر اللہ
تبارک و تعالیٰ کے حکم کے حکم کے کسی چیز کو خریداری کی نظر سے نہ دیکھئے۔ اور بعض کو
تصور دیکھنے اسم اللہ سے ایسا استغراق مع اللہ ذات میں پیدا ہو کہ دائمی طور پر
لا کلام ہو اور اسرار باطنی کے ساتھ سلوک تمام ہو۔

اسم اللہ فوق بخشہ باوصال
بے ذباں گوید سخن بس قیل و قال
اللہ کا ذکر وصال کا فوق بخشتا ہے اور بغیر زبان کے بات کرتا
ہے اس کے سوا سب قیل و قال ہے۔

اور تصور دیکھنے اسم اللہ کو جس طرح کہ آئینہ مشاہدہ میں مد نظر رکھتے ہیں۔ اور حرم کعبہ
اور پیش نظر ان کے تجلی شمسی و قمری میدان ازل کی رہتی ہے بلکہ عرصہ گاہ محشر اور عرصات
ابد اور ہستی دروازہ کو مثل روضہ انور کے جس کے دروازے پر بخط جلی لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ تحریر ہے۔ اور اس آئینہ جمال میں ہر ایک چیز کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

کافر کون؟

پس اے سچے طالبِ اجوشخص کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسم اللہ کا
منکر ہے وہ کافر ہے کیونکہ اسم اللہ طریق تحقیق ہے۔ اور اسم اللہ کے مشاہدہ والا
باتوفیق ہے کہ اسم اللہ اس کا رفیق ہے۔

اسم اللہ رہبر است در ہر مقام
از اسم اللہ یافتند فقرش تمام

اللہ کا نام ہر مقام میں رہبری کرتا ہے فقر کے مکمل مقام کو اسم ذات سے پاتے ہیں۔

پس اے طالب! جاننا چاہیے کہ فقر قرب، وجد اور دیوانگی کے ساتھ دوسرا ہے۔ اور نظر مذکورہ مشاہدہ حضور دوسری چیز ہے۔ نظر کامل اور تماشاخانے ارض و سماوات طبقات کی دوسری چیز ہے۔ اور نظر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور مصافحہ ہر ولی اور دینی چیز ہے۔ اور نظر سے آتش اور گرمی جو اللہ کے ذکر سے پیدا ہو اور طالب اللہ اس میں جل کر مر جائے دوسری چیز ہے۔ اور نظر جو عنات مخلوقات اور درجات کی ترقی کا اور دنیا کی عزت و جاہ اور چیز۔ اسی لیے مخرصادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :-

مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ، فَقَدْ كَلَّمَ لِسَانَهُ

جس نے رب کو پہچانا اس کی زبان گنگ ہو گئی۔

یعنی اسرار مشاہدہ نور اللہ باطنی کے احمق و نادان اور مردہ دل کے سامنے خدا سے غافل ہونا ہر کون ناقصان کا موجب ہے۔ اور مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ، فَقَدْ كَلَّمَ لِسَانَهُ یعنی جس نے پہچانا اپنے رب کو اس کی زبان گونگی ہو گئی۔ اور جو کچھ کہتا ہے وہ حق کہتا ہے اور مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ، فَقَدْ كَلَّمَ لِسَانَهُ یعنی عارف دائمی طور پر مقام لاہوت میں رہتا ہے اور ناسوت کی قیل و قال سے لب بستہ اور سکوت میں ہوتا ہے۔ اور مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ، فَقَدْ كَلَّمَ لِسَانَهُ کیونکہ کلام غیر سے گویائی اور شنوائی عارفین کو پسند نہیں ہوتی۔ بدیں وجہ کہ عارف سوزش عشق اور حرارت حیرت کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے اللَّهُمَّ زِدْنِي تَحْيِيرًا یعنی اے اللہ زیادہ کر مجھ کو تحیر

کہ یہ حیرت حضوری سے ہے اور حیرت کا مقام بھی چند اقسام میں منقسم ہے۔

مغز معرفت

اے طالب صادق! اب میں تجھے حیرت کے مقامات کی سیر کراتا ہوں۔ اس لیے معلوم ہونا چاہیے کہ مقام حیرت حوزہ جان ضروری ہے اور حیرت رُوح مغفوری ہے۔ اور جذب و جدسوری ہے۔ اور حیرت نفس کے لیے لذت و طلب دنیا اور عزت و جاہ کی مغفوری ہے۔ اور حیرت سہر مطلق حضوری ہے۔ اور حیرت وصال اللہ اور معزز معرفت و حقیقت ہے۔ پس مطلب اس قدر ہے کہ عارف کا دل جبکہ ذکر کے ساتھ گفتگو کرتا ہے تو گویا بیانی مطلق سے اُس کی زبان مردہ ہو جاتی ہے اور مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّ لِسَانَهُ اور يُحْيِي الْقَلْبَ وَيُهِدِي السَّفْسَ ہو جاتا ہے۔

اقسام عارف

جاننا چاہیے کہ عارف پانچ اقسام میں منقسم ہے :-

پہلی قسم :- عارف عالم رب۔

دوسری قسم :- عارف زاہد۔ جو فی سبیل اللہ عبادت کرے۔

تیسری قسم :- عارف متقی۔ جو فی سبیل اللہ تقویٰ اختیار کرے۔

چوتھی قسم :- عارف ذاکر۔ جو فی سبیل اللہ ذکر کرے۔

پانچویں قسم :- عارف عابد۔ جو فی سبیل اللہ عبادت کرے۔

اب یوں سمجھنا چاہیے کہ عارف مذکور نے جو عبادت کی وہ فی سبیل اللہ عبادت نہیں کی۔ اور عالم نے علم پایا نہ معرفت خداوندی حاصل کی۔ اور زاہد نے جنت حاصل کی نہ خدا کی معرفت حاصل کی۔ اور ذاکر نے ذکر سے سونگتی اور شوق پایا نہ معرفت حاصل کی۔ اور مذکور نے قرب وصال پایا نہ معرفت حق۔ چونکہ مجموعہ عرفان کا مقام فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے فیض سے ہے۔ اور صاحب مشاہدہ دائمی طور پر اسم اللہ کی ذات میں غرق رہتا ہے جیسا کہ مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّ لِسَانَهُ ہے۔

دو چشم پوشش و جاں از جاں بدرکن
 بہ سیرے لامکاں سیرے سفر کن
 دونوں آنکھیں بند کر اور جان کو جان سے جدا کر اور مکاں کی سیر کے
 لیے سفر اختیار کر۔

پشتم ستر حق معراج دیدہ
 چنیں مرد خدا با حق رسیدہ
 اسرار کی آنکھ سے معراج میں حق کا دیدار ہوتا ہے۔ ایسا آدمی
 خدا رسیدہ ہوتا ہے۔

دو چشم کور کہ بسند صفائی
 دل از خطرات گرداند جدائی
 دونوں اندھی آنکھوں والا صفائی کب دیکھ سکتا ہے۔ دل خطرات
 میں گھرا ہوا جدائی کر دیتا ہے۔

پس اے طالبِ صادق! جب فقیر معرفتِ حقِ دل کی آنکھ کھولتا ہے تو ہمہ وقت مشاہدہ دیدار کے ساتھ رہتا ہے۔ اس سبب سے کہ زندہ دل آدمی دائمی طور پر بیدار ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے :-

يَنَامُ عَلَيَّ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي

میری آنکھ سوتی ہے، اور میرا دل بیدار ہوتا ہے۔

پس جاننا چاہیے کہ طالبِ مولیٰ کی طلب میں جان کے فہ آکر نے کو ہر وقت تیار ہے۔ چونکہ مرشدِ کامل ایک دم میں معرفتِ خداوندی سے فیض یاب کر دیتا ہے پس جو طالبِ صادق نہیں اور مرشدِ کامل نہیں ہے وہ دونوں جہان میں ذلیل و خوار رہتے ہیں اور معرفتِ خداوندی سے دور رہتے ہیں۔

عارفِ حقیقی کون؟

اے طالبِ صادق! جاننا چاہیے کہ جس طالب کا وجود باوجود ہوا و ہوس سے علیحدہ ہو جاتا ہے، وہ مقامِ ہمہ اوست میں غرق ہو کر مقامِ فنا فی اللہ کا مغز و پوست بن جاتا ہے۔ اور مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّمَ لِسَانَهُ، جس نے پہچانا اپنے رب کو اس کی زبان گونگی ہو گئی، اسے دل اس کا سر بسجود رہتا ہے۔ چونکہ

فرض و سنت واجب و ہم مستحب

دل نماز دائمی از بہر رب

تمام فرض۔ سنت۔ واجب۔ مستحب۔ دل اللہ کے لیے

ہمیشہ نماز میں رہتا ہے۔

پس اے طالب! جو شخص ان مراتب پر پہنچتا ہے تو باطن کے ملک سلوک میں اس کو فاضل اور فیض بخش معرفت الہی کہتے ہیں۔ چونکہ یہ راہ عرف کے ساتھ متعلق ہے۔ بلکہ عرفان حق کے ساتھ۔ پس اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اسے اس مقام فنا فی اللہ میں پہنچاتا ہے۔ اس لیے معرفت کی راہ میں گفت و شنید نہیں ہے اور نہ اس کا اس سے واسطہ ہے۔ پس جس کسی پر اللہ تعالیٰ مہربان ہوتا ہے وہ شخص عارف باللہ ہو جاتا ہے۔

مسمیٰ آنکہ باشد لازوالے

نہ آنخب ذکر و فکر نے وصالے

مقام فنا وہ ہے کہ اس کو زوال نہیں ہے نہ اس جگہ ذکر و فکر ہے نہ وصال ہے۔

بود غرقش بوحدت عین آنی

فنا فی اللہ اسرار لہانی

جب تو وحدت میں غرق ہو گیا تو عین ہو گیا فنا فی اللہ ہو گیا اور اسرار عیاں ہو گیا۔

یعنی تفرقہ کی مصیبت سے باہر ہو اور معرفت حق کے ساتھ رفیق اور دریائے وحدت کا غریق ہو۔ اور حقیقت میں عارف باللہ اور ہے۔

ازال بعد سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ میں نے غلط کہا۔ عارف باللہ ہونا ایک مشکل کام ہے کیونکہ غوث، قطب، ابدال اور اخیر عارف باللہ کے مراتب تک رسائی نہیں حاصل کر سکتے۔

نفس نتوان گشت با عقل و شعور
 عارف از نفس بر آید غرق نور
 نفس کو عقل و شعور کے ساتھ نہیں مار سکتا۔ عارف نفسانی خواہشات
 کو چھوڑ کر نور میں غرق ہو جاتا ہے۔

شہ رگ نزدیک شد سر رحمن مرا
 چوں زدم نعرہ بہ فریادم چرا
 رحمن میری شہ رگ سے زیادہ قریب ہے میں فریاد کا
 نعرہ کیوں ماروں۔

ایں بود تسلیم و تلقین از خدا
 با دلیش ہادیئے حق رہنما
 اللہ کی طرف سے تسلیم و تلقین اس طرح ہوتی ہے۔ دلیل سے اس کو
 ہدایت ہوتی ہے اور حق رہنمائی کرتا ہے۔

عس اقلی گم شد دریں گننام باش
 از علائق دور شو آرام باش
 اگر تو عقلمند ہے تو گم ہو جا اس دنیا میں گننام رہ۔ مخلوق سے دور
 رہ اور آرام حاصل کر۔

عارف باشد بجز مولیٰ مجو
 ہر کہ باشد غیر حق از دل بشو
 اگر تو عارف باشد ہے تو مولیٰ کے سوا کسی چیز کی جستجو مت کر
 اللہ کے غیر کو دل سے دھو ڈال۔

مرتبہ کہتر و بہتر

اے طالب صادق! جاننا چاہیے کہ جو شخص عارف باللہ ہو وہ مراتبِ غوثیت، قطبیت، ابدال، اوتاد اور اختیار کے مراتب اختیار نہیں کرتا۔ اس وجہ سے کہ ہر مرتبہ مذکورہ بالا مولیٰ سے جدا ہے اور غرق مع اللہ ہونا دلیل یکسانی ہے۔ اور ہر مرتبہ کہتر ہے۔ پس مرتبہ مولیٰ اولیٰ اور بہتر ہے۔

جاننا چاہیے کہ بہتر اور کہتر کون سے مراتب ہیں۔ جو عارف باللہ کے ساتھ مقید ہے وہ بہتر ہے اور جو جو عبادتِ خلق کے ساتھ ہے۔ مریدین اور کشف و کرامات کے طالبین کے ساتھ ہے وہ کہتر ہے۔ اس مرتبہ کا تعلق خدا کے ساتھ جدا ہے بلکہ اس کا تعلق اور تعیین اس درج پر ہوتا ہے کہ جو مخلوق میں بہت ہی بُرا ہے۔ پس اے طالب جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

نفسِ اتارہ

چونکہ نفسِ اتارہ کو ذائقہ کی قوت اور گناہ کی طلب ہمیشہ رہتی ہے۔ اور دائمی طور پر اس میں پھنسا رہتا ہے۔ بلکہ نفسِ اتارہ کے لیے پیشہ گناہِ مطلق کی راہ ہے۔ اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ اکثر آدمی شب و روز طاعت و عبادت میں رہتے ہیں جیسے نماز روزہ بلکہ تمام رات کی عبادت اور ہمیشہ کاروزہ دار۔ بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں۔ مگر نفسِ اتارہ ان پر گناہ سے باز نہیں آتے بلکہ گناہ کی طلب میں شب و روز لگا رہتا ہے۔ اس وجہ سے کہ اس کی

نصرت گمراہ ہے۔ مگر جس بندہ کو توفیق حق رفیق ہوتی ہے۔ وہ اس پر غالب آجاتا ہے اور بعض آدمی علم فقہ اور مسائل اور ریاضت اور تقویٰ اور تلاوت قرآن مجید اور حدیث شریف کے مطالعہ میں شب و روز رہتے ہیں۔ ان کا نفس آمارہ بھی گناہ سے باز نہیں آتا ہے۔ چونکہ ان کے دل میں طلب دنیا اور نفس آمارہ کی خواہش ہوتی ہے۔ اور شیطان ان کے ساتھ ہوتا ہے۔

تجلیاتِ الہی کی تخلیق

جاننا چاہیے کہ بجزرت لوگ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں، ذکر و فکر، مراقبہ و محاسبہ، مکاشفہ و کشف القلوب اور کشف القلوب میں رہتے ہیں۔ اور مراتب غوثیت و قطبیت کے رہتے ہیں۔ جب بھی نفس آمارہ ان کا گناہ سے باز نہیں آتا ہے۔ اور دائمی طور پر گناہ کی طلب میں رہتا ہے۔ کیونکہ نفس آمارہ کی نظر ہمیشہ گناہ پر رہتی ہے۔ اور جس وقت آدمی کے دل میں دریائے وحدت جوش مارتا ہے۔ اور اس کو غرق نور اللہ کے ساتھ مصوری اور قرب کا ملتا ہے۔ اور تجلیاتِ الہی پیدا ہوتی ہے۔ شعلہ کی طرح اسم اللہ کے ذات مطلق ہے۔ اس وقت عارف باللہ مقام فنا فی اللہ میں پہنچتا ہے۔ اس مقام پر نفس کو گریہ و زاری ہوتی ہے۔ اور گناہ سے باز آتا ہے۔ اور قدرتِ الہی کا الہام بخیر کام و زبان کے پیدا ہوتا ہے۔ اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار ساتھ تصدیق قلب کے ہوتا ہے۔ اور گناہوں سے باز آ کر نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے اور راستی اختیار کرتا ہے۔ اور دین محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مراتب ولی اللہ

میں منتہی ہوتا ہے۔ اور مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ کا مصداق ہو جاتا ہے یعنی نفس کو مقام معرفت الہی کی منتہی میں پہنچاتا ہے۔ اور رب کو نفس مقام امتحان انتہائے الہام ربانی سے پہنچاتا ہے۔ اور نفس میں نفسانیت اور خوئے شیطانی نہیں رہتی۔ ازاں بعد اگر نفس کے گرد بہشی نعمتیں اور حور و قصور وغیرہ کی لذات لائی جائیں۔ اور اگر تمام دنیا کی زریب و زینت اکٹھی کر دی جائے تو نفس ہرگز ان دونوں کو قبول نہیں کرتا۔

حاصل کلام یہ کہ جو مرشد طالب کو پہلے ہی دن مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ کے مقام میں پہنچا دیتا ہے۔ وہی مرشد لائق ہدایت ہوتا ہے۔ اس لیے کہ آدمی کا وجود گلستان کی طرح ہے۔ اور اس کے وجود میں خزانہ دل ہے۔ اور اس گنج پر یہ نفس مثل سیر طلسمات کے ہے۔ پس اس سیر طلسمات کو طلسمات والا ہی جان سکتا ہے اور اس کی عشق کی آگ میں جل سکتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ ایک دم اور ایک قدم بھی مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّ لِسَانَهُ سے غافل رہے۔ پس طالب اللہ عارف باللہ ہے اور خاموش مرشد ہے۔

مسکین و غریب کون؟

اے طالب صادق! جاننا چاہیے کہ عارف باللہ کے کہتے ہیں۔ عارف باللہ مسکین کی طرح ہے۔ اور مسکین وہ ہے جو خاکسار ہو۔ اور اس کی ملک اسی قدر خاک ہو جس پر وہ بیٹھا ہو۔ اور لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا اس کا خطاب ہو۔ اور بعض صوفیہ کے نزدیک مسکین فقیر کو کہتے ہیں۔ اور فقیر کو غریب کا خطاب بھی دیا جاتا ہے۔

غریب وہ ہے کہ جس کے وجود میں غیرت و غصہ و غضب و غرور اور دنیا و آخرت کا غم سوائے ماسوائے اللہ کے باقی کچھ نہ رہے۔ پس جو کوئی ان صفات کے ساتھ موصوف ہو وہ عارف باللہ اور معرفت مولیٰ کا مجموعہ ہو سکتا ہے۔ صوفیہ اسے خضر باطنی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس لیے کہ حضرت خضر علیہ السلام کی حیات آب حیات کے پینے کا سبب ہے۔ اور خضر باطن کی زندگی آب حیات اسم اللہ اور محبت ذات سے ہے۔ پس اے طالب! جس نے یہ بادۂ توحید پی لیا وہ اللہ کا دوست یعنی ولی اللہ ہو گیا۔

اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا:۔
 اِنَّ اَوْلِيَّائِي تَحْتَ قَبَائِي لَا يَعْرِفُهُمْ غَيْرِي
 تحقیق میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں ان کو میرے سوا کوئی
 نہیں پہچانتا۔

کا مصداق ہو گیا۔ اور مخلوق خضر نبی اللہ کی طلب میں ہے ۷
 ہر یکے بگزار زان چہار
 و ز دونی بگشت یکتا مردکار
 ان چاروں میں سے سب کو چھوڑ دے۔ دونی سے گزر کر کام کا
 آدمی بے مثل بن جا۔

پس جو کوئی ان مراتب تک رسائی حاصل کر لے وہ وہم و فہم میں نہیں سماتا۔ اور اس کی نہایت لائہائیت ہو۔ پس وہ مادر زاد عارف ہے جو گود سے قبر تک اور شروع سے آخر یعنی ابتداء سے انتہا تک کما حقہ، فنائے نفس اور بقائے روح

کے ساتھ فقیروں کا لباس زیب تن کیے ہوئے ہے۔

پس اے طالب! جاننا چاہیے کہ فقیر اور شجاعت و سخاوت و مصلحت ہر ایسے شخص کی کہ جس کا وجود کرم کے کریم اور حیا کے ساتھ باحیا ہو۔

اے طالب! میں اب اس کی تشریح کرتا ہوں کہ عارف باللہ کی تشریح یہ ہے کہ آدمی نے طاعت کے سبب سے نفس کو شناخت کیا۔ اور نفس کو پہچاننے والا ہوا۔ مگر عارف باللہ ہوا۔ اور نفس کی پہچان سے آدمی صاحب دل حق نہ ہوا۔ اور دل کی پہچان سے صاحب روح ہوا۔ مگر عارف باللہ ہوا۔ اور روح سے صاحب راز ہوا مگر عارف باللہ ہوا۔

الدرر العالمین جل مجدہ الکریم نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا:

الْإِنْسَانُ سِرِّي وَأَنَا سِرُّهُ

انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں۔

پس یہ چہار مقامات تن، طاعت اور عبودیت نفس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ کے مطابق اس مقام میں نفس کی پہچان و تحقیق کی۔ اور جب نفس کو تحقیق کر لیا تو نفس فانی ہوا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ بِالْبَقَاءِ

جس نے اپنے نفس کو فنا کے ساتھ شناخت کیا پھر اس نے اپنے رب کو بقا کے ساتھ پہچانا۔

خلق را طاعت بود از کب تن

عارفان را طاعت است از ترک تن

مخلوق کی فرمانبرداری جسم کے کام سے ہے اور غار فوں کی فرمانبرداری خودی کو ترک کرنے سے ہے۔

پس اے طالب صادق! تن کی طاعت میں حرص اور طمع نفسانیت اور اشتہائے ناری ہے۔ اور طلب میں رجوعاتِ خلق اور شہرت و خواری ہے۔ اور جب اشتہائے ناری اور غوغا و خواری سے باہر ہوگا پس وہ مرتبہ ربوبیت معرفتِ خداوندی میں داخل ہوگا۔ پس اس مقام میں غارِ بائد کا نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کا دل صاحبِ مشاہدہ ہو جاتا ہے۔

نفس کی تشریح

جاننا چاہیے کہ نفس کی تشریح دونوں عالم میں اس سے زیادہ بڑی اور کمتر نہیں ہے۔ پس جس کسی نے معرفتِ خداوندی حاصل کی۔ وہ نفس کو دائمی طور پر ذلیل و خوار رکھتا ہے۔ اور خود کو خودی میں گم کرتا ہے۔ اور جس کا نفس رفیق ہوا وہ نفس میں پھنس گیا۔ اور خواہشات میں مست ہوا۔ پس صوفیائے کرام اس نفس کو سرکش و خود پسند کہتے ہیں۔ اور مخلوق کے نزدیک صورتِ انسان ہوتا ہے۔ اور خدا کے نزدیک، خاک، خرس، سگ، دیوانہ اور بوزنہ کی طرح ہوتا ہے گو صورت میں آدمی اور سیرت میں حیوان ہوتا ہے۔ پس حیوان سے بات کہنا مناسب نہیں ہے۔ پس شیطان سے صاحبِ نفس اللہ تبارک و تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہے۔ پس طالبِ حق ہمیشہ حضور کے ساتھ رہتا ہے۔ اور اہل نفس سے دور رہتا ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

اہل حدیث کون؟

اے طالب صادق! معلوم ہونا چاہیے کہ ان فقراء کا نفس جو ذکر الہی اور پاس انفاس کے ساتھ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اور مقبول اخلاص کی مثال یوں خیال کیجئے جیسا کہ کاغذ و حروف و سطور اور سیاہی ہوتی ہے۔ اور جن فقراء کا دل حضوری میں ہو ان کا دفتر معرفت خداوندی سے ہوتا ہے۔ اس لیے عارفین کا کوئی گناہ ظاہر و باطن کے دفتر میں فرشتے نہیں لکھتے۔ کیونکہ ان کے دل میں ذکر اللہ اور زبان پر مطلق قال اللہ اور قال رسول اللہ ہوتا ہے۔ یہ لوگ اہل حدیث ہوتے ہیں۔ اور دنیا کی طلب میں اہلیس خبیث کے متمنی نہیں۔ ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ عارف معشوق اللہ کی طرح ہیں بلکہ ان کا گناہ ثواب ہوتا ہے اس وجہ سے عشق الہی میں مستغرق رہتے ہیں۔ اور ان کے اور اللہ کے مابین کوئی پردہ نہیں رہتا۔ کیونکہ عارف ربانی کا دل نور سے بھر پور ہوتا ہے۔ اور عارف ربانی دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کی حضوری میں ہوتا ہے۔

پس اے طالب! جاننا چاہیے کہ غلبات کی وجہ سے آتش شوق ہر ایک گناہ کو آہ کے ساتھ ہر دم اور ہر ایک ساعت ایسا جلا دیتی ہے اور عارفین کا وجود ذکر الہی اور اسم الہی کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے۔ اور عارفین ہمہ وقت اسم الہی سے براہ نگینتہ رہتے ہیں۔ پس کسی آدمی کو قدرت نہیں کہ اسم الہی پر غالب ہو۔ اور صاحب اسم الہی ہر ایک چیز پر غالب رہتا ہے۔ کیونکہ مولیٰ کی طلب میں طالب ہے۔

طالب کون؟

اے طالبِ صادق! جاننا چاہیے کہ طالب وہ ہے جو دونوں جہان کے مراتب طے کرے۔ اور مقامِ حقیقی میں مستغرق ہو۔ اور جو طالب معرفتِ خداوندی میں بصارت رکھتا ہو۔ وہ طمع نہ رکھے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے نفسِ شیطان اور دنیا گویا ان تینوں کو آزمائش کے لیے پیدا کیا ہے۔ اور ہیبت و قہر کے لیے نہیں پیدا کیا۔

نفس نیک و بد بود ہادی و ہم باہوا
 نفس عارف نفس رہزن باخبر شو باہوا
 نفس اچھا اور بُرا ہدایت یافتہ اور خواہشات سے پُر ہوتا ہے۔ عارف کا
 نفس باخبر ہوتا ہے اور ڈاکو کا نفس خواہشات سے پُر ہوتا ہے۔
 اور آدمی کو عزت، بزرگی، قرب اور نعمتِ الہی کے دیدار اور بہشت کی نعمتیں
 اور قربِ حضوری اور نورِ اللہ اور وصالِ الہی کی تجلیات اور ولایتِ ہدایت اور
 فضل و عنایت کی وجہ سے نفس کے مرتبہ کی برکت سے ملتے ہیں۔ الحاصل کلام
 کہ اگر نفس نہ ہوتا تو اللہ تبارک و تعالیٰ تک کوئی رسائی حاصل نہ کرتا۔ اور معرفتِ الہی
 کسی کو بھی نہ ملتی۔

پس نفسِ مونس اللہ تعالیٰ کے قریب رہا۔ اور آزاد ہو۔ اور نفسِ امارہ معذب
 اور دشمن اور خونخوار ہوا۔ نفسِ غوث، نفسِ قطب، نفسِ عارف باخدا ہوا۔ اور نفسِ
 امارہ کافر اور نفسِ فرعون ہوا۔ اور نفسِ شیطان ہوا اور ہوس کا سبب ہوا۔

خصائلِ نفس

اے طالبِ صادق! نفس چار خصائل میں منقسم ہے۔ جو چاروں نفوس سے شناخت کی جاتی ہیں۔ پس جن کفار و منافقین، کذابین کے ساتھ رفاقت ہو۔ اُس کا نفس امارہ کفر کی عادت رکھتا ہے۔ اور جس کو مولیٰ کی طلب ہو اور وہ دائمی طور پر طلب میں مبتلا ہے اور دنیا کو ترک کرے تو اُس کا نفس ضرور مومن ہے اور عارف باللہ ہے۔ اور جس کسی کو علم کی طلب اور اس پر عمل و تقویٰ اور ریاضت میں دائمی طور پر کوشاں ہو اُس کا نفس مسلمان ہے۔ اور جس کسی خوف رہتا ہو اور ہر وقت رجاء میں رہے۔ پس اس کا مضمون صدیق ہے۔ پس اے طالب! اگر تحقیق کی نظر سے دیکھا جائے تو اگر نفس نیک ہو تو دونوں جہان میں نفس کے مساوی کوئی دوسرا بزرگ بہتر نہیں۔ اور جس کا نفس بُرا ہو تو دونوں جہان میں اُس سے بُرا اور کمتر کوئی نہیں ہے۔

گنجِ را بے رنج از دل یافتم
صد ہزاراں گنج در دل ساختم

خزانہ کو بغیر تکلیف کے دل کے اندر میں نے پایا ہے اور ایک لاکھ خزانے دل سے پیدا کیے ہیں۔

وز ہزاراں چلہ یک دم سوز بہ
از خدائے معرفت تحقیق شد

ایک گھڑی کا سوزش عشق ہزار ہا چلوں سے بہتر ہے اللہ کی طرف سے
معرفت کی یہ تحقیق ہوتی ہے۔

عارفان را تقویٰ از توفیق شد
 از خدائے معرفت تحقیق شد
 عارفوں کو پرہیزگاری اللہ کی توفیق سے ہوتی ہے اور خدا کی معرفت
 جستجو سے ہوتی ہے۔

عارفان را تقویٰ شد از صدق دین
 تقویٰ غوغا ظاہر و خلقش مبہین
 عارفوں کو تقویٰ دین کی صداقت سے حاصل ہوتا ہے۔ تقویٰ کو مخلوق
 میں ظاہری شہرت سے مت دیکھو۔

دل بہ دریائے محیط است کبریا
 موج دم دڑے است لُو لُو بے بہا
 دل کبریا کے دریا کو احاطہ کیے ہوئے ہے۔ سانس کا موج بے قیمت
 موتی ہے۔

روح عارفان

جانتا چاہیے کہ عارف باللہ کی روح نور اور سر نور اور اسرار الہی سے ہوتی ہے۔
 اس لیے کہ عارف باللہ بقا باللہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسا کہ وارد ہے فَقَدْ عَرَفَ
 رَبَّهُ بِالْبُقَاءِ یعنی اس کے وجود میں ہوس میں نہیں رہتی۔ بلکہ اس کے وجود میں
 طلب طالب اور محبت مرید ہو جاتی ہے۔ یہ تمام مراتب معرفت الہی والوں کے بیان
 کیے گئے ہیں۔ مثل حضرت رابعہ بصری اور حضرت سلطان بایزید بطامی کے۔

نفس و روح کا موازنہ

اے طالب صادق! تجھے یہ معلوم نہیں کہ تیرے وجود میں نفس بایزید ہے اور روح بایزید ہے۔ پس جو کوئی بایزید کا دوست ہے وہ بایزید کا دشمن ہے کیونکہ اہل دنیا مثل بایزید عنید کے ہیں۔ اور فقیر محمدی علی صاحبہا التیجہ والثناء والوداد کی مثال بایزید سے ہے۔

پس اے طالب! اس راہ میں مرشدِ کامل وہ ہے جو محبوبِ برحق کے ساتھ اُنس رکھتا ہو۔ اور ماسوا طریقہ اسم اللہ اور مقام فنا فی اللہ اور مراقبہ بقا باللہ اور مشاہدہ غرق مع اللہ مذکور حضورِ حق کے طریقہ ماسوی اللہ کے دوسرا کوئی ذکر نہ رکھتا ہو۔

مذکور طلب چہ خواہی از ذکر
 این است ہمہ خلاصہ فکر
 مذکور ذکر کی طلب کب چاہتا ہے۔ یہ حقیقت میں فکر کا
 خلاصہ ہے۔

پس اے طالب! یہ مذکور بے زبان ہے کہ جو حضورِ دل سے تعلق رکھتا ہے۔ اس وجہ سے کہ کلام اور نطق سے یہاں پر ایک حرفِ زبان پر نہیں لاتا ہے۔ اور

مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّمَ لِسَانَهُ

جس نے اپنے رب کو پہچانا اُس کی زبان گونگی ہو گئی۔

اس کے بارے میں ایک حکایت بیان کی جاتی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی جو اسل ہوتی ہے وہ اسی کی جانب رجوع کرتا ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک شخص کہیں عطر بیچنے والوں کے محلہ میں جا کر رہا۔ حکایت عجوبہ بہ اور ہر طرف سے اُس کے دماغ میں عطروں کی مہک پہنچی۔ اس بلب سے اس کے ہوش اُڑ گئے اور وہ شخص بے ہوش ہو گیا۔ اور خوشبو نے اس کے دماغ میں یہاں تک سرایت کیا کہ اس کی حالت سکرات کی طرح ہو گئی۔ جب اہل محلہ نے یہ خبر سنی تو سب اس کے گرد جمع ہو گئے۔ اور عطر و گلاب اس پر چھڑکنے لگے اور کسی نے نخلہ سونگھایا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ وہ کچھ اور بدحواس ہوتا جاتا تھا۔ اس درمیان میں ایک حکیم کا بھی وہاں سے گزر ہوا۔ اور اس حکیم سے اس شخص کی حالت بیان کی گئی۔ حکیم صاحب نے مریض کو دیکھ کر یہ دوائے قائم کی کہ اس کو غلیظ اور بوبودار چیز سونگھاؤ۔ چنانچہ جب وہ غلاظت اور بوبودار چیز اس کی ناک پر رکھ دی تو اسی وقت وہ ہوش میں آ گیا اور بالکل تندرست ہو گیا۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ بوبودار چیز سے مراد گندگی دنیا ہے۔ اور اس کی شرمندگی۔ اور عطر سے مراد اللہ تعالیٰ کی بندگی ہے کہ جو کامل مرد ہیں وہ عطر بیچنے والوں کے قرب و جوار میں رہتے ہیں۔ اور اسم اللہ کی خوشبو سے سرمست رہتے ہیں۔

نیم نظر فقیر بہ از کہیبا
زاں نظر واصل شود عارف خدا

فقیر کا نیم و آنکھوں سے دیکھنا کیسیا سے بہتر ہے کیونکہ اس نظر سے عارف باللہ واصل باللہ ہو جاتا ہے۔

پس اے سچے طالب! جاننا چاہیے کہ آدمی کے قلب پر ستر ہزار حجاب فلسفانی

اور شیطانی تار عنکبوت کی طرح ہیں کہ جو دل کے ارد گرد تھمتے ہوئے ہیں۔ اور ان کے وساوس و خطرات کی تخلیق منی کے پانی سے ہے۔ جن کی وجہ سے حضرت آدم و حوا پر جنت میں فساد ہوا تھا۔ اور جن کے بہکانے کی وجہ سے وہ دونوں جنت سے علیحدہ کیے گئے۔ چونکہ ابلیس خبیث ہے۔ اس لیے اس کی تاثیر کفر اندرونی اور شرک اندرونی اسی بنا پر صوفیائے کرام کا قول ہے کہ دو لاکھ ستر ہزار زنار، عجب، کبر، حسد، بغض، نفاق، قہر و غضب، حرص و کفر، اور شرک حجابِ شیطانی کے پردے ہیں۔

حجابات کی دُوری

اب یوں سمجھنا چاہیے کہ حجابِ شیطانی کے پردے، کفرِ نفسانی کے زنار، علم و فیصلت، مسائل فقہ، تلاوتِ قرآن مجید، حج، زکوٰۃ، نماز، روزہ، ریاضت، تقویٰ، وعظ، حدیث، وظائف وغیرہ سے الگ نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ کامل تصورِ اسم اللہ نہ ہو۔ اور توفیقِ رفیقِ مرشدِ کامل اکمل نہ ہو۔ اس کے بغیر کہ اسم اللہ کا تصور کیا جائے اور باطن میں **إِلَّا اللّٰه** کا ذکر ہو۔

صوفیائے کرام کا قول ہے کہ ماسوا اس صورت کے کوئی دوسری صورت ان حجابات کے طے کرنے کی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ تصور دل کی آگ کو اس طرح روشن کرتا ہے کہ خود بخود حجابِ شیطانی اور زنارِ نفسانی دفع ہو جاتے ہیں۔ اور جب تک مرشدِ کاملِ فغانی اللہ اور بندِ کرام اللہ کی نظر کا وسیلہ نہیں ہوگا یہ مراتب ہرگز طے نہیں ہوں گے۔

پس جو شخص ان مراتب تک رسائی حاصل کر لے اور حجابِ شیطانی اور زنارِ نفسانی کو نہ توڑے تو وہ شخص مسلمان اور درویش نہیں۔ اور جو اس کے بغیر دعویٰ کرے کہ میں

عارف باللہ ہوں۔ اور سچا مسلمان ہوں تو وہ شخص جھوٹا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ بِالْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّنْ رَبِّهِ
فَوَيْلٌ لِّلْقَائِسِينَ قُلُوبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ قُبُورٍ

اللہ نے جس کا اسلام پر سینہ کھولا سو وہ اُجالے میں ہیں اپنے پروردگار
کی جانب سے۔ اور ان کے لیے خرابی ہے جن کے دل سخت ہیں اللہ
تعالیٰ کی طرف سے وہ بہکے ہوئے پھرتے ہیں۔

یعنی مردہ دل آدمی ذکرِ شیطانی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور زندہ دل آدمی ذکرِ اللہ اور
تصورِ اسمِ اللہ سے ہوتا ہے۔ یہ لوگ ماسوا حق کے دیگر کسی شخص سے بات کرنا باعث
خسارہ جلتے ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

مَشِيْطَانُ الْاِنْسِ اَشَدُّ مِنَ الشَّيْطَانِ الْجِنِّ
انسان کا شیطان جنات کے شیطان سے زیادہ سخت ہے۔

آدابِ سکوت

اے طالبِ صادق! جاننا چاہیے کہ عارف باللہ کا کسی غیر شخص سے کلام نہ کرنا
آدابِ خاموشی ہے۔ اس لیے معلوم ہونا چاہیے کہ جو عارف باللہ معرفتِ خداوندی
پر پہنچے اُس کی علامت یہ ہے کہ اُسے رگ رنگ کی آواز اچھی نہیں لگتی اگرچہ وہ
خوش آوازی کے ساتھ ہو۔ لیکن اس کو وہ آواز مکر وہ معلوم ہو۔

حقیقتِ علم

حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ معلوم ہونا چاہیے کہ فقیرِ خدا کی وجہ سے نہیں کہتا بلکہ حساب کے طور پر کہتا ہے کہ علم کے معنی جاننا علم فقہ، مسائلِ فرض و واجب و سنت و مستحب کا ہے۔ اور علم کے معنی جاننا حلال و حرام اور مکروہات کا ہے۔ اور علم کے معنی جاننا فرق درمیان اسلام و کفر کے ہے۔ اور علم کے معنی حق و باطل کی شناخت کرنا ہے۔

پس اے طالب! جاننا چاہیے کہ علم کا مطلب کیا ہے۔ علم کا مطلب یہ ہے کہ حضور نبی کریم رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ و التسليم کے آداب پر نظر رکھے۔ اور علم کا مطلب یہ بھی ہے کہ آدابِ شریعت اور آدابِ علماء پر نظر رکھے۔ ان تمام کا واسطہ اعمالِ ظاہری عبادت کے ساتھ ہے۔ جس طرح کہ ظاہری طور پر ظاہری بدن عبادت اور طاعت کے لیے ہے۔ جس طرح کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے آیتِ اِنظُرْ اِلَیْهِ لَعَلَّی تَرْحَمُہُ کہہ کر یعنی اے رب دیکھ مجھ کو کہ میں تیری جانب دیکھ رہا ہوں۔ اس ذات سے تجلی ہوئی۔ کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام بیہوش ہو گئے۔ اور طور پہاڑ جل کر خاک ہو گیا۔ اور حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسليم کو حیتِ خداوندی غایب ہو گئی اور آپ کو یہی حیت معراج پر لے گئی۔

طلبِ الہی کا انکشاف

اے طالبِ صادق! جاننا چاہیے کہ عالمِ فاضل طلبِ خداوندی نہیں کر سکتا

اس لیے کہا گیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی ساری زندگی علم کے مطالعہ میں گزاری۔ ازاں بعد علم کے سامنے عرض کی کہ اے اللہ تعالیٰ کے کلام مجھے معرفتِ خداوندی اور تجلیاتِ باری تعالیٰ باطن کے طریقہ سے تعلیم کر۔ اور حضور پر نور شافع یوم النور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار پر انوار سے مشرف فرما۔ تو علم کی جانب سے کوئی جواب نہیں ملتا۔ اس سبب سے کہ علم تعلیم طاعت کا رفیق ہے اور ماسوا اس کے کہ اُس کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ مگر علم کہتا ہے کہ مرشد سے طلب کر، کیونکہ علم قال اور ہے اور علم حال اور ہے۔ پس مرشد سے حال اور معرفت وصال کا ذکر حاصل کر۔

ازاں بعد حضرت سلطان العارفين علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ نہیں نہیں میں نے غلط کہا علم وہ ہے کہ اس سے جاننے کے مقام تک رسائی حاصل ہو۔

جاننا کیا ہے؟

اے سچے طالب! جاننا چاہیے کہ ”جاننا“ کیا ہے اور اس سے فقیر کی کیا مراد ہے۔ پس جاننا چاہیے کہ علم جب وجود میں داخل ہو اُس وقت وجود میں جہالت، شرک، کفر، عجب، حجاباتِ ظلمانی کے ساتھ نہ رہیں۔ اور علم وہ ہے کہ حجاب سے بے حجاب کرے۔ بلکہ علم سے معرفت کا انکشاف ہو اور نفس کا محکوم ہو جائے۔

آفریں بہ نفس مرکب زیر بار
می رساند معرفت با کردگار

شاباش ہے اُس کو جو نفس پر سوار ہے اور اپنا بوجھ اس پر لادھا۔ ایسا نفس اے سوار کو بارگاہِ خدا تک پہنچاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔

اور اے سچے طالب! یہ جو بکثرت لوگ کہتے ہیں کہ قرآن، فقہ اور مسائل کو وسیلہ سمجھنا چاہیے وہ بھی سچ کہتے ہیں۔ لیکن فرق اتنا ہی ہے کہ قرآن مجید کلام اللہ کو جو مخلوق نہیں ہے اور مرشد ہادی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق ہیں۔ پس جن لوگوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت کی وہ صاحب مخلوق ہیں۔ اور وہ ایک دوسرے سے بمرتبہ ولایت و ہدایت کے سلسلہ کو ابد الابد تک جاری رکھتے ہیں۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ مرشد اہل ہدایت ہے اور اللہ کے ذکر کے وسیلے کو طالب کرنا فرض و واجب، سنت و مستحب ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

مَنْ لَمْ يُؤَدِّ فَرْضَ الدِّوَانِ لَمْ يَقْبَلِ اللَّهُ فَرْضَ الْوَيْتِ

جو شخص ہمیشہ کے فرض کو ادا نہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے وقتی فرض کو قبول نہیں کرے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

إِلَّا الْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ قَائِمُونَ

مگر نماز پڑھنے والے جو اپنی نماز پر قائم ہیں۔

ظاہر و باطن کے فرائض

اے سچے طالب! جاننا چاہیے کہ فرض باطن کیا ہیں۔ ایک فرض ظاہر

اور ایک فرض باطن۔ پس دونوں درجہ قبولیت میں ہیں۔ ان میں سے ایک فرض
 وقتی ہے اور ایک فرض سالی ہے اور ایک فرض فصلی ہے۔ جس کو مفصل طور پر آگے
 بیان کیا جائے گا۔ اور ایک فرض عمری ہے۔
 فرض عمری دو اقسام میں منقسم ہے۔

پہلی قسم یہ ہے کہ اس کا حکم بالغ ہونے کے اوپر ہے یعنی ایک دفعہ کلمہ شہادت
 پڑھنا اور ذکر نبی زبان سے کرنا، رسالت کی تصدیق کرنا۔ پس اس کی گردن
 سے یہ فرض ساقط ہوا۔

دوسری قسم یہ ہے کہ سن بلوغت کے بعد ایک دفعہ کعبہ شریف کا حج ادا کرنا شرط یہ کہ
 طاقت رکھتا ہو۔ پس یہ فرض بھی ساقط ہوا۔

فرض وقتی سے مراد پانچوں نمازوں کا ادا کرنا ہے۔ اور فرض ماہی سے مراد
 رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ اور فرض سالی سے مراد زکوٰۃ ادا کرنا ہے۔
 اور فرض فصلی سے مراد ہر فصل کے نلکے سے دسواں حصہ فی بیبل اللہ دینا ہے۔ یہ
 ظاہری فرض ہیں۔

پس جاننا چاہیے کہ باطنی فرض کیا ہیں۔ وہ یہ کہ بالحق کے فرض کتنے ہیں۔ پہلا
 ذکر ذکر خفی ہے۔ ذکر خفی اسے کہتے ہیں کہ اس کا ذکر ظاہری کو ترک کر دے۔ اور
 ذکر کے ذکر زیادہ تراٹھائے۔ اور سوتے جاگتے اس سے غافل نہ ہو۔ اس ذکر
 سے مراد ذکر پاس انفاس ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

جَعَلْنَا الشَّيْخَ الْكَامِلَ نَافِعَ الْإِنْسَانِ كَمَا جَعَلْنَا نَبِيَّ

اٰخِرِ الزَّمَانِ وَجَعَلْنَا شَيْخَ النَّاقِصِ خَاسِرِ الْاِنْسَانِ كَمَا
 جَعَلْنَا رَجِيمَ الشَّيْطَانِ۔

ہم نے شیخ کامل کو انسان کے لیے نفع پہنچانے والا بنایا ہے جیسا کہ
 ہم نے آخر الزمان نبی کو بنایا۔ اور شیخ ناقص کو انسان کے لیے نقصان
 پہنچانے والا شیطان جیسا بنایا۔

اسی لیے کہا گیا ہے

مرد مرشد می برد در ہر مقام
 مرشدے نامرد طالب زر تمام

مرشد کامل ہر مقام پر مرید پر پہنچا دیتا ہے۔ جعلی ناقص پیر مرید سے
 پیسوں کا طلبگار ہوتا ہے۔

اور دوسرا فرض یہ ہے کہ حاجی بغیر حجاب کے دل کے گرد جو دائمی طور پر طواف کرے
 اور جواب باصواب حاصل کرے۔

اور تیسرا فرض یہ ہے کہ عاجزانہ طور پر ہمیشہ کی نماز ادا کرتا ہو۔ اور ہستی اور حرص کے
 ساتھ مشغول نہ ہو۔

چوتھا فرض۔ محشر تک دنیا سے روزہ رکھنا۔ یعنی شریعت کی پابندی کے ساتھ
 گزر جائے۔

پانچواں فرض وجود کی زکوٰۃ ادا کرنا۔ یعنی خود کو اللہ کے لیے فدیہ کر دے۔ اور اپنے حال
 کو اِلَّا اللہ کی راہ میں معرفت حق کے ساتھ صرف کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کے رازوں
 سے باخبر ہو۔

عالموں اور فقیروں میں امتیاز

اے طالبِ صادق! اب میں تجھے عالموں اور فقیروں میں امتیاز بتاتا ہوں۔
 ہر شخص جس نے عالموں کی تعلیم حاصل کی ہو۔ اور وہ شخص جس نے فقیروں کی تعلیم
 ان سے معرفت کا علم حاصل کیا ہو، ان دونوں میں کیا امتیاز ہے۔ پس تجھے
 پانچاچا ہیٹے کہ علماءِ علم کے طالب ہوتے ہیں اور فقیر لوگ اللہ تبارک و تعالیٰ
 کے طالب ہوتے ہیں۔

کسی نے کہا خوب کہا ہے

علم نہ علم است کہ برابر باب جاہ
 جادو است آن از پئے تسخیر شاہ

ذی وقار و باری لوگوں کا علم علم نہیں ہے بلکہ بادشاہوں کو مسخر کرنے
 کے لیے جادو ہے۔

خواجہ بتکرار بے زان رود
 تا شودش خو کہ بہ سلطان رود

خواجہ تکرارِ بسیار سے اس جگہ پہنچ جاتا ہے تاکہ اس کی عادت ہو کہ بادشاہ
 کے حضور حاضر ہو سکے۔

موفیائے کرام کے نزدیک اہل علم کے سر پر علم کا نام ہے۔ اور علم کی شناخت
 یعنی اپنے مدعا کی شناخت کو نفس کا تابع کہا گیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی
 طاعت میں نفس کو تابع کرنا صرف اِلَّا اللہ کی معرفت سے ہے۔ پس جس کسی نے

علم کو اس کے سوا جانا وہ باعمل عالم نہیں ہو سکتا بلکہ وہ جاہل ہے۔ اور فقیر کے سر پر اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ اور فرمان الہی ہے کہ لا سوی اللہ کے گرد خط کھینچ اور موت و حیات کے میدان میں قدم رکھ۔

پس اے طالب! جو اہل علم و استن کے صیغہ میں ہیں وہ دانستن ہی میں ہتے ہیں۔ اور فقیر لوگ کہ مولیٰ تعالیٰ کے طالب ہیں۔ فنا ہو جاتے ہیں۔ وہ بقا باللہ میں ذات ہو جاتے ہیں۔ جس طرح قطرہ دریا میں مل جاتا ہے۔

پس اے طالب صادق! یہ فرض صرف بزرگی اور وسیلہ کی وجہ سے ہے یعنی مرشد کامل مرشد صاحب معرفت الہیہ، زندگی اور موت میں نجات کا وسیلہ ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَنْغَضُ الْحَبْرَ السَّمِيْنَ وَبَيْتَ لَلْحَمِيْنَ

بیشک اللہ تعالیٰ دانش مند فریب کو دشمن رکھتا ہے اور گوشت پکانے والوں کے گھر کو۔

اقسام جسم

اے طالب صادق! جاننا چاہیے کہ صوفیائے کرام کے نزدیک جسم دو اقسام

میں منقسم ہے:

پہلی قسم: پہلی قسم یہ کہ جو طاعت و اشغال اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ ضرب لا الہ الا اللہ میں مشغول ہو۔ وہ جسم، جسم نوری کہلاتا ہے۔

دوسری قسم: دوسری قسم یہ کہ جو دنیا کی حرص میں پھنسا ہوا ہو۔ اور دنیا کی خواہش

میں ذلیل و خوار ہو وہ جسم نوری نہیں بلکہ وہ جسم ناری ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ نوری جنت اور ہے اور نارِ جہنم اور ہے۔

اقسامِ علم

اے سچے طالب! جاننا چاہیے کہ علم تین اقسام میں منقسم ہے :-
 پہلی قسم :- پہلی قسم یہ کہ جس کا تعلق قبیل و قال سے ہے اور جو اہل علم کو کسب سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا کلام مغفور ہے اور اس کا قاری بھی مغفور ہے۔ اور جس طرح علم فقہ فرض واجب، سنت اور سنجب ہے۔ یعنی مقام فقر اور معرفت رب کو جس طرح کسی نے پایا پس علم فقہ سے پایا۔ اور حقیقت میں اہل علم یعنی علماء صاحب ادب اور صاحب فضیلت کا نام ہے۔

دوسری قسم :- دوسری قسم علم فیض کی ہے جو شعراء کو حاصل ہے کہ وہ خیال و خط اور مطرب و ساقی سے محض اپنے شعور سے کام لیتے ہیں۔ اور تصویر خیالی معشوق کو ہر وقت پیش نظر رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ علم نفس کو زندہ کرتا ہے اور مردہ دل لوگ صرف شعر کے سننے پر مرد ہو جاتے ہیں۔

علم را تحقیق کردم از علم

علم خاص انخاص خلق با علم

یعنی جس قدر اس علم میں قرب ہوگا۔ اسی قدر اللہ تعالیٰ کے قرب کی معرفت کی طرف لے جائے گا۔

تیسری قسم: تیسری قسم یہ کہ علم عارفان باللہ کا علم لدنی ہے۔ پس یہ عالم فضل اللہ کے ساتھ دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کے مد نظر رہتے ہیں۔ اور جو اس علم سے جدا رہتے ہیں۔ وہ خوار ہوتے ہیں۔

حروفِ فقہ

اے طالبِ صادق! جانتا چاہیے کہ فقہ تین حروف میں منقسم ہے:

پہلا حرف: ف ہے۔

دوسرا حرف: ق ہے۔

تیسرا حرف: ہ ہے۔

حرف ف سے فصیحیت مراد ہے۔

حرف ق سے قباحت مراد ہے۔

حرف ہ سے ہوائے نفس پر مراد ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ علم فقہ کا سیکھنا اور اس پر عمل پیرا ہونا ہر ایک مسلم پر فرض عین ہے۔

حروفِ فقر

اے طالبِ صادق! جانتا چاہیے کہ لفظ فقر بھی تین حروف میں منقسم ہے:

پہلا حرف: ف ہے۔

دوسرا حرف: ق ہے۔

تیسرا حرف: ہ ہے۔

علم فقہی حرف ف سے فنا ٹے نفس کرتا ہے۔ اور اس کی خواہش میں حرف ف نہ گرفتار نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی اس کا تابع ہوتا ہے۔ ماسوا عبادت جو سراپا ایمان اور سعادت بالیقین ہے۔ کسی کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ بلکہ تقویٰ کے ساتھ ارادت کے اختیار کرتا ہے۔

علم فقہی حرف ق سے دین کا قوی ہونا۔ اور دین کو ملک دنیا اور بادشاہی حرف ق کی تکمیل کے ساتھ بدل نہ کرنا مراد ہے۔

اور حرف س سے عالم فقیہ کا ہونا۔ ہدایت، وعظ و نصیحت کے ساتھ مراد حرف ر ہے۔ یعنی رہنمائے خلق ہوتا ہے۔ پس جو کوئی اس صفت سے موصوف ہو اس کو عالم باعمل کہتے ہیں اور وہی شخص صاحب تقویٰ ہو سکتا ہے۔ کہ جس کی ذات آب حیات کی طرح ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق اس کے فیض سے فیضیاب ہوتی ہے۔

سائنس معرفت

اے طالب صادق! پس جو کوئی معرفت کا پیالہ پی لیتا ہے اور وہ ہمیشہ کے لیے نہیں مڑتا بلکہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہو جاتا ہے۔ اور یا یہ کہ ذکر اللہ مثل رحمت کی بارش کے ہر ایک زمین پر برستا ہے۔ اور اس کے برسنے میں کسی جگہ اختلاف نہیں ہوتا۔ صرف اس قدر ہوتا ہے کہ جس کا جس قدر طرف ہوتا ہے۔ اسی قدر وہ اس رحمت کی بارش سے مستفیض ہوتا ہے۔ لیکن کھاری زمین میں خار و خس پیدا ہوتے ہیں۔ اور جو زمین خالص ہوتی ہے اس پر گلاب اور چیللی پیدا ہوتے ہیں۔ فرق صرف اپنے اپنے ظرف کا ہے۔

عقیدہ

پس اے طالب! جاننا چاہیے کہ اکثر لوگوں کا قول ہے کہ "اعتقاد من پس است
دپیر من خس است" اس کو اس طرح خیال کرنا چاہیے کہ ہر ایک کام کے لیے ایک
وقت ہوتا ہے، صرف فرق اتنا ہے کہ عام لوگوں کے لیے الگ اور خاص لوگوں
کے لیے الگ ہوتا ہے۔ پس جبکہ میرا پیر انتہائے مقام معرفت میں احقر ہے
تو میرا عقیدہ بس ہے یعنی کافر ہے۔

اقسام شعراء

۱۔ طالب صادق! جاننا چاہیے کہ شعراء دو اقسام میں منقسم ہیں :-
پہلی قسم :- وہ جو معرفت خداوندی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعمت کو دوائی
کہتے ہیں۔ اور اسی کو دونوں جہان کی سعادت سمجھتے ہیں۔

دوسری قسم :- وہ جو اللہ و رسول کے بغیر کسی دوسرے کی تعریف میں زبان نہیں
کھولتے۔ ایسے شعراء کے بارے میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :- **اِنَّ
تَحْتَ الْعَرْشِ كُنُوزٌ مِّمْتَا حَمَلُ لِسَانِ الشُّعْرَاءِ**۔ بیشک عرش کے
نیچے ایک خزانہ ہے اور اس کی چابی شعراء کی زبان ہے۔

تفکر کی تشریح

اے سچے طالب! جاننا چاہیے کہ تفکر چار حروف میں منقسم ہے :-

پہلا حرف : ت ہے۔

دوسرا حرف : ف ہے۔

تیسرا حرف : ک ہے۔

چوتھا حرف : ر ہے۔

۱. حرف ت سے ترک ہوا ہے۔

۲. حرف ف سے فنا ٹے نفس ہے۔

۳. حرف ک سے کرامت رُوح ہے۔

۴. حرف س سے س از حق مراد ہے۔

جو یہ حروف نہ لکھتا ہو وہ تفکر سے خالی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ دونوں جہان سے پاک و منزہ ہے۔ اس لیے کہ فقر کا اصل خطاب قتال ہے اور وصال لی مع اللہ میں غرق رہتا ہے۔ اور ہر ایک حالات میں طالبین کے احوال سے خبردار رہتا ہے۔ پس ایسا شخص لائق ارشاد ہے۔ اور مرشد کامل مکمل صاحب ارشاد ان صفات کے ساتھ موصوف ہوتا ہے۔ جس کی مثال سورج سے ہے کہ اس سے سارا جہان فیضیاب ہوتا ہے۔ اور سورج خود کو ہر جگہ موجود رکھتا ہے۔ اگرچہ ایک روٹی کے برابر ہے۔ مگر فیض تمام دنیا کو پہنچاتا ہے۔

محکم الفقراء

اے سچے طالب! اب میں تجھے اپنی کتاب محکم الفقراء یعنی فقیروں کی کسوٹی کا حال بتاتا ہوں کہ اس کتاب کی اہمیت کیا ہے۔ جاننا چاہیے کہ یہ وہ کتاب ہے

کہ اس کے سامنے کس کو قدرت ہے جو اس کے آگے دم مار سکے۔ یعنی یہ کتاب ادویائے کرام کا تذکرہ ہے۔ یعنی یہ کتاب شروع سے آخر تک وحدانیت کی راہ ہے۔ پس کسی انسان کی کیا مجال ہے کہ جو اس کے دو بروم مارے۔ یہ کتاب نزہۃ اللبواح ہے۔ یعنی دانا اور خبردار راہ۔ یعنی یہ وہ ہے کہ جس کے مطالعہ سے انسان کبر و ہوا سے محفوظ رہتا ہے۔ پس اسے سچے طالب جبکہ اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ ہے تو تو کسی دوسرے سے خوف نہ کر۔ اور کسی سے امید مت کر یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کو اپنے ساتھ جانتا ہے پھر وہ کسی دوسرے کی شناخت نہیں کرتا۔ پس جس شخص نے دوسرے کو جانا اور شناخت کیا وہ بیگانہ ہوا۔ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو یکتا و یگانہ اور حاضر و غائب دیکھتا جانے جس طرح کہ طالب صادق اپنے مرشد سے مال و جان تک کی بھی دریغ نہیں کرتا بلکہ ہر دم اپنے آپ کو فدائے مرشد خیال کرتا ہے۔ اور ہر دم مرشد کا جاوہ پیش نظر رکھتا ہے۔ آخر کو فنا فی ایشخ ہو کر عظیم الشان مرشد بن جاتا ہے۔ پھر اسی شان میں فنا ہو کر مقام فنا فی الرسول حاصل کرتا ہے۔ بالآخر فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔

کامل مرشد کون؟

جاننا چاہیے کہ کامل مرشد وہ ہے کہ پہلے طالب کو نظر کامل سے معرفت الہی میں پہنچائے۔ ازاں بعد طالب کے مال کو تصرف میں لائے تو جائز ہے۔ اور اگر مرشد اور طالب دونوں اس صفت کے ساتھ موصوف نہ ہوں تو دونوں خام خیال ہیں۔

از وصال مست باشد لازوال

ابتدائے مست باشد بے وصال

وصال سے ہمیشہ کے لیے مست ہو جاتا ہے۔ شروع میں مستی حصول وصال کے لیے ہوتی ہے۔

پس جانتا چاہیے کہ جو مرشد کامل ہوتا ہے وہ دائمی طور پر دنیائے معرفت میں مستغرق رہتا ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ تنہائی اختیار کرتا ہے۔ ایسا مرشد جو آدمی کے وجود میں داخل ہو کر باہر آئے۔ پس ایسے مرشد مردہ دل طالب دنیا ہے۔ خواہ اس میں عالم ہو یا فاضل ہو۔ صوفیائے کرام کے نزدیک ایسا مرشد شیطان ہے۔ یعنی مرشد کا کام ہے کہ جو توجہ کے ساتھ طالب کے وجود میں داخل ہو۔ اور اس کے دل پر شہادت کی انگلی سے اسم اللہ لکھ دے۔ اور توجہ باطنی سے طالب میں ایسی آگ پھونک دے کہ ظاہری طور پر بخار سا معلوم ہو۔ اور اس کے مکمل جسم میں ایک لرزہ پیدا ہو جائے۔ اور اس کے دل میں خود بخود ذکر الہی پیدا ہو جائے یہاں تک کہ وہ جاں بلب ہو جائے بلکہ وہ طالب اس وقت یہ کہے کہ اے مرشد مجھے اندر کی آگ جلا رہی ہے۔ ازاں بعد مرشد کامل کے یہ ضروری ہے کہ دوسرے ساتھ دوسری دفعہ میں طالب کے وجود میں داخل ہو اور اس کے قلب کو پارہ پارہ کر دے اور دل کے کھولنے میں روشن ضمیری سے کام لے۔ جس ذہن طالب کے دل کی آنکھ کھل جائے گی تو اس وقت وہ طالب روشن ضمیر اور صاحب معرفت اور صاحب جمعیت خاطر ہو جائیں گے۔ اور سر سے لے کر پاؤں تک طالب اللہ نور سے بھر جائے گا۔ اور تجلیات کا مشاہدہ کرنے لگے گا۔

پس اے طالب! یہ مراتب جو میں نے بیان کیے ہیں۔ سو یہ مراتب طالب مع اللہ یا اخلاص کے مراتب ہیں کہ جو مرشد کامل اپنی توجہ باطنی سے اس طریقہ سے ایک گھڑی میں وصال کے مقام تک رسائی کر دیتا ہے۔ ازاں بعد ظاہری طور پر طالب کے ساتھ باہم گفتگو کرنا ہے۔ اس کا مودب ہونا اور بول چال شریعت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق ہوتا ہے۔ پس اے طالب! جو مرشد ان صفات سے موصوف نہ ہو وہ مرشد نہیں ہے۔

عالم کی حقیقت

اے سچے طالب! جانتا چاہیے کہ عالم باعمل اُسے کہتے ہیں کہ جو ابتدا سے انتہا تک جو قید علم کے ساتھ ہو اور اُس پر وہ عمل پیرا ہو۔ اور علم مناظرہ اور مطالعہ سے بُدا ہو۔ پس علم کی ابتداء الف سے ہے۔ اور یاب سے کہ تمام برکت و عظمت کی انتہا ہے۔ اور علم کی انتہا ہی ہے اور سی سے مراد یگانہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی معرفت کے ساتھ ہو۔ ان علمائے کرام کا مقام ارفع و اَدنی ہے۔

فقیر کامل کون؟

اے سچے طالب! کامل فقیر اُسے کہتے ہیں کہ جس قدر وہ تصرف کرے وہ کم نہ ہو بلکہ دنیا و عقبی میں اللہ بس اور ماسوی اللہ کو ہوس خیال کرے۔
مست را ہوشیار گرداند وصال
مست مطلق وہم باشد و خیال

مجنوب کو وصال ہوش میں لے آتا ہے اور مطلقاً مستی و ہم اور خیال ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسے خام اوہم و خیال کو چھوڑ۔ اور وصال کی طرف توجہ کر تاکہ اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کے دیدار پر انوار کے لائق ہو۔

طالبان را با طلب مطلوب خویش
ہر مطالب آئینہ بنمود پیش
طالبوں کو اپنے مطلوب کی ہی طلب ہوتی ہے۔ ہر خواہش کے شیش
میں اس کو اپنے سامنے دیکھتے ہیں۔

رنگ دروئے خویش ہیں در آئینہ
دو نما آئینہ طلب در آئینہ
اپنے رنگ اور چہرہ کو آئینہ میں دیکھو۔ آئینہ چہرہ دکھانے والا ہے تو آئینہ
کو طلب کر۔

طلب الہی

اے طالب صادق! طلب الہی بہت دشوار ہے۔ اور نفس کی مخالفت ایسی
ہے جس طرح کہ سر پتھر پر مارنا۔ اس لیے کہ نفس کے ساتھ جنگ کرنا انتہائی دشوار
ہے۔

حربہ جنگی راحت است از بہر تن
نفس توئی نفس خود را خود بزن

جنگی ہتھیار سے جسم کو آرام ملتا ہے کہ رُوح نکل جاتی ہے تو خود نفس
سے تو اپنے نفس کو خود ہی قتل کر۔

کے تو اند کشت نفس خویش را
خویشتن کشتن ابتداء درویش را
اپنے نفس کو کون مار سکتا ہے۔ اپنے آپ کو مارنا درویش کی عادت
ہوتی ہے۔

ایں نہ درویش اند با خود پسند
بلکہ آں باشند کہ در عالم پرند
اپنے برابر کسی کو نہ سمجھنے والے یہ درویش نہیں ہیں بلکہ یہ تو چاہتے ہیں
کہ جہان میں پرواز کریں۔

بہر لقمہ نان ہر دم انتظار
ایں چنیں درویش بسیار اند خوار
ہر وقت روٹی کے لقمہ کا انتظار کرنے والے درویش بہت زیادہ
ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔

با دل ریشیدہ درویشے کجبا
سوا کردند نفس را بہر از خدا
رنگین دل والا درویش کب ہو سکتا ہے۔ درویش تو اپنے نفس کو خدا کے
یے ذلیل کرتا ہے۔

بے نیاز و گنج در رنج و ذائقہ
ذائقہ لذت دہد با فائقہ

وہ خزانہ دولت رنج اور مزے دار اشیاء سے بے نیاز ہوتا ہے۔ مزہ اور لذت باند مرتبہ اُمرار کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔

با فضل با رحمت درویش کو
ہر کہ باشد غیر حق از دل بشو
اس کے فضل اور رحمت سے اے درویش کوشش کر۔ اللہ کے سوا جو کچھ
دل میں ہے اس کو دھو ڈال۔

دوسیا ہی بہتر آں درویش را
بہر لقمہ نان دواند خویش را
اُس درویش کا منہ کالا ہونا بہتر ہے جو روٹی کے ایک نوالہ کے لیے
دوڑتا پھرتا ہے۔

بہر درویشاں خلق قائم مقام
این مظلوم اند لائق وہ طعام
درویشوں کے نزدیک مخلوق اس کے قائم مقام ہے۔ یہ درویش مظلوم
ہیں ان کو کھانا دے یہ اسی کے لائق ہیں۔

درویش کون؟

اے طالب صادق! جاننا چاہیے کہ درویش کون سی صفات کا حامل ہوتا ہے۔
درویش وہ ہے جس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ
عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا۔ یعنی اپنی حبت کے مطابق مسکین، یتیم اور

اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں۔

دُنیا اور معرفتِ الہی کا بیان

جاننا چاہیے کہ دنیا کی زندگی کی مثال سجیئین کے مقام سے ہے اور معرفتِ خداوندی کی مثال علیئین کے مقام سے ہے۔ پس اے طالبِ اجب اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے قلب میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت جاگزیں ہو جاتی ہے اور غلبات سکر اور معرفتِ خداوندی کے بموجب ہر دم موت اس کی متلاشی ہوتی ہے۔ تو دنیا کی زندگی نظر میں مقامِ سجیئین اور مطلق عذاب معلوم ہوتی ہے۔ اور معرفتِ خداوندی اس کو مقامِ علیئین کا مزہ دیتی ہے۔ پس اے طالبِ اجب کسی کو بعد از موت مقامِ علیئین اور مجلسِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحبتِ اولیائے کرام بیستر ہوتی ہے تو اسے دنیا کی حیاتی اچھی نہیں لگتی۔ اور عالمِ ناموت کی طرف اس کی رُوح توجہ نہیں کرتی۔ چونکہ دنیا کی حیاتی جب اس کی نگاہ میں سجیئین سے زیادہ سخت ہے تو علیئین کی حیاتی تو اس کو بدرجہ اولیٰ اچھی اور بہتر ہوگی۔ اور صوفیائے کرام کا قول ہے کہ بعض عشاقوں کو دیدار کے سوا کوئی مقام اچھا نہیں لگتا وہ خواہ علیئین ہو یا سجیئین ہو۔

نوم العروس

اے سچے طالبِ اجب! جاننا چاہیے کہ اولیاء اللہ کو ان کی قبور میں مردہ مت خیال کیجئے کیونکہ ان کے لیے قبر آرام کرنے کی جگہ ہے جیسا کہ نوم العروس ہے۔ یعنی

عشر تک ایک لفظ ان کے لیے خواب کی مثل ہے۔ پس جس کا وجود بذکر اللہ خاک کے نیچے سوتا ہے۔ اس کی قبر کی زیب و زینت اور نقش و نگار کی کیا حاجت ہو۔ اور اگر اللہ کے دوستوں کو موت میں زندگی اور موت خواب کی طرح اور مجلس نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مزہ نہ ہوتا۔ تو ہرگز وہ موت کو اختیار نہ کرتے۔ اسی لیے زندگی میں مَوْتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا یعنی مرنے سے پہلے مر جاؤ کے مصداق ہو جاتے ہیں۔

اہل دنیا کی قبر

اے طالب دنیا! اہل دنیا کی موت ایسی ہوتی ہے جس طرح کہ کتا مر جاتا ہے اور اگر انہیں کسی گڑھے میں ڈال دیتے ہیں۔ اور وہ دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کے عذاب میں پھنسے رہتے ہیں۔ گو ان کی قبور پر نقش و نگار انہیں کچھ فائدہ نہیں دیتے بلکہ اس کی وجہ سے ان پر اور عذاب ہوتا ہے۔ اسی لیے شارع علیہ السلام نے قبور کے پختہ کرنے کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اگر خام قبر کی فضیلت بتائی ہے کہ شاید اس کی قبر پر کوئی سبزہ پیدا ہو جائے۔ یا کسی اولیاء کا قدم اس پر پڑھ جائے جس کی وجہ سے اس کے عذاب میں تخفیف ہو جائے۔ اور مَنْ أَحَبَّ قَوْمًا فَهُوَ مِنْهُمْ ہے

اے روز یاد کن کہ یارے تو کس نباشد

جس عمل او ایماں او دیگر بکس نباشد

قیامت کے دن کو یاد کر کہ اس دن تیرا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ ایمان اور

عمل کے سوا تیرا کوئی ساتھی نہ ہوگا۔

باہو بکس نباشد یکبار گفتن اللہ
 اللہ کہ بس ترا شد خطے بکش مع اللہ
 باہو ایک بار اللہ کہنے سے اللہ کسی کے ساتھ نہیں ہوتا۔ بس اللہ کو تو نے
 پایا ہے تو اللہ کو دل پر نقش کرے۔

حروفِ مولیٰ

اے طالبِ صادق! جاننا چاہیے کہ لفظ مولیٰ چار حروف میں منقسم ہے :-

پہلا حرف : م ہے۔

دوسرا حرف : و ہے۔

تیسرا حرف : ل ہے۔

چوتھا حرف : ی ہے۔

پس طالبِ مولیٰ وہ ہے جو ان چار چیزوں کو اختیار کرے۔

م حرف سے موت کو اختیار کرے۔ یعنی جس کسی نے اپنی زندگی میں موت
 کو اختیار کیا۔ اور موت کو کثرت سے یاد کیا وہ ہمیشہ کی زندگی پا گیا۔

و حرف سے دامنِ فنا فی اللہ ہو کر گوشہ خلوت اختیار کرنا ہے۔

ل حرف سے دنیا پر لعنت کرنا ہے۔

ی حرف سے یگانہ خدا ہونا ہے۔

پس اے طالب! جو شخص اس صفت سے موصوف ہے وہ طالبِ مولیٰ ہے
 اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ مولیٰ کا راستہ اور فقیرِ محمدی کا راستہ علم سے نہیں ملتا

کیونکہ علم ایک نقطہ ہے جیسا کہ کہا گیا ہے الْعِلْمُ نَقْطَةٌ۔ علم ایک نقطہ ہے۔ اور اس کے حروف کے معنی ہم نے پہلے بیان کیے یعنی جو حرف عین سے واقف ہو اور مقام عینیت تک رسائی حاصل نہ کی وہ شخص نابینا ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ
جو یہاں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔
ہر کہ ایں جا ندید محروم است
در قیامت ز لذت دیدار
جس نے اس دنیا میں نہ دیکھا وہ قیامت میں دیدار کی لذت سے محروم ہے۔

اور حرف ل سے اپنی خاطر کی نفی نہ کرنا اور دل سے لایحیاج نہ ہونا۔ اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے واقف نہ ہونا۔ اور م سے خود کو دنیا مراد سے الگ نہ کرنا اور نفس کا بتلا ہونا ہے۔

فقراء کا قول ہے کہ جو شخص حضرت علم کے فرمان کی اطاعت نہ کرے۔ حرف عین سے عاق۔ حرف ل سے لا دین یعنی کہ بے دین کہتے ہیں کہ جو رشوت کھانے والا اور سود کھانے والا ہو۔ جس کی وجہ سے دنیا میں ذلت اور عاقبت میں خواری ہو اور حرف م سے مردود فی النفس ہوے

علم از عین است عینش عین دان
سی ہزاراں علم از قرآن بخداں

علم عین سے ہے تو اس کی حقیقت کو ذات میں تلاش کر تیس
ہزار علم قرآن سے حاصل کر کے پڑھ لے۔

جس طرح سورہ علق سے اشارہ ہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوة
والتسلیم کا نور نورِ حق سے پیدا ہوا۔ اور حضور علیہ الصلوة والسلام کو سورہ علق کے
سب سے پہلے تعلیم دی گئی۔ اور فرمایا اِقْدَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ اور ازاں
بعد حضور یتیم النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر فتوح کو اللہ تبارک
و تعالیٰ نے بے کام و بے زبان کے تعلیم فرمایا۔ پھر غارِ حرا میں وحی کا نزول ہوا
پس حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوة والتسلیمات کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے
اپنے علم و کلام اور اسرارِ معرفت سے خبردار فرمایا۔ جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام
کو وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا سے ممتاز فرمایا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رَبِّ
آرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ کی تعلیم فرمائی۔

صوفیائے کرام کا قول ہے کہ جس دن حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوة
والتسلیمات کو اللہ رب العزیز تبارک و تعالیٰ نے سورہ اقرأ کو تعلیم فرمایا۔ اس وقت
آپ پر دس لاکھ ستر ہزار مقامات کو جو عرش کے اوپر تھے، آپ پر کھل گئے
اور مقام قاب قوسین اور سدرة المنتہی آپ کی نظر سے گزرا اور اللہ تبارک
سے بے حجاب ملے۔ اور اب بھی امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا التَّحِيَّةُ وَالسَّلَامُ سے
کوئی سورہ کو پڑھے تو وہ اسم اللہ، ذکر اللہ اور معرفتِ اِلَّا اللہ تک رسائی
حاصل کر سکتا ہے۔ مگر قاری کامل و مکمل ہو اور دائمی طور پر حضور علیہ الصلوة
والتسلام کی صحبت کا جلیس ہو۔ مادشا کا یہ کام نہیں ہے کہ طوطا کی طرح پڑھا دے۔

پس اے طالب! معلوم ہونا چاہیے کہ تمام قرآن سورہ اقرامیں ہے چونکہ تمام قرآن اقرامیں ہے جو شخص سورہ اقرام کے خلاف کرے وہ شیطان ہے۔ بایں وجہ کہ قرآن بسم اللہ کی ب سے شروع ہے اور والناس کی س پر ختم ہوتا ہے۔ پس یہ دونوں ملانے سے بس ہوتے ہیں جس کے معنی یہ ہوئے کہ قرآن دو جہان کے لیے بس ہے۔ باقی باللہ بس اور ما سوی اللہ ہو س ہے۔

حکمت قرآنی

اے طالب صادق! قرآن کے سمندر کی گہرائی کی ابتداء ب سے ہے اس قرآن کی ابتداء کے دریا میں اسم اعظم موتی کی طرح ہے۔ پس جو عالم و فاضل صاحب تحصیل قرآن کے دریا میں غواص نہ ہو۔ اور اسم اعظم کا موتی قرآن کے دریائے نہ پٹے۔ اور قرآن کی انتہا سے معرفت الہی کے سر یعنی س سے صاحب اسرار اور عالم و فاضل نہ ہو اسے عالم و فاضل کیسے کہہ سکتے ہیں۔

از پیمبر باہو را تلقین شدہ

با ہدایت راز رحمت میں شدہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے باہو کو تلقین ہوتی ہے۔ ان کی ہدایت سے رحمت کا راز اس کا دین ہو گیا ہے۔

شد اجازت باہو راز مصطفیٰ

خلق را تلقین بکن بہر خدا

باہو کو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اجازت ہے کہ خدا کے لیے مخلوق خدا کو دین کی تلقین کرے۔

چوں : بینم طالباں را زر طلب
طالب دنیا بود از اہل طلب
جب میں طالبوں کو سونا طلب کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں تو وہ طالب دنیا
ہوتا ہے طالب حق نہیں ہوتا۔

ہر کہ طالب ہو بہ ہو باہو یار شد
رفت عجب و لائق دیدار شد
جو کوئی ہو سے ہو کا طالب ہے تو وہ باہو کا یار ہے۔ خود پسندی روانہ
ہو گئی اور وہ زیارت کرنے کے لائق ہے۔

کم کے طالب ز بہر راز رب
ذکر و فکر و عرق وحدت با ادب
رب کے راز تک طالب بہت کم پہنچ پاتے ہیں وہ ادب کے ساتھ
ذکر و فکر اور دریا لے وحدت میں غرق رہتے ہیں۔

ہر کہ طالب ہو ز باہو می رسید
ماسوی اللہ غییرا ہرگز ندید
جو کوئی ہو کا طالب ہو وہ ہو تک پہنچ جاتا ہے۔ وہ اللہ کے سوا کسی
کو کبھی نہیں دیکھتا ہے۔

ہر کہ طالب ہو بہ ہو بہ ہیں
از تصور ہو شود حق الیقین
جو کوئی ہو کا طالب ہے وہ ہو سے ہو کو دیکھتا ہے۔ وہ ہو کے تصور
میں رہتا ہے اور مقام حق الیقین پالیتا ہے۔

ہر کہ از باہو طلب اللہ کند
 در مقام غرق فی اللہ جان دہد
 جو کوئی باہو سے اللہ کے وصل کی خواہش کرتا ہے تو وہ فنا فی اللہ کے
 مقام و مرتبہ پر پہنچ کر جان دیتا ہے۔

فقر کی ابتدا و انتہا

اے طالبِ صادق! جاننا چاہیے کہ معرفت و فکر کی ابتدا، ذکر و فکر
 و مراقبہ و مکاشفہ و منزل و مقامات، کشف و کرامات اگرچہ تجلیات نور کے
 کے لیے خون جگر کا پینا بہت مشکل ہے۔ مگر معرفت پر ابتداء نہ کی جیسا کہ قبض و
 بسط و سکرو صحو دائمی طور پر خون کھانا۔ عشق کی آگ میں جلنا۔ مولیٰ کی محبت کی
 آگ میں بتلا ہونا۔ اس واسطے طلب و دیدار کے مشتاق اور پریشان رہنا۔ اور
 شب و روز انتظار کرنا۔ وعدہ عقبیٰ پر وصال کی موت کا اور ذات کی ملاقات کا
 اشتیاق حد سے زیادہ رکھنا۔ اور اپنی جان کو اس پر نثار کرنا۔ یہ سب معرفتِ الہی
 اور فقر کی ابتدا ہے۔ اور فقر کی انتہا یہ ہے کہ مشاہدہ ربوبیت کا اللہ کے نور
 کے نور کے غرق سے ان کا سے کرے کہ ان سے ذوق بظوق توحید کے غرق کا
 اور وصال فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا ہوتا ہے۔

فقر را دریاب با یک دم بدم
 ابتدا و انتہا فقرش ختم
 ہمہ وقت فقر کو حاصل کرنے کی کوشش کر کیونکہ ابتدا و انتہا فقر ہے
 اور فقر پر ختم ہے۔

غیب کیا ہے؟

اے عزیز! جاننا چاہیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ غیب ہے۔ اور ایسے وجود آدمیت میں اس کی معرفت غیب ہے۔ اور ذکرِ خفی بھی وجود میں غیب ہے۔ اور نور اللہ کے انوار کی تجلیات سے بھی وجود میں غیب ہے۔ اور اللہ کی ہدایت بھی وجود میں غیب ہے۔ پس جس شخص کو مرشدِ کامل کی نظر سے اور اسم اللہ کی برکت سے یہ غیب باطن کے وجود میں ظاہر ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کو سمجھنا چاہیے اور جو اس پر اعتبار نہ کرے وہ کافر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا ذَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ
اس میں کوئی شک نہیں اہل تقویٰ کے لیے ہدایت ہے جو غیب
پر ایمان لائے ہیں۔

ہاں اہل تقویٰ کے لیے ازل کے دن سے ہی ہدایت ہے نہ کہ علم پڑھنے اور فضیلت کے حاصل کرنے سے معرفت کا فضل اللہ، فضل انبیاء و اولیاء

سے عقیدت کا نتیجہ اللہ ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوسے

علم با عمل است بشنو ہوشمند

نیست بر تو کتب خواندن فرض چند

اے ہوشمند سن علم عمل کے ساتھ ہے۔ تجھ پر کتابیں پڑھنا بالکل

فرض نہیں ہیں۔

ہاں علم عالم شہوی صاحب شعور
 علم یک حرف است روشن ہم چو نور
 عقلمند اس علم کو پڑھ کر حاضر ہوتا ہے۔ علم ایک حرف ہے اور وہ
 نور کی مثل روشن ہے۔

نظرِ مولیٰ می برد با مصطفیٰ
 واقف اسرارِ گروہ از آلہ
 مولیٰ کی نظرِ کرم سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی پاتا ہے اور اللہ کی
 طرف سے اسرار کا واقف کار ہو جاتا ہے۔

ختمِ گروہِ علم و حلم ہر مقام
 ایں چنین تحصیل عارف شد تمام
 جس مقام پر علم و حلم ختم ہو جاتے ہیں ان مقامات کو حاصل کر کے عارف
 کامل ہوتا ہے۔

رفت عمرش در مطالعہ بارقم
 معرفت حاصل نشد افسوس ہم
 لکھی ہوئی کتابوں کے مطالعہ میں تیری تمام عمر گزر گئی۔ افسوس اس پر ہے
 کہ معرفت رب حاصل نہیں ہوتی۔

اے طالبِ حق! جس علم میں معرفتِ خداوندی نہیں وہ علمِ شیطانی ہے۔ اور جو کہ مولیٰ کی
 طالب نہ کرے وہ حیوان ہے۔ ان اوقات پر لعنت ہے کہ بغیر اسمِ ذاتِ اللہ کی
 مشغولی کے غفلت میں بسر ہو۔

در تفکر طیر و سیر و ہر مقام
 ہر کہ اند در تفکر مرد خام
 فکر میں اُڑنا اور سیر کرنا تمام مقاموں کا جو کوئی صرف تفکر میں ہے
 وہ ناقص آدمی ہے۔

تفکر کی تشریح

تفکر کی انتہا پہنچنا ہے۔ نہایت دشوار مراحل سے تفکر کے راستہ میں مرشد کامل اور فقیر دستگیر کامل چاہیئے نیز تفکر کی تشریح یہ ہے کہ جب مرشد نے طالب کو اللہ کے نام کے ساتھ اور ذکر کے ساتھ تفکر بخشا۔ اور صاحب تصور و تفکر آپ سے بے خود ہوا۔ اور مراقبہ میں کہ جو خواب کی طرح ہے دونوں جہان کی زمینت یعنی دنیا و عقبیٰ کی صاحب تفکر کے آگے لائی گئی ہے۔ اور صاحب تفکر اللہ کا اشتغال اور اسم اللہ کا اور اسم اللہ کا دونوں جہاں سے بہتر جانتا ہے۔ اور اس کے مقابلے میں دونوں جہان کو بہت چھوٹا سمجھتا ہے۔ تو نور غیر مخلوق آدمی مخلوق ایسا اپنی جانب کھینچتا ہے کہ غیر کی جانب ماسوی اللہ جانے نہیں دیتا۔ اس کا اختیار حق الحق کے ساتھ آنا و صدقنا پکارتا ہے۔ اور جو شخص وحدت خداوندی کا منکر ہو وہ اہل شرک ہے۔ اور نتیجہ انبیاء و اولیاء کا ہے۔ اور تفکر صورت کا سردار ہے جس کہ آدمی کے وجود میں ایمان ہے۔ نور اللہ سے اور اولیاء نے کرام کی موت کے بعد وہ صورت جسم سے نکلتی ہے۔ بلکہ اپنے جنازہ کو اہل جنازہ کے ساتھ بلائی ہے۔ اور ماسوی اہل معرفت باللہ اور اولیاء اللہ کے کوئی نہیں جانتا ہے۔ اور ایمان کی صورت جس کسی کی روح

پاک کے ساتھ ہے۔ اس کو اہل حساب سے کیا ڈر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ.
خبردار! تحقیق اللہ کے دوستوں کو کوئی خوف نہیں اور نہ ہی وہ غمگین

ہوں گے۔

اور صورتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سرِ تفکر دائمی طور پر معراج میں حضور
میں صورتِ شجرہ النور مغفور کی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ مشہور تھی۔
اے سچے طالبِ بغیب پر غیب مت لے جا کہ یہ راہِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے
جو اس میں شک کرے وہ دائرہ کفر میں ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ اور جو کوئی ایمان اور
صورتِ نور اللہ پر ایمان اعتبار کے ساتھ نہ رکھے۔ شاید کہ اپنا ایمان برباد کر دیتا
ہے۔ منافق اور بے ایمان ہے۔

مراتبِ تفکر

جاننا چاہیے کہ جب صاحبِ تفکر منتہی غرق فی اللہ دائمی سلامتی کے ساتھ
ہے۔ اس صاحبِ تفکر کی برکت سے دونوں عالم سلامت رہتے ہیں۔ اس لیے کہ ایک
دن حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا نے ایک ہاتھ سے پانی کا پیالہ اور ایک ہاتھ سے
آگ لی تھی۔ لوگوں نے کہا اے رابعہ! یہ کیا بات ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آگ سے
بہشت جلا دوں گی اور پانی سے دوزخ بچھا دوں گی۔ اس لیے کہ یہ دونوں لوگوں
کو اپنی اپنی جانب لے جاتے ہیں۔ اور مولیٰ کا طالب کوئی نہیں ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-
 تَفَكَّرْ سَاعَةً خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ .
 ایک ساعت کی فکر دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔

تفکر کی اقسام

ابے طالب! جاننا چاہیے کہ تفکر تین اقسام میں منقسم ہے :-

پہلی قسم :- تفکر بتدی ہے۔

دوسری قسم :- تفکر متوسط ہے۔

تیسری قسم :- تفکر انتہی ہے۔

پس تفکر بتدی کا ایک سال کی عبادت ہے۔ کہ اس
 تفکر بتدی :- ذکر فکر کی ابتداء سے صاحب فکر کو مطلق موت کا خوف
 پیدا ہوتا ہے کہ مرگ کے مطالعہ سے کسی وقت خالی نہیں رہتا۔ اور دنیا کی
 زندگی سے اُمید قطع کر دیتا ہے۔ اور خود کو ہر ساعت اور ہر دم اور ہر شب
 دن مسافر جانتا ہے ۵

خاصہ خلوت خانہ باشد قبور

از جسدائی خلق با خالق حضور

خواص کے لیے خلوت کا گھر قبر ہوتی ہے کہ وہ مخلوق سے دور اور
 خالق کے حضور حاضر ہوتے ہیں۔

عارفاں را قبر از حق شد خبر

شد وجودی ذکر عارف سر بسر

قبر کی خبر عارفوں کو اللہ کی طرف سے ملتی ہے۔ عارف کا وجود مکمل ذکر ہو جاتا ہے۔

اور حضرت عزرائیل علیہ السلام جسے ملک الموت کہا جاتا ہے اس بات کی خبر نہیں رکھتے کہ اللہ کے دستوں کو موت نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حیاتی اور دائمی طور پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات کے ساتھ اس کے نور میں مستغرق رہتے ہیں۔ پس جس شخص کو زندگی اللہ کے اسم پاک سے تجلیات کے ساتھ حاصل ہے۔ اور ذاتِ خداوندی میں فنا ہے۔ وہ شب و روز ڈرتا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ جو زیادہ عارف ہے وہی زیادہ عاجز ہے۔ اسی لیے کہ کبھی خوف اور کبھی غیر سے اُمید غیرت دوام کے ساتھ ساتھ حیرت، اور یہ حیرت ان کے حق کی حضوری کر ہے۔

حیرت اندر حیرت است حیرت چہ چیز

حیرت برحق برد اے جانِ عزیز

حیرت کیا چیز ہے یہ حیرت در حیرت ہے۔ اے پیارے دوست حیرت حق کے ساتھ داخل کر دیتی ہے۔

تفکر متوسط کا فکر جو ذکرِ سلطانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور تفکر متوسط :- اس کو سیر سیر مشاہدہ نور الہی مطلقِ رحمانی کہا جاتا ہے۔ اور اور فکرات سلطنت سلطانی ایک وجود ہوتا ہے۔ بعد ازاں ذکرِ سلطانی منہ دکھاتا ہے۔ چنانچہ سلطان العارفین، سلطان الواصلین، سلطان الصابرين، سلطان العاشقین، سلطان الناكرين کی کیا علامت ہے کہ ذکرِ سلطانی مطلق عین العنانی ہے۔ بلکہ قدرت اور سرِّ سبحانی ہے کہ

سلطان الذاکرین خطراتِ شیطانی اور نفسانی وہموں سے فارغ ہے۔ یہ ذکرِ رُوح سے تعلق رکھتا ہے۔ اور صاحبِ ذکرِ رُوح کو سختی اور رنج و مصیبت ایسی خوش معلوم ہوتی ہے اور خوش وقت ہوتی ہے جس طرح کہ بچوں کو شربتی اور حلوہ کھانا۔ اس کو دل قوی کہتے ہیں۔

اقسامِ دل

یاد رہے کہ دل بھی تین اقسام میں منقسم ہے۔

پہلی قسم۔۔ دل مہمان پہاڑ کی طرح ہے نہ ہلتا ہے نہ کانپتا ہے۔

دوسری قسم۔۔ دل صدیقانِ درخت کی طرح ہے کہ اس کی جڑ مضبوط ہے اور شوق کی زمین سے الگ نہیں ہوتی۔

تیسری قسم۔۔ دل عاشقانِ درخت کے پتوں کی طرح ہے کہ عاشق کی گرمی اور حرارت کی بادِ خزاں جب چلتی ہے کبھی برہنہ کبھی ڈھکا ہوا۔

چنانچہ یار کے ساتھ بہار کا کیا کام۔ دل جاگتا ہے ذکرِ اشغالِ اللہ کے ساتھ اور دل مردہ کفر میں زنا دار۔ ایسے دل سے ہزار بار توبہ و استغفار پڑھنا چاہیے

کہ صاحبِ معرفت کے لیے ضروری ہے کہ معرفت کی چشمِ دوسری ہو۔ اس کی آنکھ کی بینائی سر کے دیدہ کی نظر سے جدا ہو کر اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ اسرار رکھتی

ہے۔ اگرچہ معرفت کی آنکھ دوسری ہے۔ لیکن بواسطہ عام لوگوں کی دلداری ہے

کیونکہ اہل معرفت جو کچھ دیکھتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے نور سے دیکھتے ہیں۔

مخلوقات سے گمراہی کے جن سے۔ اے صاحبِ علم معرفتِ الہی طلب کر کہ کن

تجھے مقام کن پہ لے جائے اور یہ پیشہ اور فکر اندیشہ ذکرِ سلطانی سے حاصل ہوتا ہے۔ اور ذکرِ سلطانی یہ ہے کہ تمام وجود کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ سیراب کرے۔ مگر اسی اور گناہ کو وجود میں راہ نہ دے۔

ذکرِ سلطانی مندرجہ ذیل چار اذکار کا مجموعہ ہے :-

پہلا ذکر ذکرِ زباں ہے۔

دوسرا ذکر ذکرِ قلبی ہے۔

تیسرا ذکر ذکرِ رُوح ہے۔

چوتھا ذکر ذکرِ سر ہے۔

ذکرِ سلطانی کے تفکر میں ایک ساعت کی عبادت ستر سال سے بہتر ہے۔ اگرچہ اس تفکر میں کبھی غیرت کے ساتھ اور کبھی جذبِ جلالی اور کبھی وجدِ جمالی کے ساتھ رہتا ہے۔ اے صاحبِ مشاہدہ ان احوال میں باخبر رہو کہ اس مقام میں شرک و کفر اور انا ذکر کے غلبات سے اور سکزہمت ہے۔ اور بعض انا سے شیطان کی طرح راندہ درگاہ ہو گئے ہیں اور اثباتِ قدم کی راہ کے لازم یہ ہیں کہ اسم اللہ پر ہمیشہ نظر اور حق الیقین پر ہے۔

تیسرا انتہی کی فکر۔ اور وہ یہ ہے کہ فقیر جہان کے فکر سے یعنی فکرِ ازل اور فکرِ ابد اور فکرِ عقبی سے خالی ہو جائے۔ اور جو فقیر چہا ذکر جیسا کہ ذکرِ زبانی عادت اور ذکرِ دل بہ ارادت اور ذکرِ رُوح عبادت اور ذکرِ سر سعادت۔

دم بھی چار قسم کے ہیں :-

پہلا دم دمِ ناسوت ہے۔

دوسرا دم، دمِ جبروت ہے۔

تیسرا دم، دمِ ملکوت ہے۔

چوتھا دم، دمِ لاہوت ہے۔

نفس چار اقسام میں منقسم ہے:

نفس کی پہلی قسم: نفسِ امارہ۔

نفس کی دوسری قسم: نفسِ لوامہ۔

نفس کی تیسری قسم: نفسِ ملہمہ۔

نفس کی چوتھی قسم: نفسِ مطمئنہ۔

مقام بھی چار اقسام میں منقسم ہے:

مقام کی پہلی قسم: مقامِ شریعت۔

مقام کی دوسری قسم: مقامِ طریقت۔

مقام کی تیسری قسم: مقامِ حقیقت۔

مقام کی چوتھی قسم: مقامِ معرفت۔

ان تمام مقامات سے کسی کو طے نہ کرے اور اپنے پس پشت نہ ڈالے اور نہ اللہ کے نور میں غرق نہ کرے۔ اور اللہ میں نور فنا فی فنا اور بقا فی بقا، مغفور فی مغفور اور مراتب قرب وصال سے عین بعین نہ ہو۔ یہ فقیر نہیں ہے کہ اس سے ابھی تم اور میں کی بُو آتی ہے۔

ما وانا و منی جدا مانده

من تو رفعت و خدا مانده

ترجمہ: وہ میں اور ہم اور مجھ سے جدا ہو جاتا ہے۔ میں اور تو روانہ ہو جاتا ہے
صرف خدا رہ جاتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

نَفْسِكَ عَدُوٌّ فِي مَنِيَّتِكَ۔

تیرا نفس تیرے بدن میں دشمن ہے۔

اور جانا چاہیے کہ بعضے فقیر کو حضور نبی کریم و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین احمد مجتبیٰ
حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء اپنی قید میں لے لیتے ہیں۔ اس کو دونوں عالم
کا غلام بنا دینا اور اہل دنیا کا اس کو پاپوش بناتے ہیں۔ ترک، توکل، توحید،
صبر، سکر، معرفت، ذکر اور فکر الہی عطا کرتے ہیں کہ دائمی طور پر اللہ تعالیٰ
کے ساتھ مستغنی رہتا ہے۔ اور جس پر کہ فکر غالب آتا ہے۔ اپنی قید میں کرتا ہے۔
در بدر پھرتا ہے۔ گدائی اور رسوائی کرتا ہے۔ ہر سوال کے ساتھ وصال سے محروم
کرتا ہے۔ اس لیے فقیر میں فکر کرنا چاہیے۔

اے سچے طالب! مرد وہ ہے کہ اسمائے خداوندی سے اللہ کے انوار توحید
سے جس کے دل غائب الغیب دو جہان سے اٹھ جائے اور دل کے فکر اور احوال
طریقت کی تشریح دل کی کہتے ہیں۔ اور قطب کے کہتے ہیں؟

زمین و آسمان کا انکشاف

واضح رہے کہ زمین ایک ذرہ ہے وسعت آسمان کے نزدیک۔ آسمان ایک
قطرہ ہے بلندی کے نزدیک اور لوح محفوظ کی فراخی کے نزدیک ایک کوشمہ ہے

قلم کے نزدیک اور قلم ایک قطرہ ہے کرسی کے نزدیک اور کرسی ایک قطرہ ہے عرش کے نزدیک اور عرش اعظم کے بے شمار کنگرے ہیں اور ہر کنگرہ پر ذکر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ اور ہر کنگرہ پر ایک قندیل لٹکی ہوئی ہے۔ اور ہر قندیل میں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے چودہ طبقے ہیں۔ زمین و آسمان کے ساتھ طبقاً عن طبق میں اٹھارہ ہزار عالم اور سب کوئی زبان سے بولتے ہیں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ عرش اعظم اور قنادیل دل کے نزدیک قطرہ ہیں اسپند کے دانہ کے برابر ہے۔

اے عزیز! سن لیجئے جو شخص کہ مسلمان اور عارف باللہ کے دل کو سنا تا ہے۔ اٹھارہ ہزار عالم بلکہ کل مخلوقات عرش و کرسی سب جنبش میں آتے ہیں اور ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ حاملین عرش و کرسی اس طرح کیوں ہلتے ہیں۔ ان کے حامل عرض کرتے ہیں کہ مومن کا دل جلالیت میں جنبش کرتا ہے اس کو کسی نے ستایا ہے اس سبب سے جنبش ہے۔ پس اس پر اللہ تعالیٰ کا قہر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔

توحید کا انکشاف

کہتے ہیں کہ کسی ایک بزرگ نے حاضرین مجلس سے سوال کیا کہ توحید کیا ہے؟ اہل مجلس سے ایک عورت نے جواب دیا اَلتَّوْحِيدُ هُوَ الْوَاحِدُ۔ توحید ایک ہے بزرگ نے کہا جواب بہت خوب دیا۔ اے عورت تو کیا کام کرتی ہے جو ابا کہا کھیتی باڑی کا کام کرتی ہوں۔ بزرگ نے کہا کھیتی باڑی مردوں کا کام ہے اور میں تمہیں اس کام میں نہیں دیکھنا چاہتا۔ پس تو کس طرح کھیتی باڑی کرتی ہے۔ عورت نے

کہا کہ میں نے اپنے نفس کو بیل بنایا ہے اور حکم الہی سے جفت رانی کرتی ہوں۔
 اور اپنے سینہ کو زمین بنایا ہے اور عبادت و معرفت کا بیج بوتی ہوں۔ اور اپنے تمام
 کھیت کی تمام رات جاگ کر نگرانی کرتی ہوں اور گریہ و زاری سے پانی دیتی ہوں۔
 جب بزرگ نے یہ باتیں سنیں تو کہا اے عورت باغ میں بوستان سے بھی اُلفت ہے۔
 عورت نے کہا۔ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

خَلَقَ اللَّهُ عَشْرَ بَسَاتِينٍ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ
 اللہ تعالیٰ نے دس باغ مومنین کے قلوب میں پیدا کیے ہیں۔

- پہلا باغ :۔ توحید ہے۔
- دوسرا باغ :۔ علم ہے۔
- تیسرا باغ :۔ حلم ہے۔
- چوتھا باغ :۔ تواضع ہے۔
- پانچواں باغ :۔ سخاوت ہے۔
- چھٹا باغ :۔ توکل ہے۔
- ساتواں باغ :۔ قسمت ہے۔
- آٹھواں باغ :۔ سنت ہے۔
- نواں باغ :۔ خوف ہے۔
- دسواں باغ :۔ رجاء یا رضا ہے۔

پھر باغ کی حفاظت کی شرط یہ ہے کہ جب صبح ہو اپنے باغ میں باغبان کو تلاش
 کرے اور جو خار و خس ہو اسے جھاڑے اور باہر ڈالے اور سوائے نہال اصلی اور

شوق اصلی کے کچھ نہ چھوڑے۔ جس طرح کہ جو مومن توحید کے باغ میں آتا ہے کفر و شرک کا خار باہر کرتا ہے۔ اور جب علم کے باغ میں آتا ہے سرکشی و بے ادبی کا خار نکال دیتا ہے۔ اور جب تواضع کے باغ میں آتا ہے تو نخوت و غرور کا خار دُور کرتا ہے۔ اور جب سخاوت کے باغ میں آتا ہے تو حرص و کُل کا خار دُور کرتا ہے۔ اور جب توکل کے باغ میں آتا ہے تو لالچ و حسد کا خار دُور کرتا ہے۔ اور جب تسلیم کے باغ میں آتا ہے تو خصومت و نفاق کا خار دُور کرتا ہے۔ اور جب سنت کے باغ میں آتا ہے تو بدعت و ریا کے باغ گرا دیتا ہے۔ اور پھر خوف کے باغ میں آکر نخوت و غرور اور بے ہیبتی کے خار کو دُور کرتا ہے۔ اور جب رجا کے باغ میں آتا ہے تو غیبت اور رشوت کے خار دُور کرتا ہے۔ جب اس عورت نے ان دس باغات کو بیان کیا تو بزرگ نے آہ ماری۔ عورت نے کہا اے شیخ! تو بیمار ہو گیا یا کوئی درد تمہیں پہنچا ہے کہ آہ کرتا ہے۔ شیخ نے کہا کہ حقیقت ہے کہ میرے کام میں بہتر مرض ہے، میرے کام میں غور کر۔ عورت نے کہا اے بزرگ تقویٰ کی ہر طلا۔ اور اپنے دونوں لب مضبوطی سے بند کر۔ اور آنسوؤں کا پانی ندامت کے اخلاص کے ساتھ اس میں ڈال کہ بے عملی اور نافرمانی کیوں کی۔ اور پیٹ کی دیگ میں مہر کر اور اس کے نیچے عشق کی آگ جلا۔ اور ہر صبح و شام اس دوا سے غریبی کا زہر کھاتا کہ کامل صحت حاصل ہو اور دنیا کی مشقت سے نجات حاصل ہو۔ یہ نسخہ مجرب اور آزمایا ہوا ہے۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باہور حمۃ اللہ علیہ اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ وجود انسانی اللہ تعالیٰ کی کان ہے اور اس کان میں پتھر ہے۔ دل کے پتھر

میں لعل ہے۔ بے بہا کہ اسے اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت کا خزانہ کہتے ہیں۔ جس طرح کہ سورج کی نظر دائمی طور پر پہاڑ پر پڑتی ہے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نظر اہل معرفت کے دل پر پڑتی ہے۔ یہ کہ آدمی کا وجود ظلمات کی طرح ہے اور ظلمات میں آپ حیات اور آب حیات کا طالب سکندر چاہیے اور مرشد حضرت خضر علیہ السلام کی طرح اور نفس مادہ اس کی طرح ہے۔ جبکہ حضرت خضر سکندر کو ظلمات میں لے گیا اور حضرت خضر علیہ السلام نے کہا اے عزیزو! آب حیات کسی نے پیا نہیں ہے لیکن مصلحت یہ ہے کہ آب حیات کے گرد جو پتھر پڑے ہیں وہ اٹھا لو۔ پس جن اصحاب نے حضرت خضر علیہ السلام کا فرمان مانا اور پتھر اٹھالائے اور ظلمات سے باہر آئے۔ پس حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ ان پتھروں کو توڑ دو۔ جب انہوں نے پتھر توڑے تو ان میں سے بہت سے لعل نکلے اور جو لائے تھے انھیں بھی افسوس ہوا کہ بہت سے کیوں نہ اٹھائے اور جو ان پتھروں کو نہ لائے تھے انہوں نے اپنے سر پر مٹی ڈالی۔ پس دنیا کی طرح یہی ظلمات ہے۔ اور فقر پتھر کے لعل کی طرح بھرا ہوا ہے اور اس کی حقیقت کا علم قیامت کے دن ہوگا اور دل اور دل کے ذکر کی وہاں استعانت کرے گی۔ اگر اس مرتبہ پر پہنچے نفس سے خبردار رہے۔ اگر گناہ سے اگر تھوڑا ہی ہو ڈبو دیتا ہے۔ نفس اور چیونٹی کو پیشاب کا بھی سیلاب ایک بہت بڑا دریا ہے اور کیمینہ و رذیل کے لیے دنیا کے اسباب عقوبی سے زیادہ اچھے ہیں جس طرح کہ چوہے کے لیے گوبر کی بو عنبر کی خوشبو سے بہتر ہے۔

نگاہِ باری تعالیٰ

معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ رب العالمین جل مجدہ الحکیم کی نظر عرش، کرسی، لوح

قلم، صورت انسانی، علم زبانی، ظاہری عبادت، اعمال، جن اور فرشتوں پر نہیں ہے بلکہ انسانِ کامل کے دل پر ہے۔ اور انسانِ کامل انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے رحمن ہیں کہ ان کا قلب اللہ کے شغل میں مشغول رہتا ہے اسی لیے قلب وسیع ہے تمام مخلوق سے عظمت، کرامت اور معرفتِ خداوندی کی وجہ سے۔ اور تفکرِ دل کا اور صاحبِ دل کا اور قلب کے مراتب تک رسائی بہت مشکل ہے یہ

یہ سچ نقشے نیست کز آئینہ دل نہاں کہ ہست

دل چو روشن گشت کتب و دفتر و در سینہ است

کوئی ایسا چھپا ہوا نقش نہیں ہے جو دل کے آئینہ سے پوشیدہ رہ سکے جب دل روشن ہو گیا تو تمام کتابیں اور دفتر اس کے سینہ میں ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

الْقَلْبُ عَرْشُ اللَّهِ الْأَعْظَمُ

دل اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا عرش ہے۔

اور کرم اور رحمتِ قلبِ اذلی ہے کہ قلب اللہ تعالیٰ کا خزینہ ہے۔

اللہب العزّة تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے حدیثِ قدسی میں ارشاد

فرمایا :-

خَزَائِنِي أَعْظَمُ مِنَ الْعَرْشِ وَأَوْسَعُ مِنَ الْكُرْسِيِّ وَالْطَفُّ

مِنَ الْجَنَّةِ وَأَنْزِينَ مِنَ الْمَكُوتِ وَأَرْضُهَا الْمَغْرُفَةُ وَسَمَائُهَا

الْإِيمَانُ وَشَمْسُهَا الشُّوْقُ وَقَمَرُهَا الْمُهَجَّةُ وَنَجْمُهَا الْخِيَا^{طِرُ}

وَسَمَائُهَا الْعَقْلُ وَمَعْلَمُهَا الرَّحْمَةُ وَأَشْجَارُهَا الطَّاعَةُ وَ

انْمَارُهَا الْاِخْلَاصُ وَ اَجْدَادُهَا الْيَقِينُ وَ مَكَانُهَا الْهَمَّةُ
 وَ لَهَا اَذْبَعَةُ اَرْكَانِ التَّوَكُّلِ وَ التَّفَكُّرِ وَ الْاُنْسُ وَ الذِّكْرُ
 وَ بِعَا اَذْبَعَةُ اَبْوَابِ الْعِلْمِ وَ الْحِلْمِ وَ الصَّبْرِ وَ الرِّضَا
 فِي الْقَلْبِ .

میرا خزانہ عرش سے عظیم اور کرسی سے زیادہ وسیع ہے اور بہشت سے
 بہت پاکیزہ اور ملکوت سے بڑھ کر زینت والا ہے۔ اس کی زمین معرفت
 ہے اور اس کا آسمان ایمان ہے اور اس کا سورج شوق ہے اور اس کا
 چاند محبت ہے اور اس کے ستارے خطرات اور اس کا بادل عقل اور
 اس کا مینہ رحمت اور اس کے درخت بندگی اور اس کی نہریں اخلاص اور
 اس کی دیواریں یقین اور اس کا مکان ہمت اور اس کے چار ارکان ہیں
 توکل اور تفکر اور انس اور ذکر اور اس کے چار دروازے علم اور حلم
 اور صبر اور رضا قلب میں ہیں۔

پس عرش و عزت یہ ہے کہ اس کو عرش رحیم و کریم کہا جاتا ہے بہت بڑی ہے اور
 وہ عرش بھی دل ہے کہ اس کی تعریف بیان سے باہر ہے۔

حدیث دل اگر گویم بصد دفتر نمی گنجد

کمال وصف دل ہرگز بہ بحر و بر نمی گنجد

اگر میں دل کی حقیقت بیان کروں تو سو دفتروں میں تحریر نہیں ہو سکتی۔ دل کے اوصاف
 اور کمال تری اور خشکی میں نہیں سما سکتے۔

بیایں طالب از اسرارِ خدا غافل است

دل نباید گفت کہ شے نکل است

اے طالب آقا اللہ کے اسرار سے غافل ہے جن کو ایک مشت خاک سے نہیں جاننا چاہیے۔

دل کہ از اسرارِ خدا غافل است
دل نباید گفت کہ مشتے گل است
جو دل اللہ کے اسرار سے بے خبر غافل ہے اُس کو دل نہیں کہنا
چاہیے وہ ایک مشت مٹی ہے۔

حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مرشد کامل سے پہلے
دن لوح طفل خوانی کی دل کی سیر ہے اور توجید کی راہ کا آغاز دل سے چاہ کے
صاحبِ دل ہرگز صاحب نہیں ہوتا اور قلب بہت سی اقسام میں منقسم ہے جیسا
کہ قاری کا دل اور قلبِ سرالاسرارِ خداوندی کہ صاحبِ قلب کو دائمی مرطالو قلب
اور قلبِ مطلقِ محرمیتِ معرفت اور احدیتِ صمدیتِ جاہِ حق کے اور انتہائے
قلب کو کوئی نہ پہنچا ہوگا ماسوا حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ
والتسلیمات کے اور کوئی دوسرا نہ ہو۔ عطا و کرم حضور نبی کریم و ما ارسلناک الا رحمةً
للعالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے ہے۔

اقسامِ قلب

حضور نبی کریم ﷺ و رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

الْقَلْبُ عَلَى ثَلَاثَةِ اَنْوَاعٍ

دل کی تین قسمیں ہیں۔

قلب کی پہلی قسم :- قلبِ سلیم ہے۔

قلب کی دوسری قسم :- قلبِ منیب ہے۔

قلب کی تیسری قسم :- قلبِ شہید ہے۔

أَمَّا الْقَلْبُ السَّلِيمُ هُوَ الَّذِي لَيْسَ فِيهِ

قلبِ سلیم کیا ہے؟ سَوِيَ اللَّهِ لَيْكِن قَلْبِ سَلِيمٍ وَهِيَ كَمَا فِي هَذَا مَا سَوِيَ

اللَّهُ دُوسَرَ انْهِيَ هِيَ۔

وَأَمَّا الْقَلْبُ الْمُنِيبُ هُوَ الَّذِي فِيهِ

قلبِ منیب کیا ہے؟ مَعْرِفَةِ اللَّهِ۔ اور لَيْكِن قَلْبِ نَبِيٍّ وَهِيَ

كَمَا فِي هَذَا مَا سَوِيَ اللَّهُ دُوسَرَ انْهِيَ هِيَ۔

وَأَمَّا الْقَلْبُ الشَّهِيدُ هُوَ الَّذِي يَكُونُ

قلبِ شہید کیا ہے؟ فِي طَاعَةِ اللَّهِ اور لَيْكِن قَلْبِ شَهِيدٍ وَهِيَ

كَمَا فِي هَذَا مَا سَوِيَ اللَّهُ دُوسَرَ انْهِيَ هِيَ۔

حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قلبِ صفائی، صدق اور

دوستی کی کان ہے اور نور اللہی سے بھر پور ہے کہ اس میں کذب و نفاق و سیاہی

قریب کی نہ سمائے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

كُنْ ثَابِتًا وَمَعْدِنَ الْأَخْلَاقِ وَلَا تَكُنْ مِنْ مَعْرِفَةِ الْكَاذِبِينَ

ثابت اور کان اخلاقِ کارہ اور فرقہ کذاب سے مت ہو۔

اور جو دل کہ ذکر اللہی سے اور نام اللہی سے ہو۔ ایسے خصائل کبر، کذب، نفاق،

اور طلب دنیا اس سے مطلق مرجائیں گی۔ ۷

ذکر و فکرش در دلم پر نور شد

رفت ذکرش معرفت مذکور شد

اُس کے ذکر و فکر سے میرا دل نورانی ہو گیا۔ اس کا ذکر گزر گیا مذکور کی معرفت حاصل ہو گئی۔

ایں مقام عین را زال راز ہیں

عین را زال عین ہست حق الیقین

اس خاص مقام کو رازوں میں سے ایک راز جان تیری ذات اس کی ذات سے وابستہ ہے یہ یقیناً حق ہے۔

باہوا چوں شد یقین عین الوجود

روزِ از لاش کردہ ام باحق سجود

باہو جب عین الوجود کا یقین ہو گیا تو یومِ ازل میں میں نے اللہ کو سجدہ کیا ہے۔

مست فقراء نے اَلَسْتُ کے روزے اس کی سماعت سے قَالُوا بَلٰی قبول کیا۔ اَلَا نَ كَمَا كَانَ اب تک جیسے کہ تھے ویسے ہی ہیں۔ دنیا کا منہ تک نہیں دیکھا ہے۔ ۷

ہر کہ دارد ملک خود نامِ خدا

نامِ اللہ می برد مصطفیٰ

جو کوئی اپنی ملک میں صرف اللہ کا ہی نام رکھتا ہے تو اللہ کا نام مصطفیٰ اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

ہر کہ دارد ملک خود دنیا تمام
 قدم دنیا می برد دوزخ مقام
 جو مکمل دنیا کو اپنی ملکیت میں رکھتا ہے تو یہ دنیا اس کے قدم کو دوزخ کے
 اند لے جاتی ہے۔

پس جو شخص کہ بوقت نزع اور بروز محشر کا حساب اور میدان محشر پہل صراط اور ملک
 الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام کے ساتھ ملاپ کو یاد رکھتا ہے وہ جو چیز کہ اس
 کی ملکیت میں ہوں۔ مال اسباب مکان وغیرہ سب کا سب فی سبیل اللہ خرچ کر
 دیتا ہے اور دم نہیں مارتا۔

از نام باہو دنیا بگریزد دوام
 زانکہ باہو غرق باہو ہر مدام
 باہو کے نام سے دنیا ہمیشہ بھاگتی ہے اس لیے کہ باہو ہمیشہ باہو میں
 فنا رہتا ہے۔

سوار اس کی والدہ پر آفرین جس نے آپ کا نام باہو رکھا۔ اور باہو کی والدہ محمد
 کا نام نامی اسم گرامی بی بی راستی ہے۔ اور مہو سے نکاح ہوا ہے۔
 رحمت و غفران بود بر راستی
 راستی از راستی از آراستی
 رحمت اور مغفرت سچائی پر منحصر ہے۔ سچائی سچائی سے زینت
 حاصل کرتی ہے۔

باہو راشد دست بیعت از ازل
 گشت فارغ ترک دادہ از خلل

باہو نے یوم ازل میں بیعت کی ہے وہ فارغ ہو گیا ہے اور نقصان اس سے دور ہے۔

نہ قبائے حق بہ درویش و فقیر
می شناسد چشم ز ازل روشن ضمیر

درویش اور فقیر کے لیے جبہ و دستار یا چولہا کا ہونا ضروری نہیں
روشن دل والا ان کو ان کی آنکھوں سے شناخت کرتا ہے۔

دل ز دل سختش بود باہم سخن

عارفان ما زیں سخن شد انجمن

عام آدمیوں کا دل بحث و مباحثہ سے سخت ہو جاتا ہے۔ عارفوں کی گفتگو
سے محفل جگم جاتی ہے۔

صاحب دل کے مراتب یہ ہیں

دل چو جنید می جنباند عرش را

عرش را دل فرش سازد زیر پاؤ

حضرت جنید بغدادی جیسا دل عرش کو ہلا کر رکھ دیتا ہے۔ اویباد کا دل

عرش کو مسند کی طرح پاؤں کے نیچے کر دیتا ہے۔

تو نمی دانی کہ صاحب دل عظیم

عرش را عزت بود از دل سلیم

تو نہیں جانتا اہل دل زندہ دل والا کتنی عظمت رکھتا ہے۔ سلامتی والے دل

سے عرش کو عزت حاصل ہوتی ہے۔

قلب سلیم کی اہمیت

جب قلب سلیم اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر سے زبان کھولتا ہے تو آواز بلند سے حاملین عرش قلب ذکر الہی سے کہتے ہیں۔ حاملین عرش فرش کے ساتھ حرکت و جنبش میں آتے ہیں اور ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ اے حاملین عرش قلب سلیم کی حرکت سے اور ذکر قلب سلیم کا اور ذکر قلب کا۔ اور قلب کی صفائی اور قلب کی کشادگی اور قلب کا کشف اور روشنی میری نگاہ رحمت سے ہے۔ اور دل کے ہر بار کے جنبش میں اللہ کے نام کے ساتھ ثواب ستر ہزار ختم قرآن کا ہے۔ قلب با حضور و سوا اور خطرات شیطانی سے حاصل ہے۔ اور قلب اللہ کا عرش روشن دونوں کی عظمت کا روٹکا ہے۔

جاننا چاہیے کہ دنیا مدار بدبودار کے طالب کتے ہیں۔ صاحب دل اللہ کا فرش وہ ہے کہ لائق دیدار و دام کے اللہ کے نور کے مشاہدہ کے ساتھ ہو۔ اور وہ دل ہر دم مشاہدہ نما ہے۔ نہ وہ دل کہ جس میں حُب دنیا ہے اور سراسر خواہشات ہے۔

یاد رہے کہ قلبی ذکر ہونا آسان کام نہیں ہے بلکہ ذکر قلب میں اللہ تعالیٰ کے نور کا مشاہدہ اسرار کا سر اور ایک بڑا اشتہار ہے کہ دونوں عالم رُوبرو ہیں اور عارف باللہ کا دل اللہ کے نور کے ساتھ عرش اعظم ہے اور توحید باری تعالیٰ کے ساتھ اور حضور پر نور شافع یوم النور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ البیتہ والثناء کی مجلس کے ساتھ اور انبیائے کرام اولیائے عظام کے ساتھ شامل ہے اور یہ کتاب ہے۔

چنانچہ ایک حرف ب حرف س حرف اور حرف م کے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ قلب کا ذکر بیگانوں کو نہیں دیتا ہے۔

اے سچے طالب! جاننا چاہیے کہ صاحبِ دل دلوں پر تصرف رکھتا ہے ایسا ہوتا ہے کہ اگر تمام جہان کو شفقت کی نظر کرے ہر جاہل کو اپنی نظر میں عالم باعمل عمل اپنے اثر کے فیض سے بنادے۔ اور اگر صاحبِ تصرف دل کی نظر جہان کے علماء پر کرے تو ایک نظر میں ان کے دل سے علم نہ سمی اور علم کسی اُٹھانے لے کہ مطلقاً ایک حرف نہ پڑھ سکیں۔ اور یہ بھی ادنیٰ مراتب میں بلکہ حجابِ الہی ہے۔

حجاب دو اقسام میں منقسم ہے:-

۱۔ حجابِ ظاہری

۲۔ حجابِ باطنی

۱۔ حجابِ ظاہری ابتدائے علم کے پڑھنے سے اور

انتہائے علم سے نکلنے سے دور ہوتا ہے۔

۲۔ حجابِ باطنی ابتدائے ذکر کے پڑھنے کی اور انتہا

نکلنے کے ذکر سے۔ پس علم اور ذکر سے آدمی عارف

باللہ ہو جاتا ہے۔

حقیقتِ عارف

اے طالبِ صادق! عارف چار حروف میں منقسم ہے:-

ع الف د ف

حرف ع عبارت عین ہے اور عبادت
حرف ع کی حقیقت :- عین وہ ہے کہ اس کا ع وحدانیت میں غرق
ہو۔ اور اس تجلی سے عین اللہ کا نور پائے۔ جس نے عین کو پایا اُس نے پروردگار
کو پہچان لیا۔ عین عارف باللہ ہو گیا۔

حرف ا سے دوسرے سے ماسویٰ اللہ تبارک
حرف الف کی حقیقت :- و تعالیٰ کے محبت نہ کرے۔

حرف س سے راز میں حق الیقین ہو۔ یعنی کما حقہ
حرف س کی حقیقت :- یقین ہو۔

حرف ف سے ظاہری عبادت فوت نہ ہو۔ فرض
حرف ف کی حقیقت :- و واجب و سنت و مستحب جو اس صفت سے موصوف
ہو، عارف رب کا ہو ورنہ کتے بے ادب کی طرح ہے۔

پس عارف ہونا بہت مشکل ہے بلکہ معرفت میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے بہت
بڑے راز ہیں۔

اے طالب! جاننا چاہیے کہ جب قلندر زندگی کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کے
نور کے مشاہدہ سے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر سے بیدار نہ ہو۔ ازل سے ابد تک
ہرگز خواب و غفلت میں نہ پڑے اور صلب نہ ہو اور ہرگز موت نہ آئے۔

عارفان را خواب از بیدار بہ

خواب ایساں جنت دیدار بہ

عارفوں کی نیند دوسروں کی شب بیداری سے بہتر ہے اور ان کا خواب
جنت کے دیدار سے بہتر ہے۔

زندہ جان مردہ تن را نیست خواب
 خواب نتوان گفت مطلق بے حجاب
 جس نے اپنے نفس و جسم کو مار کر رُوح کو زندہ کر لیا اور اس کو خواب نہیں کہتے
 وہ تو مطلق بے حجاب ظاہر میں دیکھتا ہے۔
 اور ذکرِ قلبی غریقِ کلبہ توفیقِ مَوْتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا ہے۔ یعنی مرنے سے پہلے
 مر جاؤ۔

عقلِ کل کا انکشاف

اے سچے طالب! جاننا چاہیے کہ عقلِ کل وہ ہے کہ اس میں ہر علم اور ہر مراتب
 اور ہر کلام پیچیدہ نہ ہو۔

اور علمِ کلی وہ ہے یعنی علمِ لدنی انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے رحمن
 اور عارفِ باللہ کا نتیجہ ہے۔ اور علمائے کرام کی عقل و علم مطالعہ سے بہت زیادہ ہوتی
 ہے اور کفار کی عقل اور علم جنونیتِ شیطانی سے ہے کہ اس عقل میں دنیا کی ترقی
 کی خواہش کی ہے۔ ارشادِ گرامی ہے :-

وَهَوَاءُ النَّفْسِ فِي السَّقْرِ

اور نفس کی خواہش دوزخ میں ہے۔

اور دہقانِ جہلا کی عقل وحشی ہوتی ہے اور صاحبِ غریق جو کہ قلب اس کا قالب
 میں غریق ہو اور رُوح دونوں لباس پہنے۔ اور جب رُوح کا لباس پہنے تو دل
 کے عظیم ملک میں سر اور مشاہدہ کے ساتھ آئے۔ چنانچہ باطن دیکھے اور ظاہر

دکھائے اسے صاحبِ دل کہتے ہیں کہ دلیل و توجہ اس کی عقل کے مطابق نقل کے ہے۔
اس لیے کہ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے دل کو دریا
فرمایا ہے ۛ

دل بتدبیر خود نتواں یافت
بگذر از خود کہ بخود نتواں یافت
دل کی حقیقت کو اپنی تدابیر سے معلوم نہیں کر سکتا۔ اپنے آپ کو فنا کرے
کہ تو خود کو بھی نہ پاسکے۔

بہ چراغی کہ شوی روئے براہ
می کند در دودت خسانہ سیاہ
وہ چراغ بہتر ہے کہ تجھ کو راستہ دکھائے ورنہ تو اپنے گھر کو اس کے
دھوئیں سے کالا کرتا ہے۔

بہتر یہ ہے کہ آپ کو توجہ لائے کہ تحصیل کے ساتھ چراغ منور کرے۔
حضرت سلطان العارنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا
ہر کتاب نقطہ از دل کتاب
دل کتاب دفتر حق بے حساب
تمام کتابیں دل کی کتاب کا ایک نقطہ ہیں۔ دل اللہ تعالیٰ کے بے حساب
دفتروں میں سے ایک کتاب ہے۔

دلے از معرفت سرالہی
دلے کاغذ باسرار سیاہی

دل اللہ تعالیٰ کے اسرار کی معرفت کے لیے ہے۔ دل کاغذ ہے اس کے اسرار سیاہی میں۔

سیاہی سر درونت نورِ گرد
دو چشمے یک نظر منظور گرد

تیرے اندر کی سیاہی نور میں تبدیل ہو جائے گی۔ دونوں آنکھوں کی ایک نظر ہوتی ہے اگر منظور ہو جائے۔

کہ... بے کاغذ سیاہی دل کتاب است
مطالعہ دل کتاب بے حجاب است

بغیر کاغذ اور سیاہی کی کتاب دل ہے۔ دل کی کتاب کا مطالعہ کر
جس پر کوئی پردہ نہیں ہے۔

کے زان علم عالم علم خواند
بہر دو عالمے آل زندہ ماندہ

جس کسی نے اس عالم کے علم کو پڑھا۔ وہ دونوں جہان دنیا و آخرت میں
زندہ رہتا ہے۔

اے طالب صادق! جانتا چاہیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور بندہ کے درمیان
میں دیوار، پہاڑ اور کوسوں کی راہ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان
پیاز کے پردے کے برابر پردہ ہے اور پیاز کا پردہ چیرنا کونسا دشوار ہے مرشد
صاحب راز کی نگاہ سے لیکن شرط یہ ہے کہ طالب ہونا ضروری ہے۔ ان آثار کے
ساتھ عالم، فاضل، حافظ، متقی اور پرہیزگار۔ اس لیے کہ ایک نقطہ کا منکشف کرنا

ظاہری علم اور باطنی علم سے بہت مشکل ہے۔ دانش ہزاروں جہلا کو ایک نظر میں دیوانہ اور مست بنا دینا بہت مشکل کام ہے اس لیے کہ طالب مولیٰ کی طلب کے ساتھ ماسوا امتحان مشاہدہ حقیقی اور سرالاسرار معرفت خداوندی کی تحقیق ہرگز نہ ہو اور طالب مولیٰ جب راہ باطنی صفا دیکھتا ہے تو سب سے بہتر ہوتا ہے۔

قلب مومن کی اہمیت

جاننا چاہیے کہ مومن کا دل عرش اعظم ہے۔ اے سچے طالب یہ مراتب بھی صاب^ح قلب کے ہیں۔ حدیث قدسی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

قَلْبُ الْمُؤْمِنِينَ عَرْشُ اللَّهِ تَعَالَى

مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى

اللہ تعالیٰ نے عرش اعظم پر جلوہ فرمایا۔

اور آدمی ہرگز مراتب فقر تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ سلطان الفقر اس کے باطن میں صورت سر کے ہے۔ اس آدمی کو بغل میں نہ لے اور منہ نہ دکھلے اور تلقین نہ کرے اور تعلیم نہ فرمائے۔ اگر محنت سے ساتھ سر پہ پتھر مارے اور ماسوا اشارہ سلطان الفقر کے ہرگز اس کو فقر نہیں پہنچتا کہ سلطان الفقر دائمی طور پر حضور نبی کریم رحمۃ اللعالمین انیس الغریبین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء کی نسبت سے ہے۔ یہ استعانت بھی فقرائے محمدی سے ہے۔

ستون دین

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ جو کوئی ان دو طائفہ کو یعنی میری امت کے علماء و فقہاء جو کہ دونوں دین کے ستون ہیں۔ ان کے ساتھ ہم صحبت ہو اور ان سے تعلیم و تلقین قبول کرے وہ بروزِ محشر پریشان نہ ہوگا۔

جاننا چاہیے کہ جاہل عابد کو معرفتِ خداوندی ہرگز نصیب نہیں ہوتی اور جو غیب کا کشف کے جنونیت و استدراج ہے۔ بیس ہزار عابد جاہل سے ایک عالم فقیر بہتر ہے۔ جیسا کہ عابد قائم القیل اور صائم الدہر شب زندہ دار اور دن کو روزہ رکھنے والے۔ اگر بیس ہزار عالم فقیہہ کو تو جمع کرے تو ہرگز ایک عارف باللہ کے مراتب تک رسائی نہیں حاصل کر سکتے۔ اور عارف باللہ وہ ہے کہ ابتداءً عامل عالم اور انتہاء میں فقیر کامل ہو۔ اور کامل وہ ہے کہ جو کچھ دنیا اور کلام الہی اور معرفتِ الہی ہو اس میں تصرف کرے۔ کم نہ ہو۔ کمالیت سے کامل یہ ہے کہ کامل صاحب علم بالیقین ہے نہ مثل جاہل کے بے دین ہے۔

حقیقتِ شیخ

کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ تھا اور اس کا پیر کامل تھا۔ بادشاہ نے کسی سے کہا کہ جا کر دیکھو کہ میرا پیر کس کام میں مشغول ہے۔ اس شخص نے جا کر دیکھا کہ مصلح پر شیخ کی جگہ کتابیٹھا ہوا ہے۔ یہ خبر بادشاہ کو دی گئی۔ پھر بادشاہ نے کسی دوسرے شخص کو کہا کہ جا کر دیکھو کہ میرا شیخ کیا کرتا ہے۔ دوسرے شخص نے جا کر دیکھا

کہ مرشد کے مصطلی پر سوز بیٹھا ہوا ہے۔ بادشاہ کو اس کی خبر دی گئی۔ بادشاہ خود گیا اور جا کر دیکھا کہ مصطلی پر شیخ بیٹھا ہے۔ یہ تمام واقعات بادشاہ نے مرشد کی خدمت میں عرض کر دیئے۔ شیخ نے یہ سن کر کہا اے بادشاہ وہ آدمی جس نے مجھے کتا دیکھا وہ طالب دنیا ہے۔ اور وہ آدمی جس نے سوز دیکھا وہ دیو شیطان ہے۔

حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقراء آئینہ کی طرح ہیں جس صورت میں فقیر کو دیکھے حقیقت اپنی صورت کی نظر کے آگے دکھائی دیتی ہے پس جو شخص کہ فقیر کو بے برکت اور خالی سمجھے وہ دونوں جہان میں بے برکت اور خالی ہے لیکن فقیر کے لیے ضروری ہے کہ نفس پر امیر ہونہ خود پرست ہو۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

اے طالب! یہ خطاب قلب کا ہے اور اہل قلب کی راہ تصدیق قلب ہے اور محبت ایک صورت رکھتی ہے جیسا کہ صورت انسان کی بھوک سے جان کا گوشت کٹا لیتی ہے اور پیاس سے جگر کا خون پیتی ہے اور برہنگی سے عبرت اور حیرت کا لباس پہنتی ہے۔ محبت ایسی صورت ہے کہ پاؤں کا طالب رکھے اور سر کا خیال رکھے اور سینہ بے کینہ صفا رکھے اور آنکھ میں معرفت خداوندی ہو۔ اور قلب رحیم روشن ضمیر سلیم ارادت کے ساتھ اور یقین کے ساتھ رکھے۔ یقین کیا ہے جو عبادت صاحب یقین ہو کر۔ اور یقین مقام منتہی ارواح موقو اقبل ان تموتوا کا ہے یعنی جو کہ یقین کے مقام تک رسائی حاصل کرے اس کی مجلس انبیائے کرام اور اولیائے عظام کے ارواح کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور یقین مقام موت کو کہتے ہیں کہ بعد از موت مقام یقین کے مراتب کا ہوتا ہے۔ یا مقام بحین یا علیتین

پس یقینِ خاصِ حق کے یگانگت ۔۔۔ اور صاحبِ یقین کو ۔۔۔ زبان ہر مقام کی کنجی رکھتی ہے اور ہاتھ کریم رکھتا ہے۔ گویائی، شنوائی آواز اور اشتیاق دیدار کے مشاق کا اپنے پروردگار کا رکھتا ہے۔ اور اس کی نظر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نظر کی تاثیر رکھتی ہے۔ اور اس کا دم دم ربانی۔ محبت کی آہ حرارت کے ساتھ ہے اور محبت کی آگ آہ سوز ہے، آتشِ دوزخ سے سخت تر ہے۔ چنانچہ اس کی سوزش شب و روز دکھائی دیتی ہے۔ گوشت، پوست اور ہر رگ وجود اعضاء کو اس طرح دکھاتی ہے جس طرح کہ آگ لکڑی کو دکھاتی ہے۔

پس اے زاہد مدعی طلبِ ریاضتِ باطنی کی کر۔ کہ ریاضتِ باطنی خاص و عام اور ریاضتِ ظاہری غوغا اور ریا کے ساتھ ہے نہ

دل با حضوری شکم پر طعام

کہ این است معراجِ واصلِ تمام

دل اس کے حضور حاضر ہے اور پیٹ کھانے سے پڑ ہے کہ واصلِ باطنی کی یہ معراج ہے۔

اس لیے کہ واصلِ منتہی کی سیری اور گرسنگی یکساں ہے

دل پر خطِ شکم بے طعام

ریاضت بنا موس کفر است تام

دل و سوسول اور تفکرات سے لبریز ہے اور پیٹ کھانا سے خالی ہے تو ایسا

مجاہدہ و ریاضت جو نیک۔ حاصل کرنے کے لیے ہو وہ مکمل و سراسر ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: **أَلَّا يَأْتِ أَشَدُّ مِنَ الْكُفْرِ رِيَا كُفْرٍ** سے زیادہ سخت ہے۔

معرفتِ مولیٰ

معلوم ہونا چاہیے کہ کوئی ریاضت و مجاہدہ محبت اور عشق کی آگ اور مخفی ذکر کی گرمی سے سخت تر نہیں ہے۔ وہ شخص علم رکھتا ہے کہ ان مراتب پر معرفتِ مولیٰ کے قریب پہنچا ہے۔ اللہ محبت الہی اور اشتیاقِ خداوندی قبول کیا ہے اور صاحبِ محبت محرمِ رازِ خداوندی اور بے محبت معرفتِ موسیٰ سے گمراہ ہے۔
حضرت سلطان العارین فرماتے ہیں ۷

با کے گردِ محبتِ حقِ مدام
موتِ آنجائے نیاید والسلام
جس کسی کو اللہ کی محبت میں ہمیشگی و وام حاصل ہو گیا اس کو موت نہیں آتی
وہ سلامتی والا ہے۔

موت ان کی وصل ہے۔ اور وصل اُن کا اللہ کے نام سے اصل ہے۔ صاحبِ معرفت کو ہمیشہ معرفتِ مولیٰ کی معراج ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :-

مُوتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا

مرنے سے پہلے مر جاؤ۔

مردہ تن اور زندہ دل اللہ کے ساتھ۔

اس طریقہ کے مراتبِ خفیہ ذکر کے ہیں اور خفیہ ذکر کو بعض بسر کہتے ہیں

کہ ذکر سر تیز ہوا کی طرح درخت وجود ذکر کو پاؤں تک ہلا دیتا ہے۔

حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ذکر مخفی نہ دم سے نہ قلب سے نہ روح سے نہ سر سے کوئی تعلق رکھتا ہے بلکہ ذکر خفیہ اسم باری تعالیٰ غیر مخلوق تصور سے اسم اللہ دیکھنے کے ساتھ اسم اللہ سے تجلی نور اللہ کے مشاہدہ ربوبیت کا نور اللہ تعالیٰ کے جمال کا دیدار برکت سے ذکر مخفی کہ دل روشن اور اظہار کہ مثل اس کی بستہ نہ ہو۔ کسی آثار ربانی سے ذکر خفیہ باطن غرق اور ظاہر باشریعت ہو شیار کہ صاحب شریعت دیدار کے لائق اور صاحب بدعت لائق جہنم اور نار کے۔ اور جو کہ غرق نور اللہ کے ساتھ ہو باخبر ہو شیار ہو۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّمَ لِسَانَهُ

جس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا اس کی زبان گنگ ہو گئی۔

جس کو اس طریقہ سے ذکر مخفی حاصل ہو اسے ذکر دوام صاحب وصال کہتے ہیں۔ جو اس طریقہ سے ذکر مخفی نہ کرے۔ اس کا ذکر خواب و خیال کی طرح ہے۔ اور دوسری ذکر مخفی کی خاصیت یہ ہے اس کو اہل حقیقت دینی و دنیوی سے دل سے آگاہی ہو۔ آگاہی کی راہ سے جس طرح کہ کہے اسی طرح سے ہو۔ نیز ذکر مخفی کی خاصیت یہ ہے کہ اس کا دل کسی شے سے میل نہ کرے اور بجز اللہ تبارک تعالیٰ کسی سے محبت نہ کرے۔ نیز ذکر مخفی کی خاصیت یہ ہے کہ اس کے منہ سے قال اللہ اور قال رسول اللہ نکلے کہ بالیقین سے اور نور تاباں پیشانی پر ہے۔ اور ذکر مخفی کی خاصیت یہ ہے کہ اگر اس کا قلب کوئی مجلس انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے کرام کی طلب کرے۔ مراقبہ میں یا خواب میں

میسر کرے اور ملاقات پائے اور جواب باصواب حاصل کرے۔ اور ذکر مخفی مخلوق میں اس طرح ہی گم اور پنہاں ہو۔ جس طرح کہ اسم اعظم قرآن مجید میں پنہاں اور شب قدر میں پنہاں ہے۔

می شناسد مرد راز را راز

چوں شناسد شاہ دراز بے نیاز

راستہ کے رازوں کو مردِ حق پہچانتا ہے جیسے بادشاہ ان لوگوں کو پہچانتا ہے جو اس سے بے نیاز ہیں۔

اے عزیز! جاننا چاہیے کہ ذکر مخفی پند و نصائح، آواز و صورت نہیں ہے بلکہ ذکر مخفی معرفتِ خداوندی مشاہدہ قریب سرکاپے۔ اور ذکر مخفی صاحبزاد اور صاحب آزاد ہے اور باطن آباد ہے اور شوقِ شغلِ اللہ کے ساتھ شاد ہے اور ذکر مخفی عالمِ عامل، فقراء اور معرفتِ خداوندی میں کامل اور حوصلہ و صلح بار بردارِ حق کے ساتھ حامل۔ نیز ذکر مخفی کی خاصیت یہ ہے کہ چار نظر رکھتا ہے جس طرح کہ نظر ازل اور نظر ابد اور نظر دنیا اور نظر عقبی کی۔ پس جس کسی کے ساتھ کہ راہِ اخلاص سے دل نظر کرے طالبِ اللہ کو نظر کے ساتھ مطالب پر ہر ایک راتب کے پہنچائے اور خود دائمی طور پر توحید میں غرق ہو۔ یہ ہے ذکر باشریعت اور ذکر مخفی کو نہ خوف، خوف سے نہ رجا رجا سے دائمی طور پر اللہ تعالیٰ میں غرق۔ اور ذکر مخفی مراتب اولیاء اللہ کے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

الَّذِينَ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ لَآ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

خبردار! تحقیق اللہ کے دوستوں کو کوئی خوف نہیں اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

شغفِ دل

اے طالب! جاننا چاہیے کہ الف ایک حرف ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ کے نام سے کہ دونوں جہاں اسی حرف سے ہے۔ محبت اور معرفت بھی اسی حرف ہے کہ لطیفہ شریفہ غیب الغیب کا دل سے اُٹھتا ہے اور دل کو مطلقاً خواب نہیں آنے دیتا اور دل عارفین کے جاگنے والا ہے۔ ازل سے ابد تک، گود سے قبر تک اور اس راہ میں جاہل مردہ دل خلافِ شرع اور طالب دنیا نہیں چل سکتا کہ دل محمد کی چابی سے مزین ہے اور وہ چابی حضور پر نور شافع یوم النشور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیت والثناء کے دستِ پاک میں ہے۔ پس ماسوا دستِ رحمة للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین علیہ افضل الصلوة والتسلیم کے اور اجازت و تصرف و ارادت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اور ذکرِ قلب حاصل نہیں کر سکتا۔ اگرچہ کوئی شخص تمام عمر ریاضت کے پتھر سے سمر مارے واصل نہ ہوگا۔ اور اس طریقہ کو شغفِ دل کہتے ہیں۔ جو دل کہ اللہ کے نور سے پُر ہو۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا - تحقیق اُن کو مشغول کر لیا ہے حب کی وجہ سے۔ اور جو کہ دل اللہ کے نور کے تفکر اور ذکرِ خیر سے بھر پور ہو۔ ایسا تفکر نہ ازل سے تعلق رکھتا ہے اور ابد سے تعلق رکھتا ہے اور نہ ہی دنیا اور آخرت سے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

لَذَّةُ الْأَفْكَارِ خَيْرٌ أَمِّنُ لَذَّةِ الْأَبْكَارِ

افکار کی لذت باکرہ عورتوں کی لذت سے بہتر ہے۔

یہ تفکر ملتھی خاصہ خاصہ الخالص محمدی کا ہے۔ غرق مع اللہ! بخدا کہ نفس کو
ہو اکی طرف لوٹنے نہیں دیتا ہے۔

اب جاننا کہ نفس کیا ہے اور قلب کیا ہے؟ اور رُوح کیا ہے اور سر کو کیا
خطاب دیا ہے؟ پس نفس امارہ کی تشبیہ جو کہ سگ اور خوک اور بچھو اور بکھو
اور سانپ اور خر سے ہے۔ پس نفس امارہ کو موافق عمل کے حُب پہچانا چاہیے
چنانچہ طمع، حرص، بغض، بخل، کذب، کذب و عجب اور کبر، کبر اور قلب
اللہ کے ذکر کی محبت سے پہچانا جاتا ہے اور غیر ذکر اللہ کے نفرت کرنے سے۔
اور رُوح کو پہچانا جاتا ہے۔ امرِ خدا سے کہ انبیائے کرام اور اولیائے عظام
نے اللہ تعالیٰ کے تمام امور کو قبول کیا ہے۔ اور سر کو پہچانا ہے۔ سر پرودہ
اسرارِ معرفت الہی سے یہ معرفت اور محبت اہل عرفان اور عاشقوں کو نصیب
ہے

عشق دانی چیت کشتن نفس خویش

روز و شب شورش بود دل راز ریش

تو جانتا ہے عشق کیا۔ سن وہ اپنے نفس کو مارتا ہے۔ دن رات اس کا شور
رہتا ہے دل اس سے زخمی ہوتا ہے۔

اے دردیش! سوچ کہ اندیشہ بجان کے لیے ہے نہ کہ فرزند اور نان کے

لیے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا

زین میں کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ پر نہ ہو۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ
رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ -

ہم نے ان کے رزق کو دنیا کی حیاتی میں تقسیم کر دیا ہے۔ اور
ہم نے بعض کو بعض پر اٹھا دیا ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ -
بیشک اللہ تعالیٰ رازق اور مضبوط قوت والا ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ
اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جو عہد کیا گیا ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

وَكَأَيِّنْ مِنْ دَابَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ
وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ -

اور جانداروں میں سے کون ہے کہ اپنا رزق نہیں پاتا۔ ان کو اللہ
ہی رزق دیتا ہے اور تم کو اور سمیع و علیم ہے۔

مرشد وہ ہے کہ ظاہر طالب کو تابع کرے، موکل اور یا باطن سے فقیر محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم بخشے کہ اس کا دل با جمعیت متوکل ہو۔ جو کہ مراتب کے موکل نہ
رکھے اور مراتب متوکل کے۔ اس لیے کہ ریاضت رازق کے لیے ہے۔ اور

مراتب متوکل کے اس لیے کہ ریاضت راز کے لیے ہے اور مجاہدہ مشاہدہ کے لیے۔ اور عبودیت ربوبیت کے لیے ہے اور سرسبز پہاڑی سرسبز کے لیے ہے۔ اور طالب مولیٰ دیدار ہے اور معرفت محرمیت کے لیے ہے۔ اور محبت سوز عشق کے لیے ہے۔ اور ذکر فیض اللہ اور فکر کے لیے ہے۔ اور فنا فی اللہ بقا باللہ کے لیے ہے اور نفس مجاہدہ کے لیے ہے۔

پس جو مرشد کہ روزِ ازل سے شروع تلقین سے یہ سب مقامات و احوال کھولے۔ پتہ چلا کہ وہ مرشد خام ناقص ناتمام ہے۔ اور جو چاہے کہ طالب اللہ حال پر ہے حوادثِ شیطانی اور ہوائے نفسانی سے جمعیت پکڑے۔ ذکر اللہ کے ساتھ وہ مطلق قدرت سبحانی ہے۔ اور اعتقاد اللہ کے طالب کا فاسد بنا ہو۔ اور وصال میں لازوال رہے۔ اول مرشد، طالب پر اسم اللہ سے علم بخشے۔ ایک اسم اللہ کا اور دوسرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ کہ اس میں مطلق تاثیر ہے یا تفسیر روشن ضمیر کی ہے اور دوسرا علم دعوت بخش اور علم دعوت عالمگیر علم تکمیل ہے۔ جو طالب کہ علم تاثیر اور تکمیل کھے بے پرواہ اور غیر محتاج ہوتا ہے۔

قرآن کی دعوت

دعوت کی تشریح یہ ہے کہ خاصیت دعوت قرآن مجید کلام اللہ کی کہ پیشوا اور

دونوں عالم کا ہادی و رہبر ہے۔

دعوت کی تشریح جدا جدا ہے۔ دعوت جزو دعوت کل دعوت فکر، دعوت

تجلیات نور اللہ اور دعوت قرآن سے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اللَّهُ وَرَبِّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ
 اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو دوست رکھتا ہے ان کو اندھیرے سے نور کی
 طرف نکالتا ہے۔

اور دعوت قرآن خواں صاحب نظر تمام عالمگیر اولیاء اللہ ہو۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

الْآنَ آؤْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا يَحْزَنُونَ

خبردار! تحقیق اولیاء اللہ کو نہ خوف ہے اور نہ غم گین ہوں گے۔

مردم شد۔ اہل دعوت حق حضور

مرشد خود ہیں بود اہل الضرور

اہل دعوت آدمی اللہ کی حضوری والے ہوتے ہیں۔ خود پسند پیر معزور لوگوں
 میں سے ہوتا ہے۔

اور صاحب دعوت منتهی اگر کسی کو قہر و غضب کی نظر سے کھینچے۔ حکم باری تعالیٰ
 موت کا لقمہ ہو جائے کہ قہر فقراء کا نمونہ خدا کا قہر ہے۔ اور اگر کسی طرف اخلاص
 کے ساتھ جذب کرے تو وہ شخص اسی وقت زندہ دل اور خاص طالب مولیٰ اور
 خدا کے ساتھ با اخلاص ہو۔

اکثر اصحاب کا قول ہے کہ :-

پیر من خس است مگر اعتقاد من بس است + میرا پیر تنگہ ہے مگر میرا
 اسے جاننا چاہیے کہ ایسا کلمہ کج فہمی، بے عقلی، بہمالت اور نادانی کے لہاتے
 کو کہتے ہیں۔ پس اس کا وہ حرف ہے کہ میرا پیر صاحب اسرار خاص الخاص شخص

ایسا دعا دہانی ہے۔

ہے اور میرا اعتقاد بہت ہے۔

اے طالب صادق! جاننا چاہیے کہ دعوتِ قید میں لانا جنونیت اور موکلات کا ہے اور دعوتِ حضوریات، مسخرات، حاضراتِ ارواحِ مقدسہ ہر اہلیائے کرام، اولیائے عظام، صوفیائے کرام، مقتدائے دین، غوث و قطب، شہسوارِ خاک پائے اسلام سے ہے۔

جاننا چاہیے کہ دعوتِ خوانِ کامل، عاملِ شہسوار، رات کے وقتِ قبر کے نزدیک جلتے اور اس قبر کے ارد گرد پڑھے۔ پس اگر روحانیت حاضر ہو یا وہم و خیال کے ساتھ ہر طریقہ سے مشرف کرے۔ اس کے سب کامِ مطلب کو پہنچے۔ اور جو نہیں معلوم ہوا کہ صاحبِ قبر غالب ہے اور یا اس کو کلامِ اللہ کی نعمت کی بدولت اللہ کا نور پہنچتا ہے۔ اس وجہ سے کام میں سستی کرتا ہے پس قاری کو چاہیے کہ قبر پر سوار ہو جس طرح گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں اگرچہ قبر پر ساری گناہ ہے مگر اسلام میں مہم کے لیے اور مسلمانوں کے نفع کے لیے مردمِ خاص اور عام مطلق کے ساتھ صواب کی راہ سے ہے۔ جو کوئی بحرِ قرآن کو پڑھے اور غوطہ نکال کر لائے۔ علمِ عامل سے اور صاحبِ دعوتِ تحمیرِ کامل سے مکمل ہو۔ چنانچہ قرآن کو شہید یا فقیر کی قبر کے نزدیک یا فقیر فنا فی اللہ کی قبر کے نزدیک پڑھنا ایسا کمال رکھتا ہے کہ صاحبِ دعوت کو دعوتِ الہیہ کے حکم سے ایسی عظمت، امر، قہر، جلالت اور جبر راہ لے جاتی ہے کہ اس وقت پڑھنا صاحبِ دعوت کو ایسا توفیق بخشتا ہے کہ اگر آہ کھینچے تو عرش سے تحتِ اثری جو زمین و آسمان اور کعبۃ اللہ اور مدینہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

سب زبرد بر ہوئے۔ پس اور کیا ہو اور اگر اس طریقہ سے صاحب دعوت بحکم الہی کسی کو اپنی جانب نظر سے کھینچے، مغرب سے مغرب تک حضرت عزرائیل علیہ السلام کی طرح ایک لحظہ میں جان قبض کرے۔ اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے۔

باہوا بہر خدا بہر رسول

اطلاع زین مدہ اہل الوصول

باہو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اہل وصول کو ایسی خبر مت دے۔

اے طالب صادق! جاننا چاہیے کہ جو لوگ ایسی دعوتِ کامل میں لاتے ہیں مردم آزاری کا بوجھ اٹھاتے ہیں، کسی کو نہیں ستاتے اور اپنے ہر حال پر خبر رکھتے ہیں اور ہوشیار رہتے ہیں کیونکہ فقیر صاحب دعوت، صاحب قوت ہے بے قوت نہیں ہے اس لیے کہ طالب الہی دونوں عالم پر غالب ہے۔ ایسا کون ہے جو اس دشمنی کرے؟

ملک و فلک بہ زیر پایہ فقیر

جاودانی بہ زیر سایہ فقیر

زمین و آسمان و فرشتے فقیر کے پاؤں کے نیچے ہیں۔ فقیر کے سایہ میں ہمیشہ رہنا بہتر ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَنْفَعُ النَّاسَ

بہتر آدمی وہ ہے جو آدمی کو نفع پہنچائے۔

قبر پر سوار ہونے سے روحانی کو پہاڑ سے زیادہ بوجھ غالب آتا ہے اور دقت پڑھنے کے ایک تنکا ہاتھ میں لے اور کوڑے کی طرح قبر پر مارے، وہ روحانی کو ایسا زخم کرتا ہے کہ تیر، تلوار، نیزہ، پھری اور بندوق کے زخم سے زیادہ ہوتا ہے۔ اور زخم کھا کر وہ روحانی حضور نبی پاک صاحب لولاک احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں فریاد لے کر جاتا ہے۔ اور حکیم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے کرم سے اس کا ہر کام بخوبی حل ہو جاتا ہے اور پڑھنے والا بہت جلد مقصد حل کر لیتا ہے۔ پس اس طرح دعوت پڑھنے کو تیغ برہنہ کہتے ہیں اور دعوت خواں سیف زبان، زندہ دل، مردہ نفس اور حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے حضور سے رخصتی ہوتی ہے۔

ہر کہ لا رخصت نباشد از رسول

این مراتب کے روی وحدت وصول

جس کو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے اجازت نہ ملے وہ ان وحدت اور وصل کے مرتبے تک کب پہنچ سکتا ہے۔

بلکہ اس حدیث پاک کے موافق کہ دَعَّ نَفْسَكَ وَتَعَالَىٰ اِپنے نفس کو چھوڑ آؤ۔ اور ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اُقْتُلُوا اَنْفُسَكُمْ بِسَيْفِ الْمُجَاهِدَاتِ

اپنے نفس کو مجاہدہ کی تلوار سے قتل کرو۔

لیکن نفسانی کو کیا قدرت ہے کہ روحانی قبر کے نزدیک جا کر لڑائی کرے۔ یہ ایک راہ ہے۔ روحانی کی حقیقت، روحانی کی غالب الاولیاء اچھے طریقہ سے

جانتا ہے اور پڑھتا ہے کہ اسم اللہ سے مجاہدہ کی تلوار ایک مرتبہ میں ہرگز رواں نہیں ہوتی ہے اور عمل میں آتی ہے۔

مراقبہ کی اہمیت

بجز مذکورہ بالا طریقہ کے صاحب دعوت، دعوت کا آغاز کرے اور دعوت خوانی کے وقت ذات باری تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانے اور حضور سید العالمین رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتلی حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء کو شفیع لائے اور حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا سید شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ النورانی کو اللہ تبارک و تعالیٰ کا امین کرے اور خود منصف ہو اور مراقبہ کی طرح آنکھیں بند کرے اور تفکر میں آئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے کون سی چیز بہتر ہے کہ میں اس کے لیے پڑھتا ہوں اور اس کو مسخر کروں۔ اگر جاننا ہے کہ تمام مخلوق کہتر ہے اور خالق سب سے بہتر ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس پر مہربان ہوگا اور دونوں عالم اس کے تابع اور خدمت کرنے والے کر دے گا۔ جو کوئی اس مرتبہ تک رسائی حاصل کر لے اس کی نگاہ میں خاک اور سونا برابر ہے کہ اسم اللہ سے کلیہ تاثیر اور اسم اعظم سے روشن ضمیر اور ہر ملک و ولایت پر امیر کہ ہر ولایت قاف سے قاف تک اور مشرق سے مغرب تک اس کی قید اور حکم میں ہوتی ہے اس لیے کہا ہے کہ بادشاہ ظل اللہ یعنی اللہ کا سایہ، تابع اللہ یعنی اللہ کا حکم ماننے والا، اطاعت خداوندی میں ہے۔ اور جس نے فتح و نصرت اور بادشاہی پائی فقیر اور درویش سے پائی ہے۔

بر در درویش رو ہر صبح و شام
تا ترا حاصل شود مطلب تمام
ہر دن صبح اور شام کو درویش کے دروازے پر پڑا رہ تاکہ تجھ کو تیرے
تمام مطلب حاصل ہو جائیں۔
یاد رہے کہ نگاہِ درویش میں مٹی اور سونا برابر ہے کہ اس کا قدم خزانہ
بے رنج پر ہے۔

شانِ فقر

جاننا چاہیے کہ فقیر ماسوی اللہ کسی کا محتاج نہیں جیسا کہ حدیث نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم سے ظاہر ہے :-

اَلْفَقْرُ لَا يَحْتَاٰجُ اِلَّا عَلٰی اللّٰهِ

فقیر ماسوی اللہ کسی کا محتاج نہیں۔

یاد رہے کہ فقیر اور درویش میں چھ حروف سے چھ خصلتیں پائی جاتی ہیں :-
الف :- سے اللہ بس۔

ب :- سے بابرکت تمام۔

ت :- سے ترک ماسوی اللہ۔

ث :- سے ثابت قدم رہنا۔

ج :- سے جاہل نہ ہونا۔

ح :- سے علوت نہ دے نفس کو۔ اور نفس آدمی کے وجود میں غائب ہے۔

اسے تیغ غائب سے کہ مطلق ذکر خفیہ ہے، ماردینا چاہئے اور ذکر خفیہ اس عالم کی روٹی
کھاتا ہے اور اس جہان کا کام کرتا ہے۔

این جہاں و آن جہاں است یک نفس
کے تو اند کشت نفس بد ہوس
ایک یہ دنیا ہے دوسری آخرت ہے۔ نفس ایک ہے۔ ہوس پرست
نفس کو تو کیسے بدل سکتا ہے۔

کار مرداں است تقویٰ باطنی
بہر کہ این تقویٰ نداند رہزنی
کامل لوگوں کا کام باطن کا تقویٰ ہے۔ جو یہ تقویٰ نہیں جانتا
وہ ڈاکو ہے۔

تقویٰ صبر و شکر راضی بان خدا
این چنین تقویٰ بود باطن صفا
تقویٰ صبر ہے شکر ہے اللہ کی رضا پر راضی ہونا ہے۔ ایسے تقویٰ
سے باطن دل صاف ہو جاتا ہے۔

باہوا بہر خدا بے کام باش
لب بہ لب بستہ زماں آرام باش
باہو خدا کے لیے تمام کاموں کو چھوڑ دے۔ ہونٹ پر ہونٹ رکھ کر منہ
بند کرے زمانہ سے آرام پالے۔

دعوتِ فقر

معلوم ہونا چاہیے کہ دعوتِ فقیر کی اللہ تبارک و تعالیٰ کی حضور ہی کی حجت ہے اور فقیر کی ہر بات حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی طرح ہے۔ اور ہم جلس فقیر کا ریب جلیل کے ساتھ جلس ہے اور ایسے ہی نور اللہ کا فقیر جہان میں قلیل ہے۔ ہاں جو باطن صفا رکھتا ہے وہ دل جام جہاں نما رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت سے بھر پور ہے۔ ہونٹ اس لیے باندھے ہیں کہ رب جلیل کے ساتھ پوستہ ہیں۔ حق کے بغیر بات نہ کرے کہ بات کرنے سے دو عالم کا غم پیدا ہوتا ہے ۵

در جہانش کم بود بے غم بود
غم مرا غم می بود غم غم خورد
جہاں میں ایسے آدمی بہت کم ہوتے ہیں کہ جن کو کوئی غم نہ ہو۔ میرا غم غموں کو دور کرتا ہے۔ میرا غم غموں کو کھا جاتا ہے۔

یاد رہے کہ دنیا کا نام غم ہے اور فقیر کا نام اللہ کی غنیمت۔ اس لیے اہل غم اور اہل غنیمت کی مجلسِ راست نہیں آتی اور فقیر صاحبِ دعوتِ منتہی قوتِ ظاہری و باطنی کے ساتھ لارِ حجت و لازوال ہے۔ اس کے پڑھنے والے کے لیے قرب و وصال کے مراتب حاصل ہیں۔ منتہی صاحبِ دعوت کو کیا حاجت ہے ستاروں اور بروج کے شمار کی اور کیا حاجت ہے شمار اور عددِ ساعت سعید اور نحس کی کہ لا تخف ولا تحزن قبر کے نزدیک مراقبہ میں جاتے ہیں۔ اور آپ کے بیوش ہوتے ہیں اور روحانی سے جواب باصواب لیتے ہیں۔ اور اگر باخبر ہوں تو

قبر سے خبر دل کی راہ سے لیتے ہیں کہ باطن کی دلیل شریعت کی رو سے ہے۔ ظاہری
فقیہ مذکور صاحب دعوت وجود صفا قلب طاہر ہو۔ ایسے قاری کو قاتل کہتے ہیں کہ
نظر اور توجہ سے قتل کرتا ہے اس لیے کہ نظر اور توجہ تیز تلوار ہے۔ مرد فقیر قتال وہ
ہے کہ سب سے پہلے اپنے موذی نفس کو قتل کرے بحکم باری تعالیٰ سے جیسا کہ
ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

أَقْتُلُوا الْمُؤْذِيَاتِ قَبْلَ الْإِيْدَاءِ

موذیوں کو ایذا سے پہلے قتل کر دو۔

ایسا فقیر اللہ کی تلوار اور صاحب حکم ہوتا ہے۔ کبھی تعزیر من تشاء کے مرتبہ میں
آتا ہے اور کبھی تعزیر من تشاء کے یعنی تو ہی عزت دینے والا ہے اور تو ہی ذلت
دینے والا ہے۔ مطلب یہ ہے محبت بھی اللہ کے لیے اور دشمنی بھی اللہ ہی کے لیے
ہونی چاہیے۔

جاننا چاہیے کہ بعض دعوت خوانی میں عامل اور بعض کامل کی اجازت
دیتے ہیں۔ اور صاحب دعوت وہ ہے کہ عامل و کامل دونوں ہوں۔ پھر
باریاضت و بااجازت و بارادت و باسعادت ہوں۔

عجوبہ فطرت

اے سچے طالب! جاننا چاہیے کہ اگر کوئی چاہے کہ کفار کو مغلوب رکھوں
اور اافیسوں بے دنیوں کو قید کروں تو اس پر لازم ہے کہ یہ چھ نام کاغذ کے
دوسکڑوں پر تحریر کرے وہ چھ نام مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ فرود ۲۔ شداد ۳۔ قارون

یہ تینوں نام ایک کاغذ پر لکھے اور دوسرے تینوں نام دوسرے کاغذ پر لکھیے

۱۔ فرعون ۲۔ ہامان ۳۔ ابلیس

پھر ان دونوں کاغذ کے ٹکڑوں کو دونوں پاؤں کے نیچے دے اور دو رکعت نماز حضور نبی کریم رحمۃ اللعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی روح پاک کے لیے پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ انا فتحنا پڑھے۔ اور دوسری رکعت میں سورہ یسین پڑھے اور سلام کے بعد سجدہ میں جا کر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اَنْصُرْ مَنْ اَنْصَرَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَاَجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ حَذَلَ دِيْنَ

مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔

اے اللہ اس کی مدد فرما جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مدد کی اور ہم کو بھی ان کا ساتھی کر دے اور اس کو چھوڑ دے جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو چھوڑ دیا اور ہم کو ان کا ساتھی نہ بنا۔

اس کے بعد دو گانہ کو حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات مع صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ارواح پاک کو بخشے۔ تو اس ترتیب سے دعوت خوانی سے کاربستہ کھل جائے اور بہت جلد مقصد حاصل ہوگا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا کلام برحق ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اگر کوئی جلدی جلدی پڑھے اور دونوں رکعت کے مابین قرآن مجید ختم کرے۔ مسلسل تین رات دن عمل اس کا قیامت تک نہ ٹوٹے اور یہ دعوت تیغ برہنہ وہ شخص پڑھے جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم اور حضرت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور شاہ محی الدین سے رخصت ہو کہ مرد شہسوار ظاہر اہل قبور
پر اور باطن دوام مجلس محمدی میں حضور اس صفت سے موصوف ہوں

شہسوارم شہسوارم شہسوار
غوث و قطب ہچموں مرکب زیر بار

میں شہسوار ہوں میں شہسوار ہوں شہسوار ہوں۔ فریادرس ہوں
دل سواری کی طرح بوجھ سے لدا ہوا ہے۔

اہل قبور سے استعانت کرنا

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

إِذَا تَخَيَّرْتُمْ فِي الْأُمُورِ فَاسْتَعِينُوا مِنْ أَهْلِ الْقُبُورِ
جب تمہیں کسی کام سے پریشانی لاحق ہو تو اہل قبور سے استعانت
طلب کرو۔

اس امر کو اچھی طرح سمجھنا چاہیے کہ قبر کی دعوت میں اگر مردہ دل اور زندہ تن
بے قوت اولیائے رحمن زندہ جان مردہ تن زندہ خاک زندہ شوق کی قبر کے پاس
جاتا ہے اور قبر کے پاؤں کی طرف سے یا قبر کے سر کی طرف سے یا قبر پر سوار
ہو کر پڑھتا ہے تو اسی وقت ہلاک ہو جاتا ہے بلکہ جاں بلب ہو کر مر جاتا
ہے یا رجعت ہو جاتی ہے یا بیمار یا دیوانہ ہو جاتا ہے۔ اگر قاری غالب
قوت والا اولیاء اللہ کی طرح غالب قبر کے پاس جاتا ہے تو اہل روحانی اس
کے پاس اس کی عظمت سے ہو جلتے ہیں۔ اور وہ باطن صفا قوت والا

قبر پر جس طرح چاہے پڑھے۔ خواہ بالا خواہ زیر۔ پس قبر کی ہم نشینی بہت ہی مشکل ہے
ہر ایک اس کام کے لائق نہیں ہے۔ اس کے لائق صاحب دعوتِ عالم ہے۔ صاحب
دعوتِ قبر پر ہر قبر سے خزانہ لیتا ہے۔ اور جو شخص کہ قبر کی دعوت میں عالم نہ ہو قبر کی
بیماری سے مر جاتا ہے۔

با تو گویم بشنو اے اہل یقین
لا تحف باشند ادا صدق دین
اے اہل یقین میری بات غور سے سُن۔ ان کو کسی کا خوف و ڈر نہیں ہوتا
وہ دین میں صادق ہوتے ہیں۔

رُوحِ بالا عرشِ قالبِ زیرِ خاک
اعتیا جے نیست روضہٴ جانِ پاک
اُن کی رُوح عرش کے اُوپر اور جسم زمین کے اندر ہوتا ہے۔ اُن
پاک جانوں کو گنبد کی ضرورت نہیں ہوتی۔
گم قبر گنم و گم نام و نشان
جسد را با خود برد در لا مکان
قبر لاپتہ نام غائب نشان تک موجود نہیں۔ وہ جسم کو اپنے ساتھ لا مکان
میں لے جاتا ہے۔

اولیاء را قبر پیموں جسم و جان
اولیاء را در قبر خفتہ بدال
اولیاء کی قبر جسم اور جان کی طرح ہوتی ہے۔ اولیاء کو قبر میں
سویا ہوا جان۔

خفتگاں را از قبر بیدار کن
 ہم سخن ہم باکلامش یاد کن
 قبر میں سوئے ہوئے کو بیدار کر۔ ان سے بات کر کے ان کو اپنا
 دوست بنا لے۔

دل ز دل سخنش بود باہم کلام
 این چنین سخنش ز الہامے مدام
 اس سے بات کر کے دل دوسرے کے دل سے ہم کلام ہوتا ہے۔ ایسی
 گفتگو کرنا الہام سے ہمیشہ کے لیے حاصل ہو جاتی ہے۔
 ہر دم سخنش بود۔ از دل بدل
 اولیا، داں زندہ اندر زیر گل
 ہر وقت دل کی بات دل سے ہوتی ہے۔ اولیا، کو زندہ جان مٹی
 یعنی قبر کے اندر۔

وقت مشکل یاد کن از عہد او
 طرفہ زد حاضر شوند تو رو برو
 مشکل کے وقت ان کے زمانہ کو یاد کر۔ پلک جھپکنے میں تیرے سامنے
 موجود ہوں گے۔

صد ہزاراں با موکل گرد گرد
 این چنین دعوت بود در عمل مرد
 سو ہزار موکل تیرے چاروں طرف حاضر ہوں گے۔ کامل آدمی کی دعوت
 اور عمل میں یہ تاثیر ہوتی ہے۔

اہل رجعت کے شناسد دل سیاہ
لا تخف دعوت بود سر الہ
پیچھے لوٹ جانے والا دل کی سیاہی کو کب جانتا ہے تو خوف مت کھا
اللہ کے اسرار کو دعوت دیتا رہے۔

باہوا بہ زین نسا شد در ہماں
خود پرستی را میں جز عین دال
باہوا سے بہتر دنیا جہان میں کچھ نہیں۔ خود پرستی مت کر۔ خود کو مت
دیکھ حقیقت کا جز جان لے۔

اے طالب صادق! معلوم ہونا چاہیے کہ سب سے پہلے قرب و وسال غفور
ہوتا ہے پھر قبر پر دعوت کے قابل ہوتا ہے اور جو اس طریقہ سے نہیں پڑتا بیشک
وہ رجعت کھاتا ہے، بیمار اور دیوانہ ہو جاتا ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ بعض اولیائے رحمن ایسے ہوتے ہیں کہ آدمی انہیں خواب
میں جاتے ہیں اور ان کا ظاہری جسم مست الٹ پڑا ہوا ہے اور باطن مشاہدہ خلاقہ کی
اور حضور میں غرق ہوتا ہے۔ اور بعض ایسے ہیں کہ ظاہری آنکھوں خواب میں دل بیدار
مثل ذکر دل کے اور مردہ دل کی طرح ہے۔ خواب ظاہر و باطن غفلت کے ساتھ
خراب ہے۔

دعوت کی تشریح

اے طالب! معلوم ہونا چاہیے کہ دعوت کے مندرجہ ذیل سات عجزانے ہیں:

پہلا خزانہ :- خزانہ الہیہ بعرض اعظم کے زیریں ہے۔

دوسرا خزانہ :- سیم وزر کا ہے جو زمین کے زیریں ہے۔

تیسرا خزانہ :- دنیا پر ہے۔

چوتھا خزانہ :- عقبیٰ پر ہے جس کو بہشت کہتے ہیں۔

پانچواں خزانہ :- خزانہ ازل ہے۔

چھٹا خزانہ :- خزانہ ایمان ابدی ہے۔

ساتواں خزانہ :- معرفت خداوندی کا خزانہ۔

یہ ہفت خزانوں اور لیائے رحمن کی قبر کے خزانہ کی کان سے کھولتے ہیں۔

چنانچہ دعوت خوال مذکورہ گزارشہ سوار ہے۔

اے سچے طالب! جاننا چاہیے کہ فقیر کو رجعت باری تعالیٰ کے ترک سے
 پیہ ابھوتی ہے اور دوسرے کے پیچھے رجوع لانے سے اور اہل علم کی رجعت
 علم کے خلاف ہے۔ اور دنیا دار کی رجعت بخل سے ہے اور جاہل کی رجعت
 شرک سے ہے اور بادشاہ کی رجعت بے عدلی سے ہے۔ اور صاحب دعوت
 فقیر ہے کہ نظر کے ساتھ اور تمام رجعتوں کو دُور کرے۔

جاننا چاہیے کہ قبر کی دعوت کا عمل وہ آدمی جانتا ہے کہ قبر کی دعوت کے
 مراتب کو پہنچا ہو۔ کیونکہ قبر مثل شیر ہے۔ قبر پر وہ سوار ہو سکتا ہے کہ شہ سوار نہ
 شیر ہو اور قبر کو وہ طور کی طرح ہو اس پر وہ سوار ہو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح
 جانے اور اگر قبر آگ کی طرح ہے۔۔۔ آگ میں جائے حضرت ابراہیم علیہ السلام
 کی طرح ہو۔

جاننا چاہئے کہ قبر کے ایک جانب آتش ہوتی ہے اور ایک جانب قبر پس قبر پر قدم رکھنا آتش پر قدم رکھنا ہے۔ لیکن قبر کا عمل تین اشیاء کے لیے درکار ہے:

پہلی شے: جب کافر بادشاہ سے لڑائی لڑے۔

دوسری شے: جہاں ملحد ہوں۔

تیسری شے: جب اسلام کی عزت نہ ہو۔

ان تینوں وجوہات کی بناء پر جائز ہے کہ قبر پر سوار ہو اور جہاں تک قرآن مجید کا علم ہو پڑھے مگر یہ کام بہت مشکل ہے۔ جان کی بازی لگانا ہے۔ بہت ہی مشکل ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

لَا يَمُوتُونَ بَلَّكَ يَنْقَلِبُونَ مِنَ الدَّارِ إِلَى الدَّارِ

اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں ایک گھر سے دوسرے کی طرف چلے جاتے ہیں۔

حقیقتِ موت

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

الْمَوْتُ جَسْرٌ يُوصِلُ الْجَنَابِ

موت ایک پل ہے کہ حبیب سے ملا دیتی ہے۔

جاننا چاہئے کہ اولیائے رحمن کی زندگی مطلق فراق ہے اور ممات عین وصل ہے۔

حضور نبی پاک صاحب لولاک احمد مجتبیٰ حضرت محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ

حضور می اور ملاقات۔ اور اگر اولیائے رحمن اپنے باطنی مراتب کا حال دنیا میں دیکھیں تو

وہ اپنے ہاتھ سے پیٹ چیر کر خود کو ہلاک کر ڈالیں اور اگر دنیا دار اپنے باطنی حال کو

دیکھیں پھر تمام عمر بجز نام خدا اور کچھ نہ کہیں اور نہ دنیا سے ایسے سروہوں مکہ موت اختیار کریں اور دنیا کی طرف توجہ نہ کریں اس لیے کہ دنیا مغفوبہ اللہ کی دشمن خدا کی دوستوں کے گھر میں اگر کوئی لاتے تو اللہ تعالیٰ کے دوست انہیں دشمن تصور کرتے ہیں اور ایک درم میں بھی لیں۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوں۔

اسم باہو بیک نقطہ یا ہُو شود

ورد باہو روز و شب یا ہُو شود

باہو کا نام ایک نقطہ لگانے سے یا ہُو ہو جاتا ہے۔ باہو کا ورد رات دن یا ہُو ہوتا ہے۔

اسم ہو سیف است باہو بر زبان

قتل کن ایں نفس کافر ہر زماں

باہو زبان پر ہو تلوار کی طرح ہے۔ اس تلوار سے اس کافر نفس کو ہم وقت قتل کر۔

اسم یا ہُو گشت باہو راہبر

پیشوائے شد محمد معتبر

اسم یا ہُو باہو کار راہبر ہو گیا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم قابل اعتبار پیشوا ہیں۔

باطنی دعوت کی ترتیب ذکر و فکر سے ہو، پاس انفاس مطلق، مطلق راہ باطنی

خاص انخاص ہے۔ حق طلب زندہ دل دعوت میں غرق اور جذب اللہ کے نام کے ساتھ اور دعوت تجلی اسم اللہ کے اسم ذات سے ہوں۔ اُن سے نور کی بوندیں

مینہ کی بوندوں کی طرح اللہ کے حروف کے درمیان سے ٹپکتی ہیں۔ چنانچہ حرف اللہ اور حرف ل اور دوسرا ل حرف لا سے ٹپکتی ہیں۔ اور ان کے دیکھنے سے دل کی آنکھ عین الیقین اور ظاہری آنکھ معرفت خداوندی کا راز علم الیقین کی طرف لے جاتا ہے اور جو اس یقین سے بے یقین ہو۔ بیشک کافر ہو۔

تحقیق تجلی

یاد رہے کہ تجلی کی تحقیق محمدی علی صاحبہما التیۃ والثناء طریق سے کرنا چاہیے اور نور تجلی کے برسنے کے وقت ارد گرد ناری شیطان بکثرت ہوتے ہیں۔ آدمی کو بدعت، شرک و استدراج اس مقام میں ہے خبردار رہ۔ اس مقام اور احوال میں مرشد و ستگیر باخبر کھینچتا ہے زیر و زبر ہونے سے کہ گمراہی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ اسم اللہ ربیع ہو جاتی ہے۔ پس متاع مشک کو ترک کر کے شریعت محمدیہ علی صاحبہما التیۃ والثناء ابتدا و انتہا میں تمام و کمال ہاتھ میں لے لے کہ یہی دین ہے اور دوسری دعوت ریاست ہے اور دوسرا راز ہے

دم رواں باشد مثل تیغ تیز
دعوت چوں تیر دم از دل بخیز
سانس تیز تلوار کی طرح جاری رہتا ہے۔ اس کی دعوت جب
دل سے نکلتی ہے تو تیر کی طرح ہوتی ہے۔

اس دعوت کو ننگی تلوار کہتے ہیں اور بیان کی کیا ضرورت ہے۔ کامل فقیر کو شروع کرنا چاہیے اس میں کل مخلوقات اور انبیائے کرام اور ایسے عظام کی

ارواح اور تمام مسلمانوں کی ارواح لَدَالَةِ الرَّسُولِ کے قاری ہیں اور حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوة والتسلیمات صحابہ کرام کے ساتھ کہ ایک لاکھ ستر ہزار اصحاب صفہ اور اصحاب بدر اور اہل عرب اور اہل عجم میں حاضر ہوتے ہیں اور موکل اور فرشتے اور اٹھارہ ہزار عالم حرکت میں آتے ہیں اور تمام طبقات اس کی قید میں ہو جاتے ہیں۔ اس دعوت سے کوئی دعوت سخت نہیں اگر بکثرت متواتر پڑھے تو قسم بخدا کہ ملائکہ اس ملک اور سرزمین کو ہلا کر پس پشت ڈال دیں اور اوپر نیچے کر دیں۔ اس دعوت کو کم از کم ایک دن اور اگر دشوار کام ہو تو تین دن پڑھے اور اگر زیادہ پڑھے تو قیامت تک عمل باقی رہے گا۔ جو شخص کلام الہی اور دعوت میں دعائے سیفی پر شک کرے وہ کافر ہے اس لیے کہ کلام ربانی کی دعوت حقیقت پر مبنی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ پارہ کشتہ نہیں ہوتا۔ اور بود سے نابود نہیں ہوتا اور کمہیا کے قابل نہیں ہوتا۔ بجز کمیہاگر کابل کے۔ لہذا یہ دعوت بجز ہم نشینی قبر اولیاء اللہ کے دستیاب نہیں ہوتا اور نہ اس کی رجعت ہو مرشد کی اجازت کے بغیر۔

تکثیر و اکسیر

معلوم ہونا چاہیے کہ صاحب دعوت عامل کامل کے لیے کچھ دشوار نہیں ہے کہ کسی بات کا قید میں لانا اور تابع کرنا۔ علم اکسیر سے علم تکثیر زیادہ ہے۔ الْعِلْمُ تَكْتِثِيرٌ فَوْقَ الْاَكْسِيرِ جو اس طریقہ سے دعوت دیتا ہے ظاہر محتاج اور باطن

میں غنی ہو جاتا ہے

نفس را رسوا کند بہر از گدا
 بر ہر درے قدمے زند بہر از خدا
 فقیر ہر دروازے پر جا کر نفس کو ذلیل کرتا ہے۔ خدا کے لیے ہر دروازے
 پر جا کر قدم رکھتا ہے۔

اے سچے طالب! جاننا چاہیے کہ قبر کی ہم نشینی سے قرآن پڑھنا مشکل
 کھول دیتا ہے اور باطن میں مجلس روحانی اور انبیائے کرام اولیائے عظام سے
 ملاقات حاصل ہوتی ہے اور مراتب حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام قم باذن اللہ
 اور اسم اعظم کے اولیاء اللہ کی قبر سے ملتے ہیں۔ اور الہام و حدیث اور جاری
 ہوتا ذکر و فکر قرآن سے حاصل ہو جاتا ہے۔ علم لدنی اور معرفت خداوندی اور
 علم کبھی درسی قرآن مجید اور اولیائے رحمن کی قبر سے حاصل ہوتا ہے۔ اور
 تمام ملک مثل حضرت سلیمان علیہ السلام کے قید میں لانا اور ظاہری و باطنی
 مقام اور عالمگیر بادشاہی دنیاوی قرآن سے اولیائے رحمن سے ظاہر اور
 حاصل ہوتی ہے اور آدمی عالم و عارف ہو جاتا ہے لیکن کامل مرشد کی اجازت
 سے کہ مراتب باطنی اولیاء اللہ صاحب دعوت کے بہت ہیں۔ اور دائمی طور
 پر باطنی چار شکر اس کے ارد گرد حفاظت کرتے ہیں اگرچہ وہ ظاہری آنکھ
 سے نہیں دیکھتے۔ اور وہ چار شکر مندرجہ ذیل ہیں :-

پہلا لشکر :- حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم اصحاب کبار اور
 جمیع اجباب کی روح کے ساتھ۔

دوسرا الشکر : شہداء اور جمیع امانین شہیدین ابی محمد الحسن و ابی عبدالحسین ۔
تیسرا الشکر : فرشتوں کا جو موکل ہیں ۔
چوتھا الشکر : جنات کا ۔

اور صاحب دعوت ولی اللہ ہر بھیاں متع اور تیر کمان کے ساتھ اور سان اور نیرہ
اور کار اور بندوق وغیرہ سے آراستہ ہوتا ہے۔ غیب الغیب سے جس کی پر جذب و
غضب و قہر کرے اس کا دشمن غیب سے جان پر زخم کھائے اور اسی درد سے لقمہ جان
ہو جائے۔ لیکن فقیر کو چاہیے کہ باخبر، خدا ترس بار بردار ہے اور کسی کو تنگ نہ کرے۔
ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :

مَنْ حَضَرَ أَبِيرَ الْإِخِيَةِ فَقَدْ وَتَعَ فِيهِ

جو شخص اپنے بھائی کے لیے کنواں کھودتا ہے خود اس میں گرتا ہے ۔

اللہ سے نبت و دشمنی کرنا

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :

أَلْحَبُّ لِلَّهِ وَالْبُغْضُ لِلَّهِ

اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے بغض کرے ۔

جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ کے دوستوں کو تنگ کرے گا دونوں جہان میں خسرتہ
حال ہوگا۔ اور یہ کہ بعض لوگ دنیا والوں پر دعوت پڑھتے ہیں جیسا کہ کوئی شخص سانپ
پر نمتر پڑھے اور اپنے حکم میں لائے ایسا آدمی اللہ تعالیٰ کا دوست نہیں ہے جادوگر
ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے کلام کو مخلوق کے رجوع کیلئے پڑھتے ہیں اور یہ مطلب

دل میں رکھیں کہ مسخر ہوں اور ان کے درم وینار نذر کے طور پر لیں صرف روزی اس طرح رکھیں اور رب تعالیٰ پر اعتبار و یقین رکھیں وہ شرک و ریا میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے اور اس فرقہ سے نگاہ رکھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا

میری آیات کو کم داموں میں مت فروخت کرو۔

اگر نصیب دنیا میں ہوتا تو فرعون کا نصیب مہتر موسیٰ علیہ السلام سے بہتر ہوتا۔ نصیب والا وہ ہے کہ تمام عمر آپ کو ظاہری و باطنی عبادت میں تصرف کرے۔ چنانچہ معرفت نماز کی عبادت نماز کی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے کہ متاع دنیا بہت کم ہے۔

اور درم و دینار نخیل لوگ جمع کرتے ہیں۔

ہر کہ بر دین محمد شد فنا

می رسد در مرتبہ اولیاء

جس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین پر جان دے دی۔ وہ اولیاء

کے مرتبہ و مقام کو پہنچ گیا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

مَنْ تَكَى بَغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ هَلَكَ

جس نے اللہ کے سوا کسی دوسرے پر بھروسہ کیا وہ ہلاک ہوا۔

جاننا چاہیے کہ صاحب دعوت جو کامل ہو، زکوٰۃ و نصاب دور بدور اور بدل
ختم کی ضرورت نہیں ہے اور قرأت کا وقت پہچاننا اور قیام کی جگہ، رجعت، عدد،
نیک و بد کا حساب، ترک حیوانات جمالی، جلالی اور کمالی کہ یہ تمام وساوس و خطرات رجعت
ناقصوں سے پیدا ہوتے ہیں اس لیے کہ حاجت کے ما بین حسبہ اللہ، اللہ کا
نام لاتے اور مخلوق کے لیے پڑھتے ہیں اور روپیہ پیسہ لیتے ہیں ۷

باموکل دائرہ عدد و حساب

از بروز کوشش شد کتاب

موکل کے لیے حصار ہے عدد اور حساب ہے۔ اس کے سنارے کے
برج سے اس کو حاصل کرتا ہے۔

بہتر آن باشد کہ با حق راز کن

تا ترا حاصل شود آواز کن

سب سے بہتر یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ راز داری کرے تاکہ تجھ کو کن کی
آواز سننا میسر ہو جائے۔

کنہ حق دریاں دریا دل شوی

در ہر قدم بچو جابش می روی

حق کی حقیقت کو حاصل کرنے کی کوشش کر تاکہ تیرا دل دریا ہو جائے

کہ ہر قدم کے ساتھ بلباہ کی طرح تیرا ہوا چلا جائے گا۔

ہر زو جش دُر از دریا کشی

موج دم دُر یک شود یکتا شوی

حجرۂ دل

جاننا چاہیے کہ ذکر، فکر، مراقبہ، محاسبہ اور حجرۂ منخلوت یہ تمام مراتب خام اور ناتمام ہیں اس لیے کہ حجرۂ دل اور خلوت حجرۂ خاک اور خلوت سے بہتر ہے کیونکہ حجرۂ خاک کمتر ہے جس نے پایا حجرۂ دل سے پایا اور جس نے پایا دل سے یا گل سے دُور ہو گیا بلکہ گل کے حجرہ میں چالیس دن بیٹھنا جہالت ہے، مشرک و کفر ہے کس لیے کہتے ہیں کہ یہ بات مجھے چلہ سے حاصل ہوئی ہے۔ خدا کو قبول جاتے ہیں اس وجہ سے حجرہ اور خلوت تمام استدراج ہے بہتر نہیں ہے کہ مشرعیّت ظاہرہ کے ساتھ نماز، سنت، جماعت اور باطنی طاقت کے ساتھ طریقت و حقیقت و معرفت ظاہرہ مخلوق اور باطن خالق کے ساتھ۔ ہاں چار مرشد ہونے چاہئیں :-

مرشدِ اول :- مشرعیّت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

مرشدِ دوم :- مرشدِ طریقت ہے۔

مرشدِ سوم :- مرشدِ حقیقت ہے۔

مرشدِ چہارم :- مرشدِ معرفت ہے۔

اور اگر ایک ہی مرشد سے یہ چاروں مقام حاصل ہوں تو اسی سے یکسانی کا سبق حاصل کرے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

معرفتِ خداوندی کا تمام ہونا یہ ہے کہ فقیر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم وہ راستہ ہے

کہ وہ راستہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

گر بنگرم گر بنگرم جاں رود چوں بنگرم
حیراں درکارے شدم یا بنگرم یا جاں وہم

اگر میں دیکھوں۔ اگر میں دیکھوں تو جان چلی جاتی میں جب بھی دیکھوں تو اس معاملے سے حیران ہوں کہ دیکھوں یا جان دوں۔
 جاننا چاہیے کہ راہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تماشاً دیکھنے کی جگہ نہیں ہے۔ مخلوق کے شور اور ہرزہ گردی میں ہے کہ فقیر محمدی سے بہت دُور ہے۔
 ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ لَمَيِّتُونَ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ
 تم پھر اس زندگی کے بعد مر جاؤ گے پھر تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔
 اللہ تبارک و تعالیٰ کے نام کے ساتھ مشغول رہ کیونکہ بروزِ محشر ذاکر، عارفِ قبر سے ذکر خداوندی کرتے ہوئے اٹھیں گے اور بغیر حساب اور بغیر عذابِ جنت میں داخل ہوں گے کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کی برکت سے۔

علم تکثیر

دعوت کی دوسری ترتیب یہ ہے کہ اول علم دعوت آدمی کو چاہیے۔ علم دعوت علم تکثیر کا نام ہے اور جو علم تکثیر میں عامل ہو نہ اُسے رجعت ہونہ اُسے زوال ہو علم تکثیر سے مندرجہ ذیل چار علوم کا انکشاف ہوتا ہے :-

پہلا علم :- علم تفسیر ہے۔

دوسرا علم :- علم اکیر ہے۔

تیسرا علم :- علم تاثیر ہے۔

چوتھا علم :- علم کلیہ تزکیہ، تصفیہ اور تخلیہ ہے۔

یہ وہی روشن ضمیری اور مراتبِ کیمیا نشی ہیں کہ نظر کے ساتھ مردہ دل کو زندہ کرتے ہیں کہ اس کا دل آوازِ بلند کے ساتھ اللہ اللہ پڑھتا ہے۔ اور کیمیا نظر وہ ہے کہ ایک نظر میں جاہل کو عالم بنا دے۔ اور ایسا علم عطا کرے کہ ہر علم سے کشف ہو۔

نظرِ کیمیا

حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں یہ نگاہِ کیمیا نہیں ہے نگاہِ کیمیا وہ دل ہے جو دل کو زندہ کرے اور دل کبھی نہ مرے، نور کو ذکر سے منور کرے جو کوئی نور کو پہچانتا ہے تو وہ حضور پر نور شافع پور النور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التمجید والثناء کے نور سے مشرف ہو جاتا ہے یعنی حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوة والتسليم کی تمام متابعت کو اتحاد سے یعنی سنت محمدیہ علیہ الصلوة والثناء کو زندہ کرے اور بدعت کو مارے اسے ماسوا اطاعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جادہ حق کے اور آپ کے راز کے کچھ بھی پتا نہ لگے۔ وہ حضور علیہ الصلوة والسلام کا پسندیدہ ہے اور معرفت خداوندی تک پہنچا ہوا۔ درحقیقت یہی فقیری ہے۔

علماء و فقراء کی تخلیق

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔
 خَلَقْتُ الْعُلَمَاءَ مِنْ صَدْرِي وَخَلَقْتُ السَّادَاتِ مِنْ صُفْبِي وَ
 وَخَلَقْتُ الْفُقَرَاءَ مِنْ نُورِ اللَّهِ تَعَالَى۔

علمائے کرام کو میرے سینے سے پیدا کیا گیا اور سادات کو میری پشت
سے پیدا کیا گیا۔ اور فقراء کو نور الہی سے پیدا کیا گیا۔

اور ارشاد نبوی سلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الْفَقْرُ خَيْرٌ مِنَ الْفَقْرِ مَعْنِي . یعنی فقر میرا
خیر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔ بموجب اس آیت کریمہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّكَ بِالْغَدَاةِ
وَ الْعِشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنُكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تَطْعَمَنْ مَنْ آغْنَدْنَا قُلُوبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَ اتَّبِعْ
هَوَاهُ وَ كَانَ آفْرَةً فُرُطًا .

اور تو اپنے نفس کو سب میں ڈال دے ان لوگوں کے ساتھ کہ بلا تے ہیں
اپنے پروردگار کو صبح و شام خاص اس لیے اور مت ملاحظہ اپنی
ان سے کہ ارادہ کرتے ہیں دنیا کی زینت کا زندگی کے لیے اور
ان لوگوں کی اطاعت نہ کر کہ جن کا ذکر ہمارے ذکر سے غافل ہے
اور اپنی خواہشات کے تابع ہیں اور اس کا امر ہے۔

مسکین کون؟

ارشاد نبوی سلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مَظْلُومًا وَلَا تَجْعَلْنِي ظَالِمًا اللَّهُمَّ أَحْيِنِي
مَسْكِينًا وَ أَحْشِرْنِي فِي ذُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ .

اے اللہ مجھے مظلوم بنا اور ظالم نہ بنا۔ مجھے مسکین رکھ اور مسکین مار اور میرا

حشر مساکین کے زمرہ میں کر۔

مسکین وہ ہے کہ ماسویٰ اللہ نام کے اپنے ملک میں کچھ نہ رکھے یا یہ کہ اس کا ملک خاک ہے۔ زمین پر جہاں بیٹھ جائے۔ پس مسکین فقیر عارف باللہ کو کہتے ہیں اور اولیاء مفلس فی اللہ کو کہتے ہیں۔ چنانچہ حِلَّالُهَا حِسَابٌ وَحَرَامُهَا عِقَابٌ۔ مشہور ہے۔ اور ولی اللہ مفلس ہے کہ وہ کسی کو شمار میں نہیں لاتا اور نہ کچھ رکھتا ہے اور نہ منہ حساب کے میدان میں لاتا ہوں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

الْآنَ آدُلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

خبردار! تحقیق اللہ کے دوستوں کو کچھ خوف نہیں اور نہ غمگین ہونگے۔

اور اولیاء اللہ ان احوال سے پہچانا جاتا ہے کہ دائمی طور پر اللہ کے ساتھ عرق ہو اور سر سجدہ کے لیے اور تن اطاعت کے لیے اور زبان ثناء کے لیے اور دل ذکر کے لیے اور آنکھ دیکھنے کے لیے ارواح فکر و فیض کے لیے جیسا کہ آفتاب کا واسطہ ہے اور قدم مومنین کی زیارت کے لیے اور کمرہ ہر امر معروف کے باندھنے کے لیے اور کان اللہ تعالیٰ کا کلام سننے کے لیے رکھتا ہو۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہو۔

پس ولی اللہ عارف باللہ کو سرود اور نغمہ مطرب اور سن پستی مطلق خلاف ہے کہ ان ناشائستہ امور کے وجود میں کہاں جگہ دے۔

غیر مولیٰ نیست در دل جائے من

ہر چہ بینی غیر مولیٰ را ہزن

اللہ کے سوا میرے دل میں کسی کے لیے جگہ نہیں ہے۔ اللہ کے سوا جو کسی اور چیز کو دیکھے وہ ڈا کو ہے۔

ایں سرود نغمہ ہست از نفس ہوا

طالبان ایں ہوا دور از خدا

یہ نغمہ اور راگ نفسانی خواہش ہے۔ اس خواہش کے طلب کار خدا سے دور ہیں۔

اور جو شخص معصیت سے باز نہ آئے اور شب و روز پشیمان نہ ہو اور توبہ کرے معلوم ہوا کہ اس پر نفس غالب ہے۔ اور اس کا علاج یہ ہے کہ ہر روز اسم اعظم پڑھے اور دل میں فکر کے ساتھ ذکر کرے کہ اس کی لذت سے اور ذکر کے غلبہ سے مغلوب ہو اور تمام عمر گناہ نہ کرے اور جو معرفت کی راہ سے سلب ہوا ہو یا معرفت کی راہ اس کو نہ کھولے اور ہر ذکر اور ہر عبادت سے اس کو حجاب ہو۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اسم اللہ کا تصور زبان کے درد کے ساتھ اور روح کے درد کے ساتھ پکڑے اور پڑھے۔ اس کا حال، حال پر اور کشائش پر ہو جائے گا اور معرفت خداوندی حاصل کر لے گا۔ وہم و فہم میں نہیں سمائے گا۔ اور جس کسی کی دعوت جاری نہ ہو اور جو پڑھے رجعت پیدا ہو۔

طریق ذکر الہی

اس کا طریق یہ ہے کہ آدمی رات کو جنگل میں جائے اور دریا کے کنارے پہنچے اور حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح پاک کے لیے دو گانہ پڑھے

اور لفظ اسم اعظم اللہ کا اسم محمد کے ساتھ چند بار تکرار کرے تاکہ اس کے دل
کی سیاہی دور ہو۔ اور موکلان جنونیت اہل اسلام خاکوں کے ارواح کے
ساتھ باطن میں اس کے ساتھ مصافحہ کریں اور مقصد کو پہنچیں اور اس کا نفس
اطاعت گزار ہو۔

نفس چوں غالب شود بردل کہ تعبیرش میرس
شحنہ چوں ظالم شود وہ را خرابی اکبر است
جب نفس دل پر غالب ہوتا ہے تو دل کی حالت کو مت معلوم کر کہ جب کو تو ال
ظالم ہو جائے تو دھات کی بہت بڑی خرابی کا سبب ہے۔

تین مقام

جاننا چاہیے کہ مندرجہ ذیل تین مقامات سے نکلنا نہایت مشکل ہے :-
پہلا مقام :- وبادارہ سے تارک و فارغ ہونا مشکل ہے جس طرح کہ کفار کو کلمہ
طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ محمد رسول اللہ کہنا مشکل ہے۔

دوسرا مقام :- اہل کشف کو ہر مرد کے ساتھ اخلاص کرے رجوعات مخلوق کے
لیے اور دنیا کی زیادتی۔ یہ طریقت کا مقام ہے اور طریقت کے مقام میں بالکل
نفس کی آسائش ہے نام و ناموس کے ساتھ حقیقت معرفت کی شناخت
بہت محال ہے کہ اہل طریقت آپ کو حضور جانتے ہیں لیکن بہت دور
ہیں بجز مرشد کامل کی دستگیری کے کب حضور ہو سکتا ہے۔

تیسرا مقام :- دعوت خواں کا وجود خام کو مشکل ہے کہ بعض دعوت خوانی سے

مؤکلیں جنونیت دیوانے ہو جاتے ہیں اور بعض پریشان و سرگردان دائمی طور پر سیر و سفر میں اور بعض دعوت سے اہل بدعت اہل شرب بے نمازی مطلق مجنونیت عالم غیب سے خراب اور بعض کو فقر مکب . ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے : نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ فَقْرِ الْمَكِبِ . میں اللہ کے ساتھ مکب سے پناہ مانگتا ہوں . پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے : اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِي الدَّارَيْنِ . فقردونوں عالم کی رو سیاہی ہے . اور بعض کو دنیا دعوت سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ خزانہ ظاہر و باطن . یہ بھی دعوت سے رجعت کھا کر ہوتا ہے کہ دنیا کا تمام و کمال ہونا فرعون کے مراتب ہیں کہ وہ اور شرک میں پڑ جائے کہ کسی مفلس نے اَنَارُكُمْ اَلْاَعْلٰی "میں تمہارا رب ہوں" نہیں کہا اور دعوت دریائے عمیق ہے اور صاحب توفیق کے لیے پڑھنی ضروری ہے اور صاحب توفیق ولی اللہ کے لیے ضروری ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے حرف کے تصور میں رہے حتیٰ کہ بیہوش ہو جائے اور اس کے گہرے دریا میں غرق ہو جائے اور مشاہدہ تجلیات کی تحقیقات کرے کہ اس کا باطن ظاہر ہو یا اُس کے حروف سے دل میں الہام ہو . پھر جب اس حال پر پہنچے تو جان لے کہ یہ حرفِ اعظم ہے .

پس اے طالب ! معلوم ہونا چاہیے کہ تیس حرف عرشِ اعظم کے ارد گرد جو تحریر ہیں پس انہیں تیس حروف سے تیس ہزار علم پیدا ہوئے ہیں اور ان علوم کو ماسوا حضور نبی کریم رحمۃ اللعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے دوسرا نہیں جانتا .

حرف الف کا کمال

یاد رہے کہ علم کشف، علم معرفت اور علم لدنی کو بغیر حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی اجازت حاصل نہیں ہوتا اور نہ بغیر مطالبہ حرف و عرش کے کسی کو حاصل ہوتا ہے۔ پس جو کوئی ان میں سے ایک حرف کو عرش کے حروف سے حاصل کرے تو اُس پر لازم ہے کہ حرف الف سے حاصل کرے پس جو کوئی حرف الف سے حاصل کرے گا وہ ہرگز کامیاب و کامران نہ ہوگا اور نہ ہی منزل مقصود پر پہنچے گا۔

صوفیائے کرام کا قول ہے کہ حرف الف کا تعلق ذات سے ہے اور باقی جو حروف ہیں وہ تمام کے تمام الف کی صفات ہیں۔ پس جب طالب کو ذات سے تعلق پیدا ہو جائے گا تو صفات خود بخود حاصل ہو جائیں گی اور سراپردہ ظاہری و باطنی آنکھ کا اس علم سے واضح اور روشن ہوتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس علم کے تیس حروف سے ایک حرف مثل دائرہ حاضرات روحانیات کے کشف و کرامات اور مقامات ذات و صفات اور صفات کل و جز کا تصور اور تصرف میں ہے اور ان تیس حروف کی تیس کلیدیں ہیں۔ ان کلیدوں کو صاحبِ خزانہ جانتا ہے اور کیا جانے اہل تقلید سے کہ یہ وہ راہ ہے اگر کسی کو نصیب نہ ہو تو وہ بے نصیب ہے پس نصیب تیس حروف کے علم سے ہے اور جو کوئی اس علم کو شب و روز مطالعہ میں لاتا ہے تو یہ مطالعہ لوح محفوظ پر لے جاتا ہے اور لوح کے مطالعہ سے اللہ میں غرق ہوتا ہے اور اللہ میں غرق ہو کر عارف باللہ ہو جاتا ہے اور عارف باللہ

کا بہت اُونچا مرتبہ ہے جو وہم و فہم میں نہیں سماتا۔

فرشتہ گرچہ دار و قریب درگاہ

ن گنبد در مقام لی مع اللہ

فرشتہ اگرچہ اللہ کی بارگاہ میں مقرب ہے مگر وہ لی مع اللہ کے مرتبہ تک رسائی نہیں رکھتا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

لِيُصَلِّحَ اللَّهُ ذُرِّيَّتَكَ لِيُتَمِّمَ عَلَيْكَ مَقَرَّكَ وَوَالِدَيْكَ مُرْسَلًا

مجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہوتا ہے کہ اس میں مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی نہیں سماتا۔

اور علم منطوق، علم معانی اور جو علم جس کا تجھے علم ہے اور پڑھتا ہے۔ علم ظاہری، علم باطنی اور معرفت خداوندی سے ان تیس حروف میں سے کوئی چیز بھی باہر نہیں ہے۔ لیکن مرشد و استاد کا کامل ہونا ضروری ہے جس طرح سورہ مزمل پڑھنے والے سے، جو کوئی سورہ مزمل پڑھتا ہے وہ دونوں جہان میں کامل ہوتا ہے اور مکمل بنتا ہے۔ وہ تیس حروف مندرجہ ذیل ہیں :-

۱	۲	۳	۴
تصویر ۱	تصویر ۲	تصویر ۳	تصویر ۴
۵	۶	۷	۸
تصویر ۵	تصویر ۶	تصویر ۷	تصویر ۸

۱۲	۱۱	۱۰	۹
تصوّر س تصرف	تصوّر ن تصرف	تصوّر ر تصرف	تصوّر ذ تصرف
۱۶	۱۵	۱۴	۱۳
تصوّر ط تصرف	تصوّر ف تصرف	تصوّر ص تصرف	تصوّر ش تصرف
۲۰	۱۹	۱۸	۱۷
تصوّر ق تصرف	تصوّر غ تصرف	تصوّر ع تصرف	تصوّر ظ تصرف
۲۴	۲۳	۲۲	۲۱
تصوّر م تصرف	تصوّر ل تصرف	تصوّر ا تصرف	تصوّر ق تصرف
۲۸	۲۷	۲۶	۲۵
تصوّر لا تصرف	تصوّر لا تصرف	تصوّر و تصرف	تصوّن تصرف
	۳۰	۲۹	
	تصوّر ی تصرف	تصوّر ع تصرف	

یہ تیس حروف عرش کے گرد اگر دو رقم ہیں اور حضور نبی پاک صاحب لولاک
 علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیٰات اس میں دائمی طور پر رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کے حکم کے بغیر جاری نہیں ہوتے اور محل میں نہیں آتے اور تاثیر نہیں کرتے
 ایک یہ کہ سات حروف تلوار کے لیے ملک کے بادشاہ کو قید میں لانے کے لیے
 اس لیے کہ بادشاہ اللہ کا سایہ ہے اور سات حروف مطلق کلید ہیں کہ خزانہ اللہ
 ظاہر و باطن فقیر صاحب طیر اویا و رحمن کے حوالے ہیں۔ اور سات حروف دعوت

موکل اور جنون اور ارواحِ خاکیوں مسلمانوں کی قید میں لانے کو اور ہر علم کی کثافت اور دنیا کے درجات کی ترقی کو کہ یہ بندوں کے مراتب ہیں اور ان میں سے ہر ایک مرشد کامل عرشِ اعظم کے حضور میں، خواب میں یا مراقبہ میں لے جا کر اگر لوح سے واقف نہ کرائے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت نہ دلائے اور مطالبہ کو پہلے روز سے نصیب نہ کرائے تو وہ مرشد نہیں ہے۔ مرشد ہونا آسان کام نہیں ہے بلکہ مرشدی اور طالبی میں اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا راز ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

حروف کی اقسام

اے طالب صادق! جاننا چاہیے کہ تیس حروف چار اقسام میں منقسم ہیں :-
 پہلی قسم :- سات واسطے توحیدِ خداوندی مراتب باطنی کے۔
 دوسری قسم :- سات حروف واسطے علم ظاہری اور تفسیر قرآن مجید کے۔
 تیسری قسم :- سات حروف واسطے علم دعوت تکثیر کے۔
 چوتھی قسم :- نو حروف واسطے اکسیرِ کیمیا کے۔

جو ان حروف کو پڑھے موکل حاضر ہوں۔ آواز دیتے ہیں اور ترتیب کیمیائی درست کرتے ہیں کہ اس کے ہرگز خلاف نہیں ہوتا۔ سب کام آسان ہے اور دنیا فانی قابل اعتبار نہیں۔ اور شب و روز ہے اور ہمیشہ ہوس کیمیائی کی طلب میں مرے ہیں اور مطلب تک رسائی نہیں ہوتی اور ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں پس مولیٰ کی طلب کر جو مولیٰ کو طلب نہیں کرتا وہ مجنوں محبوب و مجذوب ہے۔

دعوت کی دوسری ترتیب

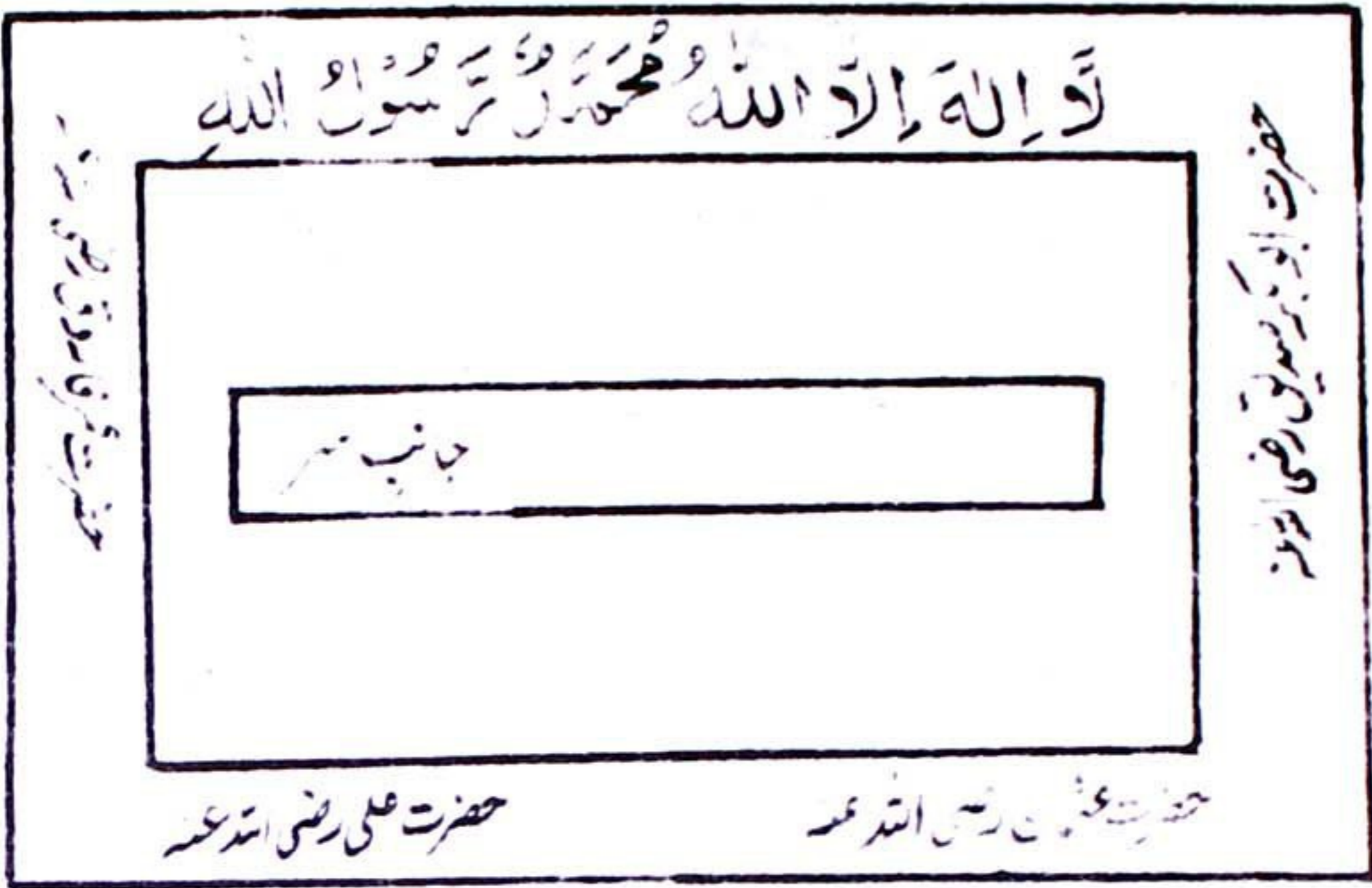
دعوت کی دوسری ترتیب یہ ہے کہ ویرانہ میں جائے کہ جہاں ریگ ہو اور اس میں روضہ پاک آراستہ کرے اور قبر مبارک بنائے۔ نمونہ کے طور پر درج کیا گیا ہے جو روضہ انور کے گرد تحریر ہے۔ انشاء حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کی حرمت سے ہر کام میسر ہوگا جو شک کرے وہ کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔ اور پڑھتے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح پاک حاضر ہوتی ہے بلکہ شرح مطہرہ کے مطابق پڑھنے سے زیارت خداوندی ہوتی ہے اور جواب بھی پاتا ہے۔

<p>بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ</p>	<p>الہی بکرمت روضہ مبارک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب جو دو کرم کارم دینی و دنیاوی رد المقصود</p>	<p>رسول اللہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدًا</p>
<p>مجلس دوسرہ عزرائیل الکبریٰ</p>	<p>بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ</p>	<p>الہی بکرمت عزرائیل دوسرہ ملک</p>
<p>برکت عبد الحمید شرقی و عبد الرحیم غربی و عبد الرشید سمانی و عبد الجلیل جنوبی الہی بکرمت حضرت عثمان</p>	<p>الہی بکرمت مدینہ حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم مخفایق مزار سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ مزار سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جائیا مزار مبارک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم</p>	<p>برکت امامین نور العین امیر المؤمنین سیدنا امام حسن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم الہی بکرمت حضرت علی رضی اللہ عنہ</p>
<p>اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا</p>		

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	الہی بکرمت پنچمن پاک و چہار دہ معصوم دہ د از دہ امام مقصود دارین حاصل گرداں	لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
نور اللیقا	و بکرمت سیدنا محمد عبد اللہ ابن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف علیہ الصلوٰۃ والسلام	اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر
حق	و بکرمت مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ دادہما اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً۔	هو

دعوتِ علمِ اکسیر

جاننا چاہیے کہ اگر کوئی خواہش مند ہو کہ دینی اور غیر دینی امور علمِ اکسیر کی طرح اشارہ کے ساتھ بہت جلد مقصود کو پہنچے، ہم اور کار بستہ اس طریقہ کے ساتھ پڑھنے سے ایک دم میں یا ایک لحظہ میں شب و روز میں یا انتہا ایک ہفتہ تک حاصل ہو تو لازم ہے کہ رات کے وقت یا دن کے وقت کسی ریگستان میں جانے اور اس ریگ پر قبر بنائے اور پھر اس کے ارد گرد پانچ اسماء تحریر کرے اور ہر چہار طرف حضور پر نور شافع یوم النور احمد علی حنفی حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء کا نام مبارک تحریر کرے۔ اور پھر چاروں طرف صحابہ کرام کے اسمائے مبارکہ مثل حضرت ابوبکر صدیق، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہم اور بعد ازاں دو گانہ نفل نماز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مع صحابہ کرام شروع کرے۔ پہلی رکعت میں چھ دفعہ سورہ یٰسین اور دوسری رکعت میں پانچ دفعہ پڑھے اور نماز کے آغاز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مع صحابہ کرام حاضر جانے جو نیت ہوگی اس کا پھل حاصل ہوگا۔



دعوت کا طریقہ

ط طالب طلع از جان بر دارد و از حرف ط طاعت بسیار کند	ا طالب صادق صدق الاصفا با وفا از حرف از ارادہ صادق دارد	ل طالب لایحتاج لاف نه زند از نفس انصاف دهد از حرف ل لائق لقاء رب العالمین شود	ب طالب بد نمنستر از دہانش بزیاید مثل آئینہ نہ نماید و از حرف ب دائم با ادب باشد
م بر شد، از حرف نہ مرد میدان ازل و ابہ پہلوان دفع کند و از خاک نفس شیطان محو معرفت عارف باشد	س و از حرف س از بخشش رب العالمین	ش و از حرف ش شاہد حال در وصل حق لازوال	د و از حرف د دوام غم خرق بحق باشد

مرشد کی تشریح

جو مرشد طالب الہی کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر کر دے وہ
مرشدِ حقانی ہے ورنہ وہ شیطانی کی طرح ہے۔ صاحبِ نظر مرشد چار نظر سے ناظر
ہوتا ہے۔

پہلی نظر :- اللہ کے وصال کو حضور می حق کہتے ہیں۔

دوسری نظر :- صاحبِ نظر متوجہ رازِ حقیقی ہے۔

تیسری نظر :- علماء کی طرف عامل نظر کرے تو علم باطن معرفتِ خداوندی واضح ہو۔

چوتھی نظر :- بغیر ریاضت، بغیر محنت بغیر ذکر و فکر بغیر مراقبہ بغیر محاسبہ

اور بغیر مکاشفہ صاحبِ خزانہ ہوں اور علم معرفت کو سینہ میں لائے۔ علم رسمی

سینہ سے زبان کھل جائے۔ اور اگر صاحبِ نظر توجہ سے سہرا اللہ کے

جابل کی طرف نظر کرے تو ظاہری علم اس پر ظاہر ہو جائے جس طرح کہ

حضرت خضر علیہ السلام پر ظاہر ہوئی۔ اگر صاحبِ نظر دنیا دار کی طرف نظر

کرے تو اس کے دل پر خوفِ خداوندی اور حساب کے روز کا خوف ایسا

پیدا ہو کہ بیک وقت دنیا کو ترک کر دے اور فقیری میں قدم رکھے اور

تمام عمر فقیر محمدی میں قدم رکھے اور واصلینِ خداوندی سے ہو جائے اور

اگر مفلس و عاجز کی طرف نظر کرے تو ایسا غنی ہو جائے کہ تمام عمر کسی

غیر کا محتاج نہ ہو مگر ایسا ناظر خام ہے کیونکہ دنیا کی بیاری خواری ہے۔

ناظر اُسے کہتے ہیں کہ اس سے ناظر کے تمام مطالب پیدا ہوں۔ ایک نظر

میں اپنے طالبین کو اسرار ربوبیت پر پہنچائے۔ مثل مجموعہ پانچ نظر کے
بالا مرقوم ہوا۔ اس کی ایک نظر میں ہو۔ ۵

چوں پنج نظرش یک نظر شد یک وجود

از پنج پنجه پنج گنج یافت زود

جب پنج تن اس کی نظر میں ایک وجود ہو گئے تو ان پنج تن سے ہاتھ
میں بہت جلد پانچ خزانے پائے گئے۔

ہر کہ خود را داد نظرش با خدا

نظر اللہ می برد آزا حضرت مصطفیٰ

جس نے خود کو اس کے سپرد کر کے اللہ پر نظر رکھی اس کا اللہ پر نظر رکھنا
دربار مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء تک پہنچا دے گا۔

جو یکتائی سے نظر کی یکتائی کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ تک پہنچا تو خودی اور بد خوئی

اس کے وجود سے اٹھ جاتی ہے۔ مردہ سے زندہ ہوتا ہے کہ اس مقام میں ہستی مع اللہ
ثواب اور نیستی مطلقاً عذاب ہے۔ یعنی ہستی اسلام برحق ہے اور نیستی کفر باطل ہے۔

کامل مردہ ہے کہ جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف لے جائے اور ناقص مرشد شیطان

ہے وہ باطل کی جانب کھینچتا ہے یعنی حق اور باطل سے۔

اے طالب صادق! جاننا چاہیے کہ حق کس کا نام ہے اور باطل کیا ہے یعنی حق فقر

محمدی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فخر ہے اور باطل دنیا ہے جو فرعون کا مال ہے جس پر فرعون
نے فخر کیا ہے اور شیطان و انسان کی مجلسِ اجمعیٰ نہیں لگتی۔

حقیقتِ شیخ

اللہ رب العالمین جل مجدہ الحکیم نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا :
 جَعَلْنَا شَيْخَ الْكَامِلِ نَافِعَ الْإِنْسَانِ كَمَا جَعَلْنَا نَبِيَّ آخِرِ الزَّمَانِ
 وَجَعَلْنَا شَيْخَ النَّاقِصِ خَاسِرَ الْإِنْسَانِ كَمَا جَعَلْنَا رَجِيمَ الشَّيْطَانِ
 ہم نے شیخ کامل کو نفع پہنچانے والا انسان پیدا کیا جیسا کہ آخر الزمان نبی
 کو پیدا کیا۔ ہم نے ناقص پیر کو خسارہ میں ڈالنے والا انسان جیسا کہ رجیم
 شیطان۔

جاننا چاہیے کہ سات سالہ خدمت مرشدِ کامل کی بہتر ہے تمام عمر کی عبادت سے
 جو عبادت بکثرت ہو۔ مرشد کی اطاعت سے انسان ہو جاتا ہے پس ایک ساعت
 ساعتِ دوام سے بہتر ہے کہ کسی وجہ سے نفس مخالف نہیں چلتا۔ اور آدمی کو نفس سے
 چھٹکارہ نہیں ہوتا ماسوا خاص اخلاص کے حصول کے۔

حدیث قدسی میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

كُلُّ الْعَالَمِينَ أَمْوَاتٌ إِلَّا الْعَامِلِينَ وَكُلُّ الْعَامِلِينَ أَمْوَاتٌ
 إِلَّا الْخَائِفِينَ وَكُلُّ الْخَائِفِينَ أَمْوَاتٌ إِلَّا الْمُخْلِصِينَ .
 تمام جہان مردہ ہیں مگر عامل اور تمام عامل مردہ ہیں مگر ڈرنے والے
 اور تمام ڈرنے والے مردہ ہیں مگر خالص لوگ۔

یاد رہے کہ خالص خاص وہ ہے کہ اس کے وجود میں مخفی ذکر بے قیاس ہو جیسا
 دریا چلنے پانی کا بلکہ اس کی ہر رگ ایک دریا اور ہر وننگٹا ایک موج مارے۔ اللہ اللہ

اللہ اللہ کی خود آواز مٹنے اور دوسروں کو بھی سنائے۔

لفظ طالب کی شرح مندرجہ ذیل ہے:

ط سے طیر وجود، جو کہ طیر وجود کے ساتھ ہے وہ ایک وجود واجب الوجود

کے ساتھ ہے۔

الف سے امان اللہ ہے۔

ل سے لایحتاج ہے۔

ب سے نفس سے بہرہ نہ ہونا ماسوا اپنے وجود کے گوشت کھانے کی لذت کے۔

لذت گوشت

جاننا چاہئے کہ دنیا میں چار گوشت اور چار اس کی لذت ہیں جیسا کہ واقع ہوا ہے:

لَحْمٌ بِاللَّحْمِ وَ لَحْمٌ فِي اللَّحْمِ وَ لَحْمٌ فَوْقَ اللَّحْمِ
وَ لَحْمٌ كُلُّ اللَّحْمِ۔

ایک گوشت گوشت کے ساتھ اور ایک گوشت گوشت میں اور ایک
گوشت گوشت پر اور گوشت کل گوشت۔

ہر کہ بخور و گوشت جان خویش را

صد ہزاراں لذت درویش را

جو اپنی جان کے گوشت کو کھاتا ہے تو ایسا درویش ایک لاکھ ذائقہ
پاتا ہے۔

جو کوئی واحدایت کی تحقیق سے ظاہر و باطن میں ہر چہار ذکر کے ساتھ ایک وجود

نہیں ہوتا وہ ذکر نہیں ہے۔ جو کوئی جب دنیا سے سرگرداں ہو کر نہ نکلے تو شب و روز اس کو حضور نبی کریم و ما ارسناک الائمۃ للعالمین کی ملازمت میسر نہیں ہو سکتی۔ اور لائق ارشاد مرشد وہ ہے کہ جو طالب الہی کو سات اشیاء سے نکل دے۔

پہلی چیز :- گانے بجانے کے شوق سے اگر آواز داؤدی لحن کی کیوں نہ ہو۔
دوسری چیز :- غفلت سے اور غفلت ملک دنیا سے ہے۔
تیسری چیز :- بخل سے اگر چہ بخیل کے پاس قارون جیسا خزانہ ہو پھر بھی سیر نہ ہو۔
چوتھی چیز :- قیل و قال سے۔ اگر چہ قیل و قال علم و فقہ کے مسائل کی ہو۔
پانچویں چیز :- ہوا سے۔ اگر چہ ہوا عرش کی سیر کی ہو۔
چھٹی چیز :- نماز چھوڑنے سے۔ اگر نماز چھوڑنے والا شیطان کی طرح ہو اور صاحب شراب کو بھی نظر سے سیراب کرادے۔

ساتویں چیز :- علم کے حصول سے اگر چہ علم بلعم باعور کا ہو۔

مراتب معرفت

معرفت خداوندی کے مراتب پر ایسا مستغرق ہو کہ ظاہری طور پر زبان بستہ ہو اور اگر زبان کھولے تو اللہ تعالیٰ کے نام سے کھولے۔ مرشدی اور طالبی میں بڑا اسرار ہے۔ حرکت قلب صوت جہر کے ساتھ ذکر قلبی نہیں ہے بلکہ یہ دل کی بیماری میں داخل ہے حتیٰ کہ دل سے سر بوبیت حقیقی کے مشاہدہ کا پیدانہ ہو اور ذکر جاری نہ ہو کچھ نہیں ہے۔ اور اگر طالب مرشد سے مولیٰ کی حضوری طلب نہ کرے تو وہ طالب مولیٰ نہیں ہے۔ اور جو مرشد کہ طالب کو ہمیشہ کی حضوری حاصل نہ کرانے وہ

مرشد نہیں ہے۔ اگر طالب مرشد کو ظاہر و باطن میں اپنی شہرگ سے نزدیک نہ جانے تو مقصد حاصل نہیں ہوگا۔ مگر حضوری کی اسم ذات کے تصور سے اور اسم محمد نلیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصور سے یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور جو کوئی راہ حق کے حضور سے منکر ہو اوہ کافر ہوا۔ اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔

دعوتِ اسمِ اعظم

اگر کسی شخص کو کوئی مشکل درپیش ہو اور کسی طرح آسان ہو تو لازم ہے کہ انگشتِ زر کے ناخن پر اسمِ اعظم تحریر کرے اور اُس پر نگاہ رکھے اور چند دفعہ پڑھے اور سر کے نیچے ہاتھ رکھ کر پڑھے حقیقت کا علم ہو جائے گا اور اگر متواتر پڑھے گا تو کاربستہ کی کٹائش ہوگی اور ہر مقصد برآئے گا اللہ تبارک کی بخشش سے۔ اس دعوت کو طرفۃ العین کہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص طالبِ الہی اسم اللہ کے تصور سے یا اللہ تعالیٰ کے فیض کی عطا سے یا مرشدِ کامل سے تزکیۃ نفس اور تزکیۃ قلب اور تجلیہ روح اور مشاہدہ سر حاصل کرے تو ان علوم کی برکت سے طالب کا باطنی پردہ منکشف ہو جائے اور چشمِ معرفت ظاہر ہو جائے اور پردہ ظلماتی کی تاریکی سے اسم ذات کی برکت کے ساتھ باہر آئے اور مشاہدہ طبقاتِ زمینی و آسمانی کا عرش سے تحت الشریٰ تک نمودار ہو اور جو چیز آدمیوں پر مخفی ہے شروع کے طور پر اسے دیکھے پھر باطن میں ظاہر ہو اور معرفتِ مولیٰ کی راہ سے ہر ایک کو شرح بتائے اور اُس کے احوال کو موافق قرآن و حدیث بیان کرے مگر تحقیقات کی راہ سے اسم ذات سے ایک مرتبہ ہاتھ میں آنا آسان نہیں ہے لیکن معرفتِ توحید کا دریا شروع سے آخر تک نظر نہ رکھنا

دشوار ہے کہ معرفتِ خداوندی کے دریا میں دل کے ساتھ موج مارے اور طغیانی
میں جوش و خروش سے رہے اور عارف باللہ خاموش۔ عارفِ مردِ وسیع حوصلہ حضور
نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کا صحبت یافتہ دریا پی جاتا ہے
مگر ان مقاماتِ معرفتِ خداوندی کو کم حوصلہ خود فروش کیا جانے اور عارف کا ہر دو نکتہ
شرق کے لشکر کا فوج فوج ہے۔

مرد آں باشد پوشد خویش را
راہِ عرفاں این بود درویش را
مرد کامل وہ ہوتا ہے جو اپنے آپ کو پوشیدہ رکھے۔ درویش کے
عرفان کا بس یہی ایک راستہ ہوتا ہے۔

طالبِ حقیقی کون؟

جاننا چاہیے کہ ہر ایک مقام اس منزل کا مصائب سے پُر ہے کیونکہ راہِ فقیر باطنی کا
طے کرنا آسان نہیں ہے بلکہ اس راہ میں کئی ہزار غار ہیں۔ یہاں کامل مرشد چاہیے کہ صاحبِ
صدق، یک دل، یک رنگ ہو لیکن صدق و یقین طالب کا ہمیشہ نفس کی نیکی و بدی ہے
اور جو نیکی و بدی مرشد کا طالب و جاسوس ہے۔ وہ مدعی سرکش مرشد کی جان کا دشمن
ہے۔ مرشد کے اختیار سے نہیں ہوتا ہے۔ ایسے طالب مردود و بے مقصود کو طالب
نہیں کہنا چاہیے۔ اور طالبِ حقیقی حق کا پجاری، و صدائیتِ باری تعالیٰ کا مست
ہزاروں میں ایک ہوتا ہے۔ ورنہ یوں تو شمار سے باہر ہیں۔ طالب ہونا آسان کام
نہیں ہے۔ طلبِ مولیٰ میں بڑا راز ہے۔

طالبان را از طلب معلوم کن
 زان طلب معلوم کردن ہر سخن
 طالبوں کا حال ان کے سوالات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی طلب سے مجبور
 ہو کر ہر قسم کے سوالات کرتے ہیں۔

حقیقتِ طالب

جاننا چاہیے کہ طالبین کو طلب سے معلوم کر اور اس سے ہر بات معلوم کر۔ طالب
 مردار دنیا مردار کے بے شمار ہیں اور خواہشات کے بجا رہی بھی بہت ہیں۔ طالب
 مولیٰ مثل مٹی کے اور مردہ نفس اور زندہ دل اور پاک رُوح ہوتا ہے۔ مرشد کے پاؤں کی
 مٹی پلکوں سے جھاڑتا ہے۔ اُس کا نفس نگاہِ مرشد سے کھینچ جاتا ہے۔ اگر طالب
 جانفشاں نہ ہو تو وہ طالب اپنے مطلب کا ڈاکو ہے۔

اے! ہو! خبردار ہو جا۔ بڑی صفت والا طالب مت بن۔ شیطانی کی صورت
 فریب دہ ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ بڑے کردار والے طالب اور
 عورت تجھ خوار سے دو عالم کی خرابی ہے بلکہ دشمن ایمان اور دوسرا شیطان ہے۔
 ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

يَا بَنِي آدَمَ اَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَلُوٌّ مُّبِينٌ
 اے نبی آدم شیطان کی پوجا مت کر وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

حقیقتِ علم

جاننا چاہئے کہ علم سے ہر چیز حاصل ہوتی ہے۔ اور علم کے معنی جاننا ہے۔ اور اس نے جاننا دیکھا۔ اور جس نے دیکھا اعتقاد و اعتبار لایا۔ یعنی جاننے سے اور دیکھنے سے معرفتِ خداوندی حاصل ہوتی ہے اور وہ چشم اور چشم حق بین ہو جاتی ہے۔ اور علم بھی کئی اقسام میں منقسم ہے۔ علم رسمی یعنی زبان سے پڑھنا اور آنکھ سے دیکھنا اس میں سراسر شور و فعال ہے۔ اور علم معرفتِ باطنی توحیدِ خداوندی بغیر زبان کے پڑھنا اور بغیر آنکھ کے دیکھنا، مراقبہ میں غرق، مشاہدہ مطلق کے ساتھ سکوت۔

جاننا چاہئے کہ فقر کی یہی راہ ہے کہ ابتداء میں دعوت اور مجاہدہ کرے۔ طالبِ الہی مجاہدہ کار دعوت سے عامل کامل ہو جاتا ہے اور اس کی برکت سے اس کی زبان اللہ کی تلوار ہوتی ہے کہ خونِ زبان سے نکل جاتا ہے، ہو جاتا ہے۔ اور جب طالبِ خداوندی مقامِ ذکر مقامِ فکر، مقامِ مراقبہ میں عامل کامل ہو جاتا ہے۔ انہاں بعد مقامِ توجہ میں آتا ہے اور توجہ کا تعلق وہم سے ہے اور وہم خیال سے اور خیال قربِ وصال سے۔ مشاہدہ غرقِ فنا فی اللہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جو اس مقام پر پہنچتا ہے اس کے وجود میں چون و چرا، غرور، خودی نہیں رہتی۔

کہتے ہیں کہ جو بادشاہ کا مصاحب بادشاہ سے کلام کرے وہ آدمی آدمیوں سے کلام نہیں کرتا۔ اگر زبان کھولتا ہے تو سوائے بادشاہ کی گفتگو کے اور کچھ اس کی زبان پر جاری نہیں ہوتا۔ پس عارف باللہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے ہم سخن ہوتا ہے دوسرے سے بات نہیں کرتا۔ خدا سے بات کرتا ہے۔ خاموشی اور تنہائی سے جگر

کے خون کو پیتا ہے اور خود سے بیہوش رہتا ہے اور دوسرے سے فراموش بات
ماسوا حق کے ادا نہیں ہوتی۔

ارشاد باری تعالیٰ اجل مجدہ الکریم ہے :-

فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ

پس تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں۔

دوسرے کے ساتھ گفتگو کرنا باعث نقصان ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّمَ لِسَانَهُ

جس نے اپنے پروردگار کو پہچانا اس کی زبان گونگی ہو گئی۔

ان لوگوں کی شان میں ہے اور ان کے مراتب اور احوال سے زیادہ مردہ دل
اور پریشان ہے۔

محرومیتِ ذکر

معلوم ہونا چاہیے کہ بجز لوگ آپ کو ذکر کہتے ہیں حالانکہ پانچ آدمی ذکر

خداوندی سے محروم ہیں :-

پہلا آدمی :- صاحبِ شرب ہے۔

دوسرا آدمی :- طالبِ دنیا ہے۔ اگرچہ حلال رزق سے ہو۔

تیسرا آدمی :- جو فقر سے دوستی نہ رکھتا ہو یعنی بارگاہِ صمدیت میں فدا نہ ہو۔

چوتھا آدمی :- وہ جو اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول کو دنیا سے بہتر نہ جانے اور

اللہ کی راہ میں تصرف نہ کرے۔

پانچواں آدمی: جو امر بالمعروف سے منکر ہو۔

حُبِّ دُنْيَا كِي خِرَابِي

حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

الْتَرِيَاءُ وَالزِّنَاءُ وَشَرْبُ الْخَمْرِ وَحُبُّ الدُّنْيَا
يَاكُلُ الْإِيْمَانَ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔

ریا اور زنا اور شراب نوشی اور حُبِّ دنیا ایمان کو اس طرح چباتی
ہے جیسا کہ آگ لکڑی کو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

يَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَدَّهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ
فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا۔

جس دن وہ لوگ پیش کیے جائیں گے جنہوں نے کفر کیا آگ کے سامنے
کہ لے جاؤ تم اپنے طیبات کو جو دنیا کی زندگی میں کیے تھے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بروزِ عشرِ بیگانوں کو کہ کوئی آرزو دل میں نہ چھوڑی ہو نہ
حلال سے نہ حرام سے ان لوگوں کو آگ میں جلائیں اور کہو:۔

أَدَّهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا

تم اپنے طیبات کو لے جاؤ جو دنیا کی حیاتی میں کیے تھے۔

تمام مسرتیں اور تمنائیں جو دنیا میں تھیں تم نے دیکھیں آج بروزِ عشر تمہیں کفران

نعمت کی وجہ سے خوار کرنے والا عذاب ہے کہ تمہیں ہم خوار کریں۔
حضرت سلطان العارفين فرماتے ہیں کہ:۔
ترک دنیا مقام اعلیٰ اور قرب خداوندی ہے جو اس مقام میں پہنچتا ہے وہ وہم
وخیال میں نہیں سماتا۔

مرشدِ حقیقی کون؟

جاننا چاہیے کہ مرشدِ حقیقی وہ ہے جو وجود باری تعالیٰ کے طالب کا اللہ کے
نام سے ملائے اور مع اللہ میں شامل اور مقامات جزو کل ابتدا و انتہا طرفۃ العین میں
ہر طریقہ سے دکھائے اور صاحبِ احوال بنائے۔ یہ طریقہ کامل مرشد کا ہے ورنہ مرشد
غام ہے اور مرشدِ غام کا دستِ بیعت کرنا حرام ہے۔
مرد مرشد فیض بخشد باعطا
مرشد نامرد ناقص خود نما
پیر کامل اللہ کی عطا سے فیض یاب کرتا ہے۔ پیر ناقص خود نمائی کرتا ہے
اور نقصان پہنچاتا ہے۔

طالبان را طلب باید سرراز
این چنین طالب بود چوں شہباز
طالبوں کو اسرارِ الہی اور رازِ خداوندی کی طلب ہونی چاہیے۔ ایسا طالب
شہباز کی مثل ہوتا ہے۔

چنانچہ سرپردہ ظاہری و باطنی کا اسم ذات اللہ سے ہے اور ہر حقیقت آیت قرآنی

سے اور علوم سے پہلے دن ظاہر اور روشنی ذکرے ناقص ہے۔ معلوم ہوگا کہ مرشد
 ناقص ناسوتی عامی آدمی ناقص و ناتمام ہے۔

نفس دانی چیت دیو بس بزرگ
 بر مسلمان تاختہ مانند گرگ

نفس کو تو جانتا ہے کہ وہ کون ہے وہ بہت بڑا شیطان ہے۔ وہ مسلمانوں
 پر بیسٹریئے کی مانند دوڑ کر حملہ آور ہوتا ہے۔

رُواح دانی چیت امر حق گزار

مطلع وے نیت جز آل کردگار

تو رُوح کو جانتا ہے کہ کیا ہے وہ اللہ کی معرفت کا خزانہ ہے۔ اللہ
 کے سوا رُوح کی حقیقت سے کوئی خبر دار نہیں ہے۔

قلب دانی چیت گنج معرفت

از لطیفہ غیب شد دروے صفت

تو دل کو جانتا ہے کہ کیا ہے وہ اللہ کی معرفت کا خزانہ ہے۔ غیبی لطائف
 سے دل میں اوصافِ حمیدہ پیدا ہوتے ہیں۔

علم دانی چیت رہ دریافتن

پس بدیاں رہ سوتے حق بشتافتن

تو علم کو جانتا ہے کہ وہ کیا ہے وہ راستہ حق کو معلوم کراتا ہے۔ اس کے بعد
 اس راستہ پر اللہ کی تلاش میں دوڑتا ہے۔

عقل دانی چیت نور روغن است

تیرگی دل ازاں روشن تر است

تو عقل کو جانتا ہے کہ وہ کیا ہے وہ نور کے لیے تیل کی مثل ہے کہ دل کی سیاہی اس نور سے نورانی و روشن ہو جاتی ہے۔

جذب دانی چیت بودن سوئے دوست
مشتغل بودن دراں در فکر اوست

تجھے معلوم ہے جذب کیا ہے وہ دوست کے ساتھ ہونا ہے۔ اس حالت میں اس کی فکر میں مشغول رہنا ہے۔

قال دانی چیت دائم ذکر دوست
مشتغل بودن دراں در فکر اوست

تجھے معلوم ہے قال کیا ہے وہ ہمیشہ دوست کا ذکر کرنا ہے۔ اس کو ہمیشہ اس کی فکر میں مشغول رہنا ہے۔

حال دانی چیت در حق گم شدن

سر خود یکبار زیں عالم زدن
تجھے معلوم ہے حال کیا ہے وہ نور خدا میں گم ہونا ہے اپنے آپ کو ایک مرتبہ اس عالم اسرار میں داخل کرنا ہے۔

صحو دانی چیت راہ پیمودن است

ہر زمان با سالکاں آسودن است

تجھے معلوم ہے صحو کیا ہے وہ اس کی طرف راہ نور ہی ہے۔ ہمہ وقت سالکوں سے مخلوق خدا کو آرام پہنچتا ہے۔

سکر دانی چیت مرگ معنوی

ہر زمان سوئے عدم دریا روی

تجھے معلوم ہے سکر کیا ہے وہ نفس کی باطنی موت ہے۔ ہمہ وقت عدم کے دریا کی طرف روانگی ہے۔

اُنس دانی چیت استغفار غیر
فارغ آید از سواد شر و غیر

تجھے معلوم ہے اُنس کیا ہے وہ غیر اللہ سے پناہ و دوری چاہتا ہے۔ وہ غیر اللہ کے شر اور محبت سے فارغ ہو جاتا ہے۔

کشف دانی چیت دیدن انجبال
محو گشتن در جمال ذوالجلال

تجھے معلوم ہے کشف کیا ہے وہ اس جمال جہاں آرا کا دیدار ہے۔ ذوالجلال کے حسن و جمال میں محو و گم ہو جانا ہے۔

سکر دانی چیت باشی مست اُدے

نیست گردے بعد ازاں درہست وے

تجھے معلوم ہے سکر کیا ہے کہ تو اس کے دیدار سے مست و مدہوش رہے اس کے ہوتے ہوئے تیرے قریب اور کوئی کیا بلکہ تو خود بھی نہ ہو۔

ذوق دانی چیت خود را سوغاتن

شوق دانی چیت خود را در زدن

تجھے معلوم ہے ذوق کیا ہے وہ اپنے آپ کو آتش عشق میں جلانا ہے۔ تجھے معلوم ہے شوق کیا ہے وہ خود کو اس میں فنا کرنا ہے۔

شکر دانی چیت عبز و فکر اُد
بر عطائے کہ بخشید است اُد

تجھے معلوم ہے شکر کیا ہے عاجزی و انکساری سے اس کی فکر کرنا ہے۔ اس
 پر عطیات جو تجھ کو اسے عنایت فرمائے ہیں
 سر دانی چیت بشنو یارِ من
 بر سرِ کونین پشت پارِ زدن
 تجھے معلوم ہے سر کیا ہے تو میرے دوست سُن لے دونوں جہان کے سر
 اور پیٹ پر لات مارنا ہے۔

جو دانی چیت جاں دادن بد
 ترک غیرے اوست اندر جستجو
 تجھے معلوم ہے جو کیا ہے وہ اپنی جان کا نذرانہ اس کی خدمت میں پیش
 کرنا ہے اس کی تلاش میں غیر اللہ کو ترک کر دینا ہے۔
 جواب مصنف

باہوا کثرت بود سلاک و شمار
 تانہ گردد مرد فی اللہ جاں نثار
 باہوسالکوں میں شمار اکثر اس طرح ہوتا ہے کہ مرد حق اپنی جان کی قربانی
 اس کی راہ میں کرتا ہے۔

راہ می شناسم از نظر
 عارفان حق بند بہ از حضر
 میں اس کی راہ کو ایک نظر میں جان لیتا ہوں کیونکہ عارف باللہ حضر سے
 بہتر ہوتے ہیں۔

خودشناسی

جاننا چاہیے کہ اللہ رب العزّة تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کی عارفین کے کسی طرح
راہ معرفت مولیٰ کی اور شاہدہ تجلیات مخفی نہیں ہے کیونکہ عارف باللہ و شنضمیر کہمیا تاثر
صاحب نظر اللہ تعالیٰ تک پہنچا ہوا ہے۔ نادیدہ نہیں ہے۔ جس نے رب تعالیٰ کو پہچان
لیا اس نے نام خداوندی میں خود کو مخفی کر لیا اور توحید میں غرق کر لیا۔

ہر کہ پوشد خویش را آں باخدا

ہر کہ خود با خود فرد شد سر ہوا

جو اپنے آپ کو پوشیدہ رکھتا ہے وہ فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ جو اپنے

آپ کو ظاہر کرتا ہے وہ نفسانی خواہشات کے تابع ہوتا ہے۔

تا توانی خویش را از خلق پوش

عارفانے کے پسند خود فرد شد

جب تک ہو کے اپنے آپ کو مخلوق سے پوشیدہ رکھ۔ عارف حضرات

اپنا سودا کرنا بیچنا کب پسند کرتے ہیں۔

عارف باللہ دائمی طور پر اسم باری تعالیٰ کے ساتھ ہم سخن ہے۔ اگر عارف باللہ کا

کوئی سرگردن سے جدا کر دے تو دم نہیں مارے گا اور کسی سے کلام نہیں کرے گا

بجز حکم خداوندی دست بیعت اور تلقین قبول کرنا مرشد کامل سے فرض، واجب اور

مستحب کے لیے ہے کہ ذکر زندہ دل کے دل پر شیطان غالب نہ ہو۔ ذکر اللہ تعالیٰ

کے وجود میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔ کیونکہ ذکر خداوندی آگ کی طرح ہے اور

شیطان کوڑے کی طرح ہے اور کوڑے کو آگ جلا دیتی ہے۔ شیطان ذاکر کے قریب تک بھی نہیں آتا اور مردہ دل پر شیطان سوار رہتا ہے خواہ عالم فاضل ہو۔ بے عمل رشوت خور، خواہ جاہل ہو کہ شیطان سوتے وقت فرصت پا کر بعض کے منہ میں منہ دیتا ہے اور بعض کی آنکھ میں آنکھ اور بعض کے کان میں کان اور بعض کے سرگاہ میں اس کے پیشاب کی تاثیر سے جو اس شہر شیطانی گناہ کی طرف کھینچتے ہیں اور ان کا منہ نیکی سے بند ہو جاتا ہے۔

خاکِ قبر

معلوم ہونا چاہیے لائق ارشاد مرشد وہ ہے کہ اگر اس کے طالب بعضے تمامیت کی طرف کھینچے اور بعض شریعت میں اور طریقت میں خاک ہیں۔ بعد از موت مرشد صاحب ہدایت خام کو باطن میں معرفتِ خداوندی کی تلقین تمام بخش دے اور نشان مرشد کامل فقیر کا یہ ہے کہ جو اس کی قبر سے خاک لے اور آنکھ میں سرمہ کی طرح لگائے تو عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک روشن ہو جائے اور زندہ دل ہو جائے ذکر خداوندی کرے۔ اور اس کا دل کبھی مردہ نہ ہو اور جو خاک اپنے سینہ پر ملے تو اس کا سینہ صاف ہو جائے کہ اُسے کشف القلوب اور کشف القبور حاصل ہوں۔ اور اگر سخت بیماری والا اُس خاک کو اپنے جسم پر ملے تو کُل صحت پائے تاکہ پتہ چل جائے کہ اُس کی خاکِ قبر یعنی قبر اور خاکِ ذکر نامِ خداوندی سے پاک ہے۔

مرشد ناقص و مرشد کامل

معلوم ہونا چاہیے کہ مرشد ناقص کے طالب مخلوق کی نگاہ میں مقبول ہیں اور خالق

سے خود شناسی نہیں ہے۔ اگر کامل ہوں۔ اور طالب مرشد کامل کے اگر ناقص و مردود ہوں تو بہتر ہیں۔ کامل مرشد کے طالبین ناریدہ سے، اس لیے کہ بروز محشر کامل مرشد بحکم خداوندی اپنے مردود طالبین کو مقبولین میں جمع کر لے گا اور بارگاہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پہنچا دے گا اور داخل کر لے گا۔ جو مرشد ایسا نہ ہو تلقین کرنا حرام ہے کہ بروز محشر ناقص مرشد شرمندہ ہوگا اور سیاہ رو ہوگا۔ اور طالب الہی کے لیے بھی ضروری ہے کہ کامل مرشد سے دست بیعت اور تلقین حاصل کرے اور ناقص مرشد کے پاس نہ بیٹھے دور بھاگے جیسے تیر کمان سے بھاگتا ہے۔ اور اگر طالب نے مرشد ناقص سے تلقین حاصل کی ہو تو اسے چھوڑ دے اور کامل مرشد کی جانب اخلاص کا منہ لائے۔ ناحق عمر ضائع نہ کرے کہ جائز ہے اور جو طالب مولیٰ نہ کرے وہ خواہشات ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ
قَائِمًا بِالْقِسْطِ .

اللہ تعالیٰ شاہد ہے کہ کوئی معبود نہیں بجز اس کے اور فرشتے اور علم والے عدل کے ساتھ قائم ہیں۔

اقسام علم

اے طالب صادق! جاننا چاہیے کہ علم تین اقسام میں منقسم ہے :-

پہلی قسم :- علم الیقین ہے۔

دوسری قسم :- عین الیقین ہے۔

تیسری قسم : حق الیقین ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ علمائے کرام کو علم پر یقین ہے اور درمیان میں علم مشاہدہ ہے اور وہ مقام مجذوب ہے۔ عین الیقین اللہ تبارک و تعالیٰ کی تجلیات سے نور خداوندی کو دیکھتا ہے مگر وسیع حوصلہ نہیں رکھتا اور معرفتِ خداوندی کی طاقت کی برداشت نہیں رکھتا اور غلبات کی کثرت اور عشق و محبت کی آگ سے پریشان، دیوانہ، مجنوں اور مجذوب ہو جاتے ہیں اور آخر میں حق الیقین ہے جس نے حق الیقین حاصل کر لیا حق کی طرف ہو گیا کہ بجز حق کے اُس کے وجود میں باطل نہیں رہتا سرتاپا حق ہو جاتا ہے۔ علم مندرجہ ذیل تین مراتب میں منقسم ہے :

پہلا مرتبہ : محبوب ہے۔

دوسرا مرتبہ : مجذوب ہے۔

تیسرا مرتبہ : محبوب ہے۔

فقیر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے بعید وہ ہے کہ مرتبہ محبوب میں پہلے روز طالب محبوب ہو۔ اور مرشد مجذوب سے پہلے روز طالب مجذوب اور مرشد محبوب سے پہلے روز طالب غارف باللہ محبوب ہو۔

درویش کی اقسام

اے سچے طالب! درویش دو اقسام میں منقسم ہے :

پہلی قسم : بعض مخلوق کو پسند اور بعض مخلوق کو ناپسند۔

دوسری قسم : بعض اللہ تعالیٰ کو پسند اور بعض مخلوق کو پسند۔

ہر کہ باشد پسندِ خالق پاک
 ورنہ باشد پسندِ خلقِ چہ باک
 جو اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر ہے اُس کو اگر مخلوق بھی پسند کرے
 تو کیا ڈر ہے۔

اس حالت میں اگر طالبِ خداوندی ہجر میں آتا ہے شورش کی آگ سے قوت نہیں
 پاتا ہے اور اگر وصال میں آتا ہے تو حوصلگی سے بوجھ نہیں اٹھاتا ہے۔
 نزدیکانِ را بیش بود حیرانی
 اینها دانند سپاہی سلطانی
 مقربین بہت زیادہ حیران رہتے ہیں کیونکہ یہ لوگ بادشاہ اور سپاہی
 دونوں کے مقام کو جانتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا
 وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔

تحقیق میں نے اپنے چہرے کو اس کی طرف متوجہ کیا اس لیے کہ پیدا
 کیا جس نے ارض و سماوات کو اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔
 پس معلوم ہوا کہ ہجر و وصال میں بے جمعیتی ہے اور بے جمعیتی میں زبان سے
 فریاد نکلتی ہے اور اس راہ میں دم مارنا کفر و شرک ہے۔
 طالبِ وصل شدن غایتِ کوتاہ نظری است
 یارِ در دل چو مقیم است چہ ہجران چہ وصال

وصل کا طالب ہونا انتہائی تنگ نظری ہے کیونکہ یا دل میں ہے تو
ہجر و وصال برابر ہے۔

جاننا چاہیے کہ سلک تصور کی غرق مع اللہ کے تصور کے ساتھ سر کی راہ
سے اسرار کھولتی ہے۔ فقیر صاحب اسرار کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے نور کے
ساتھ دائمی سرور رہتا ہے۔

سِرِّ دَانِي وَحْدَتِ فِي اللّٰهِ فَنَا

راز توحیدش دُور ماند سر ہوا

تجھے وحدت کے اسرار معلوم ہیں وہ فنا فی اللہ ہوتا ہے توحید کے
راز سے نفس پرست محروم رہتا ہے۔

حضور کی قسمیں

اے طالب! مستغرق قرب الہی کی حضوری تین اقسام میں منقسم ہے :-
پہلی قسم :- ابتدائے وصال قرب الہی کی حضوری وہ ہے کہ ایک جس کے ساتھ ہو۔
دوسری قسم :- مراقبہ کے ساتھ ہو۔
تیسری قسم :- پوم کے ساتھ چالیس سال استغراق میں گزاریں۔ اور اس کا ماہین
یہ ہے کہ خاموشی سے قیل و قال سے فنا فی اللہ میں غرق ہوں۔ اور اس کی منتہی
یہ ہے کہ دائمی طور پر فنا فی اللہ میں غرق رہیں اور بقا باللہ حاصل ہو اور مشاہدہ
و انوار بیست کار ہے۔

میانِ ہجر و وصلش فقرِ اعلیٰ

فنا فی اللہ شود با حق تعالیٰ

اس کے ہجر و وصال کے درمیان فقر کا اعلیٰ مقام ہے کہ فنا فی اللہ ہو کر
واصل باللہ ہو جا۔

معلوم ہونا چاہیے کہ جب طالب الہی، آغاز میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے شغل
میں مشغول ہوتا ہے تو ابلیس ہنستا ہے اور ہر نوع حجت نفسانی اور زمینت
دنیا کے دور و لاتا ہے اور معرفت خداوندی کی ابتداء انتہا میں ابلیس کئی ہزار
حجاب کرتا ہے۔

یاد رہے کہ کامل مرشد وہ ہے جو کہ طالب الہی کی ابتداء و انتہا ایک کر دے
کہ وہ طالب خداوندی کی طلب میں ایسا ہو کہ بجز مولیٰ نفس و شیطان کو نہ جانے
اللہ بس ماسوی اللہ ہو س۔

اندرونی اور بیرونی چور

معلوم ہونا چاہیے کہ آدمی کو ظاہری محنت کے ساتھ مخلوق میں عزت و عظمت
کرامت و شرافت، آداب و عفوفا، نام و ناموس کا اشتہار ہوتا ہے۔ اس
طریقہ سے نفس خوش وقت اور روح عاجز و خوار ہوتی ہے
جاننا چاہیے کہ نفس اتارہ اندر کا چور اور شیطان باہر کا چور ہے۔ دونوں
دشمن ایمان کے چور ہیں۔ ایک ساتھ اتفاق مشکل ہے اور جس کا نفس اتارہ بند
ہو جاتا ہے اُس کی مثال یہ ہے کہ چور کو گھر میں قید کر لیا اور باہر کا چور یعنی
شیطان اُس سے بھاگتا ہے اور قریب نہیں آتا اور دونوں میں مفارقت
ہوتی ہے اور نفس شیطان سے الگ نہیں ہوتا اور ہرگز تابع مسلمان نہیں ہوتا۔

تجھے علم ہے کہ شیطان آدمی کا دائمی دشمن ہے جیسا کہ دم جان کے ساتھ ہے۔ ۵

دشمن ابلیس با تو روز و شب

قتل گن ابلیس با تیغ ادب

تیرا دشمن شیطان دن رات تیرے ساتھ ہے تو شیطان کو ادب کی

تلوار سے قتل کر دے۔

بادشاہ اور وزیر کون؟

معلوم ہونا چاہیے کہ انسان کے وجود میں نفسِ امارہ بادشاہ ہے اور شیطان اس کا وزیر ہے اور اعضاء اس کی رعیت ہیں۔ جس وجود میں گمراہی اور خلل قبول کرتا ہے نفسِ امارہ بار رہتا ہے اور رُوح کی چڑیا ایک گھر میں۔ اور اگر رُوح بادشاہ کے وجود میں اور دل اس کا وزیر اور رعیت اس کے اعضاء ملک کی جمعیت کے ساتھ امن والے گھر میں اور نفس پریشان ہوتا ہے جیسا کہ وجود میں رُوح کے ساتھ شہباز ہوتی ہے اور نفس کی چڑھیا عظمت و ہیبت سے دم نہیں مار سکتی رُوح کے ساتھ شہباز کے آگے نفس مردار کی چیل مردار ہے ۵

نفس را دریا فستم بازارِ حق

کس نیاید نفس از تقویٰ دلق

میں نے اللہ کے بازار میں نفس کی حقیقت کو معلوم کر لیا ہے۔ کوئی آدمی

نفس کو تقویٰ کا لباس و گڈری نہیں پہنا سکتا۔

نفس گر سیر است سیرت سر ہوا

گر گرسنه می شود دشمن خدا

اگر تو نفس کا شکم سیر کر دے تو اس کی عادت مزید خواہش کرنے کی ہے
اگر تو اس کو بھوکا رکھے تو اللہ کے ساتھ دشمنی کرتا ہے۔

باہوا در داشتن بہ نفس را

تانیاید بوی از چون و چپرا!

باہو نفس کو قید میں رکھنا بہتر ہے تاکہ وہ چون و چپرا (کیوں کیسے)
نہ کر سکے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

أَرْوِيْمَانُ بَيْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ

ایمان خوف و رجاء کے مابین ہے۔

مردہ سے جو باطن صفا ہے اور جس کا باطن صفا ہے وہ دائمی طور پر حضور نبی کریم و ما
ارسلناک الّا رحمۃً للعالمین شفیع المنذبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ
افضل الصلوٰۃ والتیمۃ والثناء کی مجلس پاک میں داخل ہوتا ہے۔

مارا برائے نفس ستم گرچہ ماتم است

دشمن اگرچہ بفاقتہ بمیرد کرا غم است

مجھ کو ظالم نفس کی موت کا کیا غم ہے کہ ماتم کروں۔ اگر دشمن موت سے مر
جائے تو غم کی کوئی بات ہے۔

تنہا نہ حاتم است کہ جو دے کند مخلوق

ہر کس کہ از کس نہ ستاند او حاتم است

صرف اکیلا حاتم ہی نہیں کہ اس نے مخلوق پر سخاوت کی ہے۔ وہ آدمی بھی
حاتم کی مثل ہے جو کسی سے سوال نہیں کرتا نہ لیتا ہے۔

حضرت سلطان العارفين فرماتے ہیں :-

علم حاتم علم باجود بخش

عارف حاتم بحق مقصود است

عالم بھی حاتم ہے کہ وہ علم کی سخاوت و تقسیم کرتا ہے۔ عارف بھی حاتم ہے کہ اس کا مقصود اللہ تعالیٰ ہے۔

سنخی کون؟

یاد رہے کہ سنخی وہ ہے کہ آج ایک بارہ کل دوبارہ اور ہر روز اسی طرح دگنا دیتا رہے اور بروز محشر تک اس کی بخشش جاری رہے وہ کا حقہ سنخی ہے اور اس کی سخاوت شب و روز دریا کی طرح جاری ہے :-

سخاوت کہ ہرگز نہ ماند بیاز

یکے اسم اللہ دگر اسم ساز

صرف ارادہ کرنے سے سخاوت نہیں میسر ہوتی۔ وہ ایک اللہ کا نام دوسرا اس کے نام کی دعوت ہے۔

حقیقت میں سنخی وہ ہے کہ جو چیز دل کو عزیز ہو کہ اس سے عزت پائے اسے بخش دے۔ پس اللہ کا اسم اعظم عزیز ہے اور دنیا و عقبیٰ میں فقیر عارف باللہ کے برابر کوئی سنخی نہیں ہے کہ اللہ کا نام بخش دیتا ہے اور اسم اللہ کا وجود میں جو دو کرم کے ساتھ تاثر کرتا ہے۔ علم تفسیر علم تاثر میں آتا ہے اور ہر علم و سعادت علم میں تاثر کرتی ہے۔ پس فقیر معرفت خداوندی کا علم اس وجود میں ہے کہ اس سے وجود میں کرم

نعمت، عظمت، عزت و ایمان کی ہیبت کے ساتھ حرمت و حیا آتی ہے۔ بخاوت
وہ ہے کہ فرقت میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذوق بخشے۔ درم و دینار کا بخل اور خواہشات
کو دور کرے بلکہ فقیر سربرہنہ سرتاج ہے کہ فقیر کو غرق مع اللہ دائمی طور پر معراج
ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت کے ساتھ

مرد را با ہے بود از راه صفا
ذکر و فکر و معرفت با مصطفیٰ

مرد کامل کا راستہ صفا کا راستہ ہے۔ ذکر و فکر کرنا اور مقام
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھنا۔

طالب الہی کو معرفت خداوندی کے ذکر و فکر سے جو اس کو ہوتا ہے وہ اس
کے نفس سے نہیں ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

إِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللَّهُ

جب فقر تمام ہوتا ہے وہی اللہ ہے۔

بقا باللہ پہنچ جاتا ہے۔

شناخت فقیر

جاننا چاہئے کہ فقیر مندرجہ ذیل پانچ خصائل سے شناخت کیا جاتا ہے :-

پہلی خصالت :- علم کو مہل و ریاسے نکال دے اور خدا کی طرف لے جائے۔

دوسری خصالت :- علم کی حلیمی ہو اور علیم اسم ذات باری تعالیٰ ہے۔

تیسری نخصلت :۔ مخلوق خدا کو فیض بخشنا۔
 چوتھی نخصلت :۔ شب و روز فی سبیل اللہ سخاوت کرنا۔
 پانچویں نخصلت :۔ فقر کو اختیار کرنا کہ اس کی نگاہ میں سونا اور مٹی یکساں ہو۔

فقیر کی اقسام

جاننا چاہئے کہ فقیر مختلف دس اقسام میں منقسم ہے۔

- ۱۔ پہلی قسم :۔ فقیر تحقیقی ہے۔
 - ۲۔ دوسری قسم :۔ فقیر حقیقی ہے۔
 - ۳۔ تیسری قسم :۔ فقیر دریائے عمیق ہے۔
 - ۴۔ چوتھی قسم :۔ فقیر توفیقی ہے۔
 - ۵۔ پانچویں قسم :۔ فقیر رفیقی ہے۔
 - ۶۔ چھٹی قسم :۔ فقیر طے طبقات طریق ہے۔
 - ۷۔ ساتویں قسم :۔ فقیر اہل شرب تارک الصلوٰۃ ہے۔
 - ۸۔ آٹھویں قسم :۔ فقیر بے عمل ہے۔
 - ۹۔ نویں قسم :۔ فقیر بے علم جاہل ہے۔
 - ۱۰۔ دسویں قسم :۔ مخالف شرع۔ یہ فقیر اہل بدعت ہے اور زندیق ہے۔
- پس کوئی فقر کے نام سے فقر کو پہنچا ہے، کوئی فقر سے فقر اقام کو پہنچا ہے،
 کوئی فقر کے مقام سے فقر کو پہنچا ہے۔ اس کی ہزاروں مثالیں ہیں اور کوئی ایسا ہے جو
 فقر سے فقر تمام کو پہنچا، پس جو فقیر کہ فقر سے تمام کو پہنچا حکم خداوندی تمام جہان دنیا و

آخت اس کے حکم میں ہے۔ دنیا اور دنیا دار اس کے غلام اور نفس فرمانبردار قدم کے پیچھے ہے اور اس کی روح اس کی مصاحب ہے، اس کا دل زندہ ہے، شیطان اس سے بیزار ہے۔ نہ مدعی اور مدعلیہ کا دعویٰ۔ شہوت و خواہشات اس کے قدموں کے پیچھے ہے، اس کی عقل اس کی خدمت گزار ہے، طاعت اس کی رفیق، معرفت خداوندی اس کی رفیق۔ عجب ہے اس قوم سے کہ معرفت خداوندی اور فقر محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس طرح بھاگتا ہے جس طرح تیر کمان سے بھاگتا ہے اور مخلوق خدا کی طرف درم و دینار کے لیے رجوع کرتا ہے اگرچہ ایمان رہے نہ رہے کافر ہو جائے۔ مگر دنیا سے فرعون کی طرح منہ نہ موڑے جو شخص دنیا اور دنیا داروں سے سیر نہ ہو اور فقر حاصل نہ کرے اور فقیری کا دعویٰ کرے اور محتاج ہو وہ فقیر کاذب، بے حیا اور خود کو نیچے والا ہے۔

جاودانی التجائے مافقر باشد تمام

احتیاج از کس نباشد فقر محتاج تمام

میری ہمیشہ ہی آرزو رہی ہے کہ میں فقر میں مکمل ہو جاؤں۔ کسی آدمی سے کسی چیز کی ضرورت نہ ہو۔ فقر تمام محتاجوں کو پورا کر دے۔

ہمارا اشیاء کی اہمیت

معلوم ہونا چاہیے کہ انسان چار اشیاء سے خوار اور چار اشیاء سے ابرار ہوتا ہے۔ چنانچہ اشیاء خوار اربعہ عناصر میں کہ ہر ایک کی انگ انگ تاثیر ہے۔ پانی کی یہ تاثیر ہے کہ ایک روز میں سو بار اس کا یقین پھر جاتے اور دل قرار پر نہ رہے

توقع طمع اس میں پیدا رہے اور خواہشات کی تاثیر یہ ہے کہ یہودہ گوئی بکثرت کہے اور آگ کی یہ تاثیر ہے کہ ظلم و غصب اس میں بکثرت پیدا ہو اور طعام بکثرت کھانے اور مٹی کی تاثیر یہ ہے کہ نیند بکثرت آئے اور غلبہ شہوت بکثرت دن بہ دن ہو اور محشر کے روز کا غم اور خوفِ خدا نہ رہے۔

وجودِ مومنین

مصنف کا قول ہے کہ مومنین، مسلمین، صدیقین، صالحین، درویش، عارفین، اصلین، عاشقین کا وجود سعید اربعہ عناصر سے نور الہی کے ساتھ متبدل ہو جاتا ہے۔ ان کا مقام لاہوت ہے۔ در مقام لاہوت کی علامت یہ ہے کہ جو اس مقام پر پہنچتا ہے اربعہ عناصر کے ناشوت سے بھاگتا ہے اور دل اہل لاہوت کا پُرانہ نور معرفت ہے اور دم دائمی طور پر اِلَّا اللّٰہ کے شوق کے ساتھ اور روح پاک و مقدس اللہ کے دوست اور نفس مطمئنہ عارف باللہ ہے۔

حقیقتِ تقویٰ

جاننا چاہیے کہ اولیائے کرام کا لباس تقویٰ ہے اور تقویٰ وہ ہے کہ جو اس ظاہریہ بند کرے اور بجز حق کے دوسرے کو نہ لے۔ اور تقویٰ کا لباس وہ آدمی پہنتا ہے کہ معرفتِ خداوندی کا پیالہ پی لیتا ہے۔ مرد کو ایسے تقویٰ سے قوت حاصل ہوتی ہے۔ تقویٰ باطن حق کی حضوری ہے اور تقویٰ مخلوق کی مزدوری اور نفسِ امارہ کی مغزوری ظاہر کرتا ہے اور تقویٰ باطن سے بے خبر ہے۔

تقویٰ ظاہریہ

جاننا چاہیے کہ تقویٰ ظاہریہ سے مخلوق خدا میں غلغلہ اور نام کی بلندی، خود پسندی اور نفسِ امارہ زندہ اور فریب ہوتا ہے اور ریاء و کفر ہاتھ دیتا ہے، شرک و امن گیر ہوتا ہے، شیطان مصاحب بنتا ہے، دنیا مہربان ہوتی ہے، اس سے رُوحِ پُرمردہ اور نفسِ لوامہ، نفسِ ملہمہ، نفسِ مظلمہ پریشان۔ جو باطنی ریاضت کرتا ہے اُس کے وجود میں معرفتِ خداوندی کا سورج طلوع ہوتا ہے اور اُس کا نفسِ امارہ خراب ہوتا ہے اور مرجاتا ہے اور رُوحِ زندہ ہوتی ہے اور نفسِ ملہمہ صدق قبول کرتا ہے اور لوامہ نختا ہے اور مظلمہ قبول کرتا ہے۔ یہ تمام مراتب تقویٰ کے ہیں۔ متقی صاحبِ معرفت عارف باللہ و شفیق ہوتا ہے۔ اہل تقویٰ فقیر کا نفسِ امارہ خواہشات سے ننا اور رُوحِ اللہ کے ساتھ بقا پاتا ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

فنا فی النور

اے طالب جو ان مراتب پہنچے اس کو مجموعہ فقر جان اور اس پر دونوں عالمِ قربان ہیں۔ اور ان مراتب کو فنا فی النور محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فنا فی النور کہتے ہیں اور جو فنا فی النور الہی کو پہنچتا ہے مَنْ دَخَلَهُ كَانْ اِمْنَا ہوجاتا ہے مراتبِ اولیائے رحمن کے مولیٰ کے ساتھ فرید یعنی یکتا ہوتا ہے۔ وہ شخص عیب اور معصیت اور دونوں عالم سے فارغ ہوتا ہے۔

پانچ نظر پانچ علوم

معلوم ہونا چاہیے کہ طالب الہی کو مرشد پانچ نظر اور پانچ علوم کے ساتھ صاحب
حضوری کر دیتا ہے۔

پہلی نظر:۔ یہ کہ مقام شریعت میں متوجہ ہو کہ طالب کے لیے علم شریعت کھل جائے
دوسری نظر:۔ یہ کہ نظر سے علم طریقت کا انکشاف کرے کہ کشف القلوب حاصل ہو۔
تیسری نظر:۔ یہ کہ نظر سے علم حقیقت کہ کشف الارواح منہ دکھائے۔

چوتھی نظر:۔ یہ کہ نظر سے پچاس نظر ظلمانی حجاب اور پچاس ہزار شیطانی حجاب جو کہ
باطن میں ہیں۔ اور پچاس ہزار نفسانی خناس کے سونڈ کے حجاب سے بلکہ
تمام کے تمام حجاب کل و جزو مرشد کامل سے ایسے مل جائیں جس طرح کہ لکڑی
آگ سے اور علم روشن ہو اور صاحب نظر ہو جائے۔

علمی کہ راہ بد دست حرف زان بجواں

اں در کتاب نیست ز اسرار دل بیاں

جو علم دوست کی جانب راہ لے جائے اُس علم کو حاصل کر وہ علم کتاب میں

نہیں ہے وہ علم دل کے رازوں سے ہے۔

اگر مرشد صاحب نظر ہزار دل اس طریقہ سے زندہ اور بیدار کر دے تو یہ نظریں
نظر خاص رب تعالیٰ اجل مجدہ الحکیم سے نہیں لانا چاہیے۔ نظریں کرنا بتدی ناقص
اور ناتمام کا کام ہے۔ حقیقت میں مرشد وہ ہے کہ صاحب نظر دل کی آنکھ کے ساتھ
متوجہ ہو کہ دل کی توجہ سے طالب الہی کو ہر ایک مقام سے کھینچتا ہے اور مقام

نور اللہ میں غرق کر دیتا ہے۔ یہ نظر بہت آسان ہیں دشوار نہیں ہیں۔ اور نظر توجہ
دل کی بھی عام ہے۔ صاحبِ نظر مرشد وہ ہے جو دیدہ دل کی نظر سے سر (راز)
کا این بنادے اور طالب کو حق الیقین کے مقام پر پہنچائے کہ ایک بار صاحب
یقین ہو جائے۔ اَلْمُرِيدُ لَا يُرِيدُ مَرِيدًا رَاوہ نہیں کرتا ہے۔

قسمت و توکل کا بیان

جاننا چاہیے کہ قسمت بھی چار اقسام میں منقسم ہے۔ فقرا جو قسمت کا کھاتے
ہیں اس سے نور معرفت خداوندی کا بیان وجود میں پیدا ہوتا ہے اور ان کا رزق
توکل پر ہے۔ اور توکل وہ ہے کہ ہر طریقہ سے ان کو اللہ تعالیٰ رزق پہنچائے
وہ اسے اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف لے جائیں۔ بعض کا خیال ہے کہ رزق کب
سے ہے۔ اور بعض رزق کے لیے علم حاصل کرتے ہیں اور بعض رزق کو غریب
سے ظلم و تعدی سے لیتے ہیں۔

الحاصل کلام

حاصل کلام یہ ہے کہ فقرا ایک دولت ہے اور سعادت (نیکی) عزت ہے
اور فقر آرفع و اعلیٰ مراتب ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فقر صاحبِ عظمت اور اپنے
فرید (یگانہ) کو عطا کرتا ہے اور بیگانے فقر کا منہ نہیں دیکھتے
باتو گویم بشنو اے جان عزیز
از خدا بہتر نباشد هیچ چیز

اگر جان سے زیادہ عزیز دوست میں ایک بات کہتا ہوں غور سے سُن کہ
اللہ سے بتر کوئی چیز نہیں ہوگی۔
مخلوق رزق کی آرزو رکھتی ہے اور فقیر رزق کے خواہش مند ہیں۔ مخلوق کی ننگا
سونے چاندی پر ہے اور فقرا کی ننگا قادر اکبر ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :
مَنْ مَاتَ فِي حُبِّ اللَّهِ فَقَدْ مَاتَ شَهِيدًا
جس نے حب الہی میں جان دی اُس نے شہادت کی موت پائی۔
دنیا کے طالب مولیٰ کی طلب سے بے نصیب ہیں اور مولیٰ کی طلب کے
برابر دونوں عالم میں اولیٰ و اعلیٰ کوئی شے نہیں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :
أَتْلُ مَا أُوْحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ
الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ
آپ کی طرف جو وحی کی گئی کتاب سے اس کی تلاوت کریئے اور نماز قائم فرمائیے
بیشک نماز فحش اور بُرائی سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔

عادت و ارادت

نہ بان کا ذکر عادت ہے اور دل کا ذکر ارادت ہے اور رُوح کا ذکر عبادت
ہے اور سر کا ذکر سعادت (نیکی) ہے۔ اور سعادت سے میرا غشاوہ اللہ کی
معرفت کا منکشف ہو جاتا ہے۔ ۷

ہر کہ را باطن بود با دل صفا
باطن آں را مے بود با مصطفیٰ

جس کا باطن یعنی دل صاف ہو۔ باطن اس کا درگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم میں پہنچا دے گا۔

ہر کہ باطن می برد حاضر رسول
آں ترا مرشد شود وحدت وصول
جو کوئی تجھ کو باطنی طور پر بارگاہِ رسالت میں حاضر کر دے وہ ہی تیرا پیر ہے
اور مقامِ وحدت تک تجھ کو اصل کر دے گا۔

بزرگی کا حقیقی راز

جاننا چاہیے کہ آدمی کی بچوں جیسی عادت ہے کہ اس کے وجود سے مجموعہ
خوص و حسد و طمع و بعض کا ہرگز نہیں نکلتا اور جو علمائے کرام لڑکپن میں علم
حاصل کرتے ہیں یا بچوں کو علم حاصل کروا تے ہیں۔ صحبت کی تاثیر ہوتی ہے
کیونکہ بچوں میں مانگنے کی رسم ہوتی ہے۔ روپیٹ کر لیتے ہیں۔ پس عالم بھی
لڑکپن کے مراتب سے ہرگز نہیں نکلتا حتیٰ کہ جب عارف باللہ کی مجلس میں نہ
جائے گا۔ با عظمت نہ ہوگا۔ اور عارف باللہ کی عظمت اللہ تعالیٰ کے با عظمت
اسمائے گرامی سے ہے۔ ہاں اگرچہ بمصداق اَوْتُوَالْعِلْمَ دَرَجَاتٍ کہ علم کے
درجات تمہیں دیئے گئے ہو۔ لیکن مراتب فنا فی اللہ کو نہیں دیئے گئے۔

حضرت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ نے کیا خوب فرمایا ہے یہ

چوں بعقل و علم درکار شدم
گفتم کہ اگر محرم اسرار شدم

جب مجھ کو علم اور عقل کی ضرورت ہو تو میں کہتا ہوں کہ میں محرم
اسرار ہو جاؤں۔

ہم عقل و غفلت سے غفلت سے ہم علم حجاب
چوں دانستم از ہر دو بیزار شدم
عقل میں غفلت اور علم پر وہ ہے۔ جب میں نے یہ بات جان لی
تو دونوں سے بیزار ہو گیا۔

علم کو رب تعالیٰ نہیں دیکھتا جیسا کہ اللہ رب العزیز تبارک و تعالیٰ نے حدیث قدسی
میں ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ يَنْظُرُ إِلَى صُورَتِكُمْ وَإِلَى أَعْمَالِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ فِي
قُلُوبِكُمْ وَنِيَّاتِكُمْ۔

بیشک اللہ تعالیٰ نہیں دیکھتا تمہاری صورتوں اور تمہارے کاموں کو
لیکن دیکھتا ہے تمہارے دلوں اور نیتوں کو۔

پس اگر تو علم سے رفیق اور عمل سے تحقیق حاصل نہ کرے اور ذاتِ احدیت کی طرف
نہ آئے لیکن اگر علم کو ترک کر دے اور شریعت سے منہ موڑے اور طریقت میں قدم
رکھے اور خواہشات کے ساتھ کوشاں رہے تو شیطان کی پیروی کے آثار ہیں یعنی
شیطان کی طرح کیونکہ شیطان آدمیوں پر ڈاکہ ڈالتا ہے۔

مصنف کا قول ہے کہ باطن کی شریعت میں قربِ خداوندی اور قربِ وصالِ الہی
کی معرفت کا عارف کو درستی و ہوشیاری اور مکمل بندگی ہے اور بغیر شریعت اللہ تبارک و
تعالیٰ سے دوری اور بارگاہِ محمدی سے قہر۔ استدرج کا حقد گندگی ہے جو مخلوق خدا کو دکھاتا

دکھاتا ہے صرف دعویٰ ہے۔

حقیقتِ عشق

حضرت محبوب سبحانی شہبازِ لامکانی قطبِ ربانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ
النورانی نے بارگاہِ خداوندی میں سوال کیا اے الہ العالمین عشق کیا ہے؟ بارگاہِ
رب العزت تبارک و تعالیٰ سے جواب ملا کہ عشق وہ ہے کہ جو غیر سے ہو، تمام دل جل
جائے اور ناچیز کر دے۔ جیسا کہ فرمان ہے:۔

الْعِشْقُ نَارٌ فِي قُلُوبٍ يُحَرِّقُ مَا سِوَى الْمَحْبُوبِ

عشق قلوب میں ایک آگ ہے جو محبوب کے غیر کو جلا دیتی ہے۔

اور عارف باللہ کو صاحبِ معراج اور دوام کہتے ہیں۔ اس طریقہ سے کسی وقت
حال سے آپ کو فارغ نہیں رکھتا۔ چنانچہ نمازِ معراج، تلاوتِ قرآن، ذکر و فکر
معراج اور مستغرق نور اللہ معراج ہے۔

اقسامِ معراج

جاننا چاہیے کہ معراج دو اقسام میں منقسم ہے:۔

پہلی قسم:۔ معراجِ خداوندی کی معرفت جو حضوری قلب سے متعلق ہے۔
دوسری قسم:۔ معراجِ عرش پر کہ اس سے حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل
الصلوٰۃ والتسلیٰمات مشرف، سرفراز و ممتاز ہوئے۔

پس معراجِ محمدی علیٰ صاحبہا التیۃ والثناء خواب میں یا مراقبہ، مراقبہ میں محمدی رفاقت

سے ہوتی ہے اور طالب الہی اس کو پہنچتا ہے۔ معراج خداوندی کا نشان یہ ہے کہ صاحب معراج کو چون و چرا نہیں رہتی اور یہ بھی مرشد کامل کی بخشش و کرم سے ہے۔

کالم ہم عارف ہم عالم باطن صفا
عاشق معشوق ہم واصل بحضرت مصطفیٰ

میں کامل عارف عالم صاف دل والا ہوں۔ میں عاشق و معشوق اور دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر باش ہوں۔

خزائن الہیہ

جاننا چاہیے کہ کامل مرشد وہ ہے کہ جس کے حکم میں کل و جز و مقامات ذات و صفات و خداوندی کے حکم سے ہوں۔ اور جو مقام طالب اس سے طلب کرے بے رنج اور بلا ریاضت اسے عطا کرے اور بخش دے۔ ایسے مرشد کو خزائن الہیہ کہتے ہیں۔ ہاں جس وجود میں اسم اللہ ذات کی تاثیر آتی ہے اس میں دنیا کی نفسانیت کا کوئی اثر نہیں رہتا۔ جو وجود فنا فی اللہ ہو جاتا ہے اُسے اللہ کی مخلوق میں کشف و کرامات دکھانے کی ضرورت نہیں رہتی۔

منہاجِ قادریت

جاننا چاہیے کہ منہاجِ قادریت دو اقسام میں منقسم ہے۔ پہلی قسم: زاہدی صاحب مجلہ اور ریاضتِ عوام الناس اور ضربِ جہر ضربِ فکر کے ساتھ اور محاسبہ نفس کے ساتھ اور درووظائف کے ساتھ شب زندہ داری

ہو اور دن کو روزہ رکھیں۔ باطن کے مشاہدہ سے بے خبر صاحبِ قیام و قال کے ساتھ ہو۔

دوسری قسم: قادری سرودی خراب حال قرب وصال کے ساتھ صاحبِ مشاہدہ ایک نظر میں طالب کو پہنچادیں اللہ کے ساتھ حق ایقین، اس پر اعتبار ہونا چاہیے کہ قاتلِ نفس پیش رواں سالار کاراز ہیں۔

توحید و توکل

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

التَّوَكَّلْ وَالتَّوَجُّدُ تَوَاقُفٌ عَلَى الْمَقَالِ وَالْأَكْلُ الْجَدْوَلِ

توحید و توکل ملی ہوئی ہے۔ سچ بولنا اور حلال کھانا۔

معرفت خداوندی سے وہ شخص شناسا ہو سکتا ہے جو حلال روزی کھائے

اور سچی گفتگو کرے اور سرودی وہ ہے جو حضور نبی کریم رحمۃ اللعالمین علیہ افضل

الصلوٰۃ والتسلیم سے دست بیعت ہو اور وہ شخص اپنے وجود میں ملائکہ جیسی خود اور

بپور رکھتا ہو۔ شریعتِ محمدیہ کا رفیق ہو اور شریعتِ شہر کی طرح ہے۔ اور اس شہر

میں جو راہ آتی ہے وہی فقر اور شرعِ محمدی ہے۔ جو طریقت اور مقامِ توحید سے

انگاہ ہو وہ شہنشاہ ہے جو شریعتِ محمدیہ کا مخالف ہو وہ گمراہ اور مردود ہے۔ اس

میں نگاہ کرنا سو معصیت کے برابر ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

لَا تَجَالِسُوا مَعَ أَهْلِ الْهَوَاءِ وَالْبِدْعَةِ فَإِنَّ فِيهِمْ عِزَّةً

كَفَرَةَ الْحَرْبِ -

اہل ہوا اور بدعتیوں کے ساتھ مت بیٹھو کیونکہ بیشک ان میں کفار
 حرب کا غلبہ ہے۔

پس مومن اہل علم کو دائمی طور پر خاموشی اور درستی چاہیے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

مَنْ سَكَتَ سَلَّمَ وَمَنْ سَلَّمَ نَجَاهُ

جو سکوت میں رہا سلامت رہا جو سلامت رہا وہ ناجی ہوا

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

الْمُؤْمِنُ لَا يُكْذِبُ

مومن وہ ہے جو جھوٹ نہیں بولتا۔

اور پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

عَلَيْكَ بِالصِّدْقِ وَتَوَى الْعَجَائِبِ

تو صدق کو لازم پکڑ اور عجائب کا مشاہدہ کر۔

ہر حدیث و آیت تو بشنوی

مرد عارف آل بود بر دیں قوی

جو آیت اور حدیث کو سنے۔ عارف کا دین اس سے مضبوط

ہوتا ہے۔

نیز قادری سروری وہ ہے کہ شیر نر پر شہسوار ہو۔ اور غوث و قطب اس کے زیر

پاؤں۔ یہ مراتب قادری مریدین کو روز اول ہوتے ہیں۔ ماہ سے ماہی تک اس پر روشن

ہوتا ہے اور نیز حقیقت و ماہیت سروری قادری کی وہ ہے کہ ہر طریقہ کے طالب کو کامل و عامل بنا دے اور مکمل کر دے۔ کیونکہ اسم اللہ کے تصور سے اس طریقہ میں تمام تاثیر ہو جاتی ہے اور حضور نبی پاک صاحب لولاک احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ و النناء کی تعلیم سے یہ افتخار پاتا ہے۔

مراتب سروری قادری

معلوم ہونا چاہیے کہ مادر زاد ولی اللہ، فقیر فنا فی اللہ اور وزیر حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ و النناء کے عارف اللہ اور معشوق الہی کے پیر و سنگیر حضرت محی الدین قطب بقا باللہ اور غوث الاعظم خطاب اس وجہ سے کہ طالبین و مریدین سروری قادری کو پہلے دن اسم اعظم نصیب اور مجلس حضور پر نور شافع یوم النشور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ و النناء میں جلیب غالب الاولیاء بنا دیتے ہیں۔ اس طریقہ سے طالب و مرید باطن صفاد اٹھی طور پر حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ و النناء میں حابس ہیں۔ سروری قادری صاحب ہدایت اور راز دان عنایت بے غایت ہیں اور دنیا و آخرت سے بے غم ہیں۔ دونوں عالم کا تماشا کرتے ہیں۔ ہر ایک سانس میں صاحب جو دو کرم ہیں۔ کشف و کرامات سے ننگ رکھتے ہیں۔ ان کی نگاہ دائمی طور پر ماہانیت خداوندی پر ہے۔ یہی بادشاہ ہیں کہ معرفت خداوندی کے رازوں کو واقف ہیں۔

غوث و قطب و پیر باشد زیر پیر

پیر باید این چنین مالک امیر

وہ غوث و قطب کا پیر ہو اور وہ اس کے ماتحت ہوں۔ پیر ایسا ہونا چاہیے جو مالک اور حاکم وقت روحانی ہو۔

اے وزیر مصطفیٰ واں با خدا
ہر مقامے زیر گامش کردہ پاہ

خدا کی قسم اس کو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وزیر جان۔ تمام مقامات کو اس کے پاؤں کے نیچے کر دیا ہے۔

غوثِ قطبے شد مریدش از مریدان مرید

ہر کہ منکر شد ازین مطلق بدان اور ایزید

اس کے مرید غوث و قطب ہوئے بلکہ اُس کے مریدوں کے مرید ہوئے جو کوئی ان کا منکر ہوا اُس کو مطلقاً ایزید جان۔

بندہ باہو ہچو گوید ہر کہ میراں شد غلام

ہم جلیس شد محمد شد برو دوزخ حرام

باہو بندہ اس کو کہتا ہے جو میر میراں کا غلام ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مصائب ہوا اور اُس پر دوزخ حرام ہو گئی۔

یہ مراتب بھی سروری قادری کے ہیں۔ جس شخص کو سب سے پہلے حضور خاتم الانبیاء رسول

رب العالماں نواز دیتے ہیں۔ پھر باطن میں حضور غوث الثقلین محی الدین شیخ عبد القادر

جیلانی و گیلانی کے سپرد کرتے ہیں اور آپ اُسے نوازتے ہیں۔ اور آپ سے جدا نہیں کرتے ہیں۔

سروری قادری کے خطاب

جاننا چاہیے کہ سروری قادری چار خطاب میں منقسم ہے۔ سروری قادری دائمی طور پر صدیق باطن صفا حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمہ والثناء کی مجلس پاک میں رہنے والا ہے۔ صاحب توجہ طے فی الدارین غرق مع اللہ کہتے ہیں اور مشاہدہ ہیں حق یقین قوت القوی بھی کہتے ہیں۔ اور صاحب سراڑ اور نظر نظارہ بر شیر زرشہ سوار بھی کہتے ہیں۔ قادری سروری کے طالب کو ایک نظر میں اس کے مقصد پر پہنچا دیتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس پاک میں موجود کر دیتا ہے اور نظر سے توحید میں غرق کر دیتا ہے۔

لائق ارشاد مرشد وہ ہے جس کسی کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے اور حضور پڑ نور شافع یوم النور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمہ والثناء کی اجازت سے اور پیر دستگیر سے رخصت ہو۔ اس کی تلقین سے طالب صاحب یقین مشاہدہ ہیں ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت اور بے رخصت پیر دستگیر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ النورانی کے آپ سے تلقین کرے۔ اس کا طالب بدعتی، گانا بجانا سننے والا، حسن کی پوجا کرنے والا خواہشات نفسانی میں مستغرق، مست و مغرور، ذلت و شرمساری اور سیاہی بروز عشر اٹھائے گا۔ اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔

درویش کی قسمیں

جاننا چاہیے کہ درویش پانچ اقسام میں منقسم ہے :-

پہلی قسم :- درویش کشف القلوب جو دل کے تمام حالات و ارادہ سے واقف ہو۔
 دوسری قسم :- درویش کشف القبور جو باطنی راہ سے اہل قبور سے باتیں کرتا ہو۔
 تیسری قسم :- درویش اوتاد جو مشرق سے مغرب تک کی خبر رکھتا ہو۔ چنانچہ مشرق و
 مغرب کے ایک بیضہ مرغ اس کی نگاہ سے مخفی نہ ہو۔

چوتھی قسم :- درویش قطب جو ہر طبقات ارض و سماوات سے خبر دیتا ہے۔
 پانچویں قسم :- درویش غوث جو ایک سوساٹھ قطب کے برابر ایک غوث کا

منزلت مکہ ہے جو عرش پر ستر ہزار حجاب ہیں اور غوث اس سے فوق کی خبر
 دیتا ہے۔ اور ایک سوساٹھ آدمی جو تمام عبادت میں مشغول ہوں اوتاد کے مرتبہ
 کو نہیں پہنچتے اور اوتاد پیر نہیں ہے غوث پیر ہے۔ پس جو پیری کا دعویٰ کرے
 کرے اور وہ غوث و قطب نہ ہو۔ اس کا دعویٰ جھوٹا اور لغو ہے۔ اور بروز محشر
 سیاہ رو اور شرمسار ہوگا۔

مصنف کا قول ہے کہ غوث، قطب اور اوتاد کے مراتب عرش کے
 اوپر سے زمین کے نیچے تک جس قدر طبقات ہیں اس کی سیرگاہ ہیں۔ پس
 مرشدی اور پیری کے لائق وہ ہے کہ طالب و مرید کو بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ
 وسلم میں لے جائے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے تلقین و ہدایت کریں
 اور اللہ تعالیٰ سے ہدایت حاصل کرے۔

پیر ہچو پیر من نائب رسول
 ہر مریدے را کند با حق رسول

خضر ظاہری خضر باطنی

یاد رہے کہ پیر کہنے سننے اور پیغام میں نہیں ہے بلکہ پیر تلقین میں سراسر معرفت خداوندی کا نام ہے۔ نہیں نہیں میں نے غلط کہا ہے پیر اے کہتے ہیں جو دنیا کے لباس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور دنیا کا دامن چاک کر دے اور نظر پاک رکھے کہ وجود کا مس ایک نگاہ میں نہرِ خالص بنا دے نہیں نہیں میں نے غلط کہا۔ یہ مراتب بھی ادنیٰ ہیں لائق ارشاد پیر و مرشد وہ ہے جو طالبین و مریدین کو پہلے دن مرتبہ خضر باطنی عطا کرے کہ خضر ظاہری کو باطن کی بینائی سے ان کے مرتبہ کی صفائی نہ پہنچے۔ پس خضریٰ سے کیا حاصل اور خضر باطنی کیا ہے؟

سلطان الفقر کون؟

یاد رہے کہ نگاہ سے خضر ظاہری جو علم ظاہری رسمی جو کسی اور خزانہ ظاہری جو سونا چاندی ہے اور حضرت خضر علیہ السلام کی مجلس حاصل ہوتی ہے اور جو خضر باطنی سے ملتا ہے اور خضر باطنی کا نام سلطان الفقر ہے۔ اگر خضر باطنی کسی کے ساتھ ملاقات کرے علم ظاہری فراموش ہوتا ہے اس لیے کہ علم باطنی سے معرفت اور توحید خداوندی تجلی نور کے ساتھ ایسا باطنی معمور قرب و وصال میں حضور ہوتا ہے کہ خضر ظاہری کی خبر نہیں رکھتا اور نہ ہی سونے چاندی کی خبر رکھتا ہے اور نہ نفس، شیطان، دنیا اور مخلوق سے باخبر ہے۔

اس کو ایک وجود کہتے ہیں۔ ظاہر شریعت دائمی طور پر اور باطنی طور پر معرفت خداوندی تمام۔ پس پیر و مرشد جو خضر باطنی کے مراتب پر پہنچا دے وہ مرشد حقیقی اور پیر مرد ہے ورنہ وہ پیر کہلانے کا مستحق نہیں ہے بلکہ ڈاکو ہے وہ بروز محشر شرمسار اور خوار ہوگا۔

حقیقت مرشد

معلوم ہونا چاہیے کہ مرشد صرف اور زہر کی طرح ہے کہ ہر ایک صدق و کذب کو نگاہ سے پرکھے۔ جاننا چاہیے کہ دل ریاضت سے اور معدہ خالی رکھنے سے پاک ہوتا ہے۔ ریاضت سے طیر اسیر اور زمین و آسمان کے مشاہدہ کے طبقات ماہ سے ماہی تک اڑنا مکھی کا مرتبہ ہے، پانی پر چلنا خس و خاشاک کا مرتبہ ہے۔ اور یہ دونوں مراتب جس دم سے پیدا ہوتے ہیں اور جس کفار کی رسم سے عیس ہے۔ سیر و طیر و مشاہدہ آسمانی کے مراتب زندق اور کفار بھی رکھتے ہیں۔ ان کو مراتب ہدایت، مراتب غوثیت و قطیبت نہیں کہہ سکتے بلکہ مطلع استدراج ہے۔

یاد رہے کہ غوث و قطب دو اقسام میں منقسم ہیں۔ غوث و قطب جو ریاضت کے ساتھ ہو۔ یہ مراتب اسم ذات سے حاصل ہوتے ہیں۔ پس جو کفار کا راستہ ہو اُس سے خلاف چاہیے۔ مرد وہ ہے جو کفار کی مخالفت کرے اور شریعت مطہرہ کو مضبوطی سے تھام لے اور باطن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیر و ہو۔ جو آپ حکم فرمائیں اس پر عمل پیرا ہو اور بال برابر بھی خلاف سنت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جانے۔

میں اس قوم سے متعجب ہوں کہ سونے چاندی کے طالب اور اللہ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے غافل ہیں۔ علم فضیلت ناتمام اور علم میں جہلا کی طرح ہیں۔ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ سیاہ دل باطن بے وفا دنیا کے طالب دونوں جہان میں پریشان ہیں۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي عَدُوِّكُمْ
أَوْلِيَاءَ تَلْفُظُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ -

اے ایمان والو! میرے دشمن کو مت دوست بناؤ جو کہ میری بندگی کے لائق نہیں تمہاری دوستی کے قابل نہیں ہیں۔

دنیا اس کے اہل اور نفس شیطان اور کافر اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو اس سے ترک چاہیے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ میں نیک کردار اور پرہیزگار ہوں اور امت صاحب تکلیف سے بیزار ہوں۔ اور دنیا سراسر تکلیف ہے۔

رَوَى مَعْقِلُ بْنُ بَصَّارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فُقْرَاءَ أُمَّتِي لَيَدْخُلُونَ
الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَاءِهِمْ بِخُمُسِ مَائَةِ عَامٍ -

معقل بن یسار سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میری امت کے فقراء اُمراء سے پانچ سو سال پہلے بہشت میں داخل ہوں گے۔

حکمتِ عجوبہ

جاننا چاہیے کہ غوث، قطب، صاحب طبقات مقامات، صاحب درجات دنیا، نام و ناموس صفات اور ہے۔ غوث و قطب غرق ذات الہی اور ہے۔ غوث قطب تجرید و تفرید اور ہے، غوث و قطب پیر و استگیر و امیر اور ہے اور فنا فی اللہ فقیر اور ہے۔ جو غوث قطب خدا کی وحدت اور مقامِ فردانیت میں غرق اللہ کے ساتھ اور مجلس نبوی میں حاضر کہ اسے صرف سر دفتر ولایت کرتے ہیں اور ہے۔

شانِ ولایت

اللہ رب العزۃ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے حدیثِ قدسی میں ارشاد فرمایا:
 اَوْلِیَائِیْ مَحْتَّ قَبَائِیْ لَا یَعْرِیْ فِیْهِمْ غَیْرِیْ
 میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں انہیں کوئی دوسرا نہیں جانتا۔
 اللہ کے دوستوں کی شان ہے جو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر اویا اللہ کے بارے میں عطا فرمائی ہے۔

یاد رہے کہ پیر و مرشد کے ماہین کیا فرق ہے اور طالب کون ہے؟ مرشد مراد بخش اللہ کی نسبت کا طالب کے وجود میں نور الہی سے روشن نگاہ مرشد سے غرق مع اللہ آتا ہے کہ جو ما اور منی سے سب نکل جاتی ہے اور پیر کو لازم ہے کہ سب سے پہلے باہ باطن میں مرید کے سر سے سات بال گن کر ہاتھ میں لے اور مقرض سے تراشے

اور سات مراتب پر پہنچائے۔ چنانچہ سب سے پہلے بال کے تراشنے سے مرید کے وجود کو جمعیت بخشے کہ دل غنی ہو اور حرص نہ رہے اور دوسرے بال تراشنے سے ذکر حاصل نہ ہو اور حسد نہ رہے۔ پھر تیسرے بال کے تراشنے سے معرفت خداوندی منہ دکھائے اور غرور نہ رہے۔ پھر چوتھے سے نور خداوندی کی تجلیات اور روشن ضمیری ہو اور بغض نہ رہے۔ پھر پانچویں بال کے تراشنے سے مشاہدہ ظاہر ہو اور عجب نہ رہے۔ پھر چھٹے بال تراشنے سے انبیاء و اولیاء کی مجالس حاصل ہو اور غصہ نہ رہے۔ پھر ساتویں سے مشاہدہ حقیقی اور لذت حقیقی حاصل ہو اور اللہ اور اس کے مابین پردہ اٹھ جائے۔ یہ مرشد کامل کی نگاہ سے حاصل ہوتا ہے جو مرشد خود مردار دنیا کا طالب ہے وہ ذلیل و خوار ہے اور گاؤ عصارہ کی طرح ہے۔

پیر و مرید کا انکشاف

جاننا چاہیے کہ سب سے پہلے پیر مرید کو ظاہر و باطن مردار نہ کھانے دے اگر اتفاق سے کھالے تو اس کے وجود میں قرار نہ پکڑے بلکہ قے یا دستوں سے نکل جائے۔ پیر کے شان کا یہ پہلا نشان ہے نہ پیر دنیا کے لیے پریشان۔

پیر پر لازم ہے کہ سب سے پہلے مرید کو آسمان کے سات طبق ظاہر کرے اور لورج محفوظ اس کے مطالعہ میں کر دے۔ جو پیر مرید کے سات بال تراشنے سے ان مراتب پر پہنچا دے مکمل پیر ہے ورنہ حجام ہے۔

مصنف کا قول ہے کہ نہیں نہیں۔ میں نے غلط کہا۔ یہ پیر بھی ناسوتی باہاں

اور نامتتام، اس کے لیے مرید سے نذر و نیاز لینا حرام ہے۔ اس طریقہ سے بے توفیق مرید کے لیے بہت پیر ہیں اور دنیا میں پیر کے کیا مراتب ہیں یعنی دنیا والوں کو مرید کرنا حرام ہے۔ دل سیاہ رات دن گناہ کی طلب میں ہے اور پیر کو مرید سے دنیا کی ترقی و رجوعات اور اُس کے آداب پر نظر رکھنا گویا سیطنت ہے۔ اس لیے کہ جب دنیا دار پیر سے روگرداں ہو جائے تو خواب میں شیطان پیر کی صورت بن کر آتا ہے اور اہل دنیا کو چار پائی سے لوٹ دیتا ہے۔ پس جب بیدار ہوتا ہے تو پیر کی ملازمت میں موٹا بطور پر مشرف ہوتا ہے اور اپنی حقیقت و احوال ظاہر کرتا ہے کہ میرا پیر بڑا زبردست ہے اور وہ حالت سے واقف نہیں ہے۔ پیر جنی باطن سے محروم ہے اور معرفتِ خداوندی سے خلاف ہے اور اس کے مرید اس کی کرامات کی شیخیاں مارتے ہیں۔ جو اس طریقہ پر نہیں چلتا مخلوق اُسے پیر نہیں کہتی خواہ پیر پیغمبر کیوں نہ ہو۔

حقیقی فقیر

معلوم ہونا چاہیے کہ مرتبہ فقر یہ ہے کہ اگر دنیا والوں پر نگاہ کرے اور اگر دنیا والے حضرت ابراہیم ادہم کی طرح ہوں جو بادشاہ تھے۔ جنہوں نے بادشاہیت کو ترک کر دیا اور خاک نشین ہو گئے۔ نہ اوڑھے۔ اور شب و روز ظاہر و باطن میں ذکر اللہ اور طاعت میں کوشاں رہے اور گھر بار ترک کر کے مخلوق خدا سے دُور ہوئے اور صبح و شام طلبِ خداوندی میں رہے اور اللہ کے شغل میں مشغول رہے اور دوام مع اللہ ہونے کو غنیمت جانے اور دنیا اور دنیا والوں کی طرف منہ نہ کرے اور شریعت کا لباس پہنے اور سکوت اختیار کرے۔

فوائدِ خاموشی

مصنف کا قول ہے کہ خاموشی میں ستر ہزار فوائد ہیں اور وہ ستر ہزار فوائد سات کلمات میں جمع کیے گئے ہیں کہ ہر کلمہ میں ہزاروں فوائد ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں :-

پہلا فائدہ :- خاموشی کی راحت کراٹا کا تبین سے ۔

دوسرا فائدہ :- خاموشی عبادت بے رنج ۔

تیسرا فائدہ :- خاموشی بے زینت لباس ہے ۔

چوتھا فائدہ :- خاموشی بغیر سلطنت کے بادشاہی ہے ۔

پانچواں فائدہ :- خاموشی بغیر عمارت کے قلعہ ہے ۔

چھٹا فائدہ :- خاموشی بے نیاز ہے بمعذرت خواہ سے ۔

ساتواں فائدہ :- خاموشی عیب چھپاتی ہے ۔

مصنف کا قول ہے کہ خاموشی سب میں خود فروشی ہے یہاں تک کہ دل ذکرِ الہی

کے شور میں اور غرق مع اللہ ہرگز بہوش نہ ہو ۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّ لِسَانَهُ

جس نے اپنے رب کو پہچانا اس کی زباں بند ہو گئی ۔

عارف باللہ کی یہ نشانی ہے جو یہ مکان نہ رکھے اُسے پریشانی ہے ۔ خاموشی کا مطلب

یہ ہے کہ جب دل کی زبان کھولے منہ بند ہو جاتا ہے ۔ ہرگز بات نہیں کرتا ۔ اس لیے

کہ صاحبِ سکوت خدا کو حاضر جانتا ہے اس آیت کریمہ کے مطابق وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَا كُنْتُمْ

خدا تمہارے ساتھ ہے جہاں تم ہو۔ اور جب تجھے معلوم ہو جائے کہ خدا تیرے ساتھ ہے پھر کسی سے کیا خوف۔ اور اگر تجھے معلوم ہو کہ خدا تیرے ساتھ نہیں ہے تو مشرک اور خراب ہوگا۔ نعوذ باللہ منہا۔ یعنی اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔

ملک و ملک بیک ہو زیادہ چیز کم
ماکہ در قسزم توحید نہنگ آدہ ام

ہو سب سے زیادہ ہے فرشتہ اور دنیا جہاں کوئی چیز نہیں ہیں۔ میں توحید کے سمندر میں مگر مچھ بن کر آیا ہوں۔

جب ہو کے مطالبہ کے ساتھ دل کا ورق غرق ہو تو اُسے کوئی چیز اچھی نہیں لگتی مخلوق میں بے شعور اور خالق کے ساتھ شعور۔

باہو ہوا بردار در دل زان ناپسند

جز خدا با دیگرے دل را بند

باہو دل کو ان ناپسندیدہ چیزوں سے اٹھالے۔ اللہ کے سوا دل کو کسی چیز کے ساتھ مت باندھ۔

جب ذکر ہو ہو کا وجود پر غالب آتا ہے قید کر لیتا ہے بجز ہو کے اور کچھ نہیں رہتا۔

دے بے یاد حق مطلق گناہ است

بخود مشغول بودن کفر راہ راست

ایک گھڑی اللہ کی یاد کے بغیر مطلقاً گناہ ہے۔ اپنے ساتھ مشغول ہونا کفر ہے یہی سیدھا راستہ ہے۔

ترا ہر دم کشد پندار ہستی

سوئے ظلمت سرانے بت پرستی

تجھ کو تیرے موجود ہونے کا تصور ہر وقت کھینچتا ہے۔ بت پرستی اور کفر کی اندھیرویوں کی جانب۔

خودی کفر است نفی خویش کن زود
کہ جز در حقیقت نیت مقصود

خودی کفر ہے بہت جلد اپنی نفی کر کہ حقیقت کے سوا اور کچھ مقصود نہیں۔

طلبِ مولیٰ و طلبِ دنیا

جاننا چاہیے کہ طلبِ مولیٰ پیشوائے پیر راہ ہے اور طلبِ دنیا پیر گمراہ ہے۔ جو پیر مریدین کو معرفتِ خداوندی کی طرف لے جاتا ہے وہ ہوشیار ہے اور اُس پیر کے مرید رب تعالیٰ کے دیدار کے لائق ہیں۔ جیسا کہ میرا پیر حضرت شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی ہیں جو ہر روز سہزار مرید بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مشرف کرواتے ہیں اور سات منسوب دلاتے ہیں اور توجید میں غرق کر دیتے ہیں اور مرید غوث و قطب سے سبقت لے جاتے ہیں۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

أَدِيَاءَ اللَّهِ لَا يَمُوتُونَ

اللہ کے دوست مرتے نہیں ہیں۔

اور ہرگز دنیا کی طرف منہ نہیں کرتے۔ یعنی دنیا سے بیزار رہتے ہیں۔

سگِ درگاہِ میراں شو چو خواہی قربِ ربانی

کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی

اگر تو اللہ کا مقرب بننا چاہتا ہے تو غوثِ اعظم کی درگاہ کا کتابن جا کہ غوثِ اعظم کی درگاہ کا کتابن پر فوقیت رکھتا ہے۔
 جس کسی نے مرتبہ غوثیت، مرتبہ قطبیت کی سعادت و نعمت و ولایت پائی ہے۔ یہیں سے پائی ہے۔ دونوں عالم کی کلید ان کے ہاتھ میں ہے جو ان سے منکر ہو اور ہو اور ہو اور شیطان ہو۔ اور جو اللہ کا بندہ مومن و مسلم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ہے وہ آپ کا غلام ہے۔ کوئی ان کی مریدی سے باہر نہیں ہے۔ اور باہر ہے وہ معرفت کی راہ سے غافل ہے۔ اور وہ سب ہو جاتا ہے کیونکہ ان کا خطاب غوث الثقلین، غوث الجن والانس والملائکۃ ہے۔ اہل عقل کے لیے اس قدر ہی اشارہ کافی ہے۔

قدم غوثِ اعظم

جاننا چاہیے کہ حضور نبیِ غیب دان خواجہ کونین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والتیمۃ والثناء کا قدم مبارک آپ کی گردن پر رکھا ہے اور تمام اولیائے رحمن کی گردنوں پر حضرت شیخ عبد القادر حیلانی قدس سرہ النورانی کا قدم مبارک ہے۔

ایک دفعہ حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند ارجمند نے بارگاہِ عوثیتِ مآب میں عرض کیا کہ آپ مجھے کچھ وصایا فرمائیے، تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تقویٰ کو لازم پکڑو، ماسوی اللہ ہرگز کسی سے مت ڈرا اور اللہ ہی کو اللہ جان۔ اور اپنی تمام حاجات رب تعالیٰ کے سپرد کر۔ کوئی نعمت اس سے جدا نہیں ہے۔ پس سب کچھ اسی سے طلب کر اور بجز اللہ تبارک و تعالیٰ کسی پر وثوق مت

مت کر اور حیا کو لازم پکڑے۔

حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:۔
 ”میرے اور تمام اور تمام مخلوق کے مابین اتنا بعد ہے جیسا کہ ارض و
 سموات کے مابین۔ پس مجھ کو کسی پر مت قیاس کر اور نہ کسی کو مجھ پر
 قیاس کر۔“

فتوح الغیب، مفتاح الفتوح اور بھتہ الاسرار میں ہے کہ حضرت شیخ
 عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی نے فرمایا:۔
 ”میرا یہ قدم تمام اولیائے رحمن کی گردنوں پر ہے۔“

یاد رہے کہ جس طرح حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں
 اسی طرح حضرت محبوب سبحانی، قطب ربانی، شہباز لامکانی، غوث صمدانی شیخ
 عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی خاتم غوث الثقلین ہیں۔ یعنی آپ کے بعد کوئی
 غوث الاعظم نہیں ہوگا۔ آپ ہی ختم الفقراء، ختم الفقراء، ختم الولاہیت، ختم الہدایت
 اور ختم العناہیت ہیں۔ بقا باللہ کے برکات کے پہنچانے والے غرق ذات،
 وزیر حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء کے دوام حضور کو دونوں عالم کی
 ظاہرہ و باطنہ کلید عطا کی گئی۔ یہ آپ کا مرتبہ و مقام ہے۔ جو آپ کے مراتب
 کا زندگی اور موت میں دعویٰ کرے وہ نہایت جھوٹا ہے۔ شاہ جیلانی میرے
 دین و دنیا کے پیر ہیں اور زندہ جان ہیں۔ میری جان اور جان نزدیک ہے
 جو کوئی پیر کو اپنی جان سے نزدیک تر نہ سمجھے وہ حقیقت میں مرید نہیں ہے
 وہ پریشان ہے۔ اور میرے پیر کا قدم شریعت پر ہے کہ شریعت میں ایک حرف

سے حضرت پیر کو تمام شرف حاصل ہے وہ حرف ب ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کی ب ہے۔ اور حرف ب سے بنائے اسلام ہے اور بنائے اسلام میں مسلمان مکتمل ہے۔ آپ کی کلید قادری گم نہ ہوگی۔ اور آپ کے مرید عارف باللہ اور صاحب کلید ہیں اور توحید میں غرق ہیں۔ منہاج قادریت میں کوئی تقلید نہیں ہے۔ مع اللہ عارف باللہ ہیں۔ کوئی خانوادہ اور طریقہ ابتدا اے قادری کو نہیں پہنچا ہے اگر کوئی کہے پہنچا ہے تو وہ بہت بڑا جھوٹا اور لاف زن ہے۔

معصیت سے رہائی

یاد رہے حضرت محبوب بھانی، قطب ربانی، شہباز لامکانی پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کے طالبین کو ہر دم اللہ تعالیٰ کے ساتھ جواب باصواب ہے۔ آپ اپنے چاہنے والوں سے چھوٹے بڑے گناہ نہیں ہونے دیتے۔ آپ کے چاہنے والے دائمی طور پر اپنے حال پر ہیں۔ اس لیے کہ آپ کے چاہنے والے جو گناہ کرتے ہیں۔ آپ پوشیدہ اور ظاہر دونوں کو معاف کرا لیتے ہیں اور مجلس نبوی میں پہنچا دیتے ہیں۔ سب کے سب پیر آپ کے مرتبہ و مقام کے آگے مردہ ہیں اور آپ زندہ سر قدرت سبحان ہیں۔ عالم، فقیر اور امیر آپ کی مثل مریدین کے ہیں۔ مگر جو عالم اور فقیر کامل اور امیر عادل انصاف والے ہیں۔ اور یہی تین آدمی ہیں باقی سب حیوان کالانعام بَلْ هُمْ أَضَلُّمْ چوپایوں کی طرح ہیں۔ بلکہ وہ بھی بہت گمراہ ہیں۔ اور حضور غوث الثقلین کے ساتھ ایسے ہیں جیسے جسم کے ساتھ جان ہے اور آفتاب

ذوہ کے ساتھ اور درخت پتوں کے ساتھ اور مہر نگینہ کے ساتھ اور حضور نبی
غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ۔ جو پیر اس صفت پر متصف
نہ ہوں اس کے مرید خراب اور پیر عذاب میں مبتلا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔

خصائلِ پیر

جاننا چاہیے کہ پیر الٰہی خدایست وحدت کا پیالہ پینے والا چاہیے نہ کہ
جتنی پشتی استخوان فروش میرا پیر شاہ محی الدین ہے جو نائب رسول اللہ ہے۔
آپ کا فرمان ہے کہ میرا مرید ایمان پر مرے گا۔ اے میرے مت ڈر اللہ میرا
رب ہے۔

جاننا چاہیے کہ بروز قیامت تمام انبیائے کرام علیہم السلام نفسی نفسی
پکاریں گے۔ حضور سید الرسل امام السبل احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التعمیر والنشأ
امتی امتی پکاریں گے اور ہمارے بلجا و ماویٰ حضرت محی الدین سیدنا عبد القادر
جیلانی قدس سرہ النورانی مریدی مریدی پکاریں گے۔ اور جس وقت حضور سید
عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرا قدم تیری گردن پر ہے اور اے
محی الدین تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔ تو اس حالت میں تمام
اولیائے رحمن آپ کی خدمت میں ملتی ہوئے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم
نے یوں فرمایا ہے توجہ فرمائیے تو حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت
مآب میں ملتی ہوئے اور آپ نے فرمایا اے علی! حضرت محی الدین عبد القادر
جیلانی میری آل اور تمھاری اولاد سے ہے جو لائق فرزند کے قدم کو اٹھا کر اور

کاندھوں پر بٹھا کر گردن پر رکھ لے تو عیب نہیں ہے۔ پس سب سے پہلے حضرت
شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عزت دی۔ اس کے بعد حضرت پیر پیراں دستگیراں
نے تمام اولیائے جہن کی گردنوں پر قدم رکھا اور ہر ولی اللہ سعادت مند ہوا۔ اور
ہر ایک نے ولایت و ہدایت کا مرتبہ حاصل کیا۔ آپ کے دشمن تین قسم کے ہیں:

۱۔ دشمن کار افضی ہونا ضروری ہے۔

۲۔ دشمن کا خارجی ہونا ضروری ہے۔

۳۔ دشمن کا بے تشریح راندہ درگاہ ہونا ضروری ہے۔

اور جس کو آپ نوازتے ہیں بیک نظر اولیاء اللہ بنا دیتے ہیں۔ اور جس کو ڈالتے
ہیں اُسے دوسرا اٹھا نہیں سکتا۔

سماع کی حقیقت

جاننا چاہیے کہ عارف غرق مع اللہ باخبر کو گانے بجانے کی آواز گدھے کی
طرح معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ گانے بجانے کی آواز کا تعلق شیطانیت سے ہے
شیطان حسن کی پوجا کرنے والے، خدا کو نہ پہچاننے والے کو لذت دیتا ہے۔

عارفان بے نغمہ مطرب مت حال

مستی ایشاں خاص از وحدت وصال

عارف گوئیے کے گانے کے بغیر مستی کی حالت میں رہتے ہیں۔ ان کی

مستی وحدت کے وصال سے مخصوص ہے۔

جاننا چاہیے کہ بارہ سال سے ریاضت و سماع و سرود کا طریقہ اگر کسی کو

روشن ہوا ہو۔ زیر و زبر اس سے بہتر ہے۔ سروری قادری بیک نگاہ فیض یاب کرتا ہے جیسا کہ سورج کی نگاہ ذرہ کو روشن کرتا ہے۔

بے قراری ذرہ دانی از کجا

بے قرار از شوق گرد در ہوا

بے قرار ذرہ کو تو جانتا ہے کہ وہ کہاں سے کہاں پہنچتا ہے اس کے شوق میں بے قرار ہوا میں گردش کرتا ہے۔

ہمچو فانوس است خیال سوزاؤ

درمیاں پردہ بسند رو برو

اُس کے خیال کی گرمی فانوس کی گرمی کی مثل ہے۔ وہ پردوں کے باوجود اس کو اپنے سامنے دیکھتا ہے۔

مقام قاب قوسین جانبین جانبین ہے اور ہر طریقہ قادری سے بوٹے دنیا آتی ہے۔ قادری سروری انشاء اللہ الصمد فارغ ہے۔ ان کا خواب مشاہدہ، ان کا کھانا مجاہدہ اورستی ہوشیاری اور دل بیداری میں ہے۔ عاشقین کی ریاضت خون جگر کھانا اور باطن میں ان کا حال دریافت نہ کرے۔

توحید چو آفتاب تاباں شدن است

از چہ شیر طبعان ہر اسان شدن است

توحید تو سورج ہے صرف اس کا روشن ہونا ہے۔ اگرچہ شیر کی خصلت رکھنے والوں سے خائف ہونا ہے۔

گر خلق اینت حاجت و عزت نیت

از کورچہ احتیاج پنہاں شدن است

حضرت سلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ایک بزرگ نے ایک بزرگ کو لکھا کہ حیرانی ہے اس قوم سے کہ جو شب و روز خواب میں رہیں اور قافلہ چلا جائے اور جانتے ہیں کہ منزل و مقام پر پہنچ گئے۔ بزرگ نے جواب دیتے ہوئے لکھا اے میرے بھائی اس راہ میں مردان خدا جاتے ہیں کہ شب و روز خواب میں رہیں۔ جب قافلہ منزل کے قریب اور مقام پر پہنچے۔ ان کو زیادہ دیکھے کہ ہزار برس کا راستہ آدھے قدم کے مساوی بھی نہ ہو۔ یہ وہ طائفہ ہے کہ ان کی خواب اور بیداری یعنی سونا اور جاگنا برابر ہے، مستی و ہوشیاری برابر ہے، اکل و شراب اور بھوک برابر ہے۔ ان کے مراتب ایسے ہیں کہ دائمی طور پر انہیں کے لیے سیر و مشاہدہ ہے۔ ان کا جسم دنیا میں ہے اور دل عقبتی میں ہے۔

حضرت سلطان العارفين عليه الرحمة کا قول ہے کہ :-

”جو دنیا اور عقبتی سے اٹھ گیا اور راہ مولیٰ میں غرق ہو گیا وہ مقام علیین میں ہے کہ باطن سے ادنیٰ ہے۔ سپر ربانی اور مشاہدہ اسرار سبحانی کرتا ہے، اُس کی آنکھ دل سے ہے، اُس کا وصل راز پر ہے۔ اس کو صاحب غیبی کا مل غالب بر نفس کہتے ہیں یعنی نفس اُس کا علام ہے۔ ان مراتب کو حق الیقین کہتے ہیں۔ اُس کا ظاہر درست و صحیح ہے۔ بہر حال معرفت خداوندی کے احوال سے متفرق نہ ہو۔ اگرچہ اُس سے چھوٹے اور بڑے گناہ واقع ہوئے۔ گناہ اُس کے وجود میں

متاثر نہ ہو۔ اس لیے کہ ہر دم توبہ کرنے والا ہے کہ اس کے حال کو شدت، رضا، منع، عطا، لقا، فنا قدر اور قہنا مساوی ہے۔ کھانا اُس کا دوام ریاضت ہے اُس کی خواب بیداری مشاہدہ نور سے اللہ کے نور کے ساتھ ہمیشہ بیدار ہے۔ اور اس کی لذت فنا سے نفس اور حقیقت معرفت خداوندی کی اُس کو دائمی طور پر واحدانیت کے مراتب کی ترقی میں ظاہر و باطن مخلوق میں ہے۔ ان معنی سے اکھاڑنا نفس کی جھڑکا دنیا کی خواہشات اور ملنا دائمی طور پر خدا کے ساتھ ایسا دائم سیر ہے۔

عارف ختم الفقراء کون؟

جاننا چاہیے کہ مصنف کا قول ہے کہ کامل مرشد کے نزدیک بتدی و منتهی مساوی ہے کہ معرفت و شریعت ایک ہی چیز ہے۔ جو دریاے معرفت نوش کرے، عارف باللہ شریعت کا لباس پہنے۔ چنانچہ مقام علم الیقین آفتاب دکھائے۔ اور تاریکی ظلمات شب کہ سورج کے طلوع ہونے مٹ جاتی ہے۔ پھر جب مقام عین الیقین پر پہنچا تو حق الیقین کا اُمیدوار ہوا تو اُس کے وجود سے باطل اٹھ جاتا ہے۔ علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کو پہنچتا ہے۔ اس کے یقین سے یقین حق ہوا، حق پہچانا اور حق مانا۔ اُس کو مطلق عارف ختم الفقراء کہتے ہیں کہ مقام رضا و قضا مساوی ہے۔ فنا فی اللہ بقا باللہ اور مرشد کامل کے طالب کو ریاضت کی حاجت نہیں ہے اس لیے کہ وہ دریا کی مانند ہے اور وجود کشتی اور طالب دونوں عالم کا دیکھنے والا۔ ایسا مرید اور طالب راہ خدا میں چاہیے۔ اور مردہ دل کے لیے ریاضت ضروری ہے۔ یہ سب مراتب دولت اور برکت شریعت مطہرہ سے لازم و ضروری ہے اور زندہ

دل صاحبِ راز کے لیے ریاضت کی ضرورت نہیں ہے کہ دائمی طور پر صاحبِ
حضوری ہے ۵

پاک روشن را مکن از فاقہ عیب
گنج الہی نگہ کن اورا بحیب

روشن اور پاک دل والے کو فاقہ کشی کی تہمت مت لگا کیونکہ تو اس کے گریہاں
میں اللہ کے خزانے دیکھ لے۔

ہاں آدمی کو وہ احوال چاہیئے جو وصال کے ساتھ ہوں

شیخ کباب داند ذوق کباب

شیشہ چہ زبونے گلاب

شیخ کباب کا ذائقہ و لطف کب جانتا ہے اور شیشہ کے گلاس

کو گلاب کے عرق کی خوشبو کا کیا پتہ ہے۔

ذکرِ قلبی کے جلنے سے اور ذکرِ غیر سے کچھ حاصل نہیں ہے بجز مشاہدہ اُس شخص

کے کہ خود مشاہدہ میں غرق ہو۔ جیسا کہ شیشہ گلاب کی خوشبو کچھ فائدہ نہیں رکھتا ہے

یہاں تک کہ دوسرے کو بغیر کب اور بغیر محنت کے خوشبو سے معطر کر دے۔

عارف کامل اور علمائے عامل عارف اور علمائے کامل کو دونوں آنکھ ایک ہی

آنکھ ہیں۔ ایک ازل کی آنکھ اور دوسری ابد کی آنکھ۔ دونوں کے مابین دنیا

کیا دیکھتا ہے کہ بجز ماسوی اللہ کچھ نہ دیکھے۔ گناہوں میں بندھ جائے ورنہ

یقین ہو جائے۔

جاننا چاہیئے سنتِ انبیائے کرام کا راز ہے اور صاحبِ راز انبیائے کرام

علیم السلام کی مجلس میں پہنچتا ہے اور ریاضت اولیائے رحمن کی سنت ہے اور
صاحب راز ریاضت کے ساتھ اولیائے رحمن کی مجلس میں پہنچتا ہے
دادراں باور نمی دانند گویا رائے این
کسں ہمہ قلب و غل در کار داردمی کند
عقل مند حاکم لوگ اس رائے کو تسلیم نہیں کرتے کہ یہ اُلٹ پلٹ
باتیں اس کے حصول میں داخل کرتی ہیں۔

خواب کی اقسام

حضرت سلطان العارفين فرماتے ہیں :-
اہل باطل کے شود باحق شناس
گر دلائل صد بیاری باقیاس
باطل پرست اللہ کو کب پہچان سکتے ہیں۔ اگر چہ تو قیاسی سو دلیلیں
پیش کرے۔

دل دفاتر مردہ افسانہ پسند
حرف حیرت بخش اللہ سودمند
مردوں کی فہرست میں لکھے ہوئے لوگوں کا دل افسانہ کو پسند کرتا ہے۔ اللہ
کے لیے حیرت کا ایک حرف بخش دے تو وہی فائدہ مند ہے۔
جاننا چاہیے کہ خواب اور اہل خواب تین اقسام میں منقسم ہیں :-
پہلی قسم :- مردہ دل ہیں۔ اہل دنیا، اہل ظلم اور اہل تہل ان کے لیے خواب خیال ہے

یعنی غلبات سیاہی دل و گمراہی سے اور روسیاء دل اللہ تعالیٰ کی نگاہ کرم سے محروم ہے۔

دوسری قسم :- خواب صاحب خواب عالم علم تفسیر و احادیث کا خواب۔ علم سے خواب احوال قال اعمال کمال ہے۔

تیسری قسم :- خواب اور صاحب خواب کو بھی شرح خواب کی جو کہ مجلس جسم کے ساتھ صورت جو ان لباس سفید دیکھے مراتب کی ابتدا کی ہے اور جو مجلس روحانی سُرخ لباس اور صورت دو موٹے دیکھے۔ مراتب متوسط ہیں اور جو مجلس صورت نور ریش سفید اور سُرخ لباس شہادت دیکھے منتہی ہے۔

ذکرِ جہر کی اقسام

جاننا چاہیے کہ ذکرِ جہر دو اقسام میں مقسم ہے :-

پہلی قسم :- بعض ذکر کو جلالت پیدا ہوتی ہے اور اس کی جلالت خالی دماغ سے ہے کہ اُس جلالت سے اُس کے منہ سے جہالت کی بات اور کفر و شرک کا نکلنا ہے۔ اس میں دانائی یہ ہے کہ ذکرِ جہر سرود کے ساتھ جو نام خداوندی کو سرود کے ساتھ کہے خود کو رسوا کرنا ہے۔ اور آیبِ شرک و کفر ہے۔

دوسری قسم :- بعض کو ذکرِ جہر سے جمعیت کا جوہر پیدا ہوتا ہے اور محبت کا جوہر ہویدا ہے کہ وہ جھاڑِ دول اور زبان کی ہے۔

ذکرِ خفی خلوتِ رحمن ہے اور ذکرِ خفی کا مکان لامکان ہے۔ یہ ذکر نہیں ہے کہ ذکر کے لیے دنیا سے پریشان ہو۔ شاکر ہیں اور ذکرِ حضور سے شعور نہیں کھتے ہیں۔

شیطانی و غیر شیطانی خواب

اور پھر اس خواب کی تشریح کہ کسی بزرگ کی زیارت کے لیے اور مراتب کی تحقیق یا اپنے نصیب کے لیے رخصتی کی اجازت کے لیے یا دینی یا دنیوی کاموں کے لیے نماز استخارہ پڑھے اور خواب میں جائے۔ پھر خواب میں کسی خوبصورت شخص کو دیکھے کہ اسے کسی کام کے لیے رخصتی کا حکم کرتا ہے یا کسی کام سے منع کرے۔ پس کس طرح معلوم ہوگا کہ وہ شخص شیطان ہے یا اولیائے رحمن ہے۔ اس کے تحقیق کرنی چاہیے کہ واقعی وہ شیطان ہے یا اولیائے رحمن ہے تو اس وقت فاتحہ خیر پڑھے یا اس وقت اللہ کا نام انشاء اللہ کہے یا حضور نبی کریم رؤف رحیم علیہ التیۃ والتیام پر درود پاک پڑھے یا کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر کرے یا دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اللہم استجب دعا الخیر۔

حقیقتِ بشارت

جاننا چاہیے کہ اشارہ بشارت کے ساتھ انبیائے کرام اور اولیائے رحمن سے ہے۔ عین مجلسِ خاص حقیقی سے ہے۔ جو بشارت اس وصف سے موصوف نہ ہو خواب و خیال ہے یا شیطان کا اشارہ ہے۔ پریشان۔ یہ ذکر فقیر کی خواب نہیں ہے اس لیے کہ غفلت نہ کی بلکہ حق سے الہام اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے الہام رکھتا ہے کہ جواب باصواب ہے اور فقیر کا خواب جو باطن کی کما حقہ خبر نہیں رکھتا اور درویش زندہ دل روشن ضمیر کو خواب ذکر الہی اور نام الہی سے

وصال اور لازوال مشاہدہ کے ساتھ غرق جمال الہی کے نور کے ساتھ عین بعین ہے۔
مطلب یہ ہے کہ خواب کی تشریح کے موافق صاحب خواب کی تعبیر طلب کر عالم
صاحب تعبیر سے یا فقیر درویش صاحب معرفت خداوندی روشن قلب سے طلب کر۔

حُبِ دُنْیَا

یاد رہے کہ طالب دنیا، طالب عقبتی اور طالب مولا کا خواب جو کہ خواب میں حیوانیت
کا طیر و حوش سانپ اور بچھو کی طرح دیکھے، اس کا دل سیاہ محبت دنیا سے بھر پور ہے
اور جو خواب میں باغ بوستاں اور بام بلند خانہ مثل قصور، حور، میوہ درخت وغیرہ
دیکھے۔ معلوم ہوا کہ اس کا دل طالب عقبتی کا ہے جو کہ خواب میں ذکر الہی خانہ کعبہ
یا حرم میں نماز مدینہ کے آفتاب و ماہتاب دیکھے، اور دریا آب رواں اور اولیاء و
انبیاء کی مجلس نور اللہ اور ذوق و شوق کے ساتھ تجلیات کا مشاہدہ کرے وہ طالب
مولیٰ ہے اور سب سے بہتر ہے۔ پس خواب کی طرح عبادات معاملات اور غرق فی
اللہ اسم ذات ہوا۔ خواب صحیح بیان کے مطابق، خواب حیوان اور خواب حیوان اور
خواب انسان اور خواب پریشان اور خواب نادان اس کی تعبیر عقل کے ساتھ عقل
ہی کے موافق ہو۔

اسم اللہ بچھو در دل آفتاب

ظلمت از انوار او گردد خراب

اللہ کا نام دل میں سورج کی مثل ہے۔ دل کی سیاہی اس کے نور سے خراب و

ختم ہو جاتی ہے۔

نام اللہ گشت آساں بر زباں

کنہ اللہ مشکل است سر نہاں

اللہ کا نام زباں سے لینا آسان ہے۔ اللہ کی حقیقت کو جاننا بہت مشکل ہے وہ پوشیدہ راز ہے۔

آدمی کو اللہ کے نام پر اس قدر یقین و اعتبار و عمل چاہیے۔ جاننا چاہیے حضرت احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ و الثناء کے نام پر حد سے زیادہ اخلاص و محبت اور یقین ہو کہ اللہ کے نام کی تشریح کے دفتر کے دفتر کتب میں پاسکتے ہیں جو کوئی اللہ اور اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر یقین نہ کرے وہ منافق ہے اگرچہ آہستگی سے کلمہ طیبہ پڑھے مگر اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدر اور کلمہ طیبہ کی تصدیق سے واقف نہیں ہے اور اللہ کے نام میں اسم اعظم ہے اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام میں جادہ حقیقی ہے۔

تمامیت فقر

جاننا چاہیے کہ تمامیت فقر اور معرفت خداوندی پندرہ اشیاء سے تعلق رکھتی ہے۔ مگر پانچ باتیں شروع کی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں :-

پہلی شے :- طلب کے ساتھ طلب۔

دوسری شے :- ذکر فکر کے ساتھ۔

تیسری شے :- فکر حیرت کے ساتھ۔

چوتھی شے :- حیرت مطالعہ کے ساتھ۔

پانچویں شے :- مطالعہ مرگ کے ساتھ۔

پانچ متوسط

یاد رہے کہ متوسط پانچ اقسام میں منقسم ہے :-
 پہلا متوسط :- صحبت مردانگی کے ساتھ۔
 دوسرا متوسط :- استقامت مکاشفہ کے ساتھ۔
 تیسرا متوسط :- محاسبہ نفس کے ساتھ۔
 چوتھا متوسط :- محاسبہ کشف قبور کے ساتھ۔
 پانچواں متوسط :- اور محاسبہ کشف نفوس کے ساتھ۔

پانچ منتهی

یاد رہے کہ منتهی کی اقسام پانچ ہیں :-
 پہلی منتهی :- معرفت یقین کے ساتھ۔
 دوسری منتهی :- یقین فنا فی اللہ کے ساتھ۔
 تیسری منتهی :- فنا فی اللہ بقا باللہ کے ساتھ۔
 چوتھی منتهی :- بقا باللہ تفکر کے ساتھ۔
 پانچویں منتهی :- تفکر مشاہدات کے ساتھ۔

تفکر سیر

یاد رہے کہ تفکر چار سیر ہیں اور ان کا مشاہدہ جدا جدا ہے :-

اول سیر :- سیر نفس جس نے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔

دوم سیر :- سیر قلب جس نے نفس کو پہچانا وہ کشف القلوب ہوا۔

سوم سیر :- سیر رُوح جس نے رُوح کو پہچانا مجلس روحانیت میں کشف القلوب ہوا۔

چہارم سیر :- سیر سر جس نے سر کو پہچانا، مقام مشاہدہ میں اسرار الہی دریافت

کیا۔ اس مقام میں انسان کامل ہوا اور طلب و ارشاد کے قابل ہوتا ہے۔

جس نے ان چہار ولایت کو کہ ولایت نفس، ولایت قلب، ولایت رُوح اور ولایت

سر ہے۔ طیر و سیر سے طے نہ کرے۔ طالب لائق تلمیقین نہ ہو اور تفکر میں پختگی وجود کے

برتن کی نصیحت کے ساتھ نزدیک عارف حق پسند اور صاحب باطن۔

میں اس قوم پر متعجب ہوں کہ قلب کے پارہ گوشت کو تفکر کے ساتھ دم باندھ کر

ہلاتے ہیں اور پھرتے ہیں۔ احمق و نادان ہیں اور کچے حیوان ہیں۔ یہ راہ نہیں ہیں بلکہ

اس راہ و رسم کو نفس کی حیاتی شاہد ہے اور ابھی ضلالت کے صحرا میں دنیا کی عزت و

جاہ میں معصیت ہے۔ الْعَاقِلُ تَكْفِيهِ الْاِشَارَةُ عَقْلُ مَنْدِ كَيْ لِيْ اِيْكَ اِشَارَةُ

کافی ہے۔ عیاں را چہ بیاں

راہ می باید مرا راہ رسول

ہر دمے عارف شود با حق قبول

مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی چاہیے کہ عارف ہمہ وقت اللہ

کو دل و جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے۔

احتیاج نیست دم بستن ہوا

یک دمے معراج حاضر مصطفیٰ

سانس اور خواہش کو روکنے کی حاجت نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری سے ایک لمحہ میں معراج ہوتی ہے۔

صد ہزاراں شکر باہو باز شد

ابتداؤ انتہائش راز شد

ایک لاکھ مرتبہ شکر ہے کہ باہو باز ہو گیا اس کی ابتدا اور انتہا مکمل ہو گئی۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

طبقاتِ ولایت

جاننا چاہیے کہ نفس کو دنیا کی ولایت ہے، قلب کو آخرت کی ولایت اور بہشت کی محبت، رُوح کو ازل کی ولایت ہے، سر کو مولیٰ کی ولایت، توحید مطلق کو نور کی ولایت۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ

اللہ تعالیٰ مومنین کا دوست ہے انھیں اندھیرے سے نور کی طرف

لے جاتا ہے۔

ذکر و فکر نور ہے، ذکر صاحبِ شعور ہے، ذکر و فکر کے ساتھ مشاہدہ خداوندی کی دوام حضور میں ہے۔ جو ذکر صاحبِ حضور کی نہیں وہ ذکر نہیں بلکہ وہ خدا سے دور ہے اور معمولی ذکر و فکر کا مزدور ہے۔

راہزن کون؟

جاننا چاہیے کہ فقیر لایحتاج منتہی ہے جیسا کہ عارف منتہی، صاحب ذکر و فکر منتہی، صاحب مذکور حضور منتہی، صاحب دعوت کامل مکمل۔ دعوت میں مکمل وہ ہے جو موکل فرشتہ و جن کل جز رکھتا ہو رات کو۔ صاحب دعوت کے قسم قسم کے کھانے ہاتھ پر رکھے کھڑے ہیں۔ بعض پانی بعض سونا چاندی بعض نقدی، بعض زیور اور بعض نقش مخلوق کو مسخر کرنے کے لیے اور بعض کمر میں ہتھیار باندھ کر جنگ کے لیے اس کے حکم کے تمام منتظر اور اس کی قید میں رہتے ہیں اور وہ کچھ نہیں لیتا۔ اس کی نگاہ پر دور دگار پہ ہے۔ اور یہ سب راہزن اور گمراہ ہیں۔ فقیر کا پہلا قدم ہی آپ سے الگ ہو۔ معلوم ہونا چاہیے کہ مرشد بتدی سے بتدی مقام حاصل ہوتا ہے جو خام ہے اور متوسط سے مقام متوسط حاصل ہوتا ہے کہ ناقص ناتمام ہے۔ اور منتہی سے مقام منتہی پر مشرف ہے اور عازم تمام ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ طالب عقل مند وہ ہے جو مرشد سے کوئی مقام بتدی، متوسط اور منتہی طلب نہ کرے بجز کئے کن کے، جو واحد ایتیت کی کنہ کو پہنچتا ہے اس کی زبان پر کُن کامل ہوتا ہے۔

کُن راز آں کن شود زان روز کُن
جاوداں در راہ کُن از سخن

جس دن اللہ تعالیٰ نے کُن (بوجا) فرمایا تو کُن اُس کُن کا راز ہو گیا۔ کُن کے راستہ میں ہمیشگی ہوگی اس بات سے۔

تفکر کی اہمیت

معلوم ہونا چاہیے کہ تفکر دو جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔ جب عارف باللہ تفکر میں آتا ہے تو اٹھارہ ہزار عالم کا تماشا دیکھتا ہے اُس وقت فکر میں آئے کہ اللہ تعالیٰ بہتر ہے دونوں جہان کے مشاہدہ سے۔ جو دونوں جہان کو کمتر جانتا ہے وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو بہتر جانتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس فکر میں اس کو دونوں جہان کی عبادت سے زیادہ ثواب عطا فرماتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

أَلْتَفَكَّرُ سَاعَةً خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ

ایک گھنٹی کی فکر دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔

جس کسی سر نہاں ہے وہ دائمی طور پر ہر زمانہ میں حاضر ہے اور اُسے اس سے حیرت ہے اور حیرت میں ترک دنیا پیدا ہوتی ہے۔ دنیا کا ترک کرنا سراسر عبادت ہے۔

ۛ

زہر زر چرا کہ دی خموشی

زہر زر چرا تو دلق پوشی

پیسے کے لالچ میں حق بات کہنے سے تو خاموش کیوں ہو گیا۔ پیسے کے

لالچ میں تو نے گڈری کیوں پہن لی ہے۔

زہر زر چرا درویش خوانی

زہر زر چرا عرفاں مکانی

پیسے کے لالچ میں تو اپنے آپ کو درویش کیوں کہلاتا ہے۔ پیسے
کے لالچ میں تو اپنے آپ کو صاحبِ عرفان کیوں کہلاتا ہے۔

زہر زر حیرا گریہ کشائی

زہر زر حیرا صورت نمائی

تو سونے کے واسطے کیوں روتا ہے۔ تو سونے کے لیے اپنی شکل لوگوں
کو کیوں دکھاتا ہے۔

زہر زر حیرا تبیح خوانی

زہر زر حیرا اسمی بدانی

سونا حاصل کرنے کے لیے تبیح کیوں پڑھتا ہے۔ سونا حاصل کرنے
کے لیے اس کا نام کیوں لیتا ہے۔

زہر زر حیرا خلوت نشینی

زہر زر حیرا مردم گزینی

سونا حاصل کرنے کے لیے شور ڈال کر کیوں بیچتا ہے۔ سونا حاصل کرنے
کے لیے اللہ کے نام کو کیوں بیچتا ہے۔

زہر زر حیرا غوغا فروشی

زہر زر حیرا اللہ فروشی

سونا حاصل کرنے کے لیے تنہائی و خلوت میں کیوں بیٹھتا ہے۔ سونا حاصل
کرنے کے لیے نیک بندوں کی خصلت کیوں اختیار کرتا ہے۔

زہر زر حیرا تو شاہ طلبی

زہر زر حیرا تو ذکر قلبی

سونا حاصل کرنے کے لیے تو بادشاہ کی صحبت کا کیوں طلب گار ہے۔
سونا حاصل کرنے کے لیے تو دل کا ذکر کیوں کرتا ہے۔

زہر زر حیرا تو انتظاری
زہر زر حیرا ہر دم بخواری
روپیہ پیسہ کا تو انتظار کیوں کرتا ہے۔ روپیہ پیسے کے لیے تو ہر وقت
ذلیل کیوں ہوتا ہے۔

زہر زر حیرا علم و فضیلت
زہر زر حیرا دنیا و سیت
روپیہ پیسے کے لیے علم و فضل کو چاہتا ہے۔ روپیہ پیسے کے لیے دنیا کو
کیوں پوجتا ہے۔

حقیقتِ معراج

جاننا چاہیے کہ حضور نبی غیب دان خواجہ کونین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ
التیمۃ والثناء شب معراج قاب قوسین کس راستے سے پہنچے اس کا شاہد کون ہے۔ یہ
راہ و رسم اللہ فنا فی اللہ کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری و باطنی صورت
نور تھی۔ ابتدا و انتہا حضور اور حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتیمات
کو جلد معراج حاصل ہوئی آنکھ جھکنے سے پہلے دونوں عالم سے بجلی کی طرح دل
کو اٹھایا۔ اور طرفۃ العین میں وہاں تک پہنچا نا کیا تھا کہ ایک وجود واجب الوجود
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ پس ذکر معراج خداوندی ہے جو ذکر خداوندی کا منکر ہوا کافر ہوا۔

ریاضت کی حقیقت

یاد رہے کہ طالب دنیا صاحبِ استدراج، ذکر موت دل پر اس سے زیادہ کون سی ریاضت و عبادت ہے۔ صدق و خوف سے متوجہ ہو اور ریاضتِ محبتِ داغ مولیٰ کا دل پر جو اس کی محبتِ اصل سے دل چاک چاک اور تن پڑ مردہ خاک خاک۔ ظاہری ریاضت کچھ کام نہیں دیتی جو ریاضتِ مخلوق کے لیے ہی ہو۔ اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَوْلٍ لَا يَأْتِي

الأربعاء شب و روز جان مارے اور پُرورد رہے۔ اس سے کوئی ریاضت بہتر نہیں ہے۔ ریاضت دو اقسام میں منقسم ہے۔

پہلی قسم: عاجزی ہے۔

دوسری قسم: محتاجی ہے۔

محتاجی فقرِ محمدی سے دُور ہے کہ فقر کی اصل راہِ جماعت سے تعلق رکھتی ہے۔ پس جمیعت کیا ہے اور اس سے کیا حاصل ہوتا ہے۔ جاننا چاہیے کہ جمیعت کا تعلق چار اشیاء سے ہے:

پہلی چیز: ذکر و فکر کی تمامیت۔

دوسری چیز: باطن کی صفائی۔

تیسری چیز: تمامیت تصور کے ساتھ۔

چوتھی چیز: تصرف جو انبیاء و اولیاء کا نتیجہ ہے۔

یہ چوہماہ مراتب ہیں اور اس گروہ سے خبردار رہ کہ ظاہر آراستہ صاحبِ طریقہ اور باطن
زندقی۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں:

- | | | | |
|---|-------------|-------------|-----------|
| ۱۔ جبہ | ۲۔ اولیائیہ | ۳۔ شمر اضیہ | ۴۔ اباجیہ |
| ۵۔ حلوطیہ | ۶۔ متکالیہ | ۷۔ الہامیہ | ۸۔ حوریہ |
| ۹۔ واقفیہ۔ یہ تمام وجود میں موجود ہوتے ہیں۔ | | | |

اسرارِ ربانی کون؟

جاننا چاہیے کہ قلبِ قالب کا سبحانی اسرارِ ربانی خزانہ اللہ کو کہتے ہیں۔ دل
کا ذکر چارے تاثیر رکھتا ہے۔ جس کا دل ذاکر ہے اُس کی جان شب و روز سوز و گداز میں
ہے۔ کباب کی طرح بریاں، اُس کی آنکھ دوامِ گریاں اور تنِ عمریاں۔ پس معلوم ہوا
کہ رحمتِ خداوندی دل میں نہیں سماتی اور دل رحمت سے وسیع ہے اور رحمتِ خداوندی
دل میں نہیں سماتی اس لیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے رحمت کو دل کے نور سے پیدا کیا
ہے نہ کہ دل کو رحمت کے نور سے پیدا کیا۔

اللہ رب العزّة تبارک و تعالیٰ نے حدیثِ قدسی میں ارشاد فرمایا:

لَا يَسْعَى سَمَائِيَّ دَا لْأَرْضِيَّ وَ لَكِنْ يَسْعَى قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ

زمین و آسمان نہیں رکھتے وسعت لیکن اہل ایمان آدمی کا دل رکھتا ہے۔

جب دل کا نور، رُوح کا نور اور سر نور اللہ تبارک و تعالیٰ کے نورِ ذات سے پاک
وجود ہوئے تو اس کا دل، رُوح اور سر کو رب تعالیٰ کے ساتھ جلیس کہنا چاہیے اور جو
ذاکر اس مقام تک رسائی حاصل نہ کر سکے وہ شیطان کی گرفت میں ہے۔ ذاکر کا قلب

دائمی طور پر وصال کے مراتب میں ہے۔ اور صاحب قلب کا ایک گھڑی کا وصال کئی سالوں کی ریاضت سے بہتر ہے۔ چنانچہ تفکر کے بارے میں سلطان الفقراء کا فرمان ہے

تفکر باہام وحدت دہد
رساند بمولی کہ از خود دہد

اوہام میں غور و فکر وحدت تک پہنچا دیتی ہے۔ وہ شخص مولیٰ تک پہنچ جاتا جو اپنے آپ سے گزر جاتا ہے۔

کہ وہم است سلطان تفکر وزیر

تذکر بود شکر آل دل سپذیر

وہم بادشاہ ہے اور فکر اس کا وزیر ہے اور ذکر شکر ہے جو دل کو پسند کرتا ہے۔

تبرد تفکر بکس زاد راہ

بدیں توشہ ہمت بود عین شاہ

فکر و تجرید آدمی کے لیے راستہ کا توشہ ہے۔ اس توشہ کے رکھنے والے کی ہمت بادشاہ جیسی ہوتی ہے۔

چو و ہمت رساند بعالم وصال

تنت عین گردد ز صحبت کمال

جب تیرا وہم تجھ کو عالم وصال تک پہنچا دے تو تیرا جسم اُس کی صحبت کے کمال سے خاص ہو جائے گا۔

چو اوہام گردد یقین گیر من

جہاں جملہ آید شد بیر من

جب میرا وہم یقین حاصل کرنے والا ہو جائے تو تم سام جہان میرا
دشمن ہو جاتا ہے۔

چو سلطان ہمت نسیا بد کمال
ہر ساعت آید بدل صد وصال
جب ہمت کا سلطان کمال نہیں پاتا تو ہر وقت دل سے سو مرتب
وصال کی آرزو کرتا ہے۔

بدیں وہم خود را چو آراستی
وصول حقیقت بخود یافتی
اس وہم سے اگر تو نے اپنے آپ کو سوارا ہے تو حقیقت کے
ساتھ وصال تو خود پالے گا۔

تجلی ذات

جو مقام اوہام تک رسائی حاصل کر لے وہ بے قرار رہتا ہے۔ کبھی خوف، کبھی
رجا کبھی صحو کبھی سکر کبھی حضور کبھی غیب کبھی جمال کبھی جلال کبھی استغفار
کبھی افتقار کبھی مشاہدہ کبھی مجاہدہ اور عشق و محبت کی عداوت سے ہمیشہ ہمیش
یہ منقلب ہے اور اس کا شمار بمشکل ہے۔

باوہام حابس بر آور تو سیر
اگر وصل خواہی بر دل شوز غیر

جو اس مقام تک رسائی حاصل کرتا ہے تجلی غیبی جو احدیت کا نور ذات جس کی صفت غنا عن العالمین ہے بقدر استعداد تجلی کرتی ہے اور دل میں نہیں پاتا خواہ ذاتی ہو یا اسمائی۔ تجلی ذات اور ہے اور اسمائی اور ہے لیکن ذاتی بھی تین درجہ پر مشتمل ہے کہ اسے عطاۓ ذاتی کا نام دیا جاتا ہے۔ اہل ذات سے ہمہ وقت پلتے ہیں جب چاہتے ہیں۔ تجلی کی تین قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: تجلی وصل ہے۔

دوسری قسم: تجلی بے مثل ہے۔

تیسری قسم: تجلی غرق مشاہدہ بحال ہے۔

جب جمال الہی سالک کے دل پر چمکتا ہے تو دل قرار پکڑتا ہے کہ غیر کی مجال دل میں نہیں چھوڑتا۔ سب ولایت پر خود قابض ہو جاتا ہے اور دل گنجائش کے مقابلہ میں وسعت پاتا ہے اور کوئی دل اور ساعت تجلی کے مشاہدہ سے خالی نہیں رہتا اور ظاہر و باطن حق غالب ہو جاتا ہے اور جہاں کہیں رخ کرے

نخیالے تو زہر سو کہ نظر می کر دم

پیش چشم درو دیوار مصور باشد

تیرے خیال میں میں ادھر ادھر بلا وجہ دیکھا کرتا ہوں۔ میری آنکھ کے سامنے درو دیوار پر مصور کی تصویر ہوتی ہے۔

جب یہ نظر سالک کی نظر میں فیض پہنچاتی ہے اور خود میں دائمی طور پر باقی ہے نور حق کی صحبت سے ثابت ہوتی ہے اور جس وقت چاہے اس پر تجلی کا نزول ہوتا ہے اور دل میں مشاہدات کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے اسے ابو الوقت کا نام دیا جاتا ہے

اور دل کی تجلی کہ نعرہ سے ایک دم خمالی نہیں رہتا۔ لذت بہت اور شوق بیشمار اور قوت پائیدار اس کے قلب میں ظاہر ہوتی ہے۔ ہر ساعت دوسری حلاوت پاتا ہے اور دوسرا نور علامتِ تجلی سب سے پہلا یہ ہے کہ صورت واحد ایک ساتھ دو بار منہ دکھائے اور اس میں ایک صورت کا آئینہ تخلیق ہو۔

گن اور نم کی حقیقت کا انکشاف

جاننا چاہیے کہ بہت کی کیا ضرورت عارف فقط ایک کافی ہے۔ مقام یقین سے جس کو جو یقین حاصل ہوتا ہے۔ فلتی اول روز مرشد صاحب یقین سے باعتبار صاحبِ نظر کہ اسے کیا حاجت ذکر فکر تجلی اشتہار جس نے فنا پائی بقا حاصل کی اور جس نے بقا حاصل کی نور کے ساتھ نور ہوا۔ جو اپنے درمیان آپ کو نہ دیکھا کہ اپنے برابر کوئی گیہاہ بزرگ تر نہیں۔ جو راز کی خبر رکھتا ہے۔ ہمیشہ ورق دل کے مطالعہ کے ساتھ اور ہر مقام پر نگاہ ہے۔ اسی طرح اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ۔ جب فقر تمام ہوا وہی اللہ ہے۔ شاہراہ کا شاہباز ہے۔ جب صاحبِ جمعیت ذکر فکر کی تمامیت کو پہنچتا ہے اس کی نظر کہمیا، اکیس مطلق ہو جاتا ہے اسے بھی جمعیت لایحتاج فقیر کہتے ہیں اور دوسرے جو کہ جمعیت کے ساتھ دعوت پہنچے صاحب تکمیل یعنی ہر دینی کام اور دنیوی کے لیے پڑھنا آتا ہے۔ ایک دم میں اور ایک قدم اُٹھانے میں یہ بھی لایحتاج اور جمعیت اور جمعیت ہے اور جو جمعیت کے ساتھ تصور و تصرف کو اللہ کے نام کو پہنچے اس کو ختم الفقر کہتے ہیں۔ جس چیز کو اللہ تعالیٰ کے کرم سے کہے اسی وقت ہوتی ہے اور یہ مرتبہ کن کا

کا ہے یعنی کُنْ فیکُونْ . اور کُنْ تعلق کُنْ سے رکھتا ہے . اور کُنْ بھی دو قسم کا ہے
 ایک کُنْ باذن اللہ فقر تمام دوسرے کُنْ باذنی مطلق کفر اور ناقص تمام ہے . اس
 مقام میں خبردار رہ جب منصور نے انا الحق کہا فقر کی تمامیت کو نہ پہنچا اور اس
 کو دار پر کھینچا . صاحب کُنْ کو جمعیت اور لایحجان جمعیت سے حاصل ہوتا ہے
 ہر دم درد و سوز میں اور بے خبر گناہ سے ہے یہی راہ جمعیت ہے اور نگاہ
 ذات باری تعالیٰ پر رہتی ہے . اور باخبر رہ جو یہ چہاں جو ہر وجود میں جمع کرے
 مجموعہ جمع بندی کل و جزو ہو . بعد قدا واحد جو فقیر اس مقام تک رسائی حاصل کرے .

ابتداء فقر

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي
 وَ مَضَيْتُ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

” آج کے روز میں نے تمہارا دین تمہارے لیے مکمل کر دیا اور تم
 پر اپنی نعمت تمام کر دی اور دین اسلام سے تمہارے لیے راضی
 ہوا۔“

نفس پر غالب ہو اور نفس اس کا قیدی ہو . اور جب نفس قیدی ہو تو دونوں عالم
 پر امیر ہو یہی جمعیت ہے . ارشاد گرامی ہے :-

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ

جب فقر تمام ہوا وہی اللہ ہے .

جاننا چاہیے کہ فقر کا آغاز علم سے ہے اور علم کی تمامیت، بیس جزو سے ہے۔ اور متوسط جمعیت علم علم کی ایک جزو ہے۔ پس جب علم کے بیس جزو ایک جزو علم میں آجائیں۔ علم کا واسطہ حلیم سے ہے اور حلیم اسم ذاتِ باری تعالیٰ ہے۔ علمائے کرام کا واسطہ کلام کی سماعت سے ہے اور صاحبِ شنید ہیں اور فقیر معرفت کی دید سے کہ دل کے دیدہ سے صاحبِ دید ہیں۔ علمائے کرام کی اُمید طاعت و ثواب پر ہے اور فقرا کی اُمید فضل الہی اور دیدار الہی پر۔ اگرچہ جنت گل و گلزار مگر عارفین کی نظر میں کانٹوں کے برابر ہے۔ جو عارف مولا کی نگاہ کا منظور ہے اس کو دوام حضور ہے۔ اُسے نہ دوزخ یاد ہے نہ بہشت و عور و قصور جس جماعت میں حسد نہیں ہے مطلق بہت ہے اور حاسدین کا طالع جہنم سے بدتر ہے۔ جو شخص علم حاصل کرتا ہے یعنی فنا فی اللہ مطلق توحید و معرفت لیتا ہے اس کو جزو کی ضرورت نہیں ہے۔ جو ان مراتب تک رسائی حاصل کر لیتا ہے وہ صاحبِ حقیقت ہے۔

ہر دو چشمے را ببین در یک نظر
 ہر دو چشمے داشتہ ہم گاہِ خضر
 دونوں آنکھوں کو ایک نظر سے دیکھ کیونکہ دو آنکھیں تو گائے
 اور گدھا بھی رکھتا ہے۔

چشم باطن دل بود از جاں نفا
 تا ترا حاصل شود رو مصطفیٰ
 باطنی آنکھ دل کی ہوتی ہے وہ رُوح کی صفائی سے روشن ہوتی ہے تاکہ
 تجھ کو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار حاصل ہو جائے۔

علم دین فقہ است تفسیر و حدیث
 ہر کہ خواند غیر ازین گردد خبیث
 دین کا علم اصل میں تفسیر و حدیث اور فقہ کا جاننا ہے۔ جو اس کے
 سوا علم حاصل کرتا ہے وہ خبیث ہو جاتا ہے۔

پردہ را بردار عین از عین بین
 راہ عرفاں این بود حق الیقین
 خودی کے پردے کو اٹھا اور اپنی آنکھ سے ذات حق کا دیدار کر لے۔
 حق الیقین عرفان کا یہی ایک راستہ ہے۔

مُراقبہ کی حقیقت

معلوم ہونا چاہیے کہ مُراقبہ کیا ہے اور غرق کسے کہتے ہیں۔ اور فقر کیلئے۔
 مراقبہ، غرق اور فقر مطلق عین العیان ہیں جو ایک کو تحقیق کر کے محققین صاحب
 کے بیان سے ہے۔ مراقبہ کا آغاز یہ ہے کہ نفس کو خواہشات سے باز رکھے۔
 اسے غرق الوحدنیت کہتے ہیں۔

معلوم ہونا چاہیے کہ مراقبہ مطاب کیا ہے جس سے باطن میں مطلب ہو
 اور اس سے باطن میں ملاقات ہو اور جواب باصواب لے۔ اور مراقبہ بجلی کے
 تیز رو کی طرح ہے اور مراقبہ والا اس پر سوار ہوتا ہے۔ یہ مراقبہ دیدار کے لائق
 ہے۔ مردار چوہے کے مارنے کی طرف متوجہ ہونا مراقبہ نہیں ہے۔

صاحب مراقبہ کا جینا اور مرننا برابر ہے خواہ دائمی طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی مجلسِ پاک میں رہے۔ خواہ انبیائے کرام علیہ السلام اور اویسائے کرام کی مجلس میں رہے۔ خواہ دائمی طور پر وحدانیت میں غرق رہ کر اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کا وصال کرتا رہے۔

حقیقتِ سکوت

جب اس حضوری سے صاحبِ مشاہدہ کے حالات کا ظہور ہو تو بعض سکوت (خاموشی) میں آجاتے ہیں۔ مراقبہ کی تشریح کے لیے درج ذیل احادیث ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّ لِسَانَهُ

جس نے اپنے رب کو پہچان لیا اس کی زبان گونگی ہو گئی۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

أَصْلُ الْإِيْمَانِ مِنَ السُّكُوْتِ

ایمان کی اصل خاموشی رہنے میں ہے۔

اور پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

السُّكُوْتُ تَأْجِ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ السُّكُوْتِ رِضَاءُ الرَّبِّ

خاموشی مومنین کا تاج ہے اور خاموشی میں رب تعالیٰ کی رضا ہے۔

مراقبہ کی تشریح

مراقبہ کی تشریح یہ ہے کہ مراقبہ میں چار چیزیں ہیں کہ اس سے صاحبِ مراقبہ

کے چار وجود ظاہر ہوتے ہیں اور ظاہر و باطن انبیائے کرام علیہم السلام کی مجلس میں حاضر رہتا ہے۔ حضور مظاہر ظاہر اور حضور مظاہر باطن کون ہے؟ جو صاحب مراقبہ پہلے پہل مراقبہ میں بیٹھے مربعہ کی شکل میں بیٹھے پھر اپنے سر کو زانو پر لے جا کر گویا مردہ ہے مولیٰ کی فکر میں ہو۔ مراقبہ اسے اعلیٰ و ارفع مقام پر لے جائے گا۔ اس مراقبہ سے انبیائے کرام اور انبیائے عظام کی طاقا ہوتی ہے۔ اور یہ مرتبہ اہل اللہ کا ہے۔

یاد رہے کہ مراقبہ دو اقسام میں منقسم ہے۔ بعض کو دل کی درد مند آگ سے اور بعض کو ظاہری جسم سے، چنانچہ جو اب اور نماز میں۔ اہل مراقبہ کے مراتب دیدار کے قابل ہیں۔ جس مراقبہ میں شیطان کا دوسوسہ ہو وہ حقیقت میں مراقبہ نہیں ہے۔ عالم کو مراقبہ رحمن کی راہ پر لے جاتا ہے۔ اور جاہل کو شیطان کی جانب کھینچتا ہے۔

علم ظاہری و علم باطنی

معلوم ہونا چاہیے کہ علم ظاہری و علم باطنی وسیلہ معرفت خداوندی کا ایمان و دین کے ساتھ رہے۔ پس عالم علم سے طلب کرے دو چیزیں۔ پہلی چیز حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کی مجلس پاک کا شرف۔ دوسری چیز معرفت و ہدایت خداوندی کی نماز کے ساتھ اور روزہ اسلام کی بنیاد اور فقر تمام ہے، ذکر فکر، تسبیح۔ جو عالم ان دونوں مراتب کو پہنچے ایک مجلس صحیح دوسری معرفت خداوندی۔ عالم کو علم ظاہر و باطن اور نیک کردار ہونا چاہیے۔

یہ نہیں کہ بہت زیادہ علم پڑھ لیا۔ شیطان نے پچاس ہزار سال علم پڑھا اور عالم ہوا اور پچاس ہزار سال ملائکہ کو تعلیم دیتا رہا۔ اگرچہ علم اس کو کمال مرتبت پر لے گیا بالآخر نوال پذیر ہوا کہ انا سے فنا ہو گیا۔

حقیقتِ معرفت

سُبْحَانَكَ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ

میں تیری تسبیح کرتا ہوں اے پاک خدا کہ میں نے تمہیں پہچانا حق پہچاننے کے ساتھ۔

وَسُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ

اور اے میرے رب میں تیری تسبیح کرتا ہوں کہ میں نے تیری عبادت حق کے ساتھ نہیں کی۔

جس نے دنیا کو دنیا کا وسیلہ جانا، امراء اور بادشاہوں کی طرف متوجہ ہوا اس کو علم فرعون کے مراتب کا پہنچتا ہے اور دنیا اس کو قارون کا مرتبہ دیتی ہے۔ پس بے عمل عالم کو کیا قدرت حاصل ہے کہ دم مارے۔ اس کے قلب پر شیطان کا غلبہ ہے۔ شیطان کا کہنا ہے کہ جو کوئی نقد روپیہ اپنے ملک میں بچپن میں رکھتا ہے وہ میری دولت ہے اور میرا مرید اور غلام ہے اور اس کا دل میں نے خدا سے پھیر دیا اور خطرات دنیا کو اس کے قریب پہنچا دیا۔ وہ مجھ سے بغاوت حاصل نہیں کر سکتا۔ دنیا مزرع عقبی ہے شب و روز اللہ کی راہ میں صرف کرے جیسا کہ دنیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ہے جس قدر مال جمع کیا راہ اللہ تقسیم کر دیا۔ جو

ایسا نہ کرے وہ شیطان ہے۔

غرق توحید

یاد رہے جس شخص کو خواب میں حضور سید عالم نور مجسم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم فرماتے ہیں وہ عالم عامل ہوتا ہے اور دنیا کو چھوڑ دیتا ہے اور صاحبِ توکل ہو جاتا ہے وہ جانے یا نہ جانے۔ پس اہل مراقبہ کو درد و وظائف کی کیا ضرورت ہے۔ صاحبِ استغراق کا خواب اور جاگنا یکساں ہے۔ ان تینوں مراتب کو **موتوا قبل ان تموتوا** کہتے ہیں۔ اور غرق توحید وہ ہے جو اسم اللہ اور سکر اسم اللہ کا اس پر غالب ہو اور وحدانیت میں غرق ہو اور اس کے وہ در میں غضب و غصہ دنیا نہ سمائے اور مغرور نہ ہو۔ اس لیے کہ وہ کسی حال میں حضور ہی حق سے غافل نہیں ہوتا ہے۔ یہی فقر محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔

حروف فقر

جاننا چاہیے لفظ فقر تین حروف میں منقسم ہے۔

پہلا حرف : ف ہے۔

دوسرا حرف : ق ہے۔

تیسرا حرف : ر ہے۔

حرف ف سے نفس کو فریب کرے کبر کے ساتھ کہ مقام کبریا سے محروم ہو۔

حرف ق سے نفس کو قید کرے۔

حرف ساسے سائل کو روڈ نہ کرے۔

ارشاد رب العالمین جل مجدہ العظیم ہے:

وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ

اور سائل کو مت جھڑک۔

درویش و فقیر کے مابین کیا فرق ہے۔ درویش راہ پیش پاتا ہے نہ مریدین کو چاہتا ہے اور نہ ہی سونے چاندی کو چاہتا ہے۔

درویش با درد است دائم دریناک

ملک خود چیزے ندارد جز بخاک

بغیر درد کے درویش نہیں ہوتا بلکہ وہ ہمیشہ درد میں مبتلا رہتا ہے اور اپنی

ملک و قبضہ میں سوائے مٹی کے کوئی چیز نہیں رکھتا ہے۔

فقر دانی چیت فی اللہ باخدا

پوشیدہ چشم ، رازِ محرم کبریا

تو جانتا ہے فقر کیا ہے خدا کی قسم وہ فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ اس کی آنکھ بند

ہوتی ہے مگر وہ اللہ کا راز دار ہوتا ہے۔

نیز فقیرتین مندرجہ ذیل حروف میں منقسم ہے جو ہر حرف مجداً جداً خوبی کا مالک ہے مثلاً:

حرف ف سے فیض فضل فیاض حق سے۔

حرف ق سے قیامت دل سے فراموش نہ کرے۔ قرب خداوندی کے

ساتھ اور قناعت کے ساتھ، نفس پر قوی اور قادر ہو۔

حرف سے رتبہ کو اختیار نہ کرے بجز رضائے خداوندی کے۔
 اس طریقہ سے فقیر محقق صاحب حقیقت کہتے ہیں۔ جو اولیائے رحمن کہ ان کے
 ظاہری راز کو مخلوق نہیں جانتی اور نہ خود جانتے ہیں۔ وہ دائمی طور پر خشیت
 خداوندی میں اور طلب خداوندی میں خاص مومن و مسلمان نفس سے فارغ ابوال
 رہتے ہیں اور بعض اولیائے رحمن تحقیق حق کو پہنچے ہیں۔ خود کو جانتے ہیں اور
 مخلوق کو نہیں جانتے۔

صاحبِ خزانہ کون؟

جاننا چاہیے کہ چار اشیاء خزانہ ہیں۔ ہزاروں میں سے ایک ہوتا ہے جو
 اس کی انتہا کو پہنچتا ہے اور صاحبِ خزانہ ہوتا ہے۔

پہلا خزانہ: قرآن ہے اور قرآن ہی میں گنج بادشاہ اسم اعظم ہے جو اسم
 اعظم کو قرآن میں پایا جائے۔ دونوں جہان کا بادشاہ ہو جائے اور جو نہ
 پائے اس کو عالم فاضل نہیں کہہ سکتے۔ علم رسم رسوم میں مردہ دل اور معدوم ہے
 دوسرا خزانہ: دل کا ہے بے انتہا۔ جو اس کی انتہا تک رسائی حاصل کرے
 وہ مقرب حق ہو جائے اور عارف باللہ ہو جائے۔

تیسرا خزانہ: حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی

مجلسِ پاک میں جو دائمی طور پر ہم صحبت ہو وہ بھی صاحبِ خزانہ ہے۔
 چوتھا خزانہ: اولیائے رحمن کی قبر کا خزانہ جس کو قبر کی دعوت عمل میں ہو وہ صاحب
 خزانہ ہے لیکن ہر ایک رسم اسم اللہ کی تہ میں ہے۔ یہ کتاب اور قرآن کو جو نہ

کھولے اور صفحہ بہ صفحہ مطالعہ میں نہ لائے۔ کلام کے راز سے محروم رہے۔

حُبِّ فَقْرَاءِ

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْفُقَرَاءَ وَالْغَنَى

بیشک اللہ تعالیٰ بے پرواہ فقرا سے محبت رکھتا ہے۔

پس ایک طائفہ اہل ریاضت کا اہل سوال ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

تَسُوذُ بِاللَّهِ مَنْ فَقَّرَ الْمَكِبَ

اللہ کے ساتھ فقر مکب سے پناہ مانگتا ہوں۔

ارشاد رب العالمین جل مجدہ الکریم ہے:

رَأْفَوْضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ

اور میں اپنا کام اللہ کی جانب سونپتا ہوں بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں

کو دیکھنے والا ہے۔

عاشقین واصل نے اپنا کام اللہ رب العزۃ تبارک و تعالیٰ کے سپرد کیا ہے اور اپنا قدم

وحدت کی جانب لے گئے ہیں۔ طلب مولیٰ وصال ہے اور طلب دنیا سوال ہے۔ پس

اہل وصال اور اہل سوال کی مجلس درست نہیں آتی۔ طالب مولیٰ مسرور (خوش) اور طالب

دنیا رنجور (غمگین) رہتا ہے اور طالب آخرت مزدور ہے۔

حضور نبی کریم و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین شفیع المنذین انیس الغریبین علیہ افضل

الصلاة والتسليم نے ارشاد فرمایا،

مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ مَرَّةً لَمْ يَبْقَ
مِنْ ذَنْبِهِ ذَرَّةٌ.

جس نے ایک دفعہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اس کی معصیت
سے ایک ذرہ باقی نہیں رہتا۔

کلمہ طیبہ کا "ل" یہ اشارہ ہے کہ لا اُحِبُّ الْاَوْفِلِيْنَ کہ فنا ہونے والی چیز کو میں
دوست نہیں رکھتا اور کئی سالوں کی ریاضت سے ایک دم کا وصال بہتر ہے اور ہزار
چلوں سے ایک دن کا راز بہتر ہے۔ اگر تو آنا چاہے تو دروازہ کھلا ہے اگر نہ آنا
چاہے تو ذاتِ باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم بے نیاز ذات ہے۔ اگر ذکیر خداوندی کی گرمی
اور حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسليم کی حضوری سے دل چاک
چاک نہ ہو تو مجاہدہ سے اور ظاہری ریاضت سے کب پاک ہوتا ہے۔

قُوْتِ بَاطِنِي كَا حُصُوْل

معلوم ہونا چاہیے کہ ارشاد کے لائق وہ مرشد ہے جو طالب الہی کو ہر روز اللہ تبارک
و تعالیٰ کی بارگاہ سے باطنی قوت عطا کرائے تاکہ طالب الہی بے حیثیت اور پریشان
نہ ہو اگرچہ طالب بکثرت کھائے پیئے اور اچھا لباس پہنے بہرگز اللہ تبارک و تعالیٰ کی
معرفت اس سے سلب نہ ہو۔

اَقْسَامِ طَالِبِ

یاد رہے کہ طالب مندرجہ ذیل دو اقسام میں منقسم ہے :-

طالب کی پہلی قسم، حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی طرح ظاہری عالم ہے اور وہ ظاہری علم کا طالب ہوتا ہے کہ کلیم ہے اور اس کی نگاہ معصیت پر ہے۔ طالب کی دوسری قسم، حضرت خضر علیہ السلام کی مانند جو علم باطنی رکھتے تھے اور طلب باطن اور نظر راہ پر ہے۔

پس جو علم ظاہر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح اور علم باطن حضرت خضر علیہ السلام کی طرح رکھے ہرگز معرفتِ خداوندی کو نہ پائے اور جس نے دائمی نصیب پایا فقر سے پایا۔

مرشد ایک ہو اور ایک مرشد سے ایک طالب ہو

مرد مرشد می برد با مصطفیٰ

باز دارد از گناہ و از ہوا

مرشد کامل اپنے مرید کو دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک لے جاتا ہے اور اپنے مرید کو گناہوں اور نفسانی خواہشات سے دور رکھتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے:

مَنْ مَاتَ فِي مَحَبَّةِ اللَّهِ فَقَدْ مَاتَ شَهِيدًا

جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں مرا پس وہ شہادت کی موت مرا۔

حجابِ اکبر کون؟

اے طالبِ صادق جاننا چاہیے کہ دنیا میں کون سی چیز دشوار ہے۔ کافر کے لیے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا۔ ایسے ہی دنیا دار کے لیے ترک، توکل اور توحید دشوار ہے۔ مال و جان اور اولاد اللہ تعالیٰ کی راہ میں تصرف کرے اور جاہل

کو علماء کی صحبت و شوار ہے اور جہالت کا دور کرنا اور علماء کو علم کا ترک کرنا اور معرفت میں محو کرنا آپ کو لہذا مشہور ہے کہ علم حجاب اکبر ہے اور کون مشکل ہے۔ ہر مشکل کا مشکل کشا ہے۔ جب زبان دل کی گویا اور ذکر جاری ہو اور اللہ کا نام دل کو قید میں پکڑے۔ زبان گویائی سے مر جاتی ہے اس حدیث کی رو سے مَنْ عَرَفَ دَبَّتْ فَقَدْ كَلَّ لِسَانَهُ جس نے رب کو پہچان لیا اس کی زبان گونگی ہو گئی۔ اور جب زبان ذکر خداوندی کی طرف مشغول ہوتی ہے تو آنکھ معرفت کا مشاہدہ کرتی ہے اور دل کے کان میں یگانگت کی آواز پہنچتی ہے اور کلام الہی کا حجاب اٹھ جاتا ہے۔

اقسام کشف

- اے طالب صادق! جاننا چاہیے کہ کشف مندرجہ ذیل دس اقسام میں منقسم ہے:
- کشف کی پہلی قسم :- کشف ارضی ہے۔
 - کشف کی دوسری قسم :- کشف سماواتی ہے۔
 - کشف کی تیسری قسم :- کشف نفسانی ہے۔
 - کشف کی چوتھی قسم :- کشف شیطانی ہے۔
 - کشف کی پانچویں قسم :- کشف حیرانی ہے۔
 - کشف کی چھٹی قسم :- کشف روحانی ہے۔
 - کشف کی ساتویں قسم :- کشف مراتب مطلق خوانی ہے۔
 - کشف کی آٹھویں قسم :- کشف خاص الخاص رحمانی ہے۔
 - کشف کی نویں قسم :- کشف القلوب ہے۔
 - کشف کی دسویں قسم :- کشف القبور ہے۔

کشف غرق مع اللہ حضور و ذکر کشف مجموعہ مراتب کشف رجوعات خلق
لاف در لاف کشف مع اللہ حضور ہی بنفس خلافت از باطن معرفت الہی دل صاف
مطلق زخاف۔ اور حقیقت کشف کی علم تصوف سے تلاش کرے۔ جس نے
علم تصوف پڑھا خراب ہوا۔

حقیقتِ تصوف

تصوف کے معنی توحید کے ہیں اور توحید کے معنی ہوا اللہ کے ہیں جو ہوا اللہ
کے مرتبہ پر پہنچا ماسوی اللہ سے نکلا۔ بجز لا الہ الا اللہ کے اس کے وجود میں
غیر نہیں آتا۔ یہی مراتب مسکین فقیر کے ہیں اور کشف حضور ہی دل کی حرارت
سے پیدا ہوتا ہے اور ذکر لازوال مشاہدہ غرق وصال سے تعلق رکھتا ہے۔
اے طالب جاننا چاہیے! جب دیکھے کہ کوئی طاقت اور بندگی میں
یا ذکر معرفت سے حتیٰ کے قریب پہنچا، خواب میں آواز دیتا ہے کہ اے فلاں
کعبہ کی طرف جا اور حاجی ہو اور طواف کر۔ اور زیارت حرم مدینہ سے مشرف ہو
اور روضہ اقدس کی زیارت کر۔ جو آدمی حج کو جاتا ہے اور حاجی ہوتا ہے اور
روضہ انور کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے۔ وہاں بھی خواب میں آتا ہے اور شیطان
لعین کہتا ہے کہ اے فلاں! تجھے اجازت ہے کہ فلاں جگہ ہندوستان یا دوسرے
ملک میں فلاں فقیر سے تعلیم و تلقین لے کہ تیرا حصہ وہاں ہے اور فلاں جگہ ہے
وہ فقیر پریشان ہوتا ہے۔ اور ابلیس خواب میں آکر کہتا ہے کہ اگر فلاں آدمی
فلاں جگہ سے اجازت لے کر تیرے آگے آتا ہے تو اسے گمراہی کی تعلیم کر اور

و معرفت سے باز رکھ اور بدعت و معصیت میں ڈال۔

اے طالبِ خبردار! اس راہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول خدا علیہ التیمۃ و النبی اور مرشدِ کامل کی امداد چاہیے ورنہ ابلیس عظیم قوت والا ہے۔ حرمِ کعبۃ اللہ کے پہنچنے، طواف کرنے اور عرفات کے حج سے بے حجاب ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آدمی حرم میں داخل ہونے، طواف کرنے اور زیارت کرنے سے سیاہی پیدا ہوتی ہے اور تکلی نور الہی دور ہو جاتی ہے، طمع و حرص پیدا ہو جاتی ہے۔ حاجی اُسے کہتے ہیں جس کی قید میں اور تصور میں اسمی شریفین اور نفس ہو اور شیطانِ حکم کے تابع ہو۔ ایسا حاجی بے حجاب اللہ تعالیٰ کو ہاتا ہے۔

چار کشف کا انکشاف

جب ان مراتب تک رسائی حاصل کر لے تو اس پر مندرجہ ذیل چار کشف کا انکشاف ہوتا ہے :-

کشفِ اول : کشفِ دنیا ہے۔

کشفِ دوم : کشفِ عقبی ہے۔

کشفِ سوم : کشفِ اذل ہے۔

کشفِ چہارم : کشفِ مولیٰ ہے۔

تین کشف کو ترک کر کے کشفِ مولیٰ یکتا کرتا ہے۔ پس مرشد وہ ہے کہ بے

محنت اور بے رنج ہاتھ میں لائے اور ایسا دل مولیٰ کے ساتھ بہتر ہے اور اس

کو مجموعہ ذات اسم اللہ میں حق الیقین کہتے ہیں۔ جب اس مقام پر پہنچے تو اس

تو اس کا قال قال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور قال محمدی کلام الہی ہے۔ حدیث اور اعمال یا اعمال محمدی ہونے اور اعمال محمدی نماز ہے نیاز کے ساتھ اور اس کا حال حال محمدی ہے اور حال خلق محمدی ہے۔ مخلوق کے ساتھ اور احوال با احوال محمدی ہو۔ اور احوال محمدی نور الہی میں غرق ہے اور علم حجاب اکبر ہے۔

علوم میں تمیز کرنا

اے طالب جاننا چاہیے کہ علم کی مندرجہ ذیل تین قسمیں ہیں :-

پہلی قسم : علم دنیا ہے۔

دوسری قسم : علم آخرت ہے۔

تیسری قسم : علم مولیٰ ہے۔

پس علم دنیا اُسے کہتے ہیں جو دنیا کے رتبہ کو پہنچائے کہ بادشاہ کا دنیا کا ہو جائے کہ اس سے عدل کی طرف پہنچے۔ علم آخرت علمائے کرام کا علم ہے کہ اس سے علم کے مطابق عمل کی جانب پہنچ جائے۔ علم سب سے بہتر ہے۔ چنانچہ علم دنیا دنیا کی زینت ہے۔ علم آخرت حور و قصور کی زینت ہے۔ دونوں علوم بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لائے گئے تو آپ نے دونوں علوم کی طرف نگاہ نہ فرمائی۔ جیسا کہ ارشاد رب العالمین جل مجدہ الکریم ہے :-

مَا ذَاغَ الْبَصَرُ وَمَا حَطَفَى

آنکھ نہ جھپکی اور نہ اس نے سرکشی کی۔

قَالَ لِعَلِّمَ حِجَابُ الْأَكْبَرِ

اور علم عظیم حجاب ہے۔

جاننا چاہیے کہ بندہ اور خدا کے مابین پیاز کے پردہ کے مثل ہے اور اس کا چیرنا نہایت دشوار ہے لیکن نگاہ مرشد سے چیرا جاتا ہے اس لیے کہ فقیر بے نیاز ہے اور اس کی نگاہ ہر مرتبہ سے باز ہے۔ فقیری نہایت دشوار کام ہے فقیری میں عجب راز ہیں۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

با بداں کم نشیں کہ صحبت بد

گر چہ پاکی ترا پلید کند

بروں کے ساتھ بہت کم بیٹھ کہ بڑی صحبت سے تجھ کو ناپاک کر دے گی
اگر چہ تو پاک و نیک ہی کیوں نہ ہو۔

آفتابے ہمیں چناں کہ بیند

قطرہ ابر ناپدید کند

سورج کو دیکھ جیسا کہ تو دیکھتا ہے کہ بادل کا ایک ٹکڑا اس کو چھپا
دیتا ہے۔

بیچ نفسے نیست کز آئینہ روپنہاں کند

دل چو روشن کتاب و دفترے درکار نیست

کوئی نفس ایسا نہیں ہے کہ ہیرے کے آئینے کو چھپا سکے۔ اگر کسی کا دل
روشن ہو گیا تو اس کو کتاب اور دفتر کی ضرورت نہیں ہے۔

مصنف کا قول ہے

ہر کتابے نقطہ از دل کتاب
 دل کتابے دفترے حق بے حساب
 تمام کتابیں دل کی کتاب کے ایک نقطہ کے برابر ہیں کیونکہ دل کی کتاب
 اللہ کے بے حساب دفتروں کی ایک کتاب ہے۔

ہر کہ حق را بے حساب یاد کند
 بے حساب در جنت مولیٰ رود
 جو کوئی اللہ کی یاد بے حساب کرتا ہے وہ اللہ کی جنت میں بے حساب
 داخل ہوتا ہے۔

مراد یہ ہے کہ ذکر خداوندی بے حد و بے حساب کرے جیسا کہ ارشاد نبوی صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ جس شخص نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا وہ
 بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہوگا اور اُس پر کوئی عذاب نہیں ہوگا۔ لوگوں
 نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا یا رسول اللہ! اگر نہنا اور چوری کی ہو۔ تو آپ نے
 ارشاد فرمایا ہاں ۷

ہر مانع باشد از ذکر خدا
 ہست شیطان کافر و پیر ہوا
 جو چیز اللہ کے ذکر سے روکنے والی ہے وہ شیطان ہے کافر ہے
 اور نفسانی خواہشات کا پیر ہے۔

ذکر دانی چیت سرِّ بارحیم
 ذکر و فکر و معرفت راہ مستقیم

تو جانتا ہے ذکر کی حقیقت کیا ہے وہ رحیم کے ساتھ رازداری ہے۔ ذکر و فکر معرفت کے لیے سیدھا راستہ ہیں۔

غیر مسلم کون:

اے طالب! جانتا چاہیے کہ تورات، انجیل، زبور کا حتم قرآن مجید ہے اور ایسے ہی عبادت کا حتم ذکر الہی یعنی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ جیسے خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ علیہ التیمۃ و الثناء اور ختم و ہدایت فضل اللہ کا ذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ پس جو شخص ذکر خداوندی سے انس نہیں رکھتا وہ ذکر اور مسلمان نہیں ہے کہ خاتمہ بالخیر ذکر لا الہ الا اللہ پر ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَ
الصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ
وَالْمُتَّصِدِّقِينَ وَالْمُتَّصِدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ
وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ
اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً
وَآجْرًا عَظِيمًا.

بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور اہل ایمان مرد اور اہل ایمان عورتیں اور نمازی مرد اور نمازی عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں

اور صابر مرد اور صابر عورتیں اور عاجز مرد اور عاجز عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور نگاہ رکھنے والے اپنے خاص مقامات کو مرد اور عورتیں اور ذکر کرنے والے بکثرت مرد اور عورتیں مقرر کر دیا ہے ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا اجر۔

ادبیاء اللہ جو نفس پر امیر ہے تمام مخلوقات پر قدیر ہے۔ اس طریقہ سے ادیبانے رحمن کو مالک الملک کہتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ كَمَا خَلَقْتُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ
اور بیشک تم ایک ایک جیسا کہ پیدا کیا ہم نے پہلی دفعہ تم کو۔

عارفِ الہی

جاننا چاہیے کہ تمام آدمی تنہا اور خالی ہاتھ ماں کے لطن سے آئے، تنہا اور خالی ہاتھ جائیں گے مگر عارفِ الہی معرفت کے ساتھ ماں کے پیٹ سے آئے اور ذکر کے ساتھ قبر میں جائیں گے۔

علمائے کرام دائمی طور پر کتاب کے حروف کے مطالعہ میں ہیں اور فقیر دائمی طور پر معرفتِ خداوندی میں مستغرق ہے جو ورق سے معرفتِ خداوندی کا مشاہدہ نہیں کرتا اس کے لیے ورق نسیان ہو جاتا ہے اور جو معرفتِ خداوندی کو نکل کر ورق کا مطالعہ کرتا ہے اس کو پھر معرفتِ خداوندی سے ورق نہیں کھولتا۔

غالب الاولیاء کون؟

جاننا چاہیے کہ غالب الاولیاء مردہ ہے کہ دائمی طور پر ظاہر و باطن معرفت خداوندی میں غرق رہے۔ غرق ظاہر و ورق کیا ہے اور باطن غرق کیا ہے۔ ظاہر ورق پڑھنا اور ایک دوسرے سے بولنا چالنا رسم رسوم ہے۔ اور باطن غرق مشاہدہ میں حق ایقین زندہ اور قائم ہے۔ پس پڑھنے والے اور دیکھنے والے میں کیا فرق ہے۔ صاحب ورق مطالعہ میں فریاد کے ہے اور صاحب معرفت آزاد ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوسے

علم رکھی سینہ صافاں رانمی آید بکار
چوں شود آئینہ روشن بے نیاز از جوہر است
یہ ظاہر علم روشن دل والوں کے لیے بیکار ہے۔ جب آئینہ روشن ہو گیا
تو وہ جوہرات سے بے نیاز ہے۔
علم معرفت دو جوانوں کا رہنما ہے

گر ترا سر می زند سر پیش نہ
خدمت از بہر خدا درویش بہ
اگر تیرا سر قلم کرنا چاہیں تو سر ان کے سامنے رکھ دے خدا کے لیے
درویشوں کی خدمت سب سے بہتر ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقْرَبِينَ
ابرار کی نیکیاں مقربین کی سیئات ہیں۔

طالب پیغام کون؟

جاننا چاہیے کہ مرید صادق وہ ہے جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اَلْمُرِيْدُ لَا يَسْرِىْ دُرًّا جَوْشَنًا مَّقْصِدُ كُوْبِيْنِجَا اَسْنِیْ ظَاہِرٌ وَبَاطِنٌ كَا مَشَاہِدِہٖ كَمَا یَا دُرُّ ہے کہ ابتدا ئے سلوک یہ ہے کہ طالب الہی اپنے حقائق استعمال کرے اور حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف پیغام دے جیسا کہ طالب الہی مراقبہ کے ساتھ اسم اللہ کے تصور سے یا اسم محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصور سے یا اللہ تعالیٰ کے ذکر کی تجلیات سے متوجہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کا ہو اور خود بے خود ہو جائے اور صاحبِ حضوری ہو۔ مشر و خا جواب با صواب پیغام حضور پر نور شافع یوم النور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب سے درستی سے پہنچائے اور پیغام باطنی سے مقصود کی جانب ظاہر ظہور کو پہنچے مقصد کلیہ ہو جو اس طریقہ سے پیغام بر ہو اُسے طالب پیغام کہتے ہیں کہ اس کا ظاہر و باطن ایک ہے۔ دیگر یہ کہ طالب الہی کو مرشد راہ باطنی سے اسم اللہ کے ساتھ یا اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یا تجلیات ذکر الہی کے ساتھ اللہ کے نبی کا ظہور ہو اور جو اللہ کے نبی سے باطن جواب با صواب پائے خلاف ظاہر معلوم ہوا کہ باطن میں بیشک حضوری ہے لیکن طالب الہی کے وجود کو ظاہر نہیں ہے۔

صاحب ارشاد کون؟

اے طالب! جاننا چاہیے کہ اگر کسی کا نفس سرکش ہو جو نماز روزہ، ذکر و فکر

اور شب زندہ داری سے ہرگز قابو میں نہ آئے تو چاہیے کہ اُسے سر سے پکڑ لے یعنی
تسور اسم اللہ اور اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دماغ میں رکھے تاکہ مغز کی
ایسی آگ جنبش سے پیدا ہو کہ نفس کے خلاف اور خلاف زطن اور خلاف دنیا
اور خلاف شیطان ہو۔ جب ان چاروں خلاف سے وجود آراستہ ہو تو پھر نفس کا تزکیہ
قلب کے تصفیہ کے ساتھ روح کا سر کے ساتھ پیدا ہو۔ جو یہ مقام حاصل کرے
وہ صاحب ارشاد ہو اور اس کی آنکھ بند کر کے شغل و مشاہدہ ربوبیت کے لائق
ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہو س۔

جس کسی کو دوام نظر مشاہدہ کے ساتھ ہو بے نیاز ہے اور طالب کے دل میں
کدورت جب دنیا کی گمراہی ہے یا یہ کہ اللہ اور محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر
سچا اعتقاد ہو۔

پیر ما پیغمبر از پیغمبری

پیغمبری پیغام امت رہبری

پیغمبروں میں سے میرا پیر پیغمبر ہے اور پیغمبری امت کی رہبری
ہدایت کے لیے پیغام ہے۔

بعض طالب اللہ صاحب پیغام ہیں اور بعض صاحب الہام، بعض صاحب

اوہام۔ اور صاحب اوہام وہ ہے کہ جس کو وحدانیت کا ذوق نہیں ہے ان کا وہم
قاتل ہے اور صاحب خیال کہ جس کا نور خالص ہے اور حال قبولیت زوال بہر
حال یہ افعال سے تعلق نہیں رکھتا قیل و قال سے۔ جو اس مرتبہ پر پہنچا مرید لایرید
ہے۔

اقسام الہام

یاد رہے کہ الہام چار اقسام میں منقسم ہے :-
 پہلی قسم :- الہام شہ رگ سے بہت نزدیک ہے اور ہر جزو و حقیقت کے ساتھ
 مشروح ہے۔

دوسری قسم :- الہام شیطانی انسانی مطلب دنیا کی راہ کا استدراج خام ناتمام ہے۔
 تیسری قسم :- الہام روحانی ہے۔

چوتھی قسم :- قلب کی صفائی ہے۔

پانچویں قسم :- سر پنہاں قدرت سبحانی ہے۔

اس طریقہ سے صاحب الہام استدراج سے فارغ ہے اور یہ باطنی راہ اسم اللہ کے
 تصور اور اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور سے ہے۔

اقسام علم

اے طالب صادق! جاننا چاہیے کہ علم چار اقسام میں منقسم ہے :-

پہلی قسم :- علم عاری ہے۔

دوسری قسم :- علم قاری ہے۔

تیسری قسم :- علم افتیاری ہے۔

چوتھی قسم :- علم افتخاری ہے۔

۱۔ علم عاری اُسے کہتے ہیں جو دین کو دنیا سے تبدیل کرے جیسا کہ رشوت

ریا، کبر و ہوا کو خدا سے دُور کرتا ہے۔

۲۔ علم قاری۔ قرأت اور قرآن کا حفظ کرنا اور پڑھنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مبارک کے لیے۔

۳۔ علم اختیاری۔ فقہ، تفسیر و حدیث ہے۔

۴۔ علم افتخاری۔ تصوّف، معرفت، توحید، تقویٰ، پرہیزگاری، ہدایت اور ولایتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

علم باید از عنایت خلق را

ہر یکے پر سال کردن طبع را

اس کی عنایت سے علم چاہیے مخلوق کی ہدایت کے لیے۔ ہر شخص

اس سے اپنی طبیعت کے مطابق سوال کرے گا۔

ہر چہ خوانی حق بخواں بہر از خدا

جہل را جائے نماند چوں چرا

جو کچھ تو پڑھتا ہے درست پڑھ اور خدا کے لیے پڑھ۔ جہالت کے لیے

چون و چرا کی گنجائش نہیں۔

زوال پذیر علم

ارشاد نبوی سلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

مَنْ لَمْ يَتَوَدَّعْ حَالَتَ الْعِلْمِ امْتَلَاهُ اللَّهُ تَعَالَى بِثَلَاثَةِ

بَلِيَّةٍ اِمَّا اَنْ يَمُوْتُ شَابًا اَوْ اَنْ يَقَعَ فِي الرُّسْتَاقِ اَوْ اَنْ يَمُرَّ

بَابِ الْاَمْرَاءِ۔

جو علم پڑھ کر تقویٰ اختیار نہ کرے اللہ تعالیٰ اُسے تین بلاؤں سے
پرکھتا ہے یا جوان مرے گا یا محتاج ہوگا یا امراد کے دروازوں پر
بھیک مانگے گا۔

مصنف کا قول ہے کہ جو عالم دوام اللہ تعالیٰ کی طلب میں ہے وہ عارف باللہ ہے
اور جو دنیا کی طلب میں ہے وہ دنیا کے درجہ تک پہنچا ہے لیکن بہت جلد زوال پذیر
ہوتا ہے۔ روزی کے لیے غم نہ کر۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلَكِنْ نُنزِلُ
بِقَدَرٍ مَّا لَشَاءُ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ

اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے رزق کی کشائش کرتا وہ یقیناً زمین
میں بغاوت کرتے لیکن اللہ تعالیٰ بقدر اُس کے نازل کرتا ہے کہ چاہتا ہے
تحقیق وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے اور دیکھتا ہے۔

اور مخلوق کے طعنہ سے اے عالم عارف عاجز مت بن۔ ارشاد رب العالمین جل
مجده الکریم ہے :-

وَيَقُولُونَ إِنَّا لَمَرْدُودُونَ فِي الْكَاْفِرَةِ

اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا ہم تحقیق پہلی مخلوق کی طرف لوٹائے جائیں گے

پھر ارشاد باری تعالیٰ جل مجده الکریم ہے :-

وَيَقُولُونَ إِنَّا لَتَادْكُوا اللَّهَ تَعَالَى لَشَاعِرٌ مَجْنُونٌ ط

اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا ہم تحقیق اپنے معبودوں کو ایک شاعر مجنون کے

سے چھوڑ دیں گے۔

اے عالم عارف اللہ کے ذکر سے مشغول ہو۔
پھر ارشاد رب العالمین جل جلالہ الکریم ہے:

وَيَقُولُونَ لَوْ أَنَّا عِنْدَ نَاذِرِنَا مِنَ الْأَوَّلِينَ مَكَّنَّا
عِبَادًا مَخْلِصِينَ۔

وہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہمارے پاس لوگوں کا ذکر ہوتا تو ہم تحقیق
اللہ کے خالص بندوں سے ہوتے۔

پس اے عالم عارف شیطان دشمن سے باخبر رہ۔
پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا إِنَّمَا
يَدْعُو أَحْزَابَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ۔

بیشک شیطان تمہارا اھلادشمن ہے۔ پس اے دشمن سمجھو۔ اس
کا گروہ تمہیں بلاتا ہے کہ تم جہنمی بن جاؤ۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

مَنْ أَرَادَ أَنْ يَكُونَ عِلْمًا وَلَمْ يَرْمِزْ دَدًا وَرُ عَالَمٍ يَنْزُدُ مِنَ اللَّهِ
إِلَّا بَعْدَ أَوْ مَفْتًا فِي الشَّرْعَةِ

جس شخص نے زیادہ علم پڑھا اور تقویٰ اختیار نہ کیا تو اس کو اللہ
تعالیٰ سے شرع میں زیادہ دوری ہوتی ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ لَمْ يَنْفَعَهُ اللَّهُ
بِعِلْمِهِ.

بیشک اُس شخص کے لیے قیامت کے روز زیادہ عذاب ہے جس
کو اللہ تعالیٰ علم سے نفع نہ دے۔

بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سوال کیا گیا یا رسول اللہ عالم شخص کون ہے تو
آپ نے فرمایا حقیقت میں عالم وہ ہے جو علم پر عمل پیرا ہو۔ پس علم حاصل کرنا چاہیے
تاکہ کام آئے اور اس سے سنت کی راہ پائے۔ اور جاننا چاہیے کہ جب علم حاصل
ہوتا ہے تو اُسے چاہیے کہ خدا سے ڈرے۔ اور جس کو علم نہ زیادہ ہو اور بے خوف
ہو تو وہ جہالت میں زیادہ ہوتا ہے اور وہ جہالت ظاہر سے باطن کی جانب پلٹ
جاتے۔ عالم وہ ہے جو خشیتِ خداوندی رکھتا ہو اور اگر ہزاروں مسائل سے واقف
ہو پھر بھی صاحبِ خشیت ہو اور اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق عالم نہیں ہے، علم
کا حال ہے اور جو مسئلہ ایک جانے اور صاحبِ خشیت ہو اس کا حشر علمائے کرام
کے ساتھ ہوگا۔

فقیر کون؟

یاد رہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا
کہ فقیر کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا فقیر وہ ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرے
اور اس کا خوف کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :-

يَخْشَى اللَّهَ يَنْقُذَهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ .

جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور پرہیزگاری کرتے ہیں وہ کامیاب ہوں گے۔

اور بکثرت آدمی کا قول ہے کہ عالم و جاہل اور کفر و اسلام اور رب تعالیٰ کے نزدیک فرق نہیں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :-

وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ رُكْرًا طَحِيًّا إِذَا جَاءَ هَا
فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ
مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ
يَوْمِكُمْ هَذَا ط قَالَُوا بَلَىٰ وَلَكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ
عَلَى الْكَافِرِينَ ط قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ
فِيهَا ط فَبُئْسَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ ه وَسِيقَ الَّذِينَ
آمَنُوا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ رُكْرًا ط حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ هَا وَ
فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ
ط طِبْتُمْ فَادْخُلُوا هَا خَالِدِينَ ط وَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
صَدَقْنَا وَعَدَاةٌ وَأَوْسَرْنَا الْأَرْضَ نَتَّبِعُوا مِنَ الْجَنَّةِ
حَيْثُ نَشَاءُ ج فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ه وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ
حَافِينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ قُضِيَ
بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ .

اور جو لوگ کفر کرتے رہے ہیں دوزخ کی طرف ٹولیاں بنا کر ہانکے جائیں گے
 حتیٰ کہ جب دوزخ کے قریب پہنچیں گے تو ان کے لیے اُس کے دروازے
 کھول دیئے جائیں گے اور جہنم کے موکل ان سے کہیں گے کہ کیا تمہارے
 پاس میرے رسول نہیں آئے کہ وہ تمہارے رب کی آیات تمہیں پڑھ
 پڑھ کر سناتے اور تمہارے اس روز کے پیش آنے سے تم کو ڈراتے۔
 یہ جواب دیں گے کہ ہاں رسول تو آئے اور انہوں نے ڈرایا بھی مگر
 ہم نے ان کی ایک نہ سنی اور عذاب کا وعدہ کفار کے حق میں پورا ہو کر رہا
 پھر ان سے کہا جائے گا کہ دوزخ کے دروازوں میں داخل اور دائمی
 طور پر اس میں رہو۔ غرض اگر نے والوں کا بھی کیا بُرا ٹھکانہ ہے اور
 جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کو بھی ٹولیاں بنا بنا کر جنت
 کی طرف لے جائیں گے۔ حتیٰ کہ بہشت کے پاس پہنچیں گے اور ان کے
 دروازے ان کے لیے پہلے ہی سے کھلے ہوں گے تو جنت کے
 موکل ان کو سلام علیک کر کے کہیں گے کہ تم مزے میں رہے تو بہشت
 میں ہمیشہ کے لیے داخل ہو اور کہیں گے کہ خدا کا شکر ہے جس نے
 اپنا وعدہ ہم کو سچ کر دکھایا اور ہم کو سرزمین کا مالک بنایا کہ ہم جنت
 میں جہاں چاہیں رہیں تو عمل کرنے والوں کے لیے بہتر اجر ہے
 اور فرشتوں کو دیکھو گے کہ عرش کے ارد گرد حلقہ بنائے کھڑے ہیں
 اور اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح و تقدیس کر رہے ہیں اور لوگوں
 کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور بالآخر ہر

طرف سے یہی آواز ہوگی کہ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام عالم کا پالنے والا ہے۔

کیا وہ فقہ ہے جو خشیت الہیہ رکھے اور تقویٰ اختیار کرے اللہ تعالیٰ کے لیے اور جب نہ ڈرے گا تو قرآن پر تاویلات میں مشغول ہوگا اور حرام و شبہات سے بچے گا اور دنیا کی محبت میں سراسر معصیت میں داخل ہوگا۔
ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

لَوْ كَانَ الْعِلْمُ دُونَ التَّقْوَىٰ شَرَفًا لَيَكَانَ الْإِبِلِيسُ أَشْرَفَ مَخْلُقِ اللَّهِ تَعَالَىٰ -

اگر علم کو تقویٰ کے بغیر شرف ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں شیطان زیادہ بزرگ ہوتا۔

مصنف کا قول ہے کہ جب علم، عمل، تقویٰ اور خشیت الہیہ چاروں وجودوں میں جمع ہوں، دل صفا معرفت کے ساتھ ہوگا۔ اور اس صفت والے کو عالم عارف باللہ کہتے ہیں۔

پانچ طبقاتِ علم

جاننا چاہیے علم مندرجہ ذیل پانچ طبقات میں منقسم ہے :-

طبقہ اول :- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عہد۔

طبقہ دوم :- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عہد۔

طبقہ سوم :- صحابہ کرام کے بعد ایک ایسا عہد ہوگا کہ بہت ہوگا اور علم نہیں ہوگا۔

طبقہ چہارم :- نہ علم ہوگا نہ عمل ہوگا۔
 طبقہ پنجم :- حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہم السلام چوتھے آسمان سے بیت المقدس
 میں اتریں گے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم پر عمل کریں گے چنانچہ
 علم و عمل بکثرت ہوگا۔

علم محصل

جاننا چاہیے کہ علم مختلف اقسام میں منقسم ہے :-

پہلی قسم :- علم توحید ہے۔

دوسری قسم :- علم شریعت ہے۔

تیسری قسم :- علم فقہ ہے۔

چوتھی قسم :- مسائل فرض ہے۔

پانچویں قسم :- علم واجب ہے۔

چھٹی قسم :- علم سنت مستحب ہے۔

ساتویں قسم :- علم معرفت الہی مجموعہ علم ہے۔

الغرض علم مثل دریا کے عمیق کے ہے اور عالم مثل کشتی کے اور کشتی سوائے دریا

کے دوسری جگہ جاری نہیں ہوتی اور عالم عامل مثل ملاح کے ہے اور فقیر عارف

باللہ مثل غواص کے ہے۔ اور غواص جب دریا میں غوطہ کاتا ہے موتی ملتا ہے

اور اس کو نکالتا ہے لیکن غواصی دشوار ہے

غواصی کن گرت گوہر می باید

غواص نہا چہارہ سہز می باید

غوطہ لگا اگر تجھے موتی چاہیے اور غوطے خور کے لیے چپار
ہنر چاہیے۔

سہر رشتہ بدست جاں بر کند است
دم نازدن و پاٹے سرے باید
رُوح قبض کرنے کا اختیار اُس کے ہاتھ میں ہے تو دم مت مار
سر کو اس کے پاؤں پر دکھ دے۔ سر جھکا دے۔

اقسامِ لقمہ

جاننا چاہیے کہ علم حقیقی، معرفت و عبادت کا لقمہ ہے اور وہ لقمہ دو اقسام
میں منقسم ہے :-

پہلی قسم :- مثل نارِ جہنم کہ حرام اور مشتبہ ہو، اس سے حرص، غیبت، بغض و عناد،
نفاق، ریا، بے حمیت، شیطنیت اور نفس پیدا ہوتا ہے۔

دوسری قسم :- لقمہِ حلال ہے مثل بہشت کے حصول کے۔ جب وہ وجود میں آتا
ہے نارِ جہنم فرو ہوتی ہے اور تائب ہوتا ہے۔

اقسامِ توبہ

جاننا چاہیے کہ توبہ تین اقسام میں منقسم ہے اور اس کے تین علامات ہیں
کہ اس سے تین آثارِ تخلیق ہوتے ہیں :-
پہلی علامت :- جہالت سے توبہ کرنا۔

دوسری علامت :- اخلاص سے علم پڑھنا۔
 تیسری علامت :- علم کا یکبارگی روشن ہونا۔ کہ شروع اور آخر سے عامل
 ہو۔ اور اگر غفلت سے توبہ کرے اور اخلاص کے ساتھ زبانی عبادت میں
 مشغول ہو۔ چنانچہ ذکر، فکر، دنیا اور اہل دنیا سے طالب نہ ہو بلکہ توبہ کرے
 فوراً اس کو معرفت خداوندی روشن ہو بلکہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو۔
 جو اخلاص کے ساتھ فسق و فجور سے تائب ہو وہ مٹی میں جس نیت سے ہاتھ
 ڈالے اسی قدر اسے سونا چاندی حاصل ہو۔ اس طریقہ سے توبہ قبول ہو۔
 تائب محتاج نہیں ہوتا۔

لقمہ حلال و حرام

اے برادر یہ سب برکت لقمہ حلال کی ہے۔ علمائے عامل اور فقیر کامل حرام
 لقمہ کو پہلی نگاہ سے پہچان لیتا ہے اور حلال کو معلوم کر لیتا ہے۔ یہ غذائے
 نفس، شہوت، رجوعاتِ خلق اور ناموسِ مخلوق ہے اور دیگر بزرگان کو لقمہ حرام
 سے سستی، بندگی، بے لذتی ذکر اور فکر میں بے مزگی پیدا ہوتی ہے۔ یہ بھی
 خاص مراتب ہیں۔ مرد وہ ہے کہ اگر قضا لقمہ حرام وجود میں آئے اور معلوم کیا کہ
 آیا تو اللہ کے ذکر سے ایسا جلانے کہ مٹی کر دے اور نابود ہو جائے اور تاثیر
 نہ کرے لیکن اصل حرام پانا یہ ہے کہ جس نے لقمہ حرام کھایا وہ نور الہی کا مشاہدہ
 نہیں کرتا اور جو حلال کھاتا ہے ترقی تجلی اور مشاہدہ کی زیادتی ہوتی ہے۔ یہ ہر
 ایک حقیقت علم کمال سے حاصل ہوتی ہے۔

علمِ رحمانی اور علمِ شیطانی

یاد رہے کہ علمِ دو قسم کا ہے۔ ایک علمِ دین کے لیے جیسا کہ اہل تقویٰ کا عمل ہے اور خشیتِ الہی کا اور حرص و حسد سے نکلنا اور عبادت میں مشغول ہونا۔ سعادت و پرہیزگاری اور قلب کی صفائی۔ یہ تمام علمِ رحمن کی خاصیت ہیں۔ ان علمائے کرام کو عبد الرحمن کہتے ہیں یعنی اہل اسلام کی اطاعت کرنے والے اور دین میں صاحبِ قوت۔ دیگر علمِ دنیا کہ طمع، بخل، رشوت و ریا ہے کہ حدیث پاک کی رو سے کفر سے بھی بدتر ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

الرِّيَاءُ يَأْتِي مِنَ الْكُفْرِ

ریا کاری علاماتِ کفر سے ہے۔

یہ علمِ شیطان کا ہے کہ علمائے کرام کو حرص و نادانی کی جانب لے جاتا ہے۔

علماء اور فقیر کی ابتدا و انتہا

جاننا چاہیے کہ فقر کی ابتدا اور علماء کی انتہا ہے۔ اور فقر کی ابتدا کیا ہے اور علماء کی انتہا کیا ہے؟ فقر کی ابتدا ذکرِ الہی ہے اور اس کی تاثیر اسمِ اعظم ہے۔ اور یہ قرآن مجید فرقانِ حمید میں ہے، کشف ہوتا ہے اور اسمِ اعظم کی تاثیر سے تفسیر واضح ہوتی ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ علمِ ظاہری، علمِ باطنی جزو کل ہر چہاں کتبِ قورات، انجیل، زبور، فرقان، حدیثِ نبوی، حدیثِ قدسی، علمِ معرفت اور مشاہدہ اٹھارہ ہزار جہان کا

سفلی و علوی طیر و سیر، کلمہ طیبہ کی طے میں ہے۔ جو اس سے منکر ہو امرتد و کافر ہے۔

کلیدِ جہانی

جاننا چاہیے کہ کلمہ دو جہان کی کلید (چابی) ہے۔ جب طالب ترتیب کے ساتھ پڑھے تو اس سے کوئی علم مخفی نہیں رہتا اور کلمہ طیبہ اسم اللہ کی تہ میں ہے اور اسم اللہ اسم اعظم کی تہ میں ہے۔ اسم اللہ اور اسم اعظم نفع و تاثیر نہیں دیتا بجز وجودِ معظم کے اور دل سلیم مکرّم کے۔ پس ہیر روشن ضمیر ہاتھ میں لائے جو علم و عمل کے ساتھ دونوں جہان میں امیر کبرتا ہے۔ نہ یہ عالم ہیں نہ فاضل ہیں۔ روزی کے حصول میں محتاج ہیں اور خوار ہیں۔ پس معلوم قبر کی دنیا میں اور کتاب کے علم میں اس لیے کہ علم اکبر توریت، انجیل، زبور، قرآن میں لکھا ہے۔ آیہ شریفہ میں معروف ہے کہ جو عالم آیاتِ قرآنی سے اللہ کا اسم اعظم اور علم اکبر نہ پائے اور عمل میں نہ لائے اور صاحب ثروت ہو۔ پس اعداد و آیات کے موافق **وَوَجَدَكَ غَائِلًا غَائِلًا** اور میں نے تجھے غائل پایا اور غنی کر دیا۔ کیسا درست نہ کرے۔ معلوم ہوا کہ اس کو حقیقت میں تفسیر معلوم نہیں ہے ہنوز محروم ہے اگرچہ مخلوق کے نزدیک عالم و فاضل ہے اور محروم ہے۔ نہ بردست سیاہ دل اور بے ترس ہے۔

علم بہر دین بود دین از خدا

نیت عالم آنکہ بادرشوت ریاء

علم دین کے لیے ہوتا ہے اور دین خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ وہ عالم

نہیں ہے جو علم کو ریاء کاری یا رشوت خوری کے لیے حاصل کرے۔

جو علم کہ خشیتِ الہی اور عقبی کے ڈر سے دنیا کو نہ کھینچے اور جس علم سے نفس درست نہ ہو وہ علم حقیقی نہیں ہے۔

مذمتِ دنیا

(مخمس)

دارا برفتِ حشمت و جاہ از جہاں نبرد
کاؤس ہم فروشد و کام از جہاں نبرد
دارا جہاں سے چلا گیا اور جاہ و حشمت اپنے ساتھ نہ لے جا سکا
کاؤس بھی نیچے گیا اور کام جہاں نہ لے جا سکا۔

جمشید جز حکایت جام از جہاں نبرد
حال است این چنین کہ کے از جہاں نبرد
جمشید دنیا سے جام کے قصہ کے سوا کچھ نہ لے جا سکا۔ حقیقتِ حائل
یہ ہے کہ کوئی بھی دنیا سے کچھ نہ لے جا سکا۔

زہن سار دل بند بر اسبابِ دنیوی
دنیوی اسباب کے ساتھ ہرگز دل کو مت باندھو۔
یاد رہے کہ جس علم سے حُبِ دنیا، جہالت، شرک اور کفر نہ نکلے اور جس علم سے
دیدہ دل کی صفائی نہ ہو اور معرفتِ حق نہ کھولے وہ علم وبال اور اس کا عالم حائل جاہل ہے۔

بے علم زاہد

جاننا چاہیے کہ علم صالح اعمال کے لیے ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :-

اِعْمَلُوا الْاِلٰذَاؤَ دَشْكُرًا۔ آل داؤد تم عمل اور شکر کرو۔ خطا امت کا گناہ ہے اور شفا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا اور فضل ہے۔ علم حقیقی قرآن و حدیث ہے بے علم زاہد ابلیس ہے اور خبیث ہے۔ علم مونس جاں ہے اور زاہد بے علم شیطان ہے۔ علم ہادی و راہبر ہے اور بے علم زاہد گمراہ ہے۔ علم فقہ اور علم فقر اللہ کا فضل ہے۔ دونوں مساوی ہیں اور راہبر ہیں۔ جاننا چاہیے اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب سے دو شاہد (گواہ) ہیں۔ اور باطل سے نگاہ رکھتے ہیں۔ حلیم اسم ذات باری تعالیٰ ہے اور حضور پر نور شافع یوم النور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ و الثناء کو تین دفعہ تعلیم، علم اور تلقین معرفت اور فقر کے لیے، سب سے نور کو آپ کی تعلیم کیا۔ دوسری دفعہ روح مقدس کو کہ اس وقت کوئی مخلوق نہیں تھی تیسری دفعہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ و التسلیمات کے جسم اطہر کو اولین و آخرین کے علم سے تعلیم و تلقین کیا۔ پس مرشد کامل تعلیم میں نور اور روح میں جسم چاہیے۔ نگاہ میں، معرفت خداوندی میں، ذکر فکر میں، علم لدنی میں، کشف و کرامات میں اور عقل میں سب میں کامل ہو۔ اور مستغرق باللہ ہو۔ مرشد کامل وہ ہے جو طالب الہی کو مندرجہ ذیل تین مراتب تک پہنچائے۔

پہلا مرتبہ: نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔
دوسرا مرتبہ: روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔
تیسرا مرتبہ: جسم محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

چنانچہ ارشاد گرامی ہے: کُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ اِلَى اَصْلِهِ۔ ہر چیز اپنی اصل کی طرف پلٹتی ہے۔ جب اصل پر نہ پہنچے وصل پر نہ پہنچے تو مطلق حیوان رہے۔

علم سے حرف است سے از بہر سے
 ب و بابرکت توکل ترک ت
 علم میں تین حرف ہیں اور تین قیمن کے لیے ہیں۔ ب سے برکت
 ہے اور ت سے توکل اور ترک دنیا ہے۔

ہر کہ خواند غیر ازین دنیا طلب
 طالب دنیا بود اہل از کلب
 جو اس کے سوا پڑھے وہ دنیا کا طالب ہے اور دنیا کا طالب
 کتوں کی نسل سے ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :
 الدُّنْيَا جِنْفَةٌ وَطَالِبُهَا كِلَابٌ
 دنیا مردار ہے اور اس کا چاہنے والا کتا ہے۔

حقیقت نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

حضور نبی کریم و ما ارسناک الارجمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد
 مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء کے نور و روح کی تشریح یہ ہے کہ جب
 اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی خدائی کا ظہور چاہا تو اپنے نور خاص سے حضور علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کے نور پاک کو جڈا۔ اور وہ نور پاک محبت و معرفت کے آئینہ میں اپنا
 مشاہدہ کرتا رہا۔ اور اس نور پاک کا نام نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہوا اور اسی لیے آپ
 کا نام حبیب ہوا کہ اللہ رب العزۃ تبارک و تعالیٰ نے اپنی لسان پاک سے فرمایا۔ اے

میرے حبیب! مجھ سے ہم کلام ہو۔ اُس وقت وہ نور پاک وجود میں آیا اور کہا یا اللہ! پس اللہ تعالیٰ کا نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوا۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس نور پاک کو دو لاکھ ستر ہزار سال نگار رکھا۔ ازاں بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے از روئے لطف و کرم فرمایا اے نور محمد! رُوح محمد ہو جا۔ پس وہ نور محمدی رُوح کی جانب منتقل ہو گیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے زبان قدرت سے ارشاد فرمایا اے رُوح محمد مجھ سے گفتگو کر۔ پس رُوح مقدس نے عرض کیا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى نَبِيٌّ قَدَرْتُ جَوَابَ دِيَا وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، اور کلمہ توحید کے نُور سے نور فقر و حدت اور معرفت پیدا ہوا اور ایک صورت پر۔ پس اس صورت نے رُوح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا السلام علیک یا رُوح محمد! رُوح مطہر نے جواب دیا وعلیکم السلام یا فقر! پس صورت فقر نے دل میں رُوح پاک کی سکونت قبول کی تصدیق قلب وجود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبدیل ہوئی۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے زبان قدرت سے ارشاد فرمایا کہ رُوح نجیب محمد مجھ سے ہم سخن ہو۔ رُوح نے عرض کیا لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے زبان قدرت سے فرمایا محمد رسول اللہ۔ چنانچہ کلمہ طیبہ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے نُور سے صورت اسلام، ذکر الہی اور کلام الہی پیدا ہوا۔ اور صورت علم اور اسلام نے رُوح محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا۔ السلام علیک یا رُوح محمد۔ رُوح پاک نے جواب دیا وعلیکم السلام یا علم کلام اللہ، اور رُوح محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کی تعظیم کی اور علم کے سامنے کھڑے ہوئے اور بوسہ دیا اور آنکھ پر رکھا۔ علم نے زبان پر اقرار و سکون پکڑا۔

اور آنکھ سے مطالعہ کیا۔ تین لاکھ تینتیس ہزار سال اللہ تبارک و تعالیٰ نے روح محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم کی تعلیم سے آراستہ کیا اور حافظ کیا کہ ہنوز وحی پیدا نہیں تھی۔

تخلیق عالم

ارشاد گرامی ہے :-

الآنَ كَمَا كَانَ عِلْمَ الْإِنْسَانِ مَا لَمْ يَعْلَمْ إِذَاتُمْ الْفَقْرُ فَصَوَّلَ اللَّهُ

اُس وقت جیسا تھا تعلیم کیا انسان کو کہ وہ جانتا نہیں تھا۔ جس وقت فقر تمام ہوا وہی اللہ ہے۔

صاحب معرفت اور تمامیت فقر پہنچی، سرفرازی اور فخر یگانہ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء کو۔ محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء وہ ہیں کہ یگانہ ہوا۔ اور شاہدہ کے ساتھ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی حقیقت سے واقف ہو اس احوال پر بھی کہ فقر لازوال نعمت ہے۔ چنانچہ یہ میرا قول میرے حال پر گواہ ہے کہ اس مقام پر نور مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء کے وہ آدمی پہنچے اور دست بیعت کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طالب کا۔ اور اس پر مقام محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء کھولے اور حقیقت ابتدا و انتہا نور محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راہ دکھائے۔

حدیث قدسی میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

إِنَّ أَوْلِيَّائِي تَحْتَ قَبَائِي لَا يَعْزِبُهُمْ غَيْرِي.

بیشک میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں بجز میرے انہیں کوئی نہیں پہچانتا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-
مَنْ عَدَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّ لِسَانَهُ

جس نے اپنے پروردگار کو پہچانا اس کی زبان گولی ہو گئی۔

پھر اللہ رب العزیز جل جلالہ وعم نوالہ نے نظر جمالیبت دست راست سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف کی اور زبان قدرت سے فرمایا کُنْ فیکون پس کل مخلوقات جن وانس اور فرشتے اور اٹھارہ ہزار عالم موجود ہوئے۔ پھر دست چپ کی۔ اس سے شیطانی آگ، دنیا، نفس آمارہ پیدا ہوا اور تیسری دفعہ تعلیم جسد و جسم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی۔ چنانچہ معراج کی رات حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات براق پر سوار ہوئے اور مہتر حضرت جبرئیل علیہ السلام آگے آگے ننگے پاؤں جلوہ دار تھے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام پیچھے رہ گئے اور آپ بالائے عرش گذرے اور ب قوسین اودانی کے مرتبہ و مقام پر پہنچے اور دیکھا جو دیکھا اور سنا جو سنا

دید محمد بہ چشم دگر

بلکہ بجاں چشم کہ وارد بہ سر

حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار دوسری آنکھ سے

ہوتا ہے بلکہ اس آنکھ سے جو عالم اسرار کی آنکھ ہے۔

حرام تلقین

جاننا چاہیے کہ کامل مرشد وہ ہے جو طالب کو حضور نبی کریم رحمۃ اللعالمین

احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء کی مجلس پاک میں پہنچا دے اور طاب
کی رُوح کو مجلس رُوحِ محمدی میں پہنچائے اور جسم کو مجلس میں پہنچائے۔ چنانچہ
حلیہ مبارک کے موافق ہو۔ اور جو مرشدیہ توفیق نہ رکھے اُس سے تلقین حرام ہے یہ

با تو گوئم بشنوی اے ہوشمند

ذکر و فکر و عقل آنجا ناپسند

میں تجھ سے کہتا ہوں اے ہوش مند سُن لے اس جگہ ذکر و فکر
اور عقل کو پسند نہیں کیا جاتا۔

جسم و رُوح کے رسد آں خاص نُور

تا نہ گردد نور کے باشد حضور

جسم اور رُوح اس خاص نُور تک کب پہنچ سکتی ہے۔ جب تک
خود نورانی نہ ہو حضوری نہیں پاسکتی۔

نور پیدا می شود از حق نظر

در مطالعہ علم از حق بے خبر

نور اللہ کی نظر رحمت سے پیدا ہوتا ہے۔ جو علم کے مطالعہ
میں ہے وہ حق سے بے خبر ہے۔

می شناسد نور حق آں زندہ دل

کے شناسد مردہ دل دیوارِ گل

اللہ کے نُور کو زندہ دل ہی جان سکتا ہے۔ مردہ دل کو تو مٹی کی

دیوار کو بھی نہیں جانتا ہے۔

باہوا بہر از خدا نورش نما
 نور حاصل می شود از مصطفیٰ
 باہو خدا کے لیے اُس کے نور کی جلوہ نمائی کر۔ نور اصل میں مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: **اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ**۔ اللہ زمین و آسمان
 کا نور ہے۔ پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے: **نُورٌ عَلَىٰ نُورٍ** اس مقام میں نور مذکور ہے
 کہ قرآن مجید میں ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ
 اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں۔
 جاننا چاہیے کہ ذکر، فکر، عقل، مذکور الہام اور جسم و روح سے تعلق رکھتا
 ہے اور غرق نور حضور تعلق سر سے رکھتا ہے۔

حقیقتِ فقر

اے طالبِ صادق! یاد رہے کہ فقر وہ واقعات میں منقسم ہے:۔
 پہلی قسم:۔ بعض صاحبِ مال اور بعض صاحبِ جمال۔ مستی حال کا وصال اگرچہ
 کمال ہے مگر اس کو زوال ہے جیسا کہ کشف و کرامات اور رجوعات خلق اور
 جنون کی حاضری۔ چنانچہ ذکر، فکر، سکر، صحو، فیض، بسط، سیر، طیر
 اور طے زمین و ونیم قدم مشرق سے مغرب تک فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے
 نزدیک یہ سب حال کی بازی گری خام خیال ہے۔

صاحبِ کمال کون؟

یاد رہے کہ صاحبِ ریاست مجاہدہ خُدا سے جُدا ہیں اور صاحبِ غرقِ نور اللہ باخدا ہیں۔ مجاہدہ مشاہدہ کے لیے ہے اور مشاہدہ شاہد کے حال کے ساتھ ہے۔ نہ قبیلِ قیل و قال سے اور نہ مستیِ حال سے جُدا ہے ہوا پد ہے اور ریاضت کے ساتھ شور میں ہے اور جو خدا کے ساتھ باطنِ معمور اور خاموش ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّ لِسَانَهُ

جس پروردگار کو پہچانا اس کی زبان گونگی ہو گئی۔

مرشدِ عارف سے طالبِ الہی پہلے دن عارف ہوتا ہے۔ ذکر، فکر، مرشدِ عارف بائیں جو طالبِ الہی کو تعلیم نہیں دیتا وہ مرشد نہیں ہے اور جو مشاہدہ عینیہ بخشنے یعنی اسم اللہ کے تسویر سے وہ صاحبِ کمال ہے۔

یقین کیا ہے؟

ارشاد رب العالمین جل مجدہ الحکیم ہے :-

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ

اور اپنے پروردگار کی عبادت کر حتیٰ کہ تجھے یقین ہو جائے۔

مراتبِ ذکر، فکر سے آدمی صاحبِ یقین ہو جاتا ہے اور مراتبِ دنیا کے تمامیت سے بے دین ہے۔ اور دم بالآخر خاتمہ بالخیر ہے وقتِ نزع کے تصدیقِ دل

کے ساتھ زبان پر صدق کے غلبے سے نکلے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ پس موت کے وقت قبر میں لَا تَخَفُ وَلَا تَحْزَنُ إِلَّا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔

آدب کی ماہیت

جاننا چاہیے کہ جب عبادت رسم رسوم، یقین جزو کمال میں آتے۔ بعض کو موت سے پہلے مومن و مسلم ہوں اور جو ایمان کے ساتھ مشاہدہ میں معائنہ کرے پھر یقین حاصل ہو اور موت پر رانغب ہو اور اس کے باوجود جو کوئی شیطان کی طرح عبادت کرے اور معرفت کا یقین نہ لائے۔ عبادت وہ ہے جو یقین کو پہنچائے یعنی عبادت رکوع و سجود میں اللہ اکبر کا جواب با صواب بیک عجدی پائے کہ بے جواب والہام اور بے قدرت زبان یعنی حاصل نہیں ہوتا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے ..

لَا يَجُودُ إِلَّا بِحَضُورِ الْقَلْبِ

نہیں ہے جائز نماز مگر حضور قلب کے ساتھ۔

اکثر لوگوں کا قول ہے کہ دل بیمار دست بکار۔ غلط قول ہے بلکہ دل بیمار دست بکار دست ہے چونکہ قلب کا تعلق ذات باری تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ پس جو ذات باری تعالیٰ کے ساتھ ہے وہ صاحب یقین ہے۔ پس جو اللہ سے پھر ادنیا کے ساتھ یقین سے پھر اوہ بے دین اور لعنتی ہوا۔ یعنی بے آدب۔ جو اللہ کا طالب ہے اور حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے طلب کرتا ہے۔ قرآن اور علماء سے طلب کرتا ہے اور فقیر اسم اللہ سے آدب کا خواہاں ہے۔

ادب تا چیت از لطف الہی

بر سرد برد ہر جا کہ خواہی
اشد کی مہربانیوں میں سے ادب ایک مہربانی ہے اس کو اپنے اوپر
لازم کرے جہاں جانا چاہے جا۔

یاد رہے کہ ابلیس بے ادبی اور دنیا بے ادبی اور نفس امارہ، کفر و نفاق بے
ادبی کی طلب کا خواہاں ہے۔ اور ادب کے کیا معنی ہیں اور بے ادب کیا ہے؟ ادب
حق با یقین اور یقین صراط مستقیم ہے اور بے ادبی باطل و روع بمعنی جھوٹ تابع ابلیس
ہے۔ پس مجلس ادب کے ساتھ اور بے سلوک کو درست نہ آئے۔ دین و فقر کی
اصل ادب ہے۔ دنیا و کفر کی اصل بے ادبی ہے۔ کوئی بے ادب خدا کو نہیں پہچانتا

ہر کہ در اُفتاد بیلاب سیم
بر قدم خویش نماسد مقیم
جو چاندی کے بیلاب میں گر پڑا۔ وہ اپنے قدموں پر
قائم نہیں رہ سکتا۔

ہر عبادت دُور گر داند تِرا
شد یقینش زانکہ حق خواند تِرا
ہر عبادت تجھ کو دُور کر دے گی مگر تجھ کو یہ یقین ہونا چاہیے کہ تجھ
کو اللہ کی طلب کیا ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عبادت ہے۔ نقشِ نفی اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اثبات اللہ کے نور کے
مشاہدہ سے ذات کی تجلی حاصل ہوتی ہے اور مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کہنے سے اسلام

کی درستی، سلامتی کے ساتھ دین و ایمان ہے جو جزو کی عبادت کل کی طرف پہنچائے اور جزو کل میں آئے اور کل سے ہر مقامات نور الہی کے کھلتے ہیں یقین حاصل ہوتا ہے اور اہل یقین مطلق ہوتا ہے اور یقین ہی کی یگانگی کے مقام اور باطل کے دور کرنے والا ہے۔ اور حق الیقین کے مقام پر لے جاتا ہے جیسا کہ عبادت توفیق ہے اور یقین رفیق ہے اور یقین جانتا ہے اور عبادت بے یقین کار شیطان ہے۔ عبادت علم ہے اور یقین امر اور ذکر لا اِلهَ اِلَّا اللهُ سے حاصل ہوتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ شیرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین علیہ افضل السلوٰۃ و التسمیۃ نے فرمایا:

اِنَّ اَخَوْفَ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ اِتِّبَاعِ السَّوٰی وَ طُوْلِ
 الْاَمَلِ اَمَّا اِتِّبَاعِ السَّوٰی فَيُضِلُّ عَنِ الْحَقِّ وَ اَمَّا
 طُوْلِ الْاَمَلِ فَيَنْسِي الْاٰخِرَةَ۔

میری امت پر دو اشیاء سے کوئی شے زیادہ خوف کرنے والی نہیں ہے۔ ایک خواہش نفس کہ ان کو راہ سے باز رکھتی ہے۔ دوسرے اندیشہ دراز کہ بروز محشر ان سے فراموش کرتا ہے۔

کلمہ طیبہ کی حقیقت

جاننا چاہیے کہ کلمہ طیبہ رازوں کے راز کی پہچان اور یقین معراج ہے سوتے ہیں اور بیہوشی میں نور اللہ میں غرق کرتا ہے جس میں وجود میں ذکر تمام تاثر کرتا ہے اور نام الہی نقش ہو کر قرار پکڑتا ہے اور زبان پر جاری ہوتا ہے تو وہ

سیف الرحمن ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کی جانب قہر و غضب سے نگاہ کرے اور کہے
یا اللہ تو اسی وقت جان سے بے جان ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ کا نام اسمِ اعظم کے ساتھ
ایسے ہی اثر رکھتا ہے۔ یہی مراتب یقین کے ہیں کہ نام ذاتِ باری تعالیٰ سے حاصل
ہوتے ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

ذَكَرَ اللَّهُ فَرَضٌ مِنْ قَبْلِ فَرَضِ لَوْلَا اللَّهُ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ
اللہ کا ذکر ہر ذکر سے پہلے فرض ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ خَالِصًا
مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ بِلا حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ قَلِيلٌ مَا
أَخْلَصَ مَا قَالَ أَنْ يَجْبُرَ عَنِ الْمَحَارِمِ۔

جس شخص نے نہایت اخلاص سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا وہ
بہشت میں بغیر حساب کے داخل ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اخلاص
کیا ہے فرمایا حرام باتوں سے دوری اختیار کرو۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَثِيرٌ وَمُخْلِصُونَ قَلِيلٌ۔

لا الہ الا اللہ کثیر ہے اور مخلص قلیل ہیں۔

یاد رہے کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صاحبِ ذکر بارہ ضرب ہے

جب دل پر مارتے ہیں تو اس کی برکت سے ہر مقام حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ

جو شخص پہلی ضرب پر لا الہ الا اللہ کی ضرب لگائے اور تفکر کرے اُس وقت اُسے معلوم ہوتا ہے کہ میری جان نکلنے کا وقت ہے اور کل نفس ذالقة الموت کے معنی حاصل ہوتے ہیں۔ اور جب دوسری ضرب لا الہ الا اللہ کی لگاتا ہے اور فکر میں آتا ہے تو اُس وقت ستر ہزار سوال بندہ سے دریافت کرتا ہے اور بے زبان بندہ جواب دیتا ہے اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰی دِيْنِكَ۔ بمعنی اے اللہ میرے دل کو دین پر ثابت رکھ۔ پھر جب تیسری ضرب دل پر لگاتا ہے اور فکر میں آتا ہے اُس وقت ستر ہزار سوال فرشتہ قبر میں داخل ہونے سے پہلے دریافت کرتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :-

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ

اور اللہ تمہارے ساتھ ہے جہاں تم ہو۔

اور اللہ تعالیٰ ہر حال کا علم رکھتا ہے اور موت و حیات میں انسان کا ساتھی ہے۔ پھر چوتھی ضرب دل پر لگاتا ہے اور فکر میں آتا ہے اُس وقت معلوم ہوتا ہے کہ قبر میں فرشتہ پیدا ہوتا ہے کہ میرے منہ کو دو دوات، انگلی کو قلم، تھوک کو سیاہی بنا کر مجھ سے لکھواتا کہ جو نیکی اور بدی میں نے کی ہے اور تعویذ بنا کر میرے گلے میں ڈال کر غائب ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

اَكْرَمْنَا طَائِرَةً فِيْ عُنُقِهِ وَ يُخْرِجُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا
يَلْقَاهُ مَنْشُورًا اِقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا
ہم نے اُس کا ورق اُس کی گردن میں چپکا دیا اور وہ بروزِ مشر کتاب لے
کر اٹھے گا کہ اُسے وہ اپنی دستاویز کرے گا کہ تو اپنی کتاب کو حساب کی رو سے

پڑھ وہ تیرے لیے کافی ہے۔

پھر جب چھٹی ضرب دل پر لگاتا ہے اور فکر میں آتا ہے تو اُس وقت ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قبر کا نذاب ہے۔ زمین ہر طرف سے غلبہ کرتی ہے اور ماسوی اللہ کوئی فریاد کو نہیں پہنچتا۔ پھر جب دل پر ساتویں ضرب لگاتا ہے اُس وقت معلوم ہوتا ہے کہ محشر قائم ہے۔ اٹھارہ ہزار عالم اُستادہ ہیں اور ہر شخص خود بخود میں متفرق ہے اور نفسی نفسی کا عالم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَصَالِحِيهِ بِكُلِّ
أَمْرٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَانِ يُغْنِيهِ .

آدمی جس روز کو بھاگیں گے اپنے بھائی، ماں اور بیوی اور اولاد سے ہر مرد کے لیے ان میں سے آج ایک شان ہے کہ وہ اُس کو بے پرواہ کرتی ہے۔

پھر جب آٹھویں ضرب لگاتا ہے اور فکر میں آتا ہے اُس وقت معلوم ہے کہ میرے ہاتھ میں اعمال نامہ دیتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

فَأَمَّا مَنْ أَدَّتْ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسِبُ حِسَابًا
يَسِيرًا وَيَنْقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا وَأَمَّا مَنْ أَدَّتْ كِتَابَهُ
وَدَاؤَ ظَهْرِهِ فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُودًا وَيَصِلُ سَعِيرًا .

جس شخص کو سیدھی جانب سے کتاب دی جائے گی اُس کا حساب عنقریب آسان ہوگا اور بخوشی اپنے اہل کی جانب لوٹے گا اور جس کی پشت کے

پچھے سے کتاب دی جائے گی۔ پس عنقریب وہ بلایا جائے گا۔ ثبور
اور جہنم کی جانب جائے گا۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

مِكْلَمَنَا أَيْدِيهِمْ وَ تَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝
اور ہم سے اُن کے ہاتھ باتیں کریں گے اور اُن کے پاؤں گواہی
دیں گے اعمال کی جو وہ کرتے تھے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝
ذَرَّةٌ شَرًّا يَرَهُ ۝

جو چیز ایک ذرہ برابر نیکی کرتا ہے اُس کا اجر اُس کو ملے گا اور جو شخص
ذرہ برابر بُرا عمل کرتا ہے اُس کا اجر پائے گا۔

پھر جب نوں ضرب دل پر لگاتا ہے اور فکر میں آتا ہے اُس وقت جانتا ہے
کہ میری نیکی اور بدی ترازو میں تولی جاتی ہے۔

ارشاد رب العالمین جل مجدہ الکریم ہے :-

وَلَوْ زَنَ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ ۝

اور وزن آج کے دن حق ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ ۝

وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ وَمَا أَدْرَاكَ

فَاهِيَةٌ نَارُ حَامِيَةٍ

پس جس شخص کا دوزخ بھاری ہوگا وہ عیش پر ماضی ہوگا اور جس کا دوزخ
ہلکا ہوگا اُسے جہنم نصیب ہوگا کہ جس کی ماہیت سے تو واقف نہیں
ہے وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

تَتَجَانِي جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا
وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝

اُن کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں اپنے پروردگار کو خوف و طمع
سے پکارتے ہیں اور اس رزق سے جو ہم نے دیا ہے خرچ کرتے ہیں۔
پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

وَمَا لِعِمْرٍ مِنْ مَّعْمَرٍ وَلَا يُنْقِصُ مِنْ عَمْرِهِ إِلَّا فِي
كِتَابٍ ۝

اور کسی کی بڑھائی اور گھٹائی نہیں جاتی مگر وہ کتاب میں مرقوم ہے۔
پھر جب دسویں ضرب لگاتا ہے اور فکر کرتا ہے اُس وقت معلوم ہوتا ہے کہ اہل
ایمان سلاحتی کے ساتھ پل صراط سے گزرتے ہیں اور بہشت میں آتے ہیں۔ چنانچہ
ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً
فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي ۝

اے نفس مطمئنہ تو اپنے رب کی جانب مرضی کے ساتھ راضی ہو۔ تو میرے

بندوں میں داخل ہو اور میری بہشت میں رہ۔

پھر جب دل پر گیادھویں ضرب لگاتا ہے اور فکر میں آتا ہے اس وقت معلوم کرتا ہے کہ حضور ید الرسل امام اسل احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ہاتھ مبارک سے نور کا پیالہ اور حوض کوثر سے شراب طہورہ اہل ایمان مسلمانوں، عارفین و عاشقین کو دیتے ہیں اور وہ شوق سے پیتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور تمام اُمت کے ساتھ دیدار خداوندی کے لیے جاتے ہیں اور دیدار سے مشرف ہوتے ہیں۔ پھر جب دل پر بارہویں ضرب لگاتا ہے اور فکر کرتا ہے کہ اس مقام منتہی پر پہنچا اور کلمہ طیبہ کو ختم کیا وہ شخص صاحب زبان اور اللہ کی تلوار ہوتا ہے۔ اور یہ مقام قبولت ہے۔ جس کو حضور ہی ہوئی اور اللہ کے نور میں مستغرق ہوا تو ان میں سے بعض کو مسکر ہوتا ہے۔ بعض توبہ میں آتے ہیں کہ ہر دم توبہ جاری ہو جاتی ہے۔ اور بعض عبادت ظاہریہ میں کسی وقت اور کسی حال میں سر کو سجدہ سے نہیں اٹھاتے یعنی ہر وقت سر بسجود رہتے ہیں۔

کلمہ طیبہ کے شاہد

جاننا چاہیے کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے چار شاہد ہیں :-

پہلا شاہد :- زبان سے اقرار ہے۔

دوسرا شاہد :- تصدیق بالقلب ہے۔

تیسرا شاہد :- لام نفی کہ ہر گناہ کو اس کی تلوار سے قتل کرے حضرت شیر خدا علی

المرفعی کی طرح۔

چوتھا شاہد :- حضور سید عالم نور مجسم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء۔

پس جو شخص کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو ان گواہوں کے ساتھ پڑھے اُمید واقع ہے کہ جان نکلنے یعنی بوقت نزع اسی طرح پڑھے گا اور جب عشر کے روز اُٹھے گا اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے گا تو اس کے دو بازو پیدا ہوں گے کہ ان بازوؤں سے اتر کر جنت میں داخل ہوگا۔

یاد رہے کہ کلمہ کا تعلق چہار اشیاء سے ہے جو وہ فرض میں :-

پہلی شے :- کلمہ طیبہ کہنا فرض ہے۔

دوسری شے :- جو کوئی کلمہ کہنے کو کہے اس سے انکار نہ کرے۔ جلد کرے۔

تیسری شے :- اس کے معنی تحقیق کرنا فرض ہیں۔

چوتھی شے :- دائمی طور پر کلمہ پڑھنا فرض ہے۔

مقبولیت کا راز

جاننا چاہیے کہ کلمہ چہار چیزوں سے مقبولیت کا راز ہے۔ جیسا کہ اسلام

کی بنیاد چہار چیزوں سے ہے :-

پہلی بنیاد بنیاد ہے۔

دوسری بنیاد :- روزہ ہے۔

تیسری بنیاد :- حج ہے۔

چوتھی بنیاد :- زکوٰۃ ہے۔

ان تمام امور میں جب تک کلمہ نہ ہو نفع نہیں ہوتا اور تاثر نہیں کرتا اگرچہ
تمام عمر پڑھو۔ جو اس ترتیب سے کلمہ پڑھے اور بے خود ہو جائے بیشک حضور
نبی کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوة والتسلیم کی مجلس پاک میں جائے اور باطن
میں جو حکم ہو ظاہر ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ
پس اللہ کی نعمت سے مشرف ہونا اور اللہ رب العزّة تبارک و تعالیٰ کے دیدار
سے خواب میں مشرف ہونا اس سے کیا بہتر ہے؟

علم را آموز اول آخرا این جابیا

جاہلان را پیش حضرت حقتعالیٰ نیست جا

پہلے علم حاصل کر اس کے بعد اس جگہ حاضری دے کیونکہ اللہ
تعالیٰ کی بارگاہ جاہلوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔

علم حق نور است روشن مثل اوانوار نیست

علم باید باعمل علمے کہ برضر بار نیست

اللہ کا علم نور ہے اس سے زیادہ کوئی چیز نورانی نہیں ہے۔ علم
عمل کے ساتھ ہونا چاہیے کیونکہ یہ گدھے پر بوجھ کی مثل نہیں ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :-

مَثَلُ الَّذِينَ حَمَلُوا الثَّوْرَةَ كَمَثَلِ الْحِمَارِ اسْفَادًا

توریت کے علماء کی مثال کہ عمل نہیں کرتے مثل بار بردار گدھے کے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

بِكُلِّ شَيْءٍ آفَةٌ دَافَةُ الْعِلْمِ الطَّمَعُ

ہر ایک شے کی آفت ہے اور علم کی آفت طمع ہے۔
 گر بخوانی صرف و نحو فقہ خوانی یا اصول
 از وصال قرب وحدت دور مانی اے جہول
 اگرچہ تو صرف و نحو اور فقہ اور اصول فقہ پڑھ لے۔ اگر تو وحدت
 کے مقام سے دور ہے واصل نہیں ہے تو تو جاہل ہے۔

کبر لفظ کی حقیقت

جاننا چاہیے کہ عزرا زیل کو حضرت آدم علیہ السلام کے سجدہ سے علم نے
 روکے رکھا اور وہ حجاب ہو گیا اور فرمان الہی نہ بجالا سکا۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے
 الْعِلْمُ حِجَابٌ الْاَكْبَرُ یعنی بہت بڑا حجاب ہے۔ موجود ہے۔ یعنی جس علم
 سے کبر پیدا ہو اور ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے: کبر کے تین حرف ہیں۔

ک
 ب
 ر
 حرف ک سے کرامت دور ہوتی ہے۔
 حرف ب سے برکت دور ہوتی ہے۔
 حرف ر سے رحمت دور ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ
 عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ۔

اور رب تعالیٰ نے فرمایا مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ بیشک جو

جو لوگ غرور کرتے ہیں وہ عنقریب دوزخ میں داخل ہوں گے۔
 ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :
 وَمَنْ كَانَ فِي قَلْبِ ذُرَّةٍ مِّنَ الْكِبْرِ الْاَوَيْدُ خُلَّ الْجَنَّةَ.
 جس کے دل میں ایک ذرہ بھی کبر ہے وہ بہشت میں داخل نہیں
 ہوگا۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :
 الدُّنْيَا مَلْعُونٌ وَمَا فِيهَا اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ
 دنیا میں تمام چیزیں ملعون ہیں بجز اللہ کے ذکر کے۔
 ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَتَبِعْنَا هُوَ فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ هُمْ
 مِنَ الْمَقْبُوحِينَ۔

اور ہم نے اُن پر لعنت کا اتباع کر دیا ہے۔ دنیا میں اور قیامت
 کے دن وہ خراب ہوں گے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَاتَّبَعُونِي فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ط اِنَّ عَادًا
 كَفَرُوا وَاذْبَهُمْ اِلَّا بَعْدَ الْعَادِ قَوْمٌ هُوْدٍ۔

اور ان کے پیچھے اس دنیا میں لعنت لگا دی گئی ہے اور دیکھو بروز محشر
 بھی۔ عاود نے اپنے رب کی ناشکری کی۔ دیکھو عاود جو ہود کی قوم کے
 لوگ تھے دیکھو دستکارے گئے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي
الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا.

بیشک جو لوگ اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ ان پر دنیا و آخرت
میں اللہ کی لعنت ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب تیار ہے۔

مطالع شیطانی

معلوم ہوا کہ دنیا پر یقین کرنا بہت ہی بڑا ایارازہ ہے۔ اور اس کی دوستی سے
حرص پیدا ہوتی ہے اور حرص مطلق گناہ اور شیطانی کام ہے اور نفس کی تازگی جو
جہنم میں لے جائے گی۔ اور مولیٰ پر یقین کرنا وہ دوستانہ ہے جو آخرت پر دوستی
کا کام دیتا ہے اور تقویٰ پیدا کرتا ہے اور حب الہی پیدا ہوتی ہے۔ اور جب
عالم نے دنیا کا لباس لیا تو دین سے دور ہوا کیونکہ یہ زہر قاتل کی طرح ہے۔ بطور
ہو یا بہت۔ دنیا شیطان کی متاع ہے جو اس میں پھنسا ہوا ہے وہ دل شیطان
کا گھر ہے اس کو علم سے کچھ بھی نفع نہیں پہنچتا کہ اس میں نفسانی خواہشات کی لذت
ہے اور کلمہ طیبہ دل کا صیقل ہے، روشنی کرنے والا ہے اور ذکر خداوندی وہ
ہے کہ شروع ذکر سے دل پر ضرب لگائے اور اس کے منہ سے دھواں نکلے پھر
دوسری ضرب لگائے اور اس کے غلبہ سے منہ سے آگ نکلے۔ اس کے بعد تیسری
ضرب لگائے اور منہ سے چنگاریاں نکلیں تو یہ ذکر درست ہے۔ اس کے بعد
ذکر خفی کرے۔ اس سے گوشت پارہ پارہ ہو جاتا ہے اور خون آنکھ سے نکلتا ہے۔

مصنف کا قول ہے کہ میری والدہ کو ایسا ذکر خفی حاصل تھا کہ آنکھوں سے
خون نکلتا تھا اور مجھے بھی ایسا ہی حاصل ہوا۔ اسے حضور حق کہتے ہیں جس کا ایسا
ذکر جہر اور خفی نہ ہو اسے ذکر نہیں کہنا چاہیے۔ معلوم ہوا کہ ذکر رسم رسوم و ذکر جی
وقیوم ہے۔

ذاکراں ذکر باشد از الہ

ذکر دانی چیت وحدت خاص راہ

ذاکروں کو ذکر کی توفیق اللہ کی طرف سے ہوتی ہے تو جانتا ہے ذکر

کیا ہے وہ وحدت کا خاص راستہ ہے۔

اور جس وجود سے حجاب کی مثل ہو سکتی ہے یہ بھی ذکر خفی کی تاثیر ہے۔ جیسا کہ
تلوار کو روشن کرنے والی میقل ہے ایسے ہی دل کا روشن کرنے والا کلمہ طیبہ
ہے اور جیسا کہ نجاست کو پانی صاف کرتا ہے اور اندھیرے کو سورج روشن
کرتا ہے۔ ایسا ہی دل کو ذکر جو چاہے کہ میرا دل آئینہ کی طرف صاف ہو۔ اور
دونوں عالم روشن ہوں پہلے محبت اور طلب پیدا کرے، مگر، فریب اور ریا
سے دل کو پاک کرے۔ وہ شب و روز سوتے جانتے کا کر کرے جیسا کہ
ظاہر کپڑے کی پاکی نماز کے لیے شرط ہے ایسے ہی دل کی کلمہ طیبہ
سے ہے۔ اور تاثیر ذکر قلب کی کلمہ سے یہ ہے کہ خراب وصف اور توہمات
و خطرات دل سے دور ہوں اور خرابی نہ رہے اور ہر گھڑی الگ الگ مشاہدہ
دیکھے۔ جب اس طرح دل پاک و صاف ہو جائے تو اسے ذکر دوام کے
نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

وجود اور دل کی حقیقت

جاننا چاہیے کہ آدمی کا وجود کنوٹیں کی طرح ہے اور دل پانی کی طرح ہے اور غفلت و خطرات اور بے ذکر ہونا اس میں مردہ چوہا۔ پس ب سے پہلے مردار کنوٹیں سے نکالا جاتا ہے۔ پھر بیس ڈول پانی نکالے اور وہ ڈول دلیل غیر سوئے اللہ ہے۔ پھر پاک پانی کو محاسبہ سے کیا خوف۔ جب فولاد روشن ہو گیا اور زنگ و سیاہی دور ہو گئی تو زر کی طرح قیمتی بن گیا۔ حالانکہ جو کام فولاد سے نکلتا ہے زر سے نہیں نکلتا۔ زر کے مثل علم ہے اور تیغ فولاد کی اللہ کا ذکر جو پہلی بار ہی نفس کو قتل کر دے۔ ہاں علم کا پڑھنا ثواب ہے۔ بغیر ذکر اللہ کے نفس کی ہلاک گرنا مشکل ہے۔

جاننا چاہیے کہ جب کلمہ عمل میں آتا ہے تو دل کو پاک کرتا ہے حالانکہ مخلوق اسے بیوقوف کہتی ہے اور گھروالے دیوانہ و مجنون کہتے ہیں کہ یہ کلمہ طیبہ اس قدر کیوں پڑھتا ہے حالانکہ بکثرت پڑھنا کلمہ طیبہ سنت ہے۔

یاد رہے کہ وجود انسانی میں خطرات کی طرح درخت ہیں اور کلمہ طیبہ تبر کے مانند ہے جس طرح تبر سے خار و خس دور ہوتے ہیں اور زمین تخم ریزی کے قابل ہوتی ہے اسی طرح کلمہ طیبہ سے دل پاک صاف اور معرفت کے قابل تخم ہوتا ہے ورنہ زندگی برباد ہے۔ آدمی اگر تمام علم نماز، روزہ جانے ہرگز مسلمان نہیں ہوتا بجز ذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے جو اس تک پہنچتا ہے۔ کسی سے خوف نہیں کھاتا ہے۔

در عشق چوں پروانہ شو از جان خود بیگانہ شو
 شادی کنال مردانہ شو گر سر رود رفتن بدہ
 عشق میں پروانہ کی طرح ہو اپنی جان کی پرواہ مت کر۔ مردوں کی
 طرح خوشی کرنے والا ہو اگر سر جاتا ہے تو جانے دو۔

صراط مستقیم کیا ہے؟

اے بھائی مسک اہل سنت و جماعت اللہ تعالیٰ کی راہ ہے اور غافل اس سے
 بھٹکا ہوا ہے۔ راہ کون ہے اور گمراہ کون ہے؟ جس راہ پر حضور نبی کریم ﷺ اللعالمین
 احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قدم مبارک رکھا۔ وہ اہل سنت و جماعت
 کی راہ ہے اور اس کے خلاف گمراہ ہے۔ جس سے قرب حق حاصل ہوا وہ صراط مستقیم
 ہے اور باطل گمراہ ہے۔

ارشاد گرامی ہے:

اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَّ الْكُفْرُ بَاطِلٌ

میں نے اسلام کو قبول کیا جو اس میں ہے اور کفر سے بیزار ہوا جو اس میں ہے۔

ز سر ہوس تا فتن پیشہ دین پروری است

ترک ہوا یافتن قوت پمبیری است

خواہشات کو سر سے نکالنا دین داری اور دین پروری ہے۔ خواہشات

کو مکمل ترک کر دینا پیغمبروں کی طاقت میں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ.

جس نے نفس کو خواہش سے روکا اس کا ہم بہشت ہے۔

علم دنیا کو چھوڑنے کے لیے ہے اور گناہوں سے بچنے کے لیے اور خواہشات سے باز رہنے کے لیے۔

گر بخوابی خوش حیاتی نفس را گردن بزن

با رضائے دوست بگزیں یا ہوائے خویشتن

اگر تو اچھی آرام وہ زندگی چاہتا ہے تو نفس کی گردن مار دے۔ زندگی

دوست کی خوشنودی میں گزار یا اپنے نفس کی پیروی میں۔

جو شخص کہ حرف لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَلَاثٌ ثَلَاثَةٌ يَعْنِي ابْتِغَاءَ كَفَرِ

کیا ان لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تین ہے۔ کا پڑھے اور درحقیقت دَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا

إِلَهُ وَاحِدٌ اور کوئی الٰہ نہیں ہے بجز اللہ تبارک و تعالیٰ کے نہ ہائے سداق اس

حدیث کے إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ لَمْ يَنْفَعَهُ اللَّهُ بِعِلْمِهِ

”بیشک اللہ آدمیوں کا عرش کے دن وہ ہے جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کے علم

سے نفع نہ دے۔“ سوال کیے گئے رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہ عالم کون ہو

تو آپ نے فرمایا الَّذِي عَمِلَ بِعِلْمِهِ یعنی وہ شخص جو اپنے علم پر عمل کرے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

مَنْ أَدَّادَ وَلَمْ يُنْزِدْ دَدًا عَالَمٌ مِّنْ دَدِ اللَّهِ الْإِبْدَاقُ وَمَقْتَدَا

جو شخص زیادہ علم پڑھے اور تقویٰ اختیار نہ کرے وہ نہیں بڑھاتا نگر

اللہ تعالیٰ سے دوری۔

مصدق حدیث الْعَدَاءُ وَارِثُ الْأَنْبِيَاءِ ہے امر بالمعروف کی دوستی جس کو دل و جان سے ہے نہ وہ شخص مثل قاضی اور نہ وہ شخص مثل مفتی اور نہ وہ شخص مثل ظالم حاکم اہل خانوادہ کے رداراد بدعت کا کہ شریعت محمدی سے برگشتہ ہو یا رداراد نہی اور منکر کا کہ اہل شرب سے ہو اور جو کوئی شریعت محمدی سے پھر اوہ دین محمدی کو پھر گیا اور جو دین محمدی سے پھر اوہ چور، راہزن، بے دین اور لعنتی ہے۔

جاننا چاہیے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی وارث دو اشیاء ہیں :-

پہلی چیز :- نفس کے ساتھ جہاد کرنا۔

دوسری چیز :- دارالحرب کے ساتھ جہاد کرنا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

الْفَقْرُ عَظِيمُ الْغَزْوِ لِأَنَّ الْفَقْرَ جِهَادُ النَّفْسِ وَالْجِهَادُ مَعَ الْكُفَّارِ جِهَادٌ أَصْغَرُ مِمَّا جَعَلْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرَ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ۔

فقر بڑا غزوه ہے اس لیے کہ نفس ہبہاد ہے اور جہاد کفار کے ساتھ جہاد اصغر ہے۔ ہم نے جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف رجوع کیا۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

لِكُلِّ أَسَدٍ حِرْفَةٌ وَحِرْفَتِي الثَّنَانُ الْقُرُ وَالْجِهَادُ مَنْ أَحْبَبَهُمَا فَقَدْ أَحْبَبَنِي وَمَنْ بَغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي۔

ہر ایک کے لیے ایک پیشہ ہے اور میرے دو پیشے ہیں فقر اور جہاد۔

جس نے ان دونوں سے محبت کی مجھ سے محبت کی اور جس نے ان
دونوں سے دشمنی کی پس بیشک مجھ سے غضب کیا۔

شب زندہ داری

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

لَا يَكْفِيكَ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وَسَعَهَا

اللہ نہیں تکلیف دیتا کسی نفس کو مگر اس کی گنجائش کے مطابق۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

يَا أَيُّهَا الْمَرْمَلُ قُمْ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا نِصْفَهُ أَوْ انْقُصْ

مِنْهُ قَلِيلًا أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ط

اے میرے پیارے کبیل اور صحنے والے رات کو اٹھ مگر تھوڑا اس
کا نصف یا اس سے کم یا اس پر زیادہ کر اور قرآن کو عمدہ طور پر پڑھ۔

خدمتِ فقیر کا اثر

طالبِ مولیٰ فقیر کا وجود باجمیعت ہے اور طالبِ دنیا فقیر کا وجود جہالت

کے ساتھ یعنی طمع اور حرص کے ساتھ۔

ع سے علم کی عاقبت باخیر طلب سے۔

ج سے جہالت اور خدا کا جلال۔ اور غضب ہے۔

طالبِ حقیقی کو اگر مرشد سے ایک ہفتہ میں باطنِ کلیہ کے ساتھ طالبِ مولیٰ کا

کا مقصود نہ پہنچے۔ چاہیے کہ اس سے زحمت ہو کیونکہ عمر ضائع نہ کرے اور برباد نہ ہو۔ اس لیے کہا ہے کہ ستر سال کی عبادت سے فقیر کامل کی سات روز کی خدمت بہتر ہے۔

مرشد آں باشد کہ در راہ خدا
طالبان را باز دارد از ہوا
پیر کامل وہ ہے جو اشد کے راستے پر چلنے والوں کو اپنے
مریدوں کو ہوائے نفسانی سے دور رکھے۔

کاذب کون؟

یاد رہے کہ طالب وہ ہے کہ پہلے دن مرشد کی خدمت میں جان و مال تصرف کرے اور مرشد وہ ہے کہ اُس کا اجورہ مال اور ملک دوام دے اور ملک جاودانی بنائے اور اجورہ جان کا جمعیت دل کو عطا کرے۔ اگر اس صفت کا مرشد ہو جان و مال طالب تصرف کرے ورنہ تو جانتا ہے کہ آدمی کی آواز کہاں سے چاہیے اور آدمی کی آواز کیا ہے۔ آواز زندہ دل کی اور صاحب شغل کی رحمن کی حضور سے ہے اور مردہ دل کی شیطان سے ہے۔ عارفین کی آواز اسرار سے ہے اور مردہ دلوں کی خوار۔ فقیر نعمت ہے اور یہ نعمت ہر کسی کو نہیں ملتی بجز اللہ کے دوستوں کے مثل اولیائے رحمن و انبیائے کرام کے جو بجز انبیاء و اولیاء کے جو فقر کا دعویٰ کرے وہ کاذب ہے۔

فقر کیا ہے؟

فقر سری راز وحدت با خدا

زیر پاٹے فقر باشد سر ہوا

فقر ایک راز ہے وحدت کے رازوں میں سے اللہ کے ساتھ
فقر کے پاؤں کے پیچھے نفسانی خواہشات کا سر ہوتا ہے۔

فقر را معلوم کن از گو سخن

نے گدایاں اہل بدعت را ہزن

فقر کو راز داری کی باتیں کرنے والوں سے معلوم کرنے ان بدعتی

ڈاکوں بھیک مانگنے والے فقیروں سے۔

فقر گنجے اکبر دکان کرم

از دیش طواف کعبہ در حرم

فقر بہت بڑا خزانہ اور کرم کی کان ہے کہ وہ اپنے دل سے حرم کا

طواف کرتا ہے۔

باہو از گرانی فقر بس گریاں کند

با عشق آتش سوز جاں بییاں کند

باہو فقر کے بھاری بوجھ سے بس گریہ و زاری کرتا ہے۔ عشق کی آگ

کی جلن سے جان کو بھون کر کباب بناتا ہے۔

ظاہری علم سے ظاہری عمل اور باطن سے جنگِ نفس قاہرہ درست ہوتا

ہوتا ہے۔ جو علم ظاہری سے عمل ظاہری اور باطن سے نفس پاک کرے اور اُس سے اللہ و رسول رضا مند ہوں اور کذب سے بیزار اور حق پسند ہو انہیں علمائے عامل اور فقیر کامل اور صابر درویش اور عادل بادشاہ اور جوان تائب با حیا زبان اور با صفا مومن اور سخی اور طالبِ خدا اور صاحبِ خوف و تقویٰ اور سعادت مند مشرعِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صاحبِ تقویٰ درویش کی خدا کی محبت کا داغ درویش کے دل پر ہو۔ اور اُمت کی دوسری حقیقت یہ ہے کہ تاجر الممانی سے نقل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ يَوْمَ الْفُصْلِ كَانَ مِيقَاتًا يَوْمَ يَنْفَخُ فِي السُّودِ
فَتَاتُونَ أَفْوَاجًا وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا
وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا.

بیشک بروز قیامت حق و باطل سے جدا ہوئے اور نیک بد کو یعنی بروز قیامت سے اولین و آخرین کے وعدہ کا۔ اس روز کے عذاب و ثواب کے لیے کہ صورتوں میں پھونکا جائے پس تم حساب گاہ میں آؤ فوج فوج اور گروہ گروہ۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات سے دریافت کیا یا رسول اللہ! قیامت کے دن آدمی کیونکر اٹھیں گے۔ آپ نے فرمایا اے معاذ! تو نے بڑا کام دریافت کیا اس کے بعد آپ کی دونوں آنکھیں جاری ہو گئیں اور فرمایا اے معاذ!

بروز عشر میری اُمت دس گروہوں میں اٹھائی جائے گی۔ بعض بندہ کی صورت، بعض سوڑ کی صورت اور بعض اس طرح کہ ان کے پاؤں اوپر اور سر نیچے اور بعض اندھے اور بعض بہرے اور بعض گونگے اور بعض اس صفت سے کہ ان کی زبانوں سے خون جاری ہوگا اور ان کا پیٹ ان کے سینہ پر گرتا ہوگا۔ اور بعض ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے۔ اور بعض آنکھ کی سولی پر کھینچے ہوئے اور بعض سخت گندہ بودار مردار سے زیادہ اور بعض آگ کی چادریں اوڑھے ہوئے کہ ان کا ان پوست ٹکڑے ٹکڑے کرتی ہوں گی۔ پس جو بندروں کی صورت پر ہوں گے وہ وہ شخص ہوں گے کہ آدمیوں میں سخن چینی کرتے ہیں اور جو سوڑ کی شکل میں ہوں گے وہ رشوت خور ہوں گے اور جو اندھے ہیں وہ سو خورد ہوں گے اور جو اندھے ہوں گے وہ ظالم ہیں۔ بہرے اور گونگے وہ لوگ ہوں گے کہ عجب میں مبتلا ہیں۔ اور جن کی زبان اور منہ سے ریم جاری ہوگی وہ عالم و فاضل ہیں کہ ان کا عمل اُن کے خلاف ہے۔ اُن کی گفتار کے اور ہاتھ پاؤں بریدہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے ہمسایوں کو ستاتے ہیں اور سولی پر کھینچے وہ لوگ ہوں گے کہ بادشاہوں کے آگے شکایت کرتے رہتے ہیں۔ اور بد بودار مردار سے زیادہ گندے وہ لوگ ہوں گے کہ لذاتِ دنیوی اٹھاتے ہوں گے اپنے مال سے اور خدا کی راہ میں نہیں دیتے۔ اور آگ کی چادر والے وہ ہوں گے جو غرور و فخر کرتے ہیں۔

حقیقی اُمت

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت وہ ہے

کہ جس کا عمل قرآن و حدیث ہے اس لیے کہ اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا یقینہ و الثناء کے پاس اور حضور نبی کریم ﷺ و درحیم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم اللہ کے نور سے اللہ کی رحمت سر سے قدم تک ہیں اور جو اُمت کو صاحب شرک، صاحب تکلیف اور صاحب نفاق ہے اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام بیزار ہیں۔ پس اُمت ہونا آسان نہیں ہے بہت ہی مشکل ہے۔ اُمت مومن مسلمان ہیں نہ کہ حریص دشمنی والے اور نفاق اور شیطان کے پیروکار۔

اُمتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا نشانی ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ ستر دفعہ نگاہ فرماتا ہے اور حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیمات بھی نظرِ رحمت کی جُدا نہیں کرتی سوچ کے ذرہ کی مثل سے۔ اللہ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک گھڑی غفلت نہ کرنا، گناہوں سے توبہ کرنا اور طاعت سے بے نیاز نہ کرنا اور آپ کو بندوں میں شمار کرنا یعنی ہذا خیر اُمتی۔ یہ بہتر اُمت ہے۔

نیست اُمت ظلم و نسیا سیم و زر
حق پرستی اُمتی برحق نظر
آپ کی اُمت ظالم دنیا دار اور سونے چاندی کی لالچی نہیں ہے۔ آپ کی اُمت حق پرست اور حق پر نظر رکھنے والی ہے۔

ہر کہ از خود باز گردد بر ہوا
کے شود اُمت بیفرمان خدا
جو کوئی خود بخود نفسانی خواہشات کی طرف رجوع کرتا ہے وہ اللہ کے فرمان کے مطابق آپ کا اُمتی نہیں ہے۔

پھر سمجھنا چاہیے

دم ازل دم دنیا دوم پیش درد
 ہر دم قدم ثابت بود درویش گو
 وہ ہر وقت ازل میں ہر وقت دنیا میں اور ہمہ وقت اس کے سامنے
 ہے جو ہمہ وقت ثابت رہتا ہے اس کو درویش فقیر کہہ۔

راہ این و آن جہاں دم درمیاں
 درمیاں دیگر میں جُز عین آن
 راستہ یہ ہے اور وہ جہاں ہر وقت درمیان میں ہے۔ اس کی
 ذات کے سوا درمیان میں کسی اور کو مت دیکھ۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ

جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے اپنے پروردگار کو پہچانا۔
 اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا التیمۃ و الثناء کے یہی خطاب ہیں اور یہی حالات ہر
 ایک بشر دیکھتا ہے۔ پھر نفس خواہشات سے اور دل معصیت سے سرور ہو جاتا
 ہے۔ بندہ بندگی کے لیے ہے اور بندگی کے بغیر شرمندگی ہے۔

حضرت آدم کی وصیت

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے وصال کے وقت اپنے
 بیٹے سے مندرجہ ذیل پانچ وصیتیں فرمائیں:

پہلی وصیت :- اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی پر دل مت ڈالو کیونکہ میں نے
جنت میں دل ڈالا آخر اس سے جدا رہا۔
دوسری وصیت :- عورتوں کے کہنے پر کام نہ کرو کہ میں نے حوا کا کہنا مانا مگر
اس نہ آیا۔

تیسری وصیت :- جسے تمہارا دل چاہے اُسے نہ لے کیونکہ میں نے اُس
درخت سے کھایا جس کو دل نے چاہا۔ پھر اچھا نہ ہوا۔
چوتھی وصیت :- جو کام کرو اُس کا مشورہ بندوں سے کرو کیونکہ اگر میں فرشتوں
سے مشورہ کر لیتا تو میرا یہ حال نہ ہوتا۔
پانچویں وصیت :- اگر کوئی ناویدہ قسم کھائے تو اس پر اعتبار نہ کرو اس لیے
کہ شیطان لعین نے میرے دو برو قسم کھائی اور میں نے اس پر اعتبار کیا۔
پس جو مجھ کو پہنچا اس کا علم ہی ہے۔

قولِ باہو

حضرت سلطان العارفين فرماتے ہیں کہ :-
”فقیر کے لیے اللہ ہی کافی ہے باقی ہوس ہے اور نہ دنیا میں شیطان
کی طرف منہ لائے اور نہ ہی کسی سے اُمید رکھے اور نہ ہی کسی کو کسی
گفتی میں لائے۔“

جنت کی بادشاہی

بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ! جنت کے بادشاہ

کون ہوں گے آپ نے فرمایا مطلق مسکین۔ چنانچہ اگر اُن کے سر کے بال لمبے ہو جائیں اور ان کے پاس ایک درم تک نہ ہو کہ حجام کو دے کر سر کے بال منڈوائیں اور اگر بیمار ہو تو کوئی اُن کو پوچھے اور اگر نکاح کے خواہش مند ہوں تو اپنے کوئی بشتہ نہ دے اور اگر کوئی بات کریں تو کوئی اخلاص سے ان کی بات نہ سکے۔ جہاں بیٹھے خاک نشین ہو اور اللہ کے شغل میں اُن کی رُوح فرحت کے ساتھ پاک ہو اور ان کا نفس ہلاک ہو۔ اللہ کے قریب ہوں۔ صاحبِ بہشت بلکہ یہ مرتبہ اہل سکر فنا فی اللہ کا ہے۔ اگر تو سو تلواریں مارے دم نہ مارے گو سرتن سے جدا ہو اس لیے کہ ازل کے دن سے ان کی تلقین اور تعلیم رضا کے ساتھ ہے۔

بہتر نہ ہزار صوف و اطلس نمد

غیر از نمد بہر دو عالم نمد

ہزار اونی اور اطلس کے لباس سے میرا کبیل کا لباس بہتر ہے۔ کبیل کی گڈری کے سوا دونوں جہانوں میں میرے پاس کچھ نہیں ہے۔

روزے کہ حساب این و آن می طلبند

غیر از نمد بہر دو عالم نمد

حساب کے دن جب تمام چیزوں کا حساب طلب کریں گے تو میرے پاس سوائے گڈری کے اور کچھ نہیں ہوگا۔

با عمل اور بے عمل علماء

یاد رہے کہ جو علم ظاہری سے ظاہر پر عمل کرے اور علم باطنی سے نفس کے ساتھ

میں اپنی اُمت پر ضعف یقین کا خوف کرتا ہوں۔

اور منافق تن، دین، مال پر فدا کرتا ہے اور دین سے بے دین ہو کر مر جاتا ہے اور مال دوسرے کھاتے ہیں اور منافق خواہ درک اسفل میں دوزخ کے خوار ہوتا ہے۔

مجموعہ شیطانی

جاننا چاہیے کہ دین حسبہ اللہ حب مولیٰ علم علوم سے اعلیٰ ہے اور حب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور روح، جمادی، عقل کلی، صبر و شکر، توکل، فقر، ہدایت، معرفت، قرب الہی، فنا فی اللہ، قلب صفا، روشن ضمیری یہ پندرہ علوم خاص الخاص رحمانی مجموعہ متابعت شریعت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک طرف اور نفس، شیطان، بخل، طمع، دنیا، حرص، کذب، کینہ، حسد اور انا یہ بیس علم مجموعہ شیطانی ہے۔ مگر ان میں سے ایک بھی آدمی کے وجود میں قرار پکڑ جائے علم رحمانی اس کو نفع نہیں دیتا اور اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور مر جاتا ہے۔

علم حقیقی

یاد رہے کہ عالم وہ ہے جو شیطانی علوم کو پس پشت ڈالے اور قرآن مجید کا علم اور تلاوت قرآن مجید کو مقدم سمجھے اور قضا و قدر سے سر پر آئے۔ راضی اور صابر ہو۔ اسے صاحب رضا عالم انسان کہتے ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-
 لَا فَرْقَ بَيْنَ الْحَيَوَانِ وَالْإِنْسَانِ إِلَّا بِالْعِلْمِ
 انسان اور حیوان میں فرق نہیں ہے مگر ساتھ علم کے۔
 ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

وَعَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ
 انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

علم وہ ہے جس سے حق معلوم ہو اور باطل معدوم ہو اور وہ علم با عمل ہے
 حامی پریشاں پریشاں پریشاں روزگار
 بز دانش مند ناپرہیزگار
 حامی پریشاں ہے اور زمانہ پریشاں ہے۔ پرہیزگار کرنے والے
 عقلمند سے بہتر ہے۔

مشرک کے دن شیطان عالم بے عمل اور بدعتی فقیر اور سرود سننے والے کو اپنے
 ساتھ دوزخ میں لے جائے گا۔

علم کو تو تراہ ستاند
 جہل ازاں علم بہ بود بسیار
 جس علم سے سمجھ کو فائدہ نہ پہنچے۔ اس علم سے جہالت
 بہتر زیادہ بہتر ہے۔

جو شخص کلام اللہ کو جہالت اور پلیدی کی طرف کھینچے۔ جانتا چاہیے کہ وہ کیسا ہی
 عالم ہو علم کو پلیدی میں ڈالتا ہے۔ اور علم پاک عالم عامل کو حق کی طرف کھینچتا

پہنچاتا ہے۔ عالم بے عمل کے علم سے اگرچہ صاحبِ تفسیر ہو تعلیم نہیں لینی چاہیے کیونکہ
بے عمل بے تاثیر ہے۔ خوفِ خدا نہیں رکھتا ہے۔ مردہ دل دنیا کی حرص میں ہے بڑرنے
والا علم رُوح پر مارتا ہے دوستہ ہوتا ہے۔ اور نفس پر مارتا ہے بار ہوتا ہے

علم گر برتنِ زنی مارے بود

علم گر بر دلِ زنی یارے بود

اگر تو نے علم کو جسم پر وارد کیا تو تُو سانب ہوگا۔ اگر تو نے علم کو دل پر
وارد کیا تو تُو یارِ کردگار ہوگا۔

یاد رہے کہ رُوح، علم، حلم، معرفت، توکل، توحید، توفیق، ترک،
تولا ایک اتفاق کے ساتھ۔ اس طریقہ سے رُوح و دل مولا کی طرف دلالت کرتا
ہے کہ موت کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ آج کا کام کل پر مت چھوڑ۔ مبادا موت جان
لے لے۔ پس فقیری اس لیے ہے کہ مصلحتِ رُوح سے پہنچتا ہے اور دنیا
زشت کو فانی دیکھتا ہے۔ دل سرد ہوتا ہے۔ دنیا سے ایک دفعہ فارغ ہو جاتا
ہے اور یہی خاص راہِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ لیکن عالم، فاضل، غوث،
قطب، درویش کے لیے دنیا کا ترک کرنا بہت مشکل ہے کہ یہ نفس سے متفق ہیں
اور نفسِ شیطان سے اتفاق رکھتا ہے اور شیطان دنیا سے متفق ہے۔ پس
نفس اور شیطان اور دنیا۔ ان تینوں کو فقیرِ محمدی سے شرم نہیں آتی کہ اللہ تعالیٰ
کی جانب نہیں آنے دیتے اور منع کرتے ہیں یعنی کہاں سے کھائے اور کہاں سے
پئے جیلہ و حجت سے روزی لاتے ہیں

ترکِ دنیا کے تو اندہر کسے یا بواہوس

شیر مردے باڈت در باد یہ مردانہ

اے ابوالہوس ہر شخص دنیا کو کب چھوڑتا ہے۔ آدمی شیر دل ہونا چاہیے تاکہ جنگل میں بہادروں کی طرح رہ سکے۔

اقسامِ عارف

جاننا چاہیے کہ عارف پانچ اقسام میں منقسم ہے۔

پہلی قسم: عارفِ ازل ہے۔

دوسری قسم: عارفِ ابد ہے۔

تیسری قسم: عارفِ دنیا ہے۔

چوتھی قسم: عارفِ عقبی ہے۔

پانچویں قسم: عارفِ بائد فقر کو تمام ہے۔

پہلے چار قسم کے عارف خام ہیں اور پانچویں قسم کا عارف تمام ہے۔

اے عالمِ نادان کہ تو در علم مغزوری

نزدیک تو معبود نہ بلکہ تو دوری

اے نادان مولوی تو علم پر غرور کرتا ہے تیرے قریب اللہ نہیں

ہے بلکہ تو اس سے بھی دور ہے۔

کشاف ہدایہ اگرچہ تو می دانی

نافقہ مت خال نکنی بیچ ندانی

اگرچہ تفسیر کشاف اور ہدایہ کو سمجھتا ہے۔ خرچہ مت طلب کر تو نے کچھ

نہیں کیا اور تو کچھ نہیں جانتا۔

سید القوم کون؟

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُ الْفُقَرَاءِ

فقراء کا خادم قوم کا پیشوا ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

مَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ لِلْجَدِّالِ فَهُوَ جَاهِلٌ وَمَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ خَالِصًا لِلَّهِ تَعَالَى فَهُوَ مُؤْمِنٌ

جس نے علم مناظرہ کے لیے سیکھا وہ جاہل ہے اور جس نے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے سیکھا وہ مومن ہے۔

اور پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

الصُّبْحَةُ مُؤَثِّرَةٌ

صبحت با اثر ہوتی ہے۔

اور پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

التَّقْدِيرُ يُصْحِكُ عَلَى التَّدْبِيرِ

تقدیر تدبیر پر ہنستی ہے۔

آدمی کا سارا وجود جہالت کی تاریکی سے سیاہ ہے۔

اگر علم رحمانی نہ ہو جو سورج کی طرح طلوع کرے اور ہمیشہ کے لیے روشن کرے اور کسی

قسم کا اندھیرا نہ رہے یعنی صالح اعمال سے نفسانیت اور شیطانی گناہ دل سے اٹھ جاتے

یہیں اور یہ عالمین علماء، عرفاء اور واصِلانِ باللہ کو حاصل ہوتی ہے۔ جو عالم ایسا منتہی ہوتا ہے کامل فقیر ہوتا ہے۔ یہی قلبِ سلیم ہے اور جاوہِ حق پر اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَفْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔ وہ مقامِ صمدیت تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ط اللَّهُ الصَّمَدُ ط

فردا بجسے اللہ ایک ہے، اللہ پاک ہے۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

منظر معراج

یاد رہے کہ شبِ معراج حضور سید العالمین رحمۃً للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت جبریل علیہ السلام ننگے پاؤں ہمراہ تھے۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام پیچھے رہ گئے۔ سرش سے فرش تک دونوں عالم یعنی اٹھارہ ہزار عالم آراستہ و پیراستہ آگے آئے تو حضور سید الرسل امام البسل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی آنکھ مبارک حق سے جُدا نہ کی اور منہ توجہ کا عالم دیگر چیزوں کی طرف نہ کیا جب سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو صورتِ فقر کا مشاہدہ کیا اور سلطانِ فقر کی لذت سے آشنا ہوئے کہ فقر سے نورِ الہی اور نورِ باطنی معمور تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب سے تشریف لے گئے اور فنا فی اللہ میں آئے اور ملاقاتِ فقر اور مستغرقِ فنا فی اللہ ہوئے اور فقر کو اپنا ساتھی بنایا۔

حبت، معرفت، عشق، شوق، ذوق، علم، علم، کرم، جود اور تمام مخلوق کا فقر

وجود محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آیا اور اپنی لسانِ پاک سے ارشاد فرمایا:

الْفَقْرُ فَخْرِي وَالْفَقْرُ مِنِّي

فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس میں آئے فخر کی حقیقت نے فقر کے دریا سے موج ماری۔ فقر کے احوال کی سماعت سے معرفتِ خداوندی کی آواز آئی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہوا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) شبِ دروز فقراء کا دیدار کر اور نگاہ کو جُدامت کر۔ وہ فقراء جو شبِ دروز خدا کے ساتھ مستغرق رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے الحمد للہ ہم کام کے ساتھی بنے اور خدمت سے جُدا نہیں ہیں۔

سیدہ زہراء کا فقر

اے طالبِ صادق! جاننا چاہیے کہ ایک دن حضور سید عالم نور محمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء نے حضرت سیدہ عابدہ طیبتہ طاہرہ زاہدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے در دولت پر دستک دی۔ اندر سے اشارہ ہوا کون ہے تو حضور سید عالم نور مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہوں۔ سیدہ زہراء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ابا حضور باہر رہیں میں برہنہ ہوں اور میں اپنے پاس پہننے کے لیے کپڑا نہیں رکھتی۔ آپ نے رداٹے مبارک تن سے جدا کر کے سیدہ کی جانب پھینکی۔ اور آپ کے پاس ستر عورت کا کپڑا اس قدر باقی رہ گیا کہ اگر سر کی طرف کھینچتے تو زانو کھل جاتے اور زانوں کی طرف کھینچتے تو سر کھل جاتا۔ پس آپ اسی پارچہ میں سکرے ہوئے آکر بیٹھے اور حضرت زہراء کے فقر و

فاقد کاحال دیکھ کر مستغرق ہوئے اور فرمایا اے زہراء اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے اپنی قدرت کاملہ سے اتنی طاقت عطا کی ہے کہ اگر نگاہ فرماؤں تو درود پورا رسم و زر کے ہو جائیں اور مٹی کے ڈھیلے لعل، موتی اور یاقوت بن جائیں۔ اگر کہو تو نگاہ کروں اور تم ان اشیائے دنیوی کو لے لو۔ حضرت سیدہ زہراء رضی اللہ عنہا نے دنیوی اشیاء کو پسند نہ فرمایا اور عرض کیا ابا حضور فقر محمدی اور فاقہ مستحی میں ہمیں لطف آتا ہے۔ یہ فقر فیض اور خزان خداوندی ہے۔ کسی کو نہیں ملتا بجز مقربین اور اولیائے رحمن کے۔ پس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نگاہ سے توجہ فرمائی۔ حضرت سیدہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اے زہراء تو فقیر ہے اور فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔

تجلیات و مشاہدہ

انتہائی اسرار و معرفت کو نور ذات الہی سے مشاہدہ کرے۔ اور جب نور ذات سے مشاہدہ اور صفائے قلب کو آنکھ سے دیکھا، مخفی راز کان سے سنا اور جب سر نہاں کان سے سنا تو لامکاں تک رسائی حاصل ہوئی اور معرفت میں محو ہوئے اور وجود باری تعالیٰ کے ذکر کے جوش سے اللہ کے شغل میں مغز و پوست ہو گیا۔ جو اس لامکاں تک رسائی حاصل ہوئی تو اس کے وجود میں کوئی حجب دنیا اور شرک و بدعت نہیں رہتی بجز مشاہدہ ذات کے اور وحدانیت کے ذوق و شوق سے بجز اللہ کی طرف متوجہ اور مشغول نہیں ہوتا۔ قید فی اللہ میں آ جاتا ہے اور خدا سے جدا نہیں ہوتا کیونکہ مشاہدہ نور الہی اور تجلیات حق کی جاگیر ہیں۔

گر بنگرم جاں می رود گر جاں رود چون بنگرم
 حیراں دلیل کارے شدم یا بنگرم یا جاں دہم
 اگر میں دیکھتا ہوں تو جان جاتی ہے اگر جان نکل جائے گی تو میں کیسے
 دیکھوں گا تو اس معاملہ میں حیران ہوں کہ میں دیکھوں یا جان دے دوں۔
 ہاں یہ مقام انا الحق کا ہے۔ منصور وسیع حوصلے کا مالک نہیں تھا۔ اقرار بتصدیق
 قلب انا الحق کا زبان پر لایا اور انا الحق راز ہے اور راز کے فاش کرنے سے
 اس کا سردار پر کھینچا۔ اسی لیے فقر کی ملتھی تک نہ پہنچاتا کہ انا الحق زبان پر نہ لانا
 مقام فنا فی ایشخ میں شہرت پذیر ہے اور دل سے انا الحق کہنا رو شضمیر۔ یہ
 مقام فنا فی اللہ بقا باللہ کا ہے۔

اگر بگوید انا الحق و لم عجب نبود
 کہ رُوح خویش و میداست درون قالب
 اگر میں انا الحق کہوں تو اسے میرے دل یہ تعجب کی بات نہ ہوگی کہ
 میری رُوح دل کے اندر روشن منور ہوگی۔

دل سے انا الحق کہنا راز ہی راز ہے اور زبان سے کہنا سر بردار ہے۔ باطنی
 دقائق باری تعالیٰ کا پہچانا نہایت مشکل ہے۔ عالم اس راہ سے واقف نہیں
 ہے۔ معرفت سے بے خبر ہے اگرچہ تمام عمر پڑھائے مگر بے عملی میں گدھے اور
 بیل کی طرح ہے۔

یاد رہے کہ مراقبہ فنا فی اللہ میں غرق ہونا۔ ذکر، فکر اور تصور اسم ذات اللہ
 کا مشاہدہ کرنا اور معرفت خداوندی مشکل ہے۔

مراقبہ کی تشریح

مراقبہ تین اقسام میں منقسم ہے :-

پہلی قسم :- بتدی ہے ۔

دوسری قسم :- متوسط ہے ۔

تیسری قسم :- منتهی ہے ۔

مراقبہ بتدی ذکر، فکر کے ساتھ ایسا غرق ہو ا کہ اگر مراقبہ بتدی کیا ہے؟ کوئی تلوار سے مارے تو حرکت نہ کرے اور نہ ہی ہلے۔ ایسا غرق اللہ کے شغل کا مقام ابتداء کا مقام ہے۔

مراقبہ متوسط کیا ہے؟ مراقبہ متوسط یہ ہے کہ جب مراقبہ کرنے والے کو ذکر اور فکر کے ساتھ مشاہدہ خداوندی میں بارہ سال ایک مراقبہ کے ساتھ گزریں نہ گرمی کی خبر نہ سردی کی پرواہ اور بارہ سال کے بعد جب اٹھے تو کہے کہ طرفۃ العین بھی نہ گزرا۔ ایسا مراقبہ متوسط بھی عوام ہے۔

جب ذکر و فکر کے بغیر اسم اللہ کے تصور سے اور مراقبہ منتهی کیا ہے؟ اسم اللہ کا ہر حرف اللہ کے نور کے دریا کی طرح ہو اور اس میں دریا ئے توحید یا اس میں نور رب العالمین۔ نور رب العالمین میں مراقبہ کرنے والا غوطہ زن ہو اور غرق ہو۔ اگر کوئی اس طریقہ سے غرق ہو تو اس کے بدن پر سوئیاں لگیں مگر کوئی زخم نہ ہو اور جسم سے

خون نہ نکلے اور خود پر سلامت رہے اور اس کے باوجود کہ مراقبہ کرنے والا مراقبہ کے ساتھ غرق ہو۔ جسے لُفْسَانِیْت سے نکلے۔ اور اویاٹے رُحْمٰن اور انبیائے کرام کی مجلس میں ہم مجلس ہو اور وجود میں دل کا ذکر جاری ہو۔ مخلوق کے نزدیک مردہ اور قبر میں دفن ہو اور ہارگاہِ خداوندی میں زندہ ہو۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

الْمَوْتُ جَسْرٌ يُوصِلُ الْجَنِيْبَ اِلَى الْجَنِيْبِ

موت ایک پل ہے جو جیب کو جیب سے ملا دیتا ہے۔

قبر میں پوست اور عرش پر روح، اس موت کو حیاتِ ابدی کہتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا

مرنے سے پہلے مرجھاؤ۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ بَلْ يَنْقَلِبُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَى الدَّارِ۔

تحقیق اللہ کے دوست مرتے نہیں ہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر تبدیل ہو جاتے ہیں۔

دشمنِ اشیاء

یاد رہے کہ مراقبہ کرنے والے کی چار اشیاء دشمن ہیں :-

پہلی شے : کشف ہے۔

دوسری شے : کرامت ہے۔

تیسری شے : مخلوقات کی طرف رجوع کرنا۔

چوتھی شے : سیر طبقات۔

جو ان چاروں سے نکلے اسم اللہ کے مراقبہ میں فنا فی اللہ ہو۔ اور مراقبہ مرتبہ اولیاء و انبیاء کا ہے۔ مراقبہ اور مراقبہ کو مردہ دل محروم معرفت کیا جاسکتا ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہو س۔

مردود و مرتد کون؟

یاد رہے کہ راہ فقر اور راہ معرفت تمامیت علم کی راہ تصور اسم اللہ سے کھلتی ہے۔ حضور نبی کریم و ما ارسلناک الا رحمة للعالمین علیہ افضل الصلوات والتسلیم کی نگاہ پاک شب و روز اسم اللہ پر تھی۔ اس میں نہ ریاضت نہ ذکر و فقر۔ دونوں جہان قرآن مجید میں ہے۔ مطلب یہ کہ اول حافظ قرآن ہو کر پڑھتا ہے اور مغز حقیقت کا تفسیر جانتا ہے۔ صاحب تفسیر وہ ہے کہ اس کو علم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ذکر سے کھولے تحقیق جو شک کرے وہ کافر، مردود اور مرتد ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔

اس طریقہ کا آغاز رضانے حق اور متوسط نفس کی فنا اور انتہا روح کی بقا سے قادریت نے طے کیا ہے اور گویا وصل خداوندی لے گئے ہیں اور جو علم سے دائمی طور پر تعلیم اور مطالعہ رکھے تاکہ تصور اسم اللہ سے غرق ہو اور لحظہ بلحظہ

ورد کے ساتھ دل کو زخمی رکھے، وہ صفائش رکھے۔ درویش کامل کے مراتب سے آگاہ ہونا چاہیے۔

لفظ درویش

اے عزیز! طالب حق درویش پانچ حروف میں منقسم ہے :-
درویش کا پہلا حرف :- د ہے۔

درویش کا دوسرا حرف :- ر ہے۔

درویش کا تیسرا حرف :- و ہے۔

درویش کا چوتھا حرف :- ی ہے۔

درویش کا پانچواں حرف :- ش ہے۔

د دل کے ذکر پر اور دم کے جس پر دلالت کرتی ہے۔

س روح کے ذکر پر جس پر وہ سرالاسرار کھولتا ہے۔ اس کو مطلق صاحب

الحاد یعنی نفس مردہ قبر میں پہنچا ہوا کہتے ہیں۔ ایسا فقیر ماسوی اللہ کے دیدار سے

بیزار ہے۔

و سے دھدھانیت حق واضح ہو۔ محقق حق پرست ہو۔

ی سے لگانہ اللہ کے ساتھ یارانہ۔

ش سے دنیا اور اہل دنیا سے شرم رکھنا۔

ایسا درویش، درویش ہے ورنہ گد اگر خوار تن خویش ہے۔ خدا سے دُور و صوبی

کے بیل کی طرح ہے۔

درویش را دلریش باید با خدا
 کے بوند درویش کشف سر ہوا
 درویش کا دل ہمیشہ گداز رہنا چاہیے۔ درویش خواہشات کے
 حصول میں کب رہتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ ماضی اور مستقبل کا کشف اس سے ہے کہ درویش کے ساتھ
 دائمی طور پر دل کے مطالعہ میں حجاب درمیان میں ہے۔

ارشاد رب العالمین صلّ مجدہ الکریم ہے :
 كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ وَيُبْقَى وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ
 وَالْإِكْرَامِ۔

اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز فانی ہے اور اللہ ذوالجلال والاکرام باقی
 رہے گا۔

اور اسم اللہ کا تصور اس کے باطن میں جاتا ہے کہ دنیا کی چاہت نہ ہو۔ دنیا کی
 چاہت بدعت کا سر اور حجت خداوندی ہدایت و ردایت کا سر ہے۔

اسم ذات اللہ کی تشریح

معلوم ہونا چاہیے کہ اسم اللہ کا جس کی زبان پکڑتا ہے اس کی زبان بند
 ہو جاتی ہے۔ کلام لائفی سے علم کتاب، مسائل اور تلاوت قرآن مجید ناز
 اور ذکر لا الہ الا اللہ میں زبان طول پکڑ جاتی ہے کہ بجز اس کے لب
 نہیں کھولتا چاہے اس کی کوئی گردن مارے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّ لِسَانَهُ

جس نے اپنے پروردگار کو پہچانا پس اُس کی زبان گونگی ہو گئی۔

اور جس کا دل پکڑتا ہے اُس کو ذکر، فکر و دوام اور روشن ضمیری حاصل ہوتی ہے اور اپنے نفس پر امیر ہوتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ طَالَ لِسَانُهُ

جس نے اپنے پروردگار کو پہچانا اس کی زبان دراز ہوئی۔

یہ مرتبہ فقر کا ہے اور زبان بند بھی ہو جاتی ہے جیسا کہ ارشاد نبوی سے ظاہر ہے۔ اور جس کو روح سے بکڑتا ہے زندہ ہو جاتا ہے اور ہرگز نہیں مرتا جیسا کہ ارشاد گرامی ہے :-

إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا يَمُوتُونَ

بیشک اللہ کے دوستوں کو موت نہیں ہے۔

اگرچہ اس دنیا میں زندہ ہو مگر اس کا کام اسی جہان سے ہے اور جس کو اسم اللہ سے پکڑتا ہے اُسے تنہائی کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ وہ خلعتِ اسرارِ الہی پہن لیتا ہے یعنی اسم اللہ سے قدم تک اور ظاہر باطن میں لپٹ جاتا ہے جیسا کہ گھاس درخت کو لپٹ لیتی ہے۔

ارشاد خداوندی حدیثِ قدسی میں ہے :-

إِنَّ أَوْلِيَاءِي تَحْتَ قَبَائِي - بیشک میرے دوست میری قبائے کے نیچے ہیں۔

ان مراتب پر پہنچتا ہے کہ جس کو اسم اللہ سے فیض ہو اور اللہ کا فضل اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دست بیعت کرے اور جو اللہ کی قبا کے نیچے آتا ہے وہ فقیری کے مرتبہ پر تمام و کمال پہنچتا ہے اور اس کا سارا وجود نور ہو جاتا ہے چہ جائیکہ دائمی طور پر عوام کی مجلس میں رہے حضرت خضر علیہ السلام کی طرح وہ بھوکا ہے۔ اور درخت سے پھل طلب کرے اسی وقت درخت اُسے پھل دیتا ہے اور جو اسم اللہ سے دیکھے کرامت کے ساتھ ہے اس میں استدراج نہیں ہے وہ راہ رحمت سے معراج ہے۔ جو شخص اس صفت سے موصوف ہو اس کی نظر میں پانی دودھ ہوتا ہے۔ شہد، شکر اور پانی روغن ہوتا ہے۔ اس صفت کے آدمی کی نماز سنت جماعت کے ساتھ شرائط کے ساتھ تمام ہوتی ہے مطلب یہ ہے کہ روحانیوں کے ساتھ پڑھتا ہے۔ فرشتے جن آکر نماز میں حاضر ہوتے ہیں اور دو قدم سے تمام زمین طے کر لیتا ہے اور بیت اللہ شریف میں باجماعت نماز پڑھتا ہے اور دوام یعنی ہمیشہ بارگاہ نبوی میں مدینہ طیبہ میں مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :
 اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللَّهُ

جب فقر تمام ہوتا ہے پس وہی اللہ ہے۔

کا مصداق ہو جاتا ہے اور اس کا سیر حضرت خضر علیہ السلام کی طرح ہمیشہ ہمیش کے لیے بامشاہدہ ہے اور حق الیقین کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے اور ایسی جگہ اس کو استغراق ہوتا ہے جہاں کوئی نہیں ہوتا وہ کوہساروں یا سمندروں کے کنارہ پر وہ صاحب

اللہ کے شغل میں مشغول اور مستغرق ہوتا ہے اور اس کا ایک دم ایسا گزرے گا کہ اسے صورِ اسرافیل خبردار اور بیدار کرے گا۔ یہ مراتب صاحبِ دم اور ثابِت قدم کے ہیں۔ اسے خلوت کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ نوعِ کم کی خلوتیں ہیں کہ اس میں خللِ شیطان کا خلق کے رجوعات سے بہتر نہیں ہے۔

رضائے الہی اور رضائے شیطانی

یاد رہے کہ جب عالم، فقیر اور خانوادہ دنیا طلب کرتا ہے تو ابلیس بہت خوش ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اب میرا تمام مقصد حل ہو گیا کہ اسے دنیا بکثرت فوٹ اور بکثرت مخلوق کو گمراہ کرے گا۔ اور جو دنیا اور مراتب دنیا پر فخر کرے اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ناراض ہوتے ہیں اور بیزار ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ دنیا کے فرعونی سے آدمی فخر کرتے ہیں اور میرے علم و فقر اور دین سے بیزار ہوتے ہیں میں ان سے بیزار ہوں۔ افسوس اور تعجب ہے اس قوم پر کہ شیطان کو خوش کریں اور حضور نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رنجیدہ۔ یہ لوگ کیسے ہیں۔ اے عالم با عمل فقیر خود انصاف کر اور اپنے نفس کو انصاف دے اگر کوئی کہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی دنیا رکھتے تھے تو کیوں رکھتے تھے۔ جواب یہ ہے کہ صرف فی سبیل اللہ شب و روز کفار کی لڑائی اور مسکینوں پر فرج کرتے تھے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

الدُّنْيَا مَذْرَعَةُ الْآخِرَةِ دُنْيَا آخِرَتِ كَيْفِيَّتِي هِيَ

کے مصداق بنتے تھے اور دوسرے لوگ لذتِ نفس کے لیے رکھتے ہیں چونکہ دنیا کلیہ ریاست اور ہوا ہے اور حضور سید الرسل امام اسبل احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء دنیا نہ رکھتے تھے اور نہ دنیا جمع کرنے کا اشارہ فرمایا اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے دنیا جمع کرنے سے منع کیا۔ پس جو دنیا سے دوستی رکھے وہ انبیاء کرام کے مخالف اور قرآن مجید کے مخالف ہے۔ دنیا کی بنیاد فتنہ و فساد ہے اور گناہ ہے اور دنیا دل سیاہ کرتی ہے۔ یعنی نیکی اور برائی برابر جانتا ہے۔ حلال و حرام میں فسق نہیں رکھتا ہے اور غضب کے وقت باخبر نہیں ہوتا ہے۔ اور غم و غم سے غافل رہتا ہے۔ یہ سب آثار ظالم دنیا کے ہیں۔

ناظراں را نظر باشد بر مال

لعنت بر مال دنیا عز و جاہ

دیکھنے والوں کی نظر حق تعالیٰ کے نُور پر ہوتی ہے وہ دنیا کے مال اور عزت و مرتبہ پر لعنت بھیجتے ہیں۔

نظر کی حقیقت

اب جاننا چاہیے کہ نظر کیا ہے؟ اور نظر کسے کہتے ہیں۔ جاننا چاہیے کہ

نظرات اقسام میں منقسم ہے۔

پہلی نظر :- نظر خداوندی ہے۔

دوسری نظر :- نظر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

تیسری نظر :- اللہ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام کی نظر۔

چوتھی نظر :- اللہ تعالیٰ کے فقیر کی نظر۔
 پانچویں نظر :- اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی نظر۔
 چھٹی نظر :- اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی نظر۔
 ساتویں نظر :- نفس و شیطان اور دیو جن لعین کی نظر۔
 اور ہر ایک نظر کو وجود کی تاثیر سے معلوم کرنا چاہیے۔

اقسامِ کیمیا

جاننا چاہیے کہ نظر کیمیا چند اقسام میں منقسم ہے :-
 پہلی نظر کیمیا :- بعض صاحبِ نظر پتھر اور کلوخ کو سونا بنا دیتے ہیں۔
 دوسری نظر کیمیا :- بعض نظر سے پیرار کو صحت بخشتے ہیں۔
 تیسری نظر کیمیا :- بعض کشف و کرامات سے نظر کرتے ہیں تو اس کا دل زندہ ہو جاتا ہے۔
 چوتھی نظر کیمیا :- اس سے علم کسی اور رسمی اٹھ جاتا ہے۔
 پانچویں نظر کیمیا :- اس سے علم معرفت کھل جاتا ہے۔
 ان تمام نظروں کو نظر کیمیا کہتے ہیں مگر سب ناقص اور خام ہیں۔ مرد صاحبِ نظر وہ ہے کہ ایک نظر میں غرق توحید مع اللہ اور حضور سید العالمین رحمۃ اللعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس میں حاضر کر دے کہ وہ مخلوق کے نزدیک بیگانہ فقیر اور خالق کے دو جہان کا امیر ہو۔ یہ کیمیا نظر مردانِ خدا فنا فی اللہ کی ہے۔
 نظر مولیٰ روز شب ناظر کند
 با شریعت مصطفیٰ حاضر کند

مولا کی نظر دن رات ناظر کر دیتی ہے اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی شریعت پر قائم کر دیتی ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ وَلَا يَنْظُرُ إِلَى أَعْمَالِكُمْ
وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَنِيَّاتِكُمْ۔

بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں اور نہ تمہارے اعمال کو
دیکھتے ہیں بلکہ تمہارے قابو اور نیتوں کو دیکھتے ہیں۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِكَثْرَةِ الصَّوْمِ وَبِكَثْرَتِ
الصَّلَاةِ إِلَّا بِأَرْبَعِ خَصَالٍ أَوْ لَهَا بِسَخَاوَتِ الْيَدَيْنِ
وَتَابُهَا بِاصْلَاحِ الْقَلْبِ وَثَالِثُهَا بِتَعْظِيمِ أَمْرِ اللَّهِ
تَعَالَى وَلَا بَعْضُهَا بِالشَّفَقَةِ عَلَى خَلْقِ اللَّهِ تَعَالَى۔

بیشک بندہ روزہ اور نماز کی زیادتی سے بہشت میں داخل نہیں ہوگا
مگر چار خصلتوں سے کہ پہلی سخاوت دوسری قلب کی صلاح اور
تیسری حکم خداوندی کی تعظیم اور چوتھی مخلوق خدا پر شفقت کرتا ہے۔
پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

إِنِّي مِنَ الْمَذْنُوبِينَ مِنَ الذَّمِّ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ
تَسْبِيحِ الْكُفْرِ وَبَيْنَ۔

مذنبین کا ندامت سے رونا کرویہوں کی تسبیح سے اللہ کے نزدیک زیادہ
محبوب ہے۔

حروفِ علم

جاننا چاہیے کہ علم کا تعلق اعمال سے ہے نہ قیل و قال سے اور فقر وصال سے نہ زرو مال سے اور علم مندرجہ ذیل تین حروف میں منقسم ہے:

علم کا پہلا حرف: ع ہے۔

علم کا دوسرا حرف: ل ہے

علم کا تیسرا حرف: م ہے۔

ع سے علم اعلیٰ عینِ بخشے کہ علم کا سرعین ہے جس نے علم کو سر سے نہ پکڑا
عین نہ پایا۔ اندھا عقل مند ہے

ل سے لائق انسان نکلے جہالت اور پریشانی سے۔

اور

ع سے عارف باللہ اور ل سے لایحتاج۔

م سے مجھ معرفت ہو۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان پر عمل پیرا نہ
ہو علم اُسے باطل میں ڈالتا ہے۔

حرف ع سے عاق اور حرف ل سے لادین، ریاکار اور حرف م سے مراد
دنیا کا طالب، مردود، منافق اور حرص میں مبتلا ہے۔

ہفت قرآن

جاننا چاہیے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر

قیامت تک سات قرآن ہیں۔

پہلا قرآن: صدیقین کا قرآن۔ جب وہ اس جہان سے گئے تو صدق کو ساتھ لے گئے۔
 دوسرا قرآن: صاحب شفقت کا قرآن۔ وہ شفقت کو لے گئے۔
 تیسرا قرآن: صاحب حیا کا قرآن۔ وہ حیا لے گئے۔
 چوتھا قرآن: صاحب کرم کا قرآن۔ وہ کرم کو ساتھ لے گئے۔
 پانچواں قرآن: صاحب مروت کا قرآن۔ وہ مروت کو ساتھ لے گئے۔
 چھٹا قرآن: صاحب قناعت کا قرآن۔ وہ قناعت کو ساتھ لے گئے۔
 ساتواں قرآن: اہل گفتگو کا قرآن۔ جس میں حضرت اسرافیل صور پھونکے گا
 اور محشر قائم ہوگا۔

اس لیے عارفین کو گفتگو دل سلیم اور دہان بستہ سے ہوتی ہے۔ صدق اور
 شفقت اور مروت اور کرم اور حیا اور قناعت معرفتِ خداوندی ہے اور
 معرفتِ خداوندی خاموشی ہے اور خاموشی اللہ کے شغل میں غرقِ وحدت
 سے ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

مَنْ أَخْبَرَ أُمَّةً قَدْ مَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى
 النَّارَ فِي يَوْمِ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ جَسَدًا ۝

جس کے پاؤں اللہ کی راہ میں گروا اور ہوئے اللہ تعالیٰ اس کے جسم پر
 قیامت کے دن آگ حرام کر دے گا۔

فقیر گنگ زبان صاحب تصرف کامل نظر وہ ہے کہ بے زبان با نظر ذکر و

فکر و مراتب بلال مشاہدہ وصال جمعیت بخشے۔ اور نظر کے ساتھ قضاء و قدر کے مراتب اور لوح محفوظ کا مطالعہ اور صبر و رضائے خداوندی بخشے اور نظر سے مراتب صاحب لفظ اور صاحب سر اور بے نیاز فقہ لایحتاج کرے اور اگر نظر کے ساتھ صاحب نظر توجہ باطنی جذب کے ساتھ اپنی قید میں کرے تو تمام دنیا کو فقیر کر لے۔

فقر کی رفعت

جاننا چاہیے کہ فقر تین حروف میں منقسم ہے :-

فقر کا پہلا حرف :- ف ہے۔

فقر کا دوسرا حرف :- ق ہے۔

فقر کا تیسرا حرف :- ر ہے۔

ف سے فنائے نفس اور فاقہ ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

مِعْرَاجُ الْفَقِيرِ لَيْلَةُ الْفَاقَةِ

فاقہ کی رات فقیر کی معراج ہے۔

یعنی اپنی روزی دوسرے مسلمان کو دے دے اور فاقہ کو ذائقہ سمجھے۔

ق سے قوی ہو دین میں۔

ر سے رنج کو گنج جانے اور گنج (خزانہ) نہ لے۔

جس نے فقر میں قدم رکھا اور پھر اس سے منہ پھیرا اور دنیا میں متوجہ ہوا۔

ف سے فصیحت ۔ ق قہر خداوندی ہے۔

س سے رُودونوں سر سے پھرا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے:

الْإِيمَانُ مَعْرُيَانُ، وَبِاسْتِثْقَايِ وَزِينَةِ الْحَيَاءِ وَ
ثَمَرَتُهُ الْعِلْمُ۔

ایمان برہنہ ہے اور تقویٰ اس کا لباس ہے اور اس کی زینت حیا ہے
اور اس کا پھل علم ہے۔

آدمی کے بکثرت علم پڑھنا اور پارسائی فرض نہیں ہے۔ باعمل علم اور معصیت کا
ترک کرنا فرض عین ہے۔

فلاح دارین کیا ہے؟

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ زاہدہ عابدہ عالمہ فاضلہ رضی اللہ
عنها سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل سے ایک آدمی علم کے استی تابوت جمع کیے اور
ہر تابوت ستر گز کا تھا اور اس نے خود سے فائدہ نہ اٹھایا۔ پس اللہ تبارک و تعالیٰ
نے اپنے نبی علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اس نے بہت سے علوم جمع کیے مگر
سب کے سب غیر نافع ہوئے ہاں تو تین باتوں پر باعمل ہو جاوہ یہ کہ:

۱۔ دنیا سے محبت نہ کیجئے کیونکہ دنیا مومن کا گھر نہیں ہے۔

۲۔ شیطان کا مصاحب مت بن۔ کیونکہ شیطان مومن کا دوست نہیں ہے۔

۳۔ کسی کو تکلیف نہ دے کیونکہ کسی لے مالتکلیف دنیا مومن کا پیشہ نہیں ہے۔

درمیان باد و قبلہ می توآن توحید برفت
یا رننائے دوست بگزیں یا ہوائے خویش
میانہ رونی اختیار کر توحید کو قبلہ بنا کر سفر جاری رکھ یا تو دوست
کی خوشنودی حاصل کر لے یا اپنے نفس کی خواہش کو پورا کر۔
ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

حَيَاتُ النَّاسِ بِالرُّوحِ وَحَيَاتِ الرُّوحِ بِالْعَقْلِ
وَحَيَاتِ الْعَقْلِ بِالْعِلْمِ وَحَيَاتِ الْعِلْمِ بِالْعَمَلِ .
آدمی کی زندگی رُوح سے اور رُوح کی عقل سے اور عقل کی علم
سے اور علم کی عمل سے۔

طبقاتِ علم

یاد رہے کہ علم پانچ طبقات میں منقسم ہے :-
علم کا پہلا طبقہ :- حضور نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد سے
علم بکثرت تھا اور عمل بھی بکثرت تھا۔
علم کا دوسرا طبقہ :- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے عہد میں علم و
عمل بکثرت تھا۔
علم کا تیسرا طبقہ :- صحابہ کرام کے عہد کے بعد چہار امام مجتہدین کے عہد
میں علم کثیر تھا اور قلیل تھا۔ نہ ہونے کے برابر۔
علم کا چوتھا طبقہ :- امامین کے بعد نہ علم رہا نہ عمل رہا۔

علم کا پانچواں طبقہ :- حضرت عیسیٰ رُوح اللہ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے اور علم و عمل کو زندہ کریں گے۔

علم حقیقی کیا ہے؟

یاد رہے کہ سب سے پہلے بندہ کو توحید و معرفت چاہیے۔ جب اُس کو پایا مضبوط کیا پھر علم شریعت کی طلب میں نکلے اس لیے کہ علم توحید اور معرفت اصل ہے اور علم شریعت اس کی فرع ہے اور فرع کی اصل پر بنیاد قائم ہے۔ چنانچہ انبیائے کرام علیہم السلام نے مخلوق خدا کو سب سے پہلے توحید کی دعوت دی۔ رسالہ ابواللیث میں ہے کہ کسی نے حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں سوال پیش کیا کہ توحید، معرفت، شریعت اور دین کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

- ۱۔ زبان سے اقرار کرنا ایمان ہے۔ اور دل سے تصدیق کرنا ہے۔
- ۲۔ معرفت بلا کیفیت اور شبہ ہے۔
- ۳۔ توحید اللہ تبارک و تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار ہے۔
- ۴۔ شریعت احکام خداوندی کی پیروی اور منہیات سے پرہیز کا نام ہے۔
- ۵۔ دین دوام و اثبات کا نام ہے۔

یہ تمام موت کی آمد تک اور اللہ کے نام کے تابع ہیں ۵

وادۃ خود سپہر بستاند

اسم اللہ حب او داں ماند

اپنا دیا ہوا سامان سپہر کے وقت لے لیتا ہے۔ اللہ کا نام ہمیشہ رہتا ہے۔

اور جو کچھ ان علوم کے پڑھنے اور سننے سے معلوم ہوا۔ پھر پڑھنے اور پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

انجیل میں مرقوم ہے کہ اُس چیز کا علم تم مت طلب کرو جس علم سے تم واقف نہیں ہو۔ یہاں تک کہ جانو کہ تم اُس چیز کے ساتھ کہ بیشک تم نے جانا جس کو یعنی بونے کے عمل سے جانا۔

فرضی علم کیا ہے؟

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ

علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

اس سے مراد علم مکاشفہ اور علم معرفت ہے۔ اس لیے کہ علم توحید سے سب واقف ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اُس کا کوئی ثانی نہیں اور وہ ہمیشہ رہنے والا ہے اور ہمیشہ سے ہے۔ اگر علم بکثرت پڑھنے سے فضیلت ہوتی تو ہر مرتبہ علماء و فضلا کا صحابہ کرام سے برتر ہوتا اس لیے کہ بعض صحابہ کرام عالم نہیں تھے بلکہ عامل تھے۔ جو کوئی بکثرت علم سکھے اور تقویٰ اختیار کرے کہ الرحمن علم القرآن کہ علم اور سیکھا ہے جیسا کہ تنزل میں یاد کیا ہے اَنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَخْلُكُمُ فِرْقَانًا۔ اگر تم اہل تقویٰ ہوتے تو ہم تمہیں ایسا کر دیتے کہ حق باطل سے جدا کرتے یعنی نیک اور بد حلال و حرام میں فرق کرتے اور تمہیں شاگردی کرنے کو نہیں کہا اور علم بکثرت حاصل کرنے کو نہیں کہا۔

علوم کی تعداد

جاننا چاہیے کہ علوم کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام علیہم السلام کی تعداد ہے کہ ہر نبی کو جُدا جُدا علم عطا ہوا۔ کسی کو کتاب کا علم عطا ہوا، کسی کو صحیفہ کا علم عطا ہوا، کسی کو الہام کا علم عطا ہوا۔ یہ سب علوم اللہ تعالیٰ کے نام پاک سے ہیں۔

ہر کہ خواند اسم اللہ را مدام
در فضیلت گشت او فاضل تمام

جس کسی نے اللہ کا نام ہمیشہ پڑھا تو وہ افضلیت میں فاضل
کامل ہو گیا۔

علمائے کرام انبیائے کرام علیہم السلام کے علم کے وارث ہیں کہ ہر ایک علم انبیاء کا پڑھتا ہے اور جانتا ہے اور ختمِ علم کا عمل قرآن کا ہے اور قرآن سے ہر علم نے انبیائے کرام کے علم کو منسوخ کر دیا ہے اور قرآنی آیات بھی ناسخ و منسوخ ہیں۔ جو قرآن مجید، احادیثِ قدسی، احادیثِ نبوی اور اقوالِ صحابہ کے خلاف کرے وہ انبیائے کرام علیہم السلام کے علم کا وارث نہیں ہے۔

ہر علم روشن شود نظر از فقر

نظر فقرش ناظر و زیر و زبر

ہر علم فقیر کی نظر سے روشن و نورانی ہو جاتا ہے اس کے فقر کی

نظر ناظر کو زیر و زبر کر دیتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

وَأَعْبُدْكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ.

اور اپنے پروردگار کی اُس وقت تک عبادت کر یہاں تک کہ تجھے یقین آجائے۔

عبادت ربانی عفو، مغفور اور یقین نور منافی اللذنی النور

از عبادت نور گردد نور شد

شد یقینش زانکہ آن بحضور شد

عبادت سے نور پیدا ہوتا ہے عابد نور ہو جاتا ہے۔ اس کو یقین

ہو جاتا ہے کیونکہ وہ حضور میں حاضر ہوتا ہے۔

یقین کیا ہے؟

یاد رہے کہ عبادت کی بنیاد یقین ہے اور علم یقین چار طریق پر ہے۔ علم تفسیر

اور علم تفسیر وہ ہے کہ اُس علم تفسیر سے تین علوم حاصل کرے اور معنوی مغز اُس سے

معلوم ہو جس طرح کہ اعداد کے حساب سے نقش پڑ کر کے دائرہ معلوم کرتا ہے

ایسے ہی ہر آیت کی تفسیر سے چاہیئے اور اس آیت سے تفسیر علم اکسیر کی اور

علم تاثیر اور علم روشن ضمیر سے معرفت مولیٰ عالم فاضل اولیٰ ایک بیک معلوم کرے

کہ اس کے آگے کوئی علم ظاہری اور علم باطنی سے دم نہ مارے اور ہم صحبت

بادشاہ، اُمراء، قاضی اور مفتی کا جس سیم دزر سے تو مول لے۔ اگرچہ علم کا بوجھ

پشت پر لے جائے یہ مردوں کا کام نہیں ہے۔ علم دل میں جاننا چاہیئے اور

سینہ سے کھولے کہ ہدایت اور مکان صفا، علم کا دنیا سے بدل کرنا اور دم ہاتھ میں لانا، مطلق کام کبر و ہوا کا ہے۔ ہر قدم اور ہر کام قرآن و حدیث کے مطابق چاہئے تو جانتا ہے کہ انبیائے کرام اولیائے عظام کو کیا فخر۔ معرفت خداوندی میں ہے کہ ہر وقت غرق توحید رہنا۔ پس اُن سے بہتر کسی کا مرتبہ نہیں ہے کہ وہ سردار ہیں اور مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔ چھوٹا بڑے کو نہیں پہنچتا کہ بڑے کا طریقہ لڑائی و دُرب میں اور نفس کے ساتھ اور چھوٹے کا مرتبہ مسلمانوں کے ساتھ لڑائی یعنی مطلق نفاق ناموس دوام کے ساتھ۔ جاننا چاہئے کہ اس عہد میں ہزاروں آدمی ہیں بے ریا، حق کے ساتھ یگانہ کو معلوم کہ جہاں کا جھوٹ سے ملا اور جو شخص جھوٹا ہے اُس پر اعتبار نہیں کرنا چاہئے کہ جہنم قیامت سے نہیں ہے۔

کذاب کی اقسام

جاننا چاہئے کہ کذاب دو اقسام میں منقسم ہیں۔

پہلی قسم :- یہ کہ کلمہ پڑھیں اور منافقوں کی طرح اُس پر تصدیق نہ لائیں۔
دوسری قسم :- مطلق منکر کفار جہنمی۔

پس اس راہ میں محمدی منہ چاہئے کہ شریعت پاک ہے جیسا کہ قرآن و حدیث کی دلیل۔ اور حدیث کیا ہے۔ راستی اور حجت راستی کیا ہے؟ تقویٰ اور حجت تقویٰ کیا ہے؟ ہوا سے نکلنا اور ہوا سے نکلنا کیسے معلوم ہو یعنی کبر و ریا سے پاک ہو اور یہ دل کی صفائی سے حاصل ہوتا ہے اور صفائی ذکر الہی سے اور

ذکر قلبی چار چیزوں سے تعلق رکھتا ہے۔۔

پہلی چیز : مراقبہ ہے۔

دوسری چیز : فکر ہے۔

تیسری چیز : محاسبہ نفس ہے۔

مراقبہ و محاسبہ

مراقبہ اور محاسبہ نفس کیا ہے ؟

جاننا چاہیے کہ مراقبہ سے اور تاثیر مراقبہ سے مردود نفس تابع اور اصلی مسلمان اور تحقیق مولیٰ کو پہنچتا ہے۔ اور فکر سے نفس کی فنا ہوتی ہے۔ اور فیض اور فضل اللہ کا ازلی لازوال اور قرب وصال ہاتھ دیتا ہے اور محاسبہ نفس کا حساب کرنا نفس کا حساب ہے پہلے دن سے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

أَوْفُوا بِعَهْدِكُمْ

تم مجھ سے کیا ہو ا وعدہ پورا کرو میں تم سے کیا ہو ا وعدہ پورا کروں گا۔

ہر دم اور ہر ساعت طاعت و بندگی کی طلب میں ظاہر و باطن نہایت اور نہایت خلاف نفس کے یک لحظہ نفس کے حساب سے مدوح کے صواب کے ساتھ فارغ نہ ہو۔ یہ نہ راہ ہے کہ آدمیوں کو نصیحت اور آپ کو نصیحت یہ راہ نہیں ہے کہ رہبر نہیں بلکہ گمراہ ہے اور رہبر رفیق کامل مرشد ہے۔ اگرچہ معرفت میں کمال باطن کا مشاہدہ کرے۔

تا نہ بینی تو بچشم خویش را
اعتبار نیست کس درویش را
جب تک تو اپنی آنکھ سے نہیں دیکھتا اُس کو درویش کسی کا اعتبار
نہیں کرتا ہے۔

اقسامِ راہ

یاد رہے کہ راہ مختلف اقسام میں منقسم ہے:-

۱۔ کب کی راہ دوسری ہے۔

۲۔ کثرت کی راہ دوسری ہے۔

۳۔ کرامات کی راہ دوسری ہے۔

۴۔ راہِ نجات کی راہ دوسری ہے۔

۵۔ راہِ صفات کی راہ دوسری ہے۔

۶۔ غرقِ وحدانیت ذات کی راہ دوسری ہے۔

یاد فرموشی کے ساتھ اسلام یعنی حق اور خود فروشی کفر تمام۔ اگر کوئی آٹے دروازہ
کھلا ہے۔ شہباز سوختہ جان عاشقِ محبت معرفت کے ساتھ اہل راز اور اگر نہ
آئے حق بے نیاز ہے۔ اللہ بندہ کے ہمراہ ہے۔ اگر بندگی کرے۔ فقر اور بندگی
اور دنیا بخش گندگی۔ پس مجلسِ اہل فقر کی بندگی اور اہل دنیا کی نجس اور گندگی ہے
وہ نہ چاہیے

باہوا برنجیز از خود شو جدا
تا ترا حاصل شود وحدت خدا

باہو اٹھ اپنے آپ سے جدا ہو جا خود کو فنا کر دے تاکہ تجھ کو اللہ
کی وحدانیت کا علم حاصل ہو جائے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-
تَجَرَّعَتْ تَرَابِي تَجَرَّدُ وَتَسْنَدُ

بھوکا رہ تاکہ مجھ کو دیکھے اور تنہا ہو سب سے قطع کر۔

زینتِ انبیاء

کے از معرفت محروم ماند

بود جاہل اگر صد سالہ خواند

جو آدمی معرفت سے محروم رہتا ہے وہ جاہل ہوتا ہے اگرچہ
سو سال تک پڑھتا رہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

الْجُوعُ زِينَةُ الْأَنْبِيَاءِ

زینتِ انبیاء کی بھوک ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ وَآمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ

جس نے ان کو بھوک میں کھانے کو اور خوف سے امن میں رکھا۔

قلب کی تصدیق حق کے ساتھ رجوع ہے فقر اختیار ہے نہ اضطراری ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

عَذَابَ الْجَوْعِ أَشَدُّ عَذَابِ الْقَبْرِ
بھوک کا عذاب قبر کے عذاب سے زیادہ سخت ہے۔

اقسام بھوک

یاد رہے کہ بھوک مندرجہ ذیل تین اقسام میں منقسم ہے :-
بھوک کی پہلی قسم :- ایک اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے کہ دل سے محبت
اور مشاہدہ الہی اٹھتا ہے۔
بھوک کی دوسری قسم :- دوسری بھوک عقبی کی اُس کے لیے کہ دو جہان کی
خاطر پریشان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طلب کر کہ تجھے کن کی کنہ حاصل ہو۔ اور
جب کن کی کنہ کو پہنچے گا وہ لایجتاج ہوگا۔
بھوک کی تیسری قسم :- بھوک دوام روزہ دار، مخلوق میں اشتہار دینا مردار
دنیا کے لیے۔ اللہ پناہ میں رکھے۔

عارف باللہ

یاد رہے کہ عارف باللہ کو دنیا و آخرت دونوں خواب میں یا مراقبہ میں تمام
زینت کے ساتھ آئیں گے۔ فقیر صفائش دنیا کے سر پہ پا پوش مارتے ہیں اور
عقبیٰ پر نگاہ نہیں کرتے۔ یہ دیدار کے مشتاق ہیں اور بجز اللہ تعالیٰ کے دوسرے
پر نگاہ نہیں کرتے کیونکہ وحدانیت میں غرق ہو کر جان سوچتے ہیں :-
نیت مشکل دیدش ہمارا را
بے حجاب اللہ چشم و راز را

اس کو ہراز کا دیدار کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔ رازدار کی آنکھ کو اللہ کے دیدار میں کوئی پردہ نہیں ہے۔

در حقیقت معرفت ہمزاد را
چشم را کہ او پوشد و از شد

حقیقت میں معرفت ہمزاد کو عنایت ہوتی جبکہ وہ آنکھ بند کرتا ہے تو وہ ظاہر ہو جاتا ہے۔

غرق را غم نیست اندر غار دل
در غار دل گنج بود اسرار دل

دل کے غار میں ڈوبنے والے کو کچھ غم نہیں ہے کہ دل کے غار میں دل کے اسرار کا خزانہ ہے۔

دل کہ بام غرق گردد بر دوام
عارفان را معرفت زان شد تمام

جب دل ڈوبنے کے کنارے پہنچ جاتا ہے تو اس کو دوام ہمیشگی ملتی ہے
عارفوں کو اس مقام پر معرفت مکمل حاصل ہو جاتی ہے۔

قلب دل سرری بود ہم چوں برق
آن نباشد برق باشد دل درق

دلی اسرار بجلی کی مثل ہوتے ہیں وہ نہیں ہوتا بلکہ بجلی ہوتی ہے
دل کے لوح پر۔

برق غرق درق دل را حق حضور
در مطالعہ ورق غرقش گشت نور

دل ولایت ملک اعظم لامکان
 کے تو اند کرد وصف دل بیان
 دل لامکان کے ملکوں میں سے ایک عظیم ملک ہے۔ دل کے اوصاف
 کون بیان کر سکتا ہے۔

جو اس مقام پر پہنچے اُس کو ہمیشہ انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی ملاقات
 ہوتی ہے اگرچہ مخلوق میں مشہور و معروف اور صاحبِ تاثیر نہ مراتب فنا فی اللہ
 کے ساتھ فقیر انبیاء کرام علیہم السلام کے علم کے وارث ہیں اور انبیائے
 کرام علیہم السلام کے ساتھ ملاقات رکھتے ہیں اور ہر مشکل اور علم کے دقائق
 انبیائے کرام علیہم السلام سے معلوم کرتے ہیں اور ہر مشکل کھولتے ہیں۔ یہی
 اولیائے رحمن وارثِ حق ہیں۔ اور حضور پر نور شافع یوم النور احمد مجتبیٰ حضرت
 محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء کے علم دین کے زندہ کرنے والے حق الیقین
 کے رازوں کے خزانے اور علماء کرام وارثِ انبیاء ہیں۔ متقی ہیں اور اُن
 سے کذب اور بھوک ختم ہو چکی ہے۔

فقرِ محمدی

یاد رہے کہ آخرت کی طاعتِ خواب میں دیکھے جنت اور اس سے اکل و
 شرب کرے۔ دنیا کی بھوک سے اور شرابِ نعمت دُنیا کا ایک روز تمام
 گزارے اور جان کے فقیر بے باطن عرصِ طمع اور مخلوق کے رجوعات میں
 شہرت ناموس کے ساتھ اپنی چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دُور ہے اور فقیر

بے باطن مردہ دل جو خواب میں دیکھے سب خواب و خیال ہے اور صاحب کی خواب وصال ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

وَمَنْ يُضَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاجِمًا
كَثِيرًا وَسَعَةً وَمَنْ يُخْرِجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى
اللَّهِ وَرَسُولِهِ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ
عَلَى اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا.

اور جو شخص فی سبیل اللہ ہجرت کرے وہ زمین میں بہت سے
فائدے میں رہے گا۔ اور جو اپنے گھر سے اللہ و رسول کی طرف
ہجرت کرنے کے قصد سے نکلے پھر اسے موت آجائے تو اللہ
سے اجر پائے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

فقیر اہل ہجرت سے ہے کہ مال و جان تن و وزن و فرزند اللہ کی راہ میں اور
بارگاہ رسالت میں نذر کرتے تھے۔ اور دوئم یہ کہ اکثر کافر و منافق، کاذب و
حاسد اور جادوگر دشمنی کے طور پر کہتے تھے کہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام فقیر
ہے۔ یہ سن کر آپ فرماتے تھے کہ فقیر محمد فخر محمد ہے۔

الفقر فخری کی تشریح

حضور نبی کریم و ما ارسلناک الا رحمة للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین
علیہ افضل الصلوٰۃ والتیمیم نے جو الفقر فخری و الفقر منی جو فرمایا ہے۔ ارشاد

وَأَصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْخَدَاوَةِ
وَالْعَثَىٰ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنُكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ
زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تَطَّعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ
ذِكْرِنَا وَاتَّبِعْ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُضْرًا طًا.

اور تم ان لوگوں کے ساتھ صبر کرو کہ اپنے پروردگار کو صبح و شام بلاتے
ہیں اور خاص اسی کا قصہ رکھتے ہیں اور تو ان سے اپنی آنکھوں سے ملامت دینا
کی نہایت کاراہہ رکھتے ہیں اور ان لوگوں کی اطاعت نہ کر کہ جن
کا دل ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور نہ ان کی جو خواہش
کے تابع ہو اور ہے امر ان کا۔

اقسام ولایت

یاد رہے کہ فقیر اولیاء اللہ کو کہتے ہیں۔ اور اولیاء متین اقسام میں منقسم ہیں۔
پہلی قسم :- صاحب وصال ہے۔
دوسری قسم :- غرق جمال بشاہدہ کمال ہے۔
تیسری قسم :- اہل سوال ہے۔

بعض اولیائے رحمن صاحب وصال اور غرق نور جمال اپنے آپ کو خود نہیں جانتے
ہیں کیونکہ وہ اپنے وجود میں نہیں رہتے۔ مولیٰ کے ساتھ یہی سر دفتر اولیاء اللہ بہتر
ہے اور بعض اہل سوال آپ کو اپنے میں جانتے ہیں کہ رجوعات مخلوق سے ان
کو اولیاء اللہ کہتے ہیں۔ مخلوق میں معروف ہیں اور باطن میں وصل و جمال سے دور تہ

میں تمہیں جاننا چاہیے کہ حضور سید العالمین رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین امیر
الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التمجید والتناء نے الفقر فخری سادات اور
اہل قریش اور علمائے کرام اور امام اور انبیائے کرام کو نہیں فرمایا اور الفقر منیٰ مقام
لی مع اللہ میں کہا۔ کیونکہ اس مقام میں فقر فنا فی اللہ کسی نے نہیں دیکھا ماسوا حضور
نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے اس مقام تک کوئی
بھی رسائی حاصل نہیں کر سکا۔

فقر محمدی کی تشریح

جاننا چاہیے کہ فقر محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریح یہ ہے کہ فقر کے
سر پر اللہ کا نام ہے یعنی فقر کو اس سے فخر ہے اور نام اللہ کا فخر محمد ہے کہ
اللہ کا نام محمد کے ساتھ مبدل ہو۔

حدیث قدسی میں ارشاد گرامی ہے :-

يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ أَنَا وَأَنَا أَنْتَ -

اے محمد میں اور تو ایک ہوں یعنی دونوں نام برابر ہیں۔

أَلْفَقْرًا فَخْرِي دَا لْفَقْرُ مِنِّي لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ
فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے
رسول ہیں۔

جاننا چاہیے کہ سب آدمی ملک ملک وار اور اہل فقر کا ملک ملک نہیں ہے ملک

اللہ کا نام ہے کہ ملک ملک دنیا کو چھوڑتا ہے اور اللہ کی طرف منہ رکھتا ہے کیونکہ ملک

ملک شرک ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :-

لَا يَمْدُكُونَ مِنْهُ خَطَابًا

وہ مالک نہیں ہوتے اس کے خطاب کے۔

ملک ملک ہے جُدا فقیر کو جو دے وہ خدا ہے

فقر ما تحرق مردم از فقر

فقر طالب نیست دنیا سیم و زر

فقر کو میں نے فقر سے جدا دیا ہے کیونکہ فقر دنیا کے سونے چاندی

کا طالب نہیں ہوتا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

الدُّنْيَا لِلسَّلَاطِينِ وَالْكَافِرِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ

وَالْمَسَاكِينِ۔

دنیا بادشاہوں اور کافروں کے لیے ہے اور عاقبت اہل تقویٰ

کے لیے اور مساکین کے لیے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :-

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَ فَإِنَّكَ الَّذِينَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ

اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَ

الصَّالِحِينَ وَحَسَنَ أَوْلِيَّكَ سَافِقًا۔

جو اللہ ورسول کی اطاعت کرے گا پس وہ ان لوگوں کے ساتھ ہے

کہ جن پر اللہ نے انعام کیا کہ وہ نبی اور صدیق اور شہید اور صالحین ہیں
اور یہ بہتر ساتھی ہیں۔

یہ رفیق حق کی توفیق ہے اور طاعت توفیق فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے
ہیں اور وہ محض عطا ہے جس کو چاہے اللہ تعالیٰ اعطا فرمائے اور یہ تمام مہربانی حضور
نبی پاک صاحب لولاک احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء کی ہے۔ اللہ
تعالیٰ ہی توفیق عطا کرنے والا ہے۔

فقر فخرے انبیاء و اولیاء
فقر فخرے را چہ داند پُر ہوا
فقر پر انبیاء اور اولیاء نے فخر کیا ہے۔ فقر کے فخر کو نفسانی خواہشات
والا کیا جان سکتا ہے۔

جب تک تو اپنا قدم ہو سے اٹھائے گا ہوا پر نہ رکھے گا
اے طالب ترا گر بہشت آرزو است
مرد در پے آرزوئے ہوا
اے طالب اگر تجھ کو جنت کو آرزو ہے تو تو آرزو اور نفسانی
خواہش کے پیچھے لگا ہوا ہے۔

اے مردِ فہیم جاننا چاہیے کہ دنیا کو ترک کرنا بہت بڑی سنت ہے۔ خدا سے ڈر۔
اللہ سے پناہ مانگتا ہوں شیطانِ رجیم سے۔ شروع اللہ کے نام سے جو رحمن و
رحیم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے۔

أَلَمْ عَمَدًا إِلَيْكُمْ يَبْنِي أَدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدَ الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ
عَدُوٌّ مُّبِينٌ. وَإِنْ أَعْبُدْ وَنِي هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ.

کیا میں نے تم سے اقرار نہیں لیا تھا کہ شیطان کو مت پوجو۔ اے اولاد
آدم! بیشک وہ تمہارا دشمن ہے اور مجھ کو پوجو کہ یہ صراطِ مستقیم ہے۔

ہاں جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ کو اعتقاد سے جانتا ہے اس پر شیطان غالب نہیں
ہے۔ اللہ کے طالب اللہ کے ساتھ ہیں۔ فقیر کو یہ مرتبہ نصیب ہوتا ہے بعض فقیر
مباحب توفیق اور بعض حق کے رفیق اور بعض خاص الخاص طریق اور بعض ہر دم موج
مارتے ہیں جیسا کہ دریا کے عمیق اور بعض اللہ میں مشغول دائمی طور پر غریق اور بعض
مخلوق سے دور اور بعض استدراج رکھتے ہیں وہ اہلِ زندقہ ہیں اور بعض محقق
حقیقت اور معرفتِ خداوندی میں بالتحقیق فقیر تحقیق علیہ بعینہ عفو عیاذاً باللہ۔

پانچ عین

یاد رہے کہ فقیر مندرجہ ذیل پانچ عین سے ثابت ہوتا ہے :-
فقیر کا پہلا عین :- عبادتِ خداوندی سے۔
فقیر کا دوسرا عین :- اللہ تبارک و تعالیٰ سے۔
فقیر کا تیسرا عین :- عفو عیاذاً باللہ سے۔
فقیر کا چوتھا عین :- عارف باللہ سے۔
فقیر کا پانچواں عین :- عاقبتِ باخیر حق میں مستقر ہے۔

شد تجلی از حقیقت بر دلم انوار شد
 ہم جلس یا محمد ہم مجلس چار شد
 حق تعالیٰ کی طرف سے میرے دل پر انوار کی تجلی ہوتی تو میں محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم اور چار باروں کا مصائب پاس بیٹھنے والا ہو گیا۔
 جلوہ زان نور ذاتی عارفان راشد نصیب
 جاودانی گشت روشن معرفت اظہار شد
 اس کے ذاتی نور کا جلوہ عارفوں کو نصیب ہوتا ہے اس کا دل ہمیشہ
 ہمیش روشن رہتا ہے اور معرفت ظاہر ہوتی ہے۔

کور چشمے اہل ظلمت منکر از نور خدا
 نور حق را کے بہ بیند اہل ناری خوار شد
 اندھا اندھیروں میں رہنے والا خدا کے نور کا منکر ہوتا ہے اللہ کے نور
 کو دوزخی کب دیکھ سکتا ہے ذلیل ہوتا ہے۔

مردہ نفسے زندہ دل در خواب بیند مستدام
 مردہ دل زان بے خبر و ان زندہ دل بیدار شد
 جس کا نفس مردہ اور دل زندہ وہ خواب میں ہمیشہ اس کا دیدار کرتا ہے
 مردہ دل اس سے بے خبر ہے اور زندہ دل اس سے بیدار ہو جاتا ہے۔
 باہواں را کے تو اند بست صورت بے مثال
 عارف غواص وحدت طالب دیدار شد

نفسانی خواہشات کے ساتھ اس بے مثال کا دیدار تو کب کر سکتا ہے
عارف و وحدت کے دریا میں غوطے کھا کر دیدار کی طلب کرتا ہے۔
طالب دیدار صدق کی راہ سے ہوتا ہے اور طالب دنیا مردار کی طلب کرتا
ہے۔ اور مردار ہے۔ پس اہل دیدار اور اہل دیدار کی درستی نہیں آتی۔ ارشادِ
باری تعالیٰ ہے :-

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ۔

اللہ تمہارے ساتھ ہے جہاں تم ہو۔

حق کے خاص ہمیشہ حافظِ حقیقی کی حفاظت میں رہتے ہیں اور دوام ہم صحبت
ہیں۔ ارشادِ ربّانی ہے فَاذْكُرُونِي أَذْكَرْكُمْ وَأُنْمِي طُورًا بِرُحْمٍ وَأَنْ يَكُونَ لَكُمْ
نَفْسٌ أَمَارَةٌ أَشْرًا مِنْ لَدُنْهِ سَبْعِينَ مِائَةً أَلْفًا نِسْفًا۔

حدیثِ قدسی میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :-

أَنَا جَلِيسٌ مَنْ ذَكَرَنِي لِإِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

میں اُس کا جلیس ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
محمد اللہ کے رسول ہیں۔

کمالِ فقرِ محمدی کی راہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عطا ہوئی اور مرتبہ صحابیت اور مرتبہ
فقر صحابہ کرام سے معلوم ہونا چاہیے چار پیر یہ ہیں :-

صدیقِ صدق و عدل عمر پیر حیا عثمان بود

گوئے فقرش از محمد شاہ مردان یافت زور

صدیق کو سچائی اور عمر کو عدل اور عثمان کو حیا تھی اور فقر کی گیند محمد صلی اللہ
علیہ وسلم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پائی۔

جاننا چاہیے اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ولایت فقر محمدی و
اشخاص کو حاصل ہوئی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ
نعمان بن ثابت کہ دنیا سے فارغ تھے۔ چنانچہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
نے ستر (۷) برس تک نماز قضا نہ کی اور ہوا کو پاؤں کے نیچے ڈال دیا اور اللہ تعالیٰ
کی رضا پر راضی رہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

سَتَفَرِّقُ أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي ثَلَاثَ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً اِثْنَانِ
وَسَبْعُونَ مِنْهَا لَكَّةُ وَوَاحِدَةٌ مِّنْهَا نَاجِيَةٌ

عنقریب میری امت میرے بعد تہتر فرقہ میں بٹ جائے گی۔
بہتر ناری (جہنمی) اور ایک نجات یافتہ ہوگا۔

اور تمامیت فقر محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حضرت سیدہ فاطمہ زہراء زاہدہ
عابدہ طیبہ طاہرہ ساجدہ ولیہ اور حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پہنچی اور
بجز آپ کے دوسرے کو نہ ملی۔ اور فقر کی بُو سے فقیر مست حیران بے قرار اور
بے جمعیت ہوتے ہیں۔ اور اہل فقر کی بے قراری سے مخلوق کی جمعیت و آرام ہے
اور ان کے قدم کی برکت سے زمین قائم ہے۔ اور جس کو فقیر باطن میں صورت
دکھاتا ہے۔ دو جہاں اس پر مبتلا ہوتے ہیں اور جس پر فقیر باطن میں سایہ ڈالے
اُس کی برکت سے بادشاہ کو تخت ملتا ہے۔ اور جس سے فقیر باطن میں ملاقات
کرے وہ ذات خداوندی میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ نگاہ فقیر میں خاک اور
فدّہ برابر ہے۔ اور جس کا نصیب فقر کا ہو وہ فقر بارگاہ محمدی سے پاتا ہے۔ اور

کت شرع محمدی کو پاتا ہے اور دنیا کا طالب انبیائے کرام علیہم السلام کے
خلاف ہے۔

خلافِ پیمبر کے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
ہا انبیاء کے بتائے ہوئے راستہ کے خلاف چلا وہ تو ہرگز
منزلِ فراو پر پہنچ سکتا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-
أَلْفَقْرُ فَخْرِي سَابِقٌ أَلْفَقْرُ عَلَى سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ
فقیر میرا فخر ہے اور اسی سے تمام انبیاء پر فضیلت رکھتا ہوں۔
فقیر دریا نوش کے دل کے اندر کا دریا جوش مارے لیکن دل کے باہر اس کا شور نہ
جانے گا اور جو جوش میں وسیع جوصلہ نہیں رکھتا وہ خوش فروش ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-
لَوْلَا الْفُقَرَاءُ لَمَرَدَكَ الْأَغْنِيَاءُ
اگر فقیر نہ ہوتے تو امیر ہلاک ہو جاتے۔
اور جو فقیر شریعتِ مطہرہ کے خلاف کرے وہ استدراج ہے اور لَأَفَّ الْفُقَرُ
سَوَادُ الْوَجْهِ فِي الدَّارَيْنِ۔ اس کے معنی یوں ہوتے ہیں کہ نہ علم ہے نہ
عقل ہے نہ تقویٰ ہے نہ دین مثل کافر فقیر کے کہ نہ دنیا ہے نہ دین ہے۔
ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

مَنْ تَزَهَّدَ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَهُوَ يَحْتَجُّ فِي آخِرِ عُمُرِهِ أَوْ مَاتَ كَافِرًا

جو بجز علم زہد کرے پس وہ آخری عمر میں دیوانہ ہو گا یا کافر مرے گا۔

توبۃ النصوح

یاد رہے کہ وجود میں اللہ کا نام ذکر کے سبب سے قیام کرے گا۔ کبر، علم ظاہر اور علم باطن اسم اللہ کی برکت سے واضح ہوتا ہے اور وجود میں روح قافی صاحب کی متلاشی ہو اور دل یعنی مفتی صاحب فتویٰ اور چور نفس کو قید کریں اور توفیق خداوندی نفس کے ساتھ مدعا علیہ ہو اور اعضاء ایک دوسرے کے لیے محاسبہ کے لیے بلکہ نفس کے وجود سے گواہ نہ پیدا ہوں۔ چنانچہ دو آنکھیں دو کان نہیں سنتے لغو اور جھوٹ اور ایک زبان لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مِنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَ قَالَ صَوَابًا۔ اللہ کے حکم کے بغیر وہ بات نہیں کرتے اور کہتے ہیں صواب۔ اور دو ہاتھ اور دو پاؤں وَ تَكَلَّمْنَا أَيُّدِيهِمْ وَ تَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ اور دونوں ہاتھ کلام کریں گے اور پاؤں گواہی دیں گے جو وہ کرتے تھے اس حساب سے۔ میں نفس اتارہ مسلمان ہوتا ہے اور معصیت سے تائب ہوتا ہے اور باز آتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا

اے ایمان والو! اپنے رب کی طرف توبۃ النصوح کرو۔

علم باطن مثل مسکہ علم ظاہر مثل شیر

کے بود بے شیر مسکہ کے بود بے شیر پیر

باطنی علم مکھن کی مثل اور ظاہری علم دودھ کی مثل ہے۔ تو بغیر دودھ کے مکھن کب ہوتا ہے اور بغیر پیر کے پیر کیسے ہر سکتا ہے۔

دنیا اور دنیا والے لوگوں پر ظلم کرنے والے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔
وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ
اور ظالموں کی جانب مت جاؤ تمہیں آگ اچک لے گی۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمُ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ
حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ
مُبْلِسُونَ۔

پس جب کہ بھول جائیں گے وہ اس چیز کو کہ یاد دلائی جائے گی
ہم ان پر دروازے کھولیں گے حتیٰ کہ وہ اس سے خوش ہوں گے
جو چیز دی گئی۔

اور دنیا کی نعمت کھانے سے وہ پوچھیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

ثُمَّ لَتَسْأَلَنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ

پھر سوال کیے جائیں گے وہ آج کے دن نعمتوں سے۔

چنانچہ زمین سے مغز تخم سے درخت نکلتا ہے اور جانا چاہیے کہ پتہ بھی درخت
سے نکلتا ہے اور شاخ بھی نکلتی ہے اور پھل بھی نکلتا ہے۔ ایسے ہی ولی اللہ
کو ہر علم اور ہر معرفت اور ہر مقام اور کشف کرامات ذاتی صفاتی اسم اللہ کی برکت
سے اور اسم اللہ سے دل کھلتا ہے۔

اقسام ولایت

یاد رہے کہ ولی بھی دو اقسام میں منقسم ہیں جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

السَّعِيدُ مَنْ سَعِدَ فِي بَطْنِ أُمَّهِ وَالشَّقِيُّ مَنْ شَقِيَ فِي بَطْنِ أُمَّهِ -

سعید ماں کے پیٹ میں ہی سعید ہوتا ہے اور شقی ماں کے پیٹ میں شقی ہوتا ہے۔

اس لیے کسی ولی اللہ کو جاہل نہیں کہہ سکتے۔ ارشاد گرامی ہے :-

مَا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلِيًّا جَاهِلًا

از روئے ولایت جہالت کو قبول نہیں کرتا۔

یہ پہلا ولی ہے جو مادرزاد ولی ہوتا ہے یعنی ماں کے پیٹ سے ہی ولی اللہ بن کر آتا ہے جو تمام علوم کا عالم ہوتا ہے۔ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہوتی۔ اس کا نہ بولنا بھی از روئے رحمت ہوتا ہے۔ اُسے علوم ظاہریہ اور علوم باطنیہ دونوں قسم کے حاصل ہوتے ہیں (عارف نوری)

دوسرا ولی وہ جو دعوت بیعت کر کے سکھایا پڑھایا جائے مجاہدہ و مشاہدہ کے ساتھ ریاضت کرتا ہے۔

اقسام طالب

یاد رہے کہ طالب بھی تین اقسام میں منقسم ہے :-

پہلی قسم : طالب دنیا ہے۔

دوسری قسم : طالب عقبی ہے۔

تیسری قسم : طالب مولیٰ ہے۔

ہر ایک قسم کے طالب کو مرشد طریقت سے پہچانتا ہے۔ جو مرشد پہلے دن طالب الہی کو اللہ کے ذکر میں اللہ کے نام کے ساتھ مشغول کر دے۔ اگر طالب الہی خواب یا مراقبہ میں حیوانات دیکھے تو معلوم کرنا چاہیے کہ اس کے نصیب میں دنیا کے مراتب ہیں کہ حیوانا مطلق ناسوت ہے اور جو باغ و بہار اور صورت خورد و قصور دیکھے اور ملاقات کرے یہ طالب مولیٰ ہے اس کے نصیب میں مولا ہے۔ آخر اس کے نصیب میں مولا کی طلب دنیا اور عقبی کی طلب ہوگی۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

فقیر کسی کا محتاج نہیں ہوتا

جاننا چاہیے کہ عارف باللہ اگرچہ فقر و فاقہ سے جاں بلب ہوں اور جان سے بے جان ہوں مردہ ہیں مگر دنیا والوں کے دروازوں پر قدم نہیں لے جاتے۔ حکیم کا فصل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ اگر اہل دنیا کے دروازے پر بھی گئے ہیں تو اُسے اللہ کی طرف لائے ہیں۔ جس نے اولیائے رُحمن کو پہچانا اُس نے دنیا کو نہیں پہچانا اور جس نے شیطان کو پہچانا دنیا کی محبت کے ساتھ۔ جیسا دنیا کی شاہنشاہیت حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے ترک کی اور اللہ کی طرف توجہ کی۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اور ولایت مرشد سے کامل ہدایت پائی۔ یہ ولایت محتاج درویش کی ہے کہ ثبوت اور طمع کے طور پر نذرانہ وصول کرے۔

زمین بر ناخن است در چشم درویش
 نہ بیند ہر خزان در نظر خویش
 درویش کی آنکھ میں زمین اس کے ناخن پر ہوتی ہے۔ وہ اس کے
 خزانوں کو اپنی نظر سے بھی نہیں دیکھتا ہے۔

فقیر اللہ کے سوا کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ رنج کو فقیر گنج عزیز جانتے ہیں اور دنیا
 کا خزانہ نہیں لیتے۔

اقسام الہام

جاننا چاہیے کہ علم ایک لفظ ہے جس کے معنی جاننا اور واقفیت کے
 ہیں۔ اے جدائی حرف دال۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی متداول وحی کی سماعت اور
 حضور نبی پاک صاحب لولاک احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء کو پیغام
 دال پہنچایا ہے۔ اور دال کلام اللہ کی دلالت کرنے والی ہے اور کلام اللہ غیر
 مخلوق، بے صورت اور بے آواز ہے۔ اور نیز دال دلالت کرنے والے وعدہ
 وعید اور نبیوں کے قصے امر بالمعروف اور نیز علم کی دلالت کرنے والی ہے بہر حال
 بہر حال اور بہر حال اور بہر احوال مخفی اور ظاہر اور شب و روز معرفت خداوندی کے
 مراتب انبیائے کرام، اولیائے عظام سے وصال خداوندی کی کیفیت۔ پس علم
 دال بیناں اور پیغام وحی انبیائے کرام اور رسولان عظام پر لے جاتا ہے اور
 اولیاء اللہ کا الہام ہے اور الہام چھ اقسام میں منقسم ہے :-
 ۱۔ آگے کا الہام۔

۲۔ پیچھے کا الہام۔

۳۔ سیدھے کا الہام۔

۴۔ اُلٹے کا الہام۔

۵۔ اوپر کا الہام۔

۶۔ نیچے کا الہام۔

پس جو الہام پس پشت سے ہوتی ہے وہ الہام نفس کی بدخصلتی ہے کہ جاتی چور ہے اور جو اُلٹی جانب سے آتی ہے وہ عالم غیب جنونیت سے ہے یعنی جن، دیو، پری، اور جو سیدھے ہاتھ سے آئے اور نیچے سے پیدا ہو یہ موکل فرشتہ ہے یا اولیاء اللہ کی ارواح اور جو آسنے سامنے ہو وہ انبیائے کرام، صوفیائے کرام، صحابہ کرام سے ہے اور جو دونوں جانب سے آئے وہ دل سے ہے وہم و خیال کی طرح یا بے آواز دلیل اور بے صورت دل سے چمکتی ہے۔ اور صورت کی صورت بستہ نہیں ہوتی اور ہاتھ سے بات تحقیق دل سے پاتا ہے اور جیسا کہ باطن معلوم ہوتا ہے۔ ظاہر ہو یہ الہام معرفت، قدرت، علم، ارادہ غیبی اور فتوحات لاریبی عطا ہو بارگاہ خداوندی سے اور اس راہ باطنی سے ناقص اہل حجاب بے معرفت خداوندی کو آگاہی نہیں ہے کہ ظاہر کے ساتھ آدمیت کو پسند و نصیحت ہے۔ اور اپنے نفس کے ساتھ خطرات و نصیحت میں ہے۔ پس مجلس اہل فیض فضل اللہ فیصلت اور اہل حیض نصیحت اسے نہ آئے۔ اور یہ مراتب مقام فقیری ہے۔ اس پر غور نہ کر کہ مقام الہی اور قرب وصال کا مقام آگے ہے۔ حضور خاص الخاص نور جو انانیت سے الگ ہے اس کا

مقام ہر دم زیادہ ہے۔ اس لیے کہ جس نے مقامِ الہام میں اور کشف و کرامات کے ساتھ ہمیشہ قرار پکڑا اور رجوعاً خلق میں جمعیت پکڑی اس کو خلقِ صاحبِ عزت و عظمت و حرمت و کرامت جانتے ہیں اور مخدوم کہتے ہیں۔ وہ مخلوق کی قید کشف و کرامات کے ساتھ بند ہو گیا صاحبِ مخدوم معرفتِ مولیٰ سے باز رہا کہ مخلوق کے درمیان کشف و کرامات اور معرفتِ مقامِ فنا فی اللہ کے ایک لاکھ ستر ہزار مراتب ہیں بجز تصرفِ دل اور کشف و کرامات اور مخلوق کی قید سے ان مقامات کو طے نہیں کر سکتا اس لیے کہ مقاماتِ محبت، طلبِ مطلوبِ معرفتِ خداوندی لامتناہی بے پایاں ہے کہ زندگی اور موت میں ہزاروں مقامات ایک دم میں طے کرتا ہے۔ اور ہر مشاہدہ کے مقامات ترقی درجات میں زندہ اور قائم ہوتے ہیں۔ محبت اور طلبِ مطلوب کے ساتھ خاص دلیل دوامِ اربابِ ربِ خلیل کے ساتھ مثلِ خلقِ خلیل کے قربانِ جان اور فرزندِ قربانی دیتا ہے۔ اور محبتِ آگ کی گلزار میں جلتا ہے اور وہ برکت سے کلمہ طیبہ کے گلزار ہوتی ہے۔ جو اس صفت سے موصوف نہ ہو اس کی محبت اور طلب کا دعویٰ زکریٰ اور یہ مراتب خاصانِ خدا کے ہیں۔

اخلاص کیا ہے؟

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-
 مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ خَالِصًا دَخَلَ
 الْجَنَّةَ بِلا حِسَابٍ وَلَا عَدَّابٍ قِيلَ وَمَا إِخْلَاصُهَا قَالَ أَنْ

يَصْجُرُ عَنِ الْحَارِمَةِ۔

جو شخص نہایت اخلاص سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے وہ بہشت میں بغیر حساب و کتاب داخل ہوگا۔ دریافت کیا گیا اخلاص کیا ہے، فرمایا حرمت کو ترک کرنا۔

تفسیر چرخی سے منقول ہے جملہ دنیا کے خطرات رنج جانتا ہے اسی لیے فقیر دنیا کو نہیں لیتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنزِلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ۔

بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک ہر ایک علم قیامت کا ہے اور بارش کا اور جو رحم میں ہوتا ہے وہ جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ کیا کرے گا وہ کل اور یہ نہیں کہ وہ مرے گا۔ بجز اللہ تعالیٰ کہ وہ خبردار ہے۔ یعنی ہر چیز سے واقف ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

الْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْمَكَاشِفَةِ وَعِلْمُ الْمُعَامَلَةِ۔

علم دو علم ہیں۔ علم مکاشفہ اور علم معاملہ۔

لیکن بہتر یہ ہے کہ مکاشفہ کو چھپادیں اور شریعت میں کوشش کریں کہ یہ بھی مراتب ابتداء کے خام میں کشف۔ فقر کے لیے مکاشفہ کے لیے باطنی اس

آیت مذکور کو بالترتیب اسم اللہ شامل کر کے تصور میں پڑے اور نظر اللہ کے نام پر رکھے کہ کشف کلیہ ظاہر ہو اور ظاہر و باطن کی آنکھ ایک ہو یا الہام پیدا ہو یا حقیقت ماضی مستقبل کی خواب یا مراقبہ میں مشر و حجابے یہ عیب نہیں ہے اور نہ اس غیب پر یہ کہ طالب مولیٰ جو دیکھے کہے یہ حصہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہے کہ آئینہ دل صفا ہے۔ پس جو خدا کے حصہ پر تخیل ہو اور باز رکھے وہ مشرک و کافر، دشمن خداوندی اور ہدایت سے محروم ہے۔

ہر کرا مرشد نباشد پیشوا
 این کتابے بس بود رہبر خدا
 جس کا کوئی مرشد اور رہبر نہ ہو اس کو خدا تک رہبری کے لیے
 یہ کتاب کافی ہے۔

در مطالعہ باش دائم صبح و شام
 عارف باللہ شو با حق مدام
 ہمیشہ صبح و شام اس کے مطالعہ میں مشغول رہ تو تو عارف باللہ
 ہو کر ہمیشہ کے لیے اس کا ہو جائے گا۔

مطلق کافر کون؟

یاد رہے کہ اگر راہ باطن میں ذکر و فکر اور اللہ کے نور حضور اور مراقبہ و محاسبہ و محبت و معرفت مثل الہام اور دلیل و وہم اور مکاشفہ و شنضمیر، کشف القارب، کشف القبور اور بیت اللہ شریف ملائکہ، بیت المعمور اور قرب

خدا اور وصال حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء اور تجلیات اسم الہی اور برکت قرآن مجید اور آیت کریمہ یُوْمُنُوْنَ بِالْغِیْبِ جو کوئی غیب پر ایمان نہ لائے اور اس کے خلاف کرے مطلقاً کافر ہو جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا

اور ہم نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھا دیئے۔

گر نبودے وجود اصل خدا

کے رسیدے بنام وصل خدا

اگر اللہ کی ذات کا وجود نہ ہوتا۔ اللہ کا نام لے کر واصل باللہ کیسے

ہو سکتے تھے۔

ہر نبی و ولی کو ابتداءً علم لدنی ظاہر باطن روشن بے تعلیم و تعلم بحکم فعل الحکیم واضع ہوتا ہے کہ ہمارے نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتیلمات کی برکت و رحمت سے جو کوئی دونوں جہان کا مشاہدہ کرے تو اسے پڑھنے اور رقم کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :-

وَإِنَّا مِنَّا وَعَلَّمْنَاهُ مِنَّا

ہم نے ان کو اپنی رحمت سے اپنے پاس سے علم دیا۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :-

الَّذِينَ عَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَخَلَقُوا نَسَانَ عَالِمَهُ الْبَيَانَ

وہ نہایت ہر بان ہے کہ قرآن کو تعلیم کیا انسان کو پیدا کیا اور بیان سکھایا۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ
وَ أَجْرٌ كَبِيرٌ۔

تحقیق جو لوگ اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں غیب کے ساتھ ان کے
نیئے بخشش ہے اور بہت بڑا اجر ہے۔

اگر اللہ کی راہ میں حجت باطنی قرآن و حدیث اور بزرگوں کے قول اور مشاہدہ
اور الہام نہ ہوتا تو اس راہ کے تمام آدمی کافر ہو جاتے ہیں۔
ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

مَنْ نَظَرَ إِلَى الْفَقِيرِ يَسْمَعُ كَلَامَهُ يَحْشُرُهُ اللَّهُ تَعَالَى
مَعَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ۔

جس نے فقیر کی جانب نگاہ کی اور اس کا کلام سنا تو اس کا حشر اللہ
تبارک و تعالیٰ انبیاء و مرسلین کے ساتھ ہو گا۔

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند

آیا بود کہ گوشہ چشمتے بنا کنند

وہ لوگ مٹی کو اپنی نظر سے کیمیا بنا دیتے ہیں تو یہ بھی ممکن ہے

کہ وہ آنکھ کے اشارہ سے تعمیر نو کر دیں۔

نگاہ کیمیا کے اثرات

یاد رہے کہ نگاہ کیمیا وہ ہے کہ نگاہ کے ساتھ طالب کو پہنچ لے کشف و

کرامات اور سکروستی میں سرود کی جانب طالب الہی میل نہ کرے۔ حسن اور خطوہ
خال پر نہ دیکھے۔ علم کبھی اور علم رسمی سے گزر جائے اور تجلیات وصال میں ڈوب
جائے۔

الہام کا انکشاف

جاننا چاہیے کہ الہام کیا ہے؟ اور اس کی حقیقت کیا ہے؟ اور الہام
کے کہتے ہیں۔ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

إِلَٰهُنَّامُ الْقَاءَ الْخَبْرُ فِي قَلْبِ الْغَيْرِ بِدَا كَسَبِ

دوسرے کے دل میں خبر ڈالنا الہام ہے بغیر محنت کے۔

الہام چند اقسام میں منقسم ہے:

الہام کی پہلی قسم: الہام خداوندی ہے۔

الہام کی دوسری قسم: الہام مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ہے۔

الہام کی تیسری قسم: الہام صحابہ کرام ہے۔

الہام کی چوتھی قسم: الہام ازواج انبیاء ہے۔

الہام کی پانچویں قسم: الہام اولیاء رحمٰن ہے۔

الہام کی چھٹی قسم: الہام صفائے قلب ہے۔

الہام کی ساتویں قسم: الہام نفس ہے۔

الہام کی آٹھویں قسم: الہام روح ہے۔

الہام کی نویں قسم: الہام سرائے ذکر مخفی ہے۔

الہام کی دسویں قسم :- الہام شیطانی ہے۔

الہام کی گیارہویں قسم :- الہام بہشت ہے۔

الہام کی بارہویں قسم :- الہام ملائکہ ہے۔

اب ہر ایک کی تاثیر اور رغبت وجود میں معلوم کرنا چاہیے۔ الہام وحدت الہی کی علامت ہے اور پہلے الہام سے ہر روز اس کا دل میں محبت مولیٰ میں اضافہ کرتا ہے اور دین میں قوی ہوتا ہے۔ مخلوق سے محبت نہیں کرتا اور خیر کی صحبت کو قریب نہیں آنے دیتا۔

ہر کہ را از حق بدل الہام شد

راز رحمت معرفت پیغام شد

جس کسی کے دل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے وہ رحمت

کا راز اور معرفت کا پیغام ہوتا ہے۔

الہام کا نام ارحاق بھی ہے جو قبل از اعلان نبوت انبیائے کرام کو ہوتا ہے

اور ارحاق ربوبیت کا مقام ہے کہ حق سے رحمت کا نزول ہوتا ہے اور صاحب

الہام کو اہل عنقائے اکبر کہتے ہیں

ہر دل کہ باہوائے ہویت جمال یافت

عنقائے ہمتش دو جہاں زیر بال یافت

جس دل نے اپنی خواہش سے عنیت کا جمال حاصل کر لیا وہ عجیب

ہمت کا مالک ہے کہ دونوں جہانوں کو اس نے اپنے بازو کے نیچے پالیا۔

ہر جان کہ بابتلا و آلائش گرفت انس

از نعمت نعیم دو عالم ملال یافت

جس جان نے مصیبت اور پریشانیوں سے محبت کر لی وہ دونوں جہاں کی نعمتوں سے اُس نے رنج پایا۔

یہ مراتب بھی قلب صفا کے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ جس شخص کا چشم ظاہر سے اپنا جتہ نکل جاسا، نیرت کھتا ہے اور کہا کہ تو مجھ سے ہے یا میں تو جتہ لطیف نے جتہ سے جواب دیا کہ میں تیرا نفس ہوں۔ پھر یہ آدمی چاہتا ہے کہ نفس کو کھینچوں یا ماروں۔ نفس کہتا ہے کہ تو مجھے نہیں مار سکتا بلکہ میرا مارنا میرے خلاف ہیں اخلاص مع اللہ کے ساتھ۔

اقسام کشف

جب فقیر صاحب الہام اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کا خطاب قتال قتال ہے یعنی قاتل نفس تَقْتُلُونَ اَنْفُسَكُمْ اس مقام پر صاحب کشف ہوتا ہے۔ اور کشف مندرجہ ذیل چار اقسام میں منقسم ہے۔

کشف کی پہلی قسم، قلبی دل سے تعلق رکھتا ہے اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ اے اللہ میرا دل اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔

کشف کی دوسری قسم، روحانی غرق اور فنا کے نفس رکھتا ہے یعنی مَوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا یعنی مرنے سے پہلے مر جاؤ۔

کشف کی تیسری قسم، کشف نفسانی ذائقہ اور خواہشات سے تعلق رکھتا ہے یعنی کثرت ریاضت سے۔

کشف کی چوتھی قسم، کشف شیطانی معصیت و طمع سے تعلق رکھتا ہے۔

کثرت جاہ و حشمت سے آگاہ رہو کہ اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے ورنہ اللہ
تعالیٰ بے نیاز ہے۔ ۷

معتشوق و عاشق و عاشق ہر سہ یکے است اینجا
پوں وصل درنگنجد ہجران چہ شے است اینجا

عاشق معشوق اور عشق تینوں اس مقام پر یکجا ہیں۔ جب اس حالت
میں وصل کی گنجائش نہیں تو ہجر اس جگہ کیا چیز ہے۔

ہاں راز کی صاحب راز اختیار کرتا ہے اور جس کو راز قبول کرتا ہے وہ صاحب
راز ہوتا ہے ۷

یل بے زہر بدریا می رساند خویش را
شوق ہر دلہ کہ باشد زہر در کار نیست
پانی کا بہاؤ زہر کے بغیر بھی خود کو دریا میں پہنچا دیتا ہے جس دل
میں ذوق شوق اس کو زہر کی ضرورت نہیں ہے۔

جو مخلوق کی نگاہ میں دیوانہ ہے وہ نگاہ خداوندی میں یگانہ ہے ۷

ہر چہ از دیوانہ آمد در وجود

عضو فرماید ازال دیوانہ زود

دیوانہ اپنی حالت دیوانگی میں جو کچھ کرتا ہے اس دیوانہ کو بہت

جلد معاف کر دیا جاتا ہے۔

اصل کلید کون ہے؟

یاد رہے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہم السلام کی حقیقت یہ ہے کہ تین مرتبہ آنا

کہا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے عفو فرمایا۔ اور شیطان ایک انا سے مردود ہوا۔ عارف
باللہ اہل کلید ہیں۔ اہل تقلید سے صاحب حال مردہ دل غافل سب جان بے
باطن اور صاحب نفس امارہ بدحاصلت اور کمیائ نظر جس کو نوازے بیک نگاہ
اس کا مرتبہ اپنے برابر ہے ۵

اں است نظر زہ کہ بحق غرق می کنند

دل ہجر ہچو دریا در موج می زند

وہ نظر سنہری ہے کہ فنا فی اللہ کر دے۔ وہ بحالت ہجر دریا

کی طرح موجیں لیتا ہے۔

اس کو ریاضت اور چکھ کشتی کی کیا ضرورت ہے اور سالہا سال کی خلوت نشینی سے
ایک گھڑی غرق مع اللہ بہتر ہے۔ ریاضت راز کے لیے ہے اور طالب اللہ
باطن مہمور قرب مع اللہ کے ساتھ حضور میں مستغرق ہے۔

راز دار کون؟

یاد رہے کہ صاحب راز وہ ہے کہ جس سے کوئی وقت قضا اور فوت نہیں
ہوتا۔ ہر وقت نماز باراز اور راز با نماز ہے۔ صاحب مولیٰ بے نیاز ہے۔
جب اس کو نماز کا وقت آتا ہے۔ حضور باطن سے رخصت ہوتا ہے کہ جا
نماز پڑھو۔ معرفت خداوندی سلب ہو جائے گی۔ پس صاحب راز نماز
باجاماعت پڑھتا ہے۔

مرشد کامل صاحب راز وہ ہے کہ اللہ کے قالب کو بے ذکر و فکر

بغیر مجاہدہ دریا صحت یا تصور اسم اللہ کا بزمِ خ یا توجہ باطنی سے عارف باللہ اور حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی مجلس میں شامل کر دے اور آپ سے بیعت کرادے اور مرتبہ دلوادے۔ جو مرشد صاحب حضور طالب الہی کو حضور عالم میں سرور عالم کے پہنچادے کیا دشوار ہے۔

خشیت شیطانی

معلوم ہو کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء ہادی دو عالم اور رہبر کائنات ہیں اور حضور نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت خوش وقتی اور ایمان کی گواہی ہے۔

جاننا چاہیے اللہ رب العزۃ تبارک و تعالیٰ نے حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کے لیے پیدا فرمایا۔ پس شیطان کی قدرت ہے کہ خود کو ہادی کہے اور ہادی کی صورت و مثل ہو۔ شیطان سے کسی مسلمان کو ہدایت نہیں ملتی اور وہ ہدایت خداوندی اور اللہ کے نام سے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اسم پاک سے اس طرح ڈرتا ہے جس طرح کہ کافر کلمۃ طیبہ سے ڈرتا ہے۔

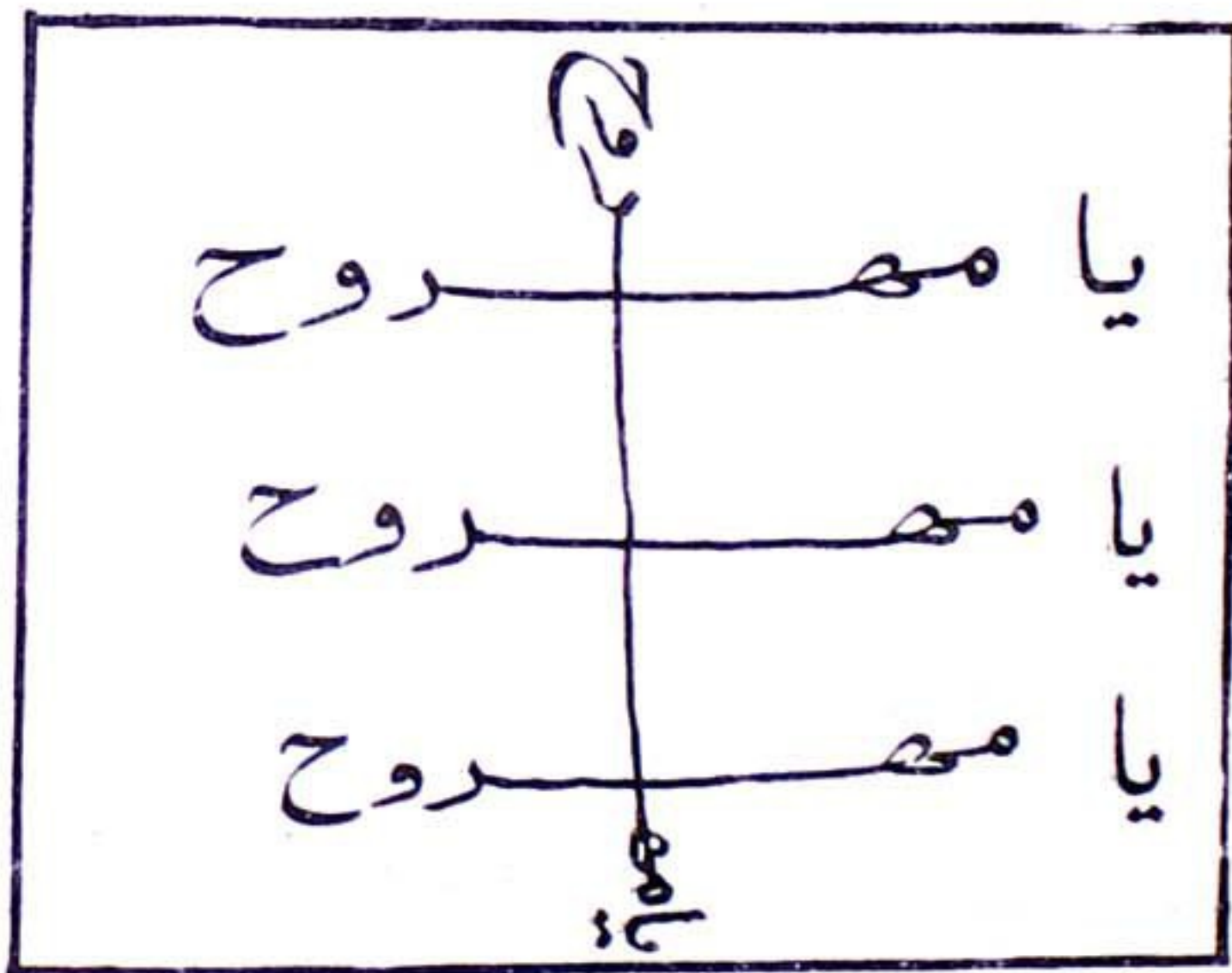
سات نشان

تحقیق حضور نبی کریم و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حضور نبی کے ساتھ مندرجہ ذیل سات نشان ہیں :-

پہلا نشان :- یہ کہ وجود مبارک کی خوشبو اس سے ہے کہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ

تعالیٰ اعنہا کو ملائکہ نے بصورت بشریت میں میوہ شجرۃ النور جنت سے لا کر کھلائے اور حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کا اصل وجود مبارک اسی نور کے درخت سے ہے۔ آپ منی سے تخلیق نہیں فرمائے گئے اسی لیے عرص و حسد آپ کی ذاتِ کریمہ میں نہیں ہے۔ پس جو آپ کو خاص الخاص سے دیکھے وہ آدمی خاص الخاص ہے۔

دوسرا نشان : یہ کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک میں ذکر سبحان ہے کہ اس سے شیطان بھاگتا ہے اور نیز وجود مبارک کی تشریح اور صورت مجلس کو شامل نبوی علی صاحبہما الصلوٰۃ والتسلیم سے تحقیق کرنا چاہیے۔ شامل نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نقل یہ ہے کہ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحم فرمانے والا اور نہایت مہربان ہے۔ آپ گندم گون تھے، پیشانی کشادہ دندان مبارک کشادہ بینی مبارک اونچی اور چشمان مبارک سیاہ تھیں۔ دائرہ مبارک کشادہ۔ ہاتھ مبارک لمبے۔ انگشتان مبارک باریک اور قد مبارک درمیانہ اور آپ کے جسم مبارک پر بال نہیں تھے مگر سینہ سے ناف تک ایک خط کشید تھا۔ مہربوت یہ ہے۔



ہر کہ بیند مہر وحی بر پشت ما
 بہ زبے مہر نبی مصطفیٰ
 جو کوئی میری کمر پر وحی کی مہر دیکھتا ہے۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی مہر نبوت اس سے بدرجہا بلند و بہتر ہے۔

دان مہر وحی نبوی شد ظفر
 ہر کہ را آرد شکست آن کافر شمر
 جان لے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وحی کی مہر و سید ظفر و کامیابی ہے
 جو کوئی اس میں شک کرتا ہے اس کا کافروں میں شمار کر۔

وجود انسانی کی کیفیت

جاننا چاہیے کہ وجود انسانی میں دل ہے اور دل میں قلب اور قلب میں
 سر ہے اور سر میں نام ذات باری تعالیٰ مرقوم ہے کہ اس سر سے مخروم و
 بے خبر فرشتہ ہے۔ پس مرشد کامل وہ ہے کہ اس کا طالب اللہ کے نام کو
 دل پر درست مرقوم دیکھے اور ظاہر کی آنکھ سے معائنہ کرے اور اسم اللہ کے
 ماہین پر وہ خناس اور وسوسہ و توہمات اور شیطانی خطرات اور نفسانی تجلیات
 کے غلبہ سے جل جائیں اور ذات خداوندی اور مجلس محمدی علیہ الصلوٰۃ و التعمیۃ
 جلد از جلد صوت دکھائے

فقیر عارف باللہ کون؟

جاننا چاہیے کہ علماء ہرگز عامل نہیں ہوتے جب تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام باطن میں سبق نہ دیں نہ وہ متقی ہوتا ہے۔ اگرچہ تمام عمر ریاضت کرے
مگر فقیر کامل نہیں ہو سکتا جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دست بیعت نہ
کرے اور اسم اللہ ذات تلقین نہ فرمائیں اگرچہ تمام عمر ضائع کرے اور علمائے
عامل اور فقراٹے کامل کو بارگاہ نبوی سے ہی حصہ ملتا ہے۔ اس حضور ہی کا گواہ
وہ ہے جو حضور ہی میں پہنچا دے اور جس کو حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ
افضل الصلوٰۃ والتسلیمات دریائے وحدت میں غوطہ دیں کہ غوث و قطب اس
سے دست بیعت کرتے ہیں اور اسے فقیر عارف باللہ کہتے ہیں۔

یاد رہے کہ اگر کوئی باطن میں مشاہدہ کی وجہ سے عرش پر نماز پڑھے یا لوح محفوظ
اس کی ظاہری آنکھ سے مطالعہ میں رہتی ہو یا حقیقت ماضی، حال اور استقبال
کی مشرور و خاکے اور انبیائے کرام اور اولیائے کرام کی ارواح سے ہاتھ سے
مصافحہ کرے اور ہر ایک کے نام کا علم ہو۔ یا ایک جسم سے ہزاروں جسم نکلیں
اور روئے زمین کے سجدوں میں پانچوں وقت جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے
پھر ایک جسم میں آئیں یا بارش کے وقت ہر مینہ کا قطرہ فرشتہ کے ساتھ جو زمین
لاتے ہیں اس کی گنتی میں ہو ہرگز معرفت تک رسائی نہیں حاصل کر سکتا
اس لیے کہ عارف باللہ ہمیشہ مجلس محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور میں غرق
ہے اور ان کرامات سے غنیو رہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہو س۔

اصل مقام

جاننا چاہیے کہ ہر مقام شریعت سے کھلتا ہے اور طریقت شریعت

میں آتی ہے۔ پس فقیر عارف باللہ صاحب شریعت کو کوئی مقام اللہ کے نام سے بہتر نہیں ہوتا۔ اگر تمام زمین، درخت، ریگستان اور آسمان کا غنہ بن جائیں اور تمام دریا اور کنوئیں سیاہی بن جائیں تو اب یا اللہ ایک بار کہنے کا نہیں نکل سکتا۔ اگرچہ قلم سرگرداں ہوں۔ پس تو اللہ کے نام کو کیا جانتا ہے کہ مردے قبر میں ہمیشہ کہتے ہیں۔ اے اللہ ہمیں زندہ کر تا کہ ہم دنیا میں جا کر پھر ایک بار یا اللہ کہیں۔

یاد رہے کہ اللہ کا نام قدر والا ہے اور قدرت تلاوت کلام اللہ اور فقیر عارف باللہ اور مجلس محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والشہادۃ مرنے کے بعد معلوم ہو گی۔

مَنْ رَأَى كَفْتِ آخِرِ مُصْطَفَى

چند باشی در حجاب اے پر ہوا

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر فرما ہی دیا کہ جس نے میری زیارت کی اُس نے اللہ کی زیارت کی۔ اے لفسانی خواہشا سے بھرے ہوئے کب تک پرے

سر کشف گفت است آخر پاک دیں

این سخن لعل است میدانی یقین

دین پاک رکھنے والے نے اپنے کشف کار از بیان کر دیا ہے۔ یہ بات

لعل کی مثل ہے تو اس کو یقین سے جان لے۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ كَوَاسٍ كِي نِيكٍ خَوَّادٍ بِدَخْلَتِ سَيِّدٍ نَاجِيَاتٍ هِيَ

فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ، سے رب پہچانا جاتا ہے۔ محبت محرومیت معرفت اور اس

نے وصال سے جس نے اپنے نفس کو پہچانا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

کی مجلس پاک میں منظور نظر ہوا۔ پس اس نے اپنے رب کو پہچانا۔ اور جس نے اپنے رب کو پہچانا وہ وحدانیت میں غرق ہوا۔

نبی کا منکر کافر ہے؟

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

مَنْ دَانِي فَقَدْ دَايَ الْحَقَّ لِأَنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ
بِي وَلَا بِالْكَعْبَةِ أَيُّ مُؤْمِنٍ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَأَى
تَحْقِيقًا لِأَنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَقْدِرُ عَلَى صُورَةِ النَّبِيِّ بَعِيْنِهِ
وَإِنْ تَصَوَّرَ عَلَى هَيْئَةِ شَيْخٍ كَامِلٍ وَلَا يَصِيدُ عَلَى
صُورَتِي كَعْبَةِ اللَّهِ فَمَنْ أَنْكَرَ رُؤْيَا النَّبِيِّ بِمُؤَافِقِ
وَمَنْ أَنْكَرَ النَّبِيَّ فَقَدْ كَفَرَ۔

جس نے مجھے دیکھا یقیناً حق کو دیکھا اس لیے شیطان میری مثل نہیں بن سکتا اور نہ کعبہ کے ساتھ اے مومن جس نے مجھے خواب میں دیکھا پس گویا حق تعالیٰ کو دیکھا اس لیے کہ شیطان کما حقہ نبی کی صورت کی قدرت نہیں رکھتا۔ اور اگرچہ کامل شیخ کی صورت پر متصوّر ہو جائے اور کعبہ کی صورت پر۔ پس جس نے رویت نبی کا انکار کیا پس اس نے نبی کا انکار کیا۔ اور جس نے نبی کا انکار کیا وہ کافر ہوا۔

حضور نبی کریم و ما ارسلناک الا رحمةً للعالمین علیہ افضل الصلوة والتسلیم کی مجلس

کے میں داخل ہونا بہت مشکل کام ہے لیکن خالق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہے
بجز اس کے مجلس محمدی میں پہنچنا نہایت مشکل ہے۔

نیسر نشان :- مجلس نبوی میں تلاوت قرآن ہے۔

چوتھا نشان :- مہربوت کا مشاہدہ کرنا۔

پانچواں نشان :- کعبہ اللہ میں موجود ہونا۔

چھٹا نشان :- حرم مدینہ میں ملازمت کرنا۔

ساتواں نشان :- جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مہرمان ہوں تو خدا بیدار فرماتے
ہیں جیسا کہ اس فقر پر عنایت ہوتی اور پھر فرماتے ہیں کہ تمہیں اجازت
ہے کہ مخلوق خدا کے ساتھ امداد کرو جس طرح کہ اس عزیز کو اجازت
ہوتی۔

پس جو کوئی ان سات مجالس میں حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ
والتسلیمات کی نوازشات پر شک کرے اور پریشان ہو کر شک میں پڑے
کافر ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔

ہر کہ بیند باطنی رو مصطفیٰ

واقف اسرار گردد از الہ

جو اپنے باطن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتا ہے وہ اللہ

کے اسرار کا واقف کار ہو جاتا ہے۔

اعتقاد صدق باید بر نبی

آں کریم و آں شفیع و آں سخی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سچا اعتقاد رکھنا چاہیے کہ وہ کریم ہیں شفیع
ہیں اور وہ سخی ہیں کہ جنہوں نے کبھی انکار نہیں کیا

انبیاء را کے شناسد جز خرا
یا شناسد آنکہ باشد اولیاء
انبیاء کے مرتبہ و مقام کو اللہ کے در اکون جانتا ہے یا اولیاء
اللہ پہچانتے ہیں۔

انبیاء را کے شناسد جز رسول
یا شناسد آنکہ باشد حق قبول
مقام انبیاء کو رسول کے سوا کون سمجھتا ہے یا وہ سمجھتا ہے جو
حق کو قبول کرتا ہے۔

اولیاء را می شناسد اولیاء
کوہ چشمے کے شناسد پر ہوا
ولی کو ولی پہچانتا ہے۔ نابینا کب پہچانتا ہے جو خواہش نفسانی
سے پر ہے۔

محرومیت کا راز

یاد رہے کہ مندرجہ ذیل سات آدمی حضور نبی پاک صاحب لولاک احمد
مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التعمتہ والثناء کی مجلس پاک سے محروم ہیں :-
پہلا آدمی :- بے نمازی اور تارک نماز جماعت۔

دوسرا آدمی :- بدعتی فقیر۔

تیسرا آدمی :- شراب پینے والا۔

چوتھا آدمی :- بے باطن عالم۔

پانچواں آدمی :- دنیا دار اور دنیا سے محبت کرنے والا۔ اگر مخلوق کی نظر میں غوث
و قطب کی طرح ہوں۔

چھٹا آدمی :- گانا سننے والا اور باتوں کی پوجا کرنے والا۔

ساتواں آدمی :- غیبت کرنے والا اور کفر کرنے والا۔

اور جسے یہ مجلس نصیب ہو اس کی بدخصلت نیک خصلت سے بدل جاتی ہے
اور اس کا خلق خالق محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے موافق ہو جاتا ہے۔ ارشادِ
نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

الْخُلُقُ نِصْفُ الْإِيمَانِ

خلق نصف ایمان ہے۔

اسم اللہ کی کمالیت

یاد رہے کہ اسم اللہ آئینہ کی طرح ہے۔ اس میں اٹھارہ ہزار عالم کا تماشا
دیکھا جاسکتا ہے اور ہر مقام کو تحقیق کیا جاسکتا ہے۔ اسم اللہ ایک راہ ہے لازماً

اس سے وصال ہوتا ہے مرشد کامل صاحب کمال سے

نگاہ جلوہ ذاتی بکن زباں بکشا

کہ در مشاہدہ دوست دم زدن غلط است

اس کی ذات کے جلوے پر نظر کر اور زبان کھول کہ جو اس کے
مشاہدے میں سانس لینا بھی غلطی ہے۔

یاد رہے کہ اللہ کا نام پاک ہے جو وجود میں قرار پکڑتا ہے۔ اس کی تاثیر ہوتی
ہے اور اس کے وجود کو بھی پاک کر دیتی ہے اور معظّم ہوتا ہے اور اس کی برکت
سے اولیاد ہو جاتا ہے۔

حیف باشد صورت کش آدم ترا
معنی شیطان شدہ ہمدم ترا
افسوس ہے کہ تیری صورت آدمیوں جیسی ہے مگر حقیقت میں تو شیطان
کا ساتھی و چیلہ ہے۔

دامن جاں برکش از آلودگی
نیست در آلودگی آسودگی
اپنی رُوح کے دامن کو ناپاکی سے دُور کر لے کیونکہ ناپاکی میں خوش
حالی نہیں ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-
مَنْ عَرَفَ اللَّهَ لَمْ يَكُنْ لَهُ كَذِبٌ مَعَ الْخَلْقِ
جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اس کو مخلوق کے ساتھ لذت نہیں ہے۔
حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قطب ربّانی شہباز لامکانی قدس سرہ النورانی
نے فرمایا :-

الْأَنْسُ بِاللَّهِ وَالْمُتَوَحِّشُ عَنِ غَيْرِ اللَّهِ - اللہ سے محبت اور غیر اللہ
سے وحشت و دوری اختیار کر۔

جو اللہ کے ساتھ محبت رکھتا ہے وہ مخلوق سے بجاگتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدارضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

اِخْوَانِ هَذِهِ الزَّمَانِ جَاسُوسُ الْعَيُوبِ
اس عہد کے لوگ عیوب کو تلاش کرنے والے ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

اَللّٰهُ نِيَا قَرْمُوسٌ وَخَوَانِئُهَا سِخَامٌ۔ فَمِمَّا وَا رَا لِي اللّٰهُ حَتْمًا
تَنْجُوْا مِنَ النَّاسِ۔

دنیا کمان ہے اور اس کے حوادث تیر ہیں۔ اللہ کی طرف کھباگو
تو لوگوں سے خلاصی پاؤ گے۔

ہر چہ باشد پسند خالق پاک

ورنہ باشد پسند خلق چہ پاک

جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے وہ پاک ہے ورنہ جو مخلوق کو پسند ہے اس
میں کیا پاکی ہے۔

کسی اہل دانش کا قول ہے:

فَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يَذْكُرْ اِسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهُ لَفِسْقٌ
جو اللہ کے نام کے بغیر ذبح کیا گیا اسے مت کھاؤ البتہ وہ فسق ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

لَا يَشْغَلُكُمْ شَيْءٌ عَنْ غَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ طَرْفَةَ الْعَيْنِ
انہیں بجز ذکر الہی کوئی چیز مشغول نہیں کرتی۔ آنکھ مارتے ہیں۔

یہ ذکر غیر مخلوق خفیہ ذکر سلطانی مستغرق نور اللہ کے ساتھ وصال ہے۔ یہ خفیہ ذکر
 زبان سے تعلق رکھتا ہے نہ دل، نہ رُوح اور نہ سہر سے۔ یہ ذکر نور الہی ہے اور اس
 ذکر سے حضور نبی پاک صاحب لولاک احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء کے
 طالب اس سے مسرور ہیں۔

ارشاد رب العالمین جل مجدہ الکریم ہے :-

ادْعُوا ذَبَابَكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً

رب تعالیٰ کو رو کر اور مخفی پکارو۔

قلب رفت و رُوح رفت و نفس رفت و باہوا
 در وجود ذکر وحدت غرق فی اللہ با خدا
 دل گیا رُوح گئی اور نفس اپنی خواہشات کے ساتھ فنا ہو گیا۔ ذکر کرتا
 ہوا مقام وحدت میں فنا فی اللہ ہو گیا۔

اس مقام کو عارف باللہ غرق کا نام دیتے ہیں۔

معرفت حق را بود با ہفت کام
 ہر یکے بگذار و بگذار از مقام
 اللہ کی معرفت سے سات مقصد حاصل ہوتے ہیں۔ ہر مقصد کو چھوڑ
 دے اور ہر مقام سے گزر جا۔

مقام طالب موصل اور مرشد واصل کا دونوں بے حاصل چونکہ فی اللہ سے جدا ہے
 حقیقت اور معرفت خداوندی سے الگ۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

السَّلَامَةُ فِي الْوَاحِدَةِ وَالْأَفَاتِ فِي الْإِثْنَيْنِ

وحدت میں سلامتی ہے اور دوئی میں آفات ہیں۔

مردِ غازی کون؟

حضور نبی کریم و ما ارسلناک الا رحمةً للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین
 احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے سلامتی اللہ تبارک
 و تعالیٰ جو لازوال ذات ہے اُس کی وحدانیت میں۔ ب اور بجز اللہ جو دیکھے تو
 آسمان سات زمین اور مخلوق کی جانب رجوع اور طلب طالب مرید کے لیے دنیا
 کی طمع ہے۔ یہ تمام راہزن و آفات و بلیات ہیں۔ کشف و کرامات ندامت ہیں
 اور اولیائے رحمن کی کرامات برحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف لے جاتی ہیں اور
 باطل سے دُور رکھتی ہیں۔ اے مردِ کامل کوشش کر کہ تو مردوں کے مراتب سے
 گزرے۔ حقیقت میں مرد وہ ہے کہ شب و روز لڑائی کرے نفس جو دشمن
 الہی ہے اور مردِ غازی وہ ہے جو ایک دار میں غیروں کا سرِ محبت کی تلوار سے
 کاٹے اور پریشانی سے بڈر ہو۔ یعنی کرامت سے استقامت بہتر ہے۔

زندیق کون؟

یاد رہے کہ فقیر اللہ کے نام سے زندہ ہے۔ اگر فقیر فقر میں ثابت قدم رہے
 تو صاحبِ راز ہو جائے۔ جو فقر سے اور اللہ کے نام سے پھرا اور استقامت کی طاقت
 لایا اور دنیا کی طرف راغب ہوا وہ چیل کی طرح مردار پر نظر رکھتا ہے اور دنیا و آخرت

میں خوار ہیں۔ اس کی آنکھ مرتبہ فقر اور سلطان الفقر پر نہیں پہنچتی کہ وہ طالب دنیا ہے بلکہ زندیق ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :-

فَاِذَا انْفَخَ فِي الصُّوْرِ فَلَا نَسَابَ بَيْنَهُمْ

پس جب صورت بھونکا جائے گا اس کو نفع نہ کرے گا۔

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقِ

بَعْدَ الْاِيْمَانِ .

بڑے لقب رکھو ایمان کے بعد فاسق نام بڑا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

من ابطاء عمله فلا ينفعه نسبه.

جس نے اپنے عمل کو گرا دیا نسب اُسے نافع نہیں رہے گا۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

ليس فخر المال انما الفخر بالعلم والادب

فخر مال کے ساتھ نہیں ہے علم و ادب کے ساتھ ہے۔

ورکیش جانفروشاں فضل و ادب برندیست

ایں جانب ننگنجد آنجا حسب نباشد

جانفروش عاشقوں کے مذہب میں فضل و ادب کو کوئی اہمیت نہیں ہے۔

اس جگہ نسلی افضلیت کا اعتبار نہیں ہوتا اس جگہ عظمت و بزرگی کا شمار نہیں ہوتا

مصنف کا قول ہے کہ انسانیت میں بزرگی وہ ہے کہ جسے اللہ و رسوا

صلی اللہ علیہ وسلم نے عزت دی ہے۔ پس صاحب عزت وہ ہیں جو مولیٰ کی طرف
منہ لائے ہیں اور دریائے معرفت میں غوطے کھائے ہیں اور خود کو سپرد الہی کیا
ہے۔ یہ گروہ اہل ایمان کا ہے۔ عزت و جاہ اور روزی کی طلب میں نہیں ہے۔
کسی دانش ور کا قول ہے:-

أَذَلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكٰفِرِينَ

دنیا میں مومنین کے لیے ذلت ہے اور کفار کے لیے عزت ہے۔
ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:-

الْمُؤْمِنُ تَمَامُ الْعَقْلِ دَائِمُ الْفِكْرِ قَلِيلُ الضَّحِكِ

کثیر البکاء من خشية الله تعالى قليل الاكل حسن

الخلق لطيف اللسان تارك الشهوات قاتل الهوا

مخالف الشيطان موافق الرحمن طالب العلم

ذاهد في الدنيا راعب في العقل ناظر الغرائب

مومن پوری عقل والا، ہمیشہ فکر کرنے والا، کم ہنسنے والا، کثرت

سے رونے والا، خشیت الہی سے کم کھانے والا، نیک عادت،

پاک زبان، نفس کی خواہشات کا تارک، ہوس و ہوا کا قاتل،

شیطان کا مخالف، رحمن کا موافق۔ دنیا میں متقی اور آخرت

کی طرف رغبت رکھنے والا۔ نادرات کا دیکھنے والا ہے۔

حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جب تک اپنی اولاد کو بیوڑ

کی طرح نہ کرے گا اور اپنے بیٹوں کو یتیموں کی طرح اور شب کو کتوں کی طرح

ٹی پر نہ سوئے گا۔ مردوں کی صف کی راہ میں نہ جائے گا امید نہ کر۔
 اے فسق و فجور کا ہر روزہ ما
 وے پر نہ حرام کاسہ و کوزہ ما
 اے شخص میرا ہر دن کا کام فسق و فجور ہے جیسا کہ میرا پیالہ اور برتن
 حرام سے بھریا ہے۔

می خند و روزگانہ می گردد عمر
 بر طاعت و بر نماز و روزہ ما
 زمانہ مجھ پر تمسخر کرتا ہے اور عمر گزرتی ہے۔ میری فرمانبرداری اور
 نماز و روزہ پر جو بیکار ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

اشغل قلبك باللہ بالكلمتہ ولولا تشغل قلبك باللہ
 لا تشتغل بالغموم والمهموم الدنيا۔
 اے کہ اپنے قلب اللہ تعالیٰ کی فکر کے ساتھ مشغول رکھو اگر اللہ
 تبارک و تعالیٰ کی جانب اپنا دل نہ لگائے گا تو تیرا دل دنیا کے
 غموں اور اندیشوں سے مشغول ہوگا۔

دل دنیا کے غموں کی طرف مشغول ہوا تو اللہ تعالیٰ سے دور ہو گیا اور جس کو
 ن، فرزند اور خور و نوش کا نعم دل میں پیدا ہوا اسے شغل باطن نہیں ہوتا کہ
 راب ہے اور خراب دل سے شغل باطن نہیں ہوتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا

جو میرے ذکر سے منہ موڑتا ہے تو اس کی روزی تنگ کی جاتی ہے۔
اور عیش تنگ کیا ہے کہ دل دائمی طور پر دنیا کے ساتھ مشغول ہو۔ جب دل میں
دنیا کا اندوہ و غم ہو تو دیو کا گھر بن جاتا ہے۔

مصنف کا قول ہے جو اللہ کے ذکر میں غرق ہوتا ہے کہ بجز مولیٰ کے دنیا
کے کسی مراتب پر راضی نہ ہو۔ اور دل کا ذکر ہر گناہ سے باز رکھتا ہے جیسا کہ
ناشائستہ اور نافرمودہ باری تعالیٰ۔ پس مردہ دل اللہ کے ذکر کو کیا جانے کیا
تو نے سنا نہیں کہ ملائکہ ہر شب کو منادی کرتے ہیں :-

لَهُ مَلَكٌ يُنَادِيهِ مَحَلِّ يَوْمٍ

لَدُوِّ لِمَوْتٍ دَابُّوَا لِلسُّخْرَابِ

ہر دن فرشتہ آواز دیتا ہے تو موت کے قریب ہے اور دیرانے

میں مکان بنا رہا ہے۔

اور دل کی زندگی اور ذکر حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ
والتسلیمات کی حضوری کے بغیر ثابت نہیں ہوتی۔

ترکِ دنیا اور حُبِ دنیا

یاد رہے کہ ایک شخص کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہدایت و توفیق کی راہ سے
اُس کے دل میں محبت، اخلاص، توحید اور اپنی یگانگی ڈالی اور اپنی طرف کھینچا
ارشاد گرامی ہے :-

جَذَبَةٌ مِنْ جَذَبَاتِ الْحَقِّ تَوَازِي عَمَلِ الثَّقَلَيْنِ.

اللہ کے جذبات میں سے ایک ایسا جذبہ ہوتا ہے کہ دونوں جہان کے عمل کے مساوی ہوتا ہے۔

وہ آدمی رحمن کا شاگرد ہوا اور جو کچھ ظاہر دنیا کا مال اور جنس رکھتا تھا سب فی سبیل اللہ صرف کیا اور گھر ویرانہ کر دیا اور سنت عظیم اور فرض مستقیم بجالایا۔ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

تَرَكَ الدُّنْيَا سَرَّاءً سُرَّ كُلُّ عِبَادَةٍ وَحُبُّ الدُّنْيَا
دَأْسٌ كُلُّ خَطِيئَةٍ.

دنیا کا ترک کرنا سراسر عبادت ہے اور دنیا کی محبت سراسر خطا ہے۔

جاننا چاہیے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش انبیائے کرام علیہم السلام حضرت آدم علیہ السلام سے حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تک ہوئے ہیں۔ تمام نے دنیا کو ترک کیا ہے۔ پس تو انبیائے کرام علیہم السلام کے خلاف کیوں کرتا ہے۔

حروفِ دنیا

لفظ دنیا مندرجہ ذیل چار حروف میں منقسم ہے :-

دنیا کا پہلا حرف : د ہے۔

دنیا کا دوسرا حرف : ن ہے۔

دنیا کا تیسرا حرف: الف ہے۔

حرف د سے دنیا داری نہیں رکھتے۔

حرف ن سے نافرمان فرعون کر دیتی۔

حرف می سے شیطان کا یار۔

حرف الف سے اظلم اور آدم کش بناتی ہے۔

اے احمق دنیا سے وہ ہر شخص الگ ہوتا ہے کہ دین ہاتھ میں لائے۔

حروف دین

لفظ دین بھی تین مندرجہ ذیل حروف میں منقسم ہے:

دین کا پہلا حرف: د ہے۔

دین کا دوسرا حرف: می ہے۔

دین کا تیسرا حرف: ن ہے۔

حرف د سے معرفت خداوندی کا دیدہ کھلتا ہے۔ اور مولیٰ پر دیوانہ

ہوتا ہے اور حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کا طالب

ہوتا ہے۔

حرف می سے اشد تعالیٰ کی یاری طلب کرتا ہے۔ اہل ایمان بھائیوں

اور اہل اسلام بھائیوں کے ساتھ۔

حرف ن سے نیت صفا خیر اندیش ہر امیر و فقیر کا جو دین کو ہاتھ میں لایا

دنیا کو ترک کرتا ہے اور دنیا کے خطرات سے فارغ ہوتا ہے اور مولیٰ کی طرف

مُنہ کر کے فقر کا لباس پہن کر اور صدقِ اعتقاد سے پر رکھ کر علیحدہ ہو جاتا ہے اسی دن
 اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو! ایک شخص مجھے دوست رکھتے ہوئے دنیا پلید
 اور مردار سے علیحدہ۔ انبیائے کرام و اولیائے عظام کی ارواح اور اٹھارہ ہزار
 عالم کو حکم ہوتا ہے کہ سب میرے دوست کی زیارت کے لیے آئیں اور سب آفرین
 کہیں اور جو آج خاکسار از لباس اس نے زیب تن کیا ہے اس لباس کو سب
 کے سب پہنو۔ یہ مراتب پہلے دن کو عطا ہوتے ہیں۔ ۷

خاکسار ان جہان را بحقارت ہنگر

تو چہ دانی کہ دریں گرو سوارے باشد

اس دنیا میں عاجزی کرنے والوں کو حقارت کی نظر سے مت دیکھ
 تجھے کیا معلوم کہ گرد و غبار میں اٹا ہو سوار مرد کامل ہو۔

۷ خاکسارم جاں سپارم جاں نثار

حق نگارم غرق وحدت اعتبار

میں عاجز ہوں جان کو اس کے سپرد کر دیا ہے اور جان کو نثار کر دیا ہے

میں حق کو محبوب رکھتا ہوں اور دریائے وحدت میں غرق ہونے کا اعتبار کرتا ہوں۔

جاننا چاہیے کہ مخلوق کی رجوعات اور مخلوق میں غوغا اور مرید ہونا۔ یہ

نگس و موردِ کامرتبہ ہے اس پر غرور نہ کر کہ قرب وصال اس سے بعید ہے ۷

از خلق حق حاصل نہ واصل کجا۔

خلق دنیا را ہزن است باسر ہوا

اچھے اخلاق سے حق تعالیٰ حاصل ہوتا ہے ورنہ واصل کب ہو سکتا ہے۔ دنیا

کی مخلوق ڈاکو ہے اور نفسانی خواہشات میں پھنسی ہوئی ہے۔

چار چیزیں

یاد رہے کہ فقیر چار اشیاء کو عزیز و لازم سمجھے :-

پہلی چیز :- قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔

دوسری چیز :- توحید میں غرق ہونا۔

تیسری چیز :- شب و روز نفس کا محاسبہ کرنا۔

چوتھی :- اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم سخن ہونا۔

یاد رہے کہ اہل حق ارشاد مرشد وہ ہے کہ اُس کے آگے قرآن و حدیث اور

تفسیر ہو۔ اور فقیر کامل اور فیض بخش خاص و عام ہو۔ اور اُس کے دائیں ہاتھ میں

فقہ اور کتب فقہ ہوں اور بائیں ہاتھ میں حفاظ کلام ربانی اور عارف باللہ جمع

فقر باطن صفاء مشغول اللہ صاحب استغراق ہوں اور پس پشت دنیا دار

ہوں جو اس مرشد ضعیف کے ساتھ ہوں تو پہلے طالب جب نظر کرتا ہے

تمام راہ دیکھتا ہے اور ایسے مرشد صاحب نظر ہوتے ہیں اور وجود میں اثر

تمام ہوتا ہے اور طالب باطل سے نکل کر اللہ تعالیٰ طرف آتا ہے۔ پھر چاہیے

طالب بالیقین مرشد سے تلقین طلب کرے۔ جب یقین حاصل ہو تو اُس کے

بعد تسلی مجموعہ بن خاطر ہو۔ اس کے بعد تعلیم دل سلیم ہو۔ اس کے مرشد دست بیعت

کرے اور تلقین کرے۔ اور تلقین چھ تلقین سے حاصل ہوں۔

۱۔ ترک ۲۔ توکل ۳۔ توحید ۴۔ تترجم

۵۔ تواضع ۶۔ تولا۔

برضا تمامیت فقراء اور معرفت الہی اسے فقر مطلق کہتے ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

الْفَقِيرُ قُوْتُهُ، مَا وَجَدَ وَ لِبَاسُهُ، مَا سَتَرَ وَ سَكَّتَهُ مَا جَلَسَ۔

فقر کا رزق وہ ہے جو مل جائے اور فقیر کا لباس وہ ہے جو ڈھانک

لے اور اس کا مسکن وہ ہے جہاں بیٹھ جائے۔

جو ان مراتب پر پہنچے دانا انسان ہو۔

حقیقتِ انسان

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

الْإِنْسَانُ حِكْمَةُ الْبَيَانِ

انسان بیان کی حکمت ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

الْإِنْسَانُ حِكْمَةُ الْحَقِيقَةِ

انسان حقیقت کی حکمت ہے۔

بغیر یقین کے تلقین بیکار ہے اور بے یقین تلقین سے باطنی پردہ نہیں کھلتا۔

یہ سچ علمے بہتر از تفسیر نیست

یہ سچ تفسیرے بہتر از تفسیر نیست

تفسیر قرآن سے بہتر کوئی علم نہیں ہے۔ کوئی تفسیر تفسیر سے بہتر

نہیں ہے۔

مرشد صاحب تفسیر اور تاثیر و شرف تفسیر کیمیا نظر کامل فقیر صاحب شرح مکمل
انسان صاحب احسان ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

أَلِدُنْسَانُ عَبْدُ الْإِحْسَانِ .

انسان احسان کا بندہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :-

هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانِ

احسان کا بدلہ احسان ہے۔

بچہ چب تو دیکھئے کہ دستِ راست میں مضطربانِ بالنعمة و سرود اور دستِ چپ میں
شرابِ اُم الخبائث اہل دنیا کی مجلس کے ساتھ اور حسن پرستی کے لیے مرد و عورت
اور پس پشتِ فقر ہے تو وہ شیطان ہے اور جو تمھیں دکھائے استدراج ہے
ایسے فقیر سے طالبِ خاص دو ٹکڑے ہوتا ہے۔

ارشاد گرامی ہے :-

مُوتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا

مرنے سے پہلے مر جاؤ۔

فنائے نفس اور اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَمُوتُوْنَ تحقیق اللہ کے دوست نہیں
مرتے :- بقا باللہ بروح اور دونیمہ سے طالب اللہ کے ساتھ الگ ہوتا ہے جاہل
کو اس حال سے خبر نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

اَعُوذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ .

میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں کہ عامل ہوں جاہل ابو جہل کی
طرح ہے۔ اس سے بات نہ کرو۔

آنچه از حق باز دارد جہل زشت
داں کہ با حق می برد علمے بہشت

جو علم اللہ سے دُور رکھے وہ بہت بُری بہالت ہے۔ جو علم اللہ کی معرفت
عنایت کرے وہ جنتی علم ہے۔

طالب علم بجز امتحان کے نہیں ہوتا۔ جو طالب مولیٰ کا ذاکر ہے سب سے
بہتر ہے۔ طالب فیصلت آثار قید میں لانا بہت مشکل ہے ورنہ ہزاروں جاہل
بیک نگاہ دیوانہ کرنا کیا مشکل ہے۔ آدمی تزکیۂ رُوح اور تصفیۂ قلبِ علم
سے نہیں ہوتا۔ کوئی راہ و سِلہ کی طلب کرنا چاہیے۔

مرد مرشد را طلب کن راہبر

تا دہد از حق ترا گلی خبر

مرشد کامل سے راہبری طلب کر تاکہ تجھ کو مکمل حق کی خبر
سنادے۔

اللَّهُمَّ اِدِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَاَسْرُرْنَا لِتَبَاعِهِ، اللَّهُمَّ اِدِنَا الْبَاطِلَ
وَاذْذُقْنَا اِحْتِثَابَهُ۔ اے اللہ ہم کو حق حقیقت میں دکھا اور اس پر پہننے کی توفیق
عطا کر۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

طَلَبُ الْخَيْرِ طَلَبُ اللَّهِ۔

بہتر طلب اللہ تعالیٰ کی طلب ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

ذِكْرُ الْخَيْرِ ذِكْرُ اللَّهِ -

بہتر ذکر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

مصنف کا قول ہے :-

ذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ مِنْ كُلِّ ذِكْرٍ -

اللہ کا ذکر سب سے بڑا ذکر ہے۔

اقسام ذکر

جاننا چاہیے کہ ذکر مندرجہ ذیل چار اقسام میں منقسم ہے :-

پہلی قسم :- جس ذکر میں سے آیات روشن ہوں۔

دوسری قسم :- جس ذکر سے مکاشفہ ہو۔

تیسری قسم :- جس ذکر سے تلبقات و درجات کا طے حاصل ہو۔

چوتھی قسم :- جس ذکر سے وحدت میں غرق ہو۔

ہر یکے ذکر سے کشاید ذکر ذات

ذکر دست ذکر سرور کائنات

ہر ذکر ذات کے ذکر کو جاری کر دیتا ہے۔ ہاتھ کا ذکر سرور کائنات

میں ہے۔

جس کے وجود میں ذکر سروری قرار پکڑے وہ ظاہر و باطن حضور سید

عالم نور مجسم شفیع معظم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیجۃ و التناذ سے ملاقات کرنے

اور حضور میں پہنچائے۔ اور جو شخص آپ کو حضور نبی کریم و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین
 علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے قبم مبارک پر نہ پہنچائے اُس کی پیروی نادرہ ہے اور جو
 اس صفت سے متصف ہیں اُن سے عاصد دیدہ حسد کا نہیں بند کر سکتے۔ آپ
 کی پیروی کے دوراہ ہیں جو ان راہ پر نہ چلے گمراہ ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

لَوْلَا الْحَسَدُ فِي الْعُلَمَاءِ لَصَادُوا بِمَنْزِلَةِ الْأَنْبِيَاءِ

اگر علماء میں حسد نہ ہوتا تو بمنزلہ نبیوں کے ہوتے۔

عالم کے وجود میں تین چیزیں ہوں :-

پہلی چیز :- حرص۔

دوسری چیز :- حسد۔

تیسری چیز :- کبر۔

تو وہ انبیائے کرام علیہم السلام کے وارث ہوتے۔

نمی ترسند عاشقانِ دائم

لَا تَخَافُونَ كَوْمَةَ لَائِمٍ

عاشق ہمیشہ کسی سے کبھی نہیں ڈرتے وہ ملامت کرنے والے کی

ملامت کا خوف نہیں رکھتے۔

فَفِضْرُوا إِلَى اللَّهِ كَوْشَايِدَ فِضْرُوا مِنْ اللَّهِ أَوْلَدَتْ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِنْ
 تَجْمُونِ كِي نَهْ حَكْمِي هِي۔ وَفِي أَنْفِكُمْ أَفَلَا تَبْصُرُونَ بِحِشْمِ بَاطِنِي نَهْ دِكْمَا هِي۔ اور مراتب
 كُنْ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ كِي نَهِي دِكْمِي هِي۔ اور جانبِ كَلُوا وَاشْرَبُوا رَأْسًا

تُسرَفُوا إِنَّ اللَّهَ يَحِبُّ الْمُسْرِفِينَ. حَبِّ دُنْيَا كِي طَرَفِ دَوْرے میں سے
 ماگلو پُر مشو کہ دیگ نہ
 آب چنداں مخور کہ ریگ نہ
 گلے تک پیٹ کو کھانے سے مت بھر کہ تو دیگ نہیں ہے پانی بھی
 زیادہ پی کہ توریت نہیں ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

مَنْ جَلَسَ مَعَ ثَمَانِيَةِ أَصْنَافٍ نَرَا دَهَا اللَّهُ تَعَالَى ثَمَانِيَةَ
 أَشْيَاءَ مَنْ جَلَسَ مَعَ الْإِمْرَاءِ نَرَا دَهَا اللَّهُ تَعَالَى الْخِرْمُ
 وَمَنْ جَلَسَ الْفُقَرَاءِ نَرَا دَهَا اللَّهُ تَعَالَى الرِّضَاءَ بِمَا
 قَسَمَ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ قِسْمَةِ الرِّزْقِ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ
 الْعَبِيَانِ نَرَا دَهَا اللَّهُ تَعَالَى اللَّحْوَ وَاللَّعِبَ وَمَنْ
 جَلَسَ مَعَ النِّسَاءِ نَرَا دَهَا اللَّهُ تَعَالَى الْجَهْدَ وَالشَّهْوَةَ
 وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الصَّالِحِينَ نَرَا دَهَا اللَّهُ تَعَالَى الرَّغِيثَ
 فِي الطَّاعَاتِ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الْعُلَمَاءِ نَرَا دَهَا اللَّهُ تَعَالَى
 الْوَرَعَ وَالتَّقْوَى وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الْفَاسِقِ نَرَا دَهَا
 اللَّهُ تَعَالَى الذُّبَّ وَالنِّسْيَانَ وَالتَّوْبَةَ وَمَنْ جَلَسَ
 مَعَ السَّكُوتِ نَرَا دَهَا اللَّهُ تَعَالَى الرَّحْمَةَ.

جو آٹھ قسم کے لوگوں کے ساتھ بیٹھے گا تو اللہ تعالیٰ اس میں آٹھ نصلتیں
 پیدا کر دے گا۔ جو امیروں کے ساتھ بیٹھے گا تو اللہ اس میں حرص پیدا کر دیگا

۲. جو فقیروں کے ساتھ بیٹھے گا تو اللہ اس میں رضا پیدا کر دے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ رزق تقسیم کرتا ہے۔

۳. جو بچوں کے ساتھ بیٹھے گا تو اللہ تعالیٰ اس میں لہو و لعب پیدا کر دے گا۔
۴. جو عورتوں کے ساتھ بیٹھے گا تو اللہ تعالیٰ اس میں شہوت اور کوشش پیدا کر دے گا۔

۵. جو نیکوں کے ساتھ بیٹھے گا تو اللہ اس میں نیکی کرنے کی رغبت زیادہ کر دے گا۔
۶. جو علماء کی صحبت میں بیٹھے گا تو اللہ تعالیٰ اس میں تقویٰ پر ہیزگاری پیدا کر دے گا۔

۷. جو فاسق کے پاس بیٹھے گا تو اللہ اس میں گناہ اور بھول پیدا کر دیتا ہے۔
۸. جو خاموش بیٹھنے والوں کے پاس بیٹھا تو اللہ اس پر اپنی رحمت زیادہ کر دیتا ہے۔

آدمیت کی اقسام

یاد رہے کہ آٹھ قسم کے آدمیوں کے پاس بیٹھنے سے آٹھ چیزیں حاصل ہوتی ہیں:-

۱. اُمر کے ساتھ۔
۲. حرص فقراء کے ساتھ۔
۳. رضا اُس رزق کے ساتھ جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کے مقدر میں لکھا ہے۔
۴. لڑکوں کے ساتھ کھیل کود۔

۵۔ عورتوں کے ساتھ جہالت و شہوت۔

۶۔ صالحین کے ساتھ رغبت فی الطاعات۔

۷۔ علماء کے ساتھ پرہیزگاری اور فاسق کے ساتھ گناہ۔

۸۔ توبہ سے نسیان اور سکوت کے ساتھ رحمت۔

ارشاد نبوی سلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:-

جَمُودُ الْعَيْنِ مِنْ قَسْوَةِ الْقَلْبِ مِنْ أَكْلِ الْحَرَامِ مِنْ كَثْرَةِ الذُّوْبِ
مِنْ نِسْيَانِ الْمَوْتِ. وَنِسْيَانِ الْمَوْتِ مِنْ طَوْلِ الْأَمَلِ مِنْ حُبِّ
الدُّنْيَا وَحُبِّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ.

آنکھوں میں آنسو آنال کی سختی اور حرام خوردگی اور گناہوں کی کثرت اور موت کو بھول جانے کی وجہ سے ہے اور موت کو بھول جانا طویل مصیبتوں میں ڈال دیتا ہے اور دنیا کی محبت پیدا کر دیتا ہے اور دنیا کی محبت کی وجہ سے تمام گناہ سرزد ہوتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ قرآن مجید فرقان حمید میں دنیا اور دنیا والوں کی کوئی عزت نہیں ہے۔ دنیا اور دنیا والوں کا تعلق تَدَلُّ مِنْ تَشَاءُ سے ہے۔ فقر اور اہل فقر کا تعلق تَعْدُّ مِنْ تَشَاءُ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

وَعِنْدَهُ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَإِيَّاهُ يَعْلَمُ مَا
فِي الْبُرُوجِ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنَ سَّمَاءٍ إِلَّا هُوَ يَعْلَمُهَا وَلَا حِجَابَ
فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ.

اس کے پاس غیب کی چابیاں ہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ہم جانتے ہیں جو کچھ خشکی میں ہے اور جو پتہ گرتا ہے وہ اس کو جانتا ہے کوئی دانہ ایسا نہیں جس کو وہ نہ جانتا نہ ہو چاہے وہ زمین کے اندھیرے میں ہو اور کوئی تر و خشک ایسا نہیں جو کتاب مبین میں نہ لکھا ہو۔

اس آیت مبارک کو جو شخص اسمِ اعظم کے ساتھ ملا کر پڑھے تو تمام بزدلیوں جو کچھ ہے اُس سے پوشیدہ نہیں رہے گا۔ مگر فقیر صاحبِ شریعت دیکھ کر چھپاتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ
وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ
اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ۔

فقراء کے لیے اے مہاجرین کہ نکالے گئے اپنے شہروں اور مالوں کو وہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور رضامندی حاصل کرتے ہیں اور وہ اللہ اور رسول کی مدد کرتے ہیں اور یہ لوگ صادقین میں سے ہیں۔

فقیر اصحابِ دستِ بیعت محبوبِ خدا خواجہ ہر دوسرا احمد مجتبیٰ حضرت محمد رسول اللہ علیہ التَّحِيَّةُ وَالسَّلَامُ ایک دوسرے سے اس دن سے ہیں۔ پس جو فقیر کا گلہ کرتا ہے گویا وہ خدا کا گلہ کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کا گلہ کرتا ہے اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیزار ہیں۔

حقیقی اندھا کون؟

علمائے کرام کا اکثر قول ہے کہ اس زمانہ میں فقیر ولی اللہ صاحبِ ولایت

روئے زمین پر کوئی نہیں ہے اور جو کہ علم فقہ اور مسائل پڑھ لیتے ہیں وہ ظاہر و باطن سے باخبر اور ولی اللہ مرشد ہادی سے نہیں ہوتے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَى فَصُوِّفِي الْآخِرَةِ أَعْمَى وَ
أَضَلُّ سَبِيلًا۔

جو یہاں اندھا ہے وہ وہاں بھی اندھا ہے اور راہ سے زیادہ گمراہ ہے۔

اے مادر زاد اندھے نئے تفسیر منیر کلُّ یومِہِ ہُوَ فِی شَأْنِ مِیْنِ بِلَانِ کِیَا گِیَا ہے کہ شب و روز کی ۲۴ گھنٹیاں ہیں اور ہر گھنٹری میں انیس ہزار آدمی پیدا ہوتے ہیں اور ہر سال میں ۶۹ کروڑ ۸۰ لاکھ ۶۰ ہزار آدمی پیدا ہوتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ۱۹ ہزار عاشق ذات اللہ وجود میں آتے ہیں اور جہان ان کی برکت سے قائم ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:۔

أَبْدَالُ أُمَّتِي أَرْبَعُونَ أَثْنَانِ وَعِشْرُونَ بِالشَّامِ وَثَمَانِيَةَ
عَشْرٍ بِالعِرَاقِ مَا مَاتَ وَاحِدٌ هُمْ الْوَبْدَالُ اللّٰهُ بِمَكَانِهِ
اخْرَفَا إِذَا جَاءَ الْأُمُومَاتُ الْكُلُّ۔

میری امت کے ابدال چالیس تن ہیں ہمیشہ رہتے ہیں چنانچہ بائیس ملک شام میں اٹھارہ عراق میں۔ جب ان میں سے ایک وصال کر جاتا

ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اپنی مخلوق میں سے دوسرے کو قائم کر دیتا ہے۔ پس جب تک قیامت آئے گی سب یکبارگی دنیا سے باہر جائیں گے۔

اولیاء اللہ کی تعداد

پس دیگر اولیاء اللہ کے تین سو پچاس (۳۵۰) آدمی اولیائے روز سے دائمی طور پر ہیں۔ اس عدد سے خالی نہیں ہوتے۔ چنانچہ تین سو ابطال، چالیس ابدال، اور سات سیاحت سے اور پانچ اوتاد سے اور تین اقطاب اور ایک غوث۔ پس یہ اولیائے رحمن کے مراتب معلوم ہوئے۔ کسی وقت میں ۲۵۶ تن سے جُدا نہیں ہوتے اور نہ کم ہوتے ہیں۔ ہر وقت ہر زمانہ میں زیادہ ہوتے ہیں۔ مرتبہ اول کے تین سو تن ہیں کہ ارباب سلوک کی اصطلاح میں انھیں ابطال کہا جاتا ہے اور خواہشات سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ مرتبہ دوم کے چالیس تن ہیں انھیں ابدال کہتے ہیں کیونکہ اخلاق ذمیرہ اخلاق حمیدہ سے تبدیل کرتے ہیں۔ مرتبہ سوم کے سات تن سیاحت کے ہیں اور یہ سیر و سیاحت میں رہتے ہیں اور مخلوق کی کار سازی میں حسب ارادہ حق مشغول ہیں اور ۳۴۷ تن سے ذکر کیا گیا۔ کسی کو درجہ ارشاد میں مقام نہیں ہے اور پھر دوسرے تن ہیں کہ صاحب ارشاد ہیں کہ ان کی حقیقت تجلیات ذاتیہ اور اسمائے صفاتیہ کے تحت میں مضحمل اور ناچیز ہوتی اور حضرت واجب الوجود نے مکمل ناقصین کے لیے کئی بار ان کو تنزل کر دیا اور ان کے مراتب میں بھی امتیاز ہے اول پانچ

تن میں کہ وہ اوتا وہیں اور تین اقطاب اور ایک قطب الاقطاب جو حضور علیہ
الصلوة والسلام کا جانشین ہے۔

ف مردان خدا کی حقیقت کا انکشا

حضرت عباس اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے
کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوة والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثُ مِائَةٍ كَفَرُوا قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَ أَرْبَعُونَ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ

سَبْعَةٌ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ

خَمْسَةٌ قُلُوبُهُمْ عَلَى جِبْرَائِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ ثَلَاثَةٌ

قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ مُيْكَائِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ رَجُلٌ

قَلْبُهُ عَلَى قَلْبِ إِسْرَافِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا حِلَّ قَلْبُهُ

عَلَى قَلْبِ إِسْرَافِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا مَاتَ الْوَاحِدُ

يُبَدِّلُ اللَّهُ مَكَانَهُ مِنْ ثَلَاثَةٍ فَإِذَا مَاتَ مِنْ ثَلَاثَةٍ

يُبَدِّلُ اللَّهُ مَكَانَهُ مِنْ خَمْسَةٍ فَإِذَا مَاتَ مِنْ خَمْسَةٍ

يُبَدِّلُ اللَّهُ مَكَانَهُ مِنْ سَبْعَةٍ فَإِذَا مَاتَ مِنَ الْوَالِدِينَ

فَإِذَا مَاتَ مِنْ ثَلَاثِ مِائَةٍ فَإِذَا مَاتَ مِنْ ثَلَاثِ مِائَةٍ

فَإِذَا مَاتَ مِنْ ثَلَاثِ مِائَةٍ يُبَدِّلُ اللَّهُ مَكَانَهُ

مِنْ عَامَّةِ بِيْتِهِمْ يَرْفَعُ اللَّهُ الْبَلَاءَ عَنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ

زمین میں تین سو آدمی ہیں کہ ان کے دل حضرت آدم علیہ السلام کی طرح ہیں اور چالیس آدمی ہیں ان کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہیں اور سات آدمی ہیں کہ ان کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح ہیں اور پانچ آدمی ہیں کہ ان کے دل حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرح ہیں۔ اور تین آدمی ہیں کہ ان کے دل حضرت میکائیل علیہ السلام کی طرح ہیں اور ایک ہے کہ اس کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کی طرح ہے۔ پس جب ایک وصال کرتا ہے تو ان تین سے اس کا مرتبہ پہنچتا ہے اور ان تین سے وصال کرتا ہے تو ان پانچ میں سے وصال کرتا ہے تو سات میں سے ایک کو اس کا مرتبہ پہنچتا ہے۔ اور جب سات میں سے ایک وصال کرتا ہے تو چالیس سے اس کو اس کا مرتبہ پہنچتا ہے۔ اور جب چالیس سے ایک مرتبہ پہنچتا ہے تو تین سو میں سے ایک کو اس کا مرتبہ پہنچتا ہے۔ قیامت تک ہرگز ان تین سو سے کم نہ ہوگا اور ان سے برکت سے امت سے بلائیں دور رہتی ہیں۔

اور تمام عمر علم پڑھنے سے بہتر ہے کہ سات دن مرشد صاحب ارشاد کی خدمت میں اس کی برکت سے سعادت ابدی فقر اور درویشوں کو پہنچتی ہے۔

مراتب رزق

روایت ہے کہ آدمی کو رزق میں مندرجہ ذیل پانچ مراتب حاصل ہیں:-

پہلا مرتبہ :- جو روزی کس سے دیکھیں اور جانیں وہ آدمی کافر ہیں۔
دوسرا مرتبہ :- روزی کو خدا سے جانیں دے یا نہ دے۔ یہ منافق ہیں اور
شک کریں۔

تیسرا مرتبہ :- روزی اللہ تعالیٰ سے دیکھیں اور کس سے جانیں۔ یہ لوگ
مشرک ہیں۔

چوتھا مرتبہ :- روزی سے زکوٰۃ ادا کریں اور روزی کے حصول کے لیے
مصیبت میں نہ پڑیں۔ یہ آدمی مخلص ہیں۔

پانچواں مرتبہ :- روزی اللہ تعالیٰ سے جانیں اور روزی کے لیے اللہ
تعالیٰ سے عاصی ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے جس کا حکم کیا ہے ادا نہ
کریں یہ فاسق ہیں (تبیہ الغافلین)

لُقْمَةُ حَلَالٍ

مصنف کا قول ہے کہ کافر کو روح کافر اور دل کافر اور نفس کافر اور عقل
کافر اور علم کفر سے لیتا ہے اور اس کا نذوق کفر حرام ہے۔ منافق کی روح منافق
دل، منافق نفس منافق اور عقل منافق اور علم بھی اس کے لیے منافقت ہے۔
اور اس کا ذوق بھی نفاق یعنی علم دنیا کے لیے حاصل کرتا ہے اور اس کو خصلت
بد حرص و حسد میں ڈالتی ہے۔ اور مومن کی روح مومن اور دل مومن اور نفس
مومن اور علم بھی اس کا اسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی امان میں معرفت الہی
کی طرف لے جاتا ہے اور جو ذوق کھاتا ہے خدا کا شکر ادا کرتا ہے اور نفس سے انصاف

دیتا ہے۔ ۵

حیف بود صورتِ آدمِ ترا
 معنی شیطان شدہ ہمدمِ ترا
 افوس ہے کہ تیری آدمیوں جیسی صورت ہے حقیقتاً شیطان
 تیرا ساتھی و دوست ہے۔

مومن وہ ہے کہ سینہ کی صفائی اور آنکھ کی بینائی سے اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ
 کرے ۵

خندہ ہا بر سینہ صافاں مسکنی ہو شکر باہی
 ہر کہ بر آئینہ خند درویش خندہ خود شود
 توصاف دل والوں کی ہنسی اڑاتا ہے۔ ہوشیار ہو جا کیونکہ جو کوئی
 غیش کے سامنے ہنستا ہے وہ خود اپنے اوپر ہنستا ہے۔

کلیات اہل تقویٰ درویشوں پر لازم ہے کہ لقمہ حلال کھانے وقت انسانی دل
 لقمہ ہے کہ ذکر کے ساتھ اس سے تخم اعمال پاک زمین میں ہوتا ہے اور اگرچہ
 حلال ہو۔ بواہوس کی دنیا بجلی کی طرح راحت اور بے ثبات ہے۔ اور
 اس کی محبت ابر کی تاریکی کی طرح بے بقا ہے۔ پس اس کی نعمتوں کے فوائد
 کے ساتھ محبت نہیں کرنی چاہیے اور نہ اس غم کی سیاہی سے درد چاہیے۔

وسیلہ کی برتری

جاننا چاہیے کہ ایک شخص نے گناہ کرتے وقت اپنے نفس سے کہا

کہا اے نفس اللہ تبارک و تعالیٰ حاضر و ناظر ہے اور حضور نبی کریم و ماہر سناک الّا
 رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم کو شفیع لایا۔ اور قرآن و حدیث اور
 مسائل پڑھے اور کہا کہ اے نفس وقت نزع کی تلخی اور منکر نکیر کے سوالات
 و جوابات اور عذابِ قبر اور دستِ راست اور دستِ چپ میں اعمال نامہ لینا
 اور اچھائی و برائی کا وزن قیامت کے میدان میں درپیش ہے۔ اس لیے اے
 نفس اٹھارہ ہزار عالم میں شرمندہ نہ ہوگا۔ اور پل صراط کا گذر اور دوزخ کی
 آگ میں جلنا اور جنت کی نعمتوں سے محرومیت کو یاد کر۔ اور اے نفس شراب
 ظہور کا دست مبارک حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام سے پینا اور رب تعالیٰ کے دیدار سے
 مشرف ہونا، کوئی دوسری نعمت اس کے مساوی نہیں ہے یہ تمام تشریح خوف و رجا
 اور پسند و نضاحت نفس سے کہا اور نفس گناہ پر غالب ہو اور مرشد کامل کا وسیلہ
 گناہ اور طالب کے درمیان حاصل ہو۔ اور طالب کو اس گناہ سے نجات دلائی۔
 کامل مرشد اپنے مرید کو ہرگز گناہ نہیں کرنے دیتا۔ ظاہری اور باطنی صورت میں
 موجود ہوتا ہے اس لیے وسیلہ بہتر ہے فضیلت سے اور فضیلت وسیلہ کے لیے
 ہے یعنی علم معرفت حق کے لیے ہے۔

مرشد آں باشد قومی در راہ الہ

طالبان را باز داد از گناہ

اللہ کے راستہ پر چلانے والا وہ پیرِ طاقت ور ہے کہ مریدوں کو
 گناہوں سے دور رکھے۔

تو نہ نمی دانی کہ آں یا تو قریب
 نفس را ہزن را بود با تو قریب

تو نہیں جانتا کہ وہ تیرے قریب ہے اور ڈاکو نفس تیرا قریب ہے۔

انتہائے فقر

یاد رہے کہ علماء کی انتہا منطق و معانی اور فقراء کی ابتدا یہ سبق خوانی پہلے دن سے ہے یعنی الف اللہ بس اور ماسوی اللہ ہو س۔ اور انتہائے فقر یہ ہے کہ جانے تو بس در بس آیا۔ بس ب کا سب قرآن ہے۔ چنانچہ قرآن کی ابتدا ب بسم اللہ الرحمن الرحیم اور قرآن کی انتہا سس ہے۔ من الجنۃ والناس۔ پس تو اگر عسلم کو جمع کرے بس ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ تیرے لیے کافی ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خد ارضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے :-

مَنْ عَلَّمَنِي حَرْفًا فَهُوَ مَوْلَانِي

جس نے مجھے ایک حرف سکھایا وہ میرا آقا ہے۔

صرف یہ ہے مَنْ لَهُ الْمَوْلَىٰ فَلَهُ الْكُلُّ۔ جب حرف کل اور عقل کل اور علم کل بجز اس کے سب چیز جزو کل میں آئے۔ عبودیت ربوبیت کے لیے ہے اور ربوبیت خاص راز رب کو کہتے ہیں اور وہ فقیر عارف باللہ کے مقدر ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :-

جو مجھے پانا اور پہچاننا چاہے وہ فقیر عارف باللہ سے پائے۔ اور پہچانے۔

پس عارف باللہ معرفت خداوندی میں نادیدہ نہیں ہے اور کوئی شے اس سے

مخفی نہیں ہے۔ عارف جو دیکھتے ہیں وہی کہتے ہیں حکم الہی حکم رسول کریم روف
ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:-

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ النَّوْصَىٰ -

وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:-

مَنْ عَرَفَ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ

جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان اس سے کوئی شے مخفی نہیں۔

اور جو مندرجہ بالا آیت کریمہ کو اسم اعظم ملا کر ترتیب سے پڑھے اور ہر ایک اسم اعظم
پر نگاہ کرے تو ہر دینی و دنیاوی مطالب کا ناظر ہو اور سب کچھ اس پر مشرور و حاضر ہو۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا

هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقَدُّوسُ السَّلَامُ

الْمُؤْمِنُ الْمُهِمِّنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۝ سُبْحَانَ اللَّهِ

عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِي الْمَصَوِّرُ لَهُ

الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ يُسَبِّحُ لَهُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۝

هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ

وَلَا فِي السَّمَاءِ هُوَ الَّذِي يُصَيِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ
لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

اللہ کے نام سے شروع جو رحمن اور نہایت مہربان ہے۔ بیشک اللہ
تعالیٰ پر کوئی چیز مخفی نہیں نہ زمین میں نہ آسمان میں وہ ایسا ہے تمہارے
رہنوں میں صورت کھینچتا ہے جس طرح چاہے۔ اللہ کے ہوا کوئی اللہ
نہیں غالب اور صاحب حکمت کے۔

کلام اللہ کی اہمیت

یاد رہے کہ اللہ کا کلام اللہ کا خزانہ ہے۔ نامحرم اس سے واقف نہیں ہے
قرآن راز الہی اور ہادی دو عالم ہے اور رہبر و رہنما ہے۔ جو اس پر شک کرے
وہ مطلقاً کافر ہے ۷

غیبِ دل گر غیبِ بخشند غیبِ نیست
ہر چہ بینی چشم خود آں غیبِ نیست
غیب جاننے والا اللہ اگر کسی کو علم غیب عنایت کرے تو وہ غیب نہیں
جو کچھ تو اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے وہ تیرے سے غیب نہیں ہے۔
غیبِ دل باشد کہ گوئی سر ہوا
دل ضمیرش آئینہ با حق صفا
غیب وہ ہوتا ہے کہ تو اپنی خواہش نفسانی سے کہے۔ دل پر جو بات وارد
ہو تو دل اللہ کا صاف آئینہ ہے۔

جو اس حالت تک رسائی حاصل کر لے مقامات سے ہے جس کو باطن سے کائنات کشف ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پیروی پر ہے کہ اللہ کے ذکر سے یا لا الہ الا اللہ کے ذکر سے ایک مرتبہ مقام تک رسائی حاصل کرتا ہے اور طالب الہی پر غالب آتا ہے۔ حوصلہ بلند چاہیے کہ تجلی رحمانی، تجلی نبوی، تجلی روحانی، تجلی مقام نفسانی، تجلی مقام شیطانی، تجلی مقام ذکر قلبی، تجلی مقام ذکر روحانی، تجلی مقام ملائکہ تجلی مقام جنونیت سب طریقت میں ہیں کہ طالب پر صادق ہوتی ہیں۔

اقسام تجلی

یاد رہے کہ تجلی دو اقسام میں منقسم ہے :-
 پہلی قسم :- اللہ کے نور اور نظر رحمت سے اور اللہ کے نور سے، قلب کے نور سے، روح کے نور سے، خاکوں کے اسلام کے نور سے اور ملائکہ کے نور سے، جب یہ نور جمع ہوتے ہیں، جمیعت اور ترک و توکل اور صبر و سکر اور شوق و عناد کی اور توفیق طاقت کی اور ذکر و فارسی اور محبت و فنا و بقا اور عرق معرفت الہی اور علم شریعت کو پاتا ہے۔

دوسری قسم :- تجلی ناری ہے کہ نفس کی آگ سے غصہ اور غضب و کینہ و حرص و طمع اور طلب دنیا اور معصیت و جنونیت کی آگ سے کہ اس سے مخلوق کی رجوعات اور ترقی و درجات اور دنیا داروں کے تابع ہونے

اور عالم جن اور دیو اور شرب و بدعت اور نماز ترک کرنے اور زکوٰۃ نہ دینے اور حج نہ کرنے اور کفار سے اخلاص۔ یہ آگ جب وجود میں آتی ہے مرتبہ انافرعون کا منہ دکھاتا ہے۔ دل سیاہ ہوتا ہے۔ نیکی اور برائی برابر جانتا ہے۔ یہ مقام استدراج میں اور جو تم کو دکھاتا ہے اس پر اعتبار نہیں کرنا چاہیے کہ شرع کا مخالف مردود ہے۔

اسرار ربانی کا ظہور ہونا

یاد رہے کہ تمام مقام عرش سے فرش تک امتحان کے لیے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ سے بازر کھے وہ ڈاکو اور شیطان ہے کیونکہ ملائکہ کا مکان انسان کو تابع کرنا ہے اور انسان ذکرِ رحمانی کے لیے ہے۔ اور یہ مقامات نوری اور ناری دس لاکھ ستر ہزار سینسٹریٹ میں ہیں۔ حق سے بہت دور اور اہل طریقت آپ سے واقف ہے۔ اور جو ان مقامات سے نکلے ولایت پر پہنچتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:

اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ۔

اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا دوست ہے ان کو اندھیرے سے اُجالے کی طرف نکالتا ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:

اللَّهُ نُورٌ نُّورٌ السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
اللَّهُ زَيْنُ دَعْوَانِ كَانُورِ

یہ ایک نور ہے، سرد آگ کہ یہ آگ معطر سرخ رنگ ربانی کی کثرت سے ہے کہ
دل کی قندیل میں آتی ہے گلاب کی طرح دل کا شیشہ کشادہ کہ اس میں مجتہد خودی
کا رخت کہ اس سے معرفت کا روغن ٹپکتا ہے۔ فلیکہ دماغ کے چراغ میں روشنی
مارتا ہے اور تمام اسرار ربانی کا ظہور ہوتا ہے اور ہر تار ایک دل روشن ہوتا ہے۔

دیوانگی کا راز

جاننا چاہئے کہ طریقت میں ہزاروں دیوانے رجعت کھا کر خودی سے
بے خود ہو کر جنونیت میں مرد پڑے ہیں اور ہزاروں میں سے ایک سلامتی
کی گیند لے گیا ہے۔ اس لیے مرشد کے لیے ضروری ہے کہ پہلے طالب کو
طریقت کے مقام دکھائے اور اگر دکھائے تو ایک رات دن دکھا کر طریقت
سے کھینچ لے اور حقیقت کو پہنچائے ورنہ طالب طریقت میں اکتالینز بس
سکر و صحو اور حسرت و عبرت میں جلے گا اور خراب ہوگا اور جب نکلے گا۔
ورنہ طریقت سردیوانگی اور دیوانگی حق سے بیگانگی اور ہوشیاری حق
سے یگانگی۔ یہ فقر بہت مشکل ہے۔ اس کی مشکل کشائی مرشد کرتا ہے۔
ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

يَمْشِي عَنِ الرَّأْسِ بِدُونِ الْأَقْدَامِ

پاؤں کے بغیر سر سے چلتا ہے۔

اے صاحب مجاہدہ آنکھ کھول کہ مشاہدہ کرنے والے کا دل بیدار ہوتا ہے۔ وہ
کام میں آتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-
 يُنَامُ عَيْنِي وَلَا يُنَامُ قَلْبِي
 آنکھ سوتی ہے اور دل جاگتا ہے۔

حروف آدم

یاد رہے کہ لفظ آدم تین حروف میں منقسم ہے :-

پہلا حرف :- الف ہے۔

دوسرا حرف :- د ہے۔

تیسرا حرف :- م ہے۔

حرف الف سے ادب - احياء - انس - ألفت - احسان - ارادہ صادقہ۔

حرف د سے دائمی عبادت - دم ذکر میں رواں - دل زندہ اور دال آدم کے دل پر دلالت کرتی ہے۔ بصورت الہام الہی موافق قرآن و حدیث کے شہادت دیتی ہے کہ اس سے علم غیب، علم فتوحات، ارادت خاص الخاص۔

اسم اللہ سے اور ظاہر و باطن سے۔ علم کے دال خبر دیتی ہے۔ جب آدمی اس مقام پر پہنچتا ہے تو چاہیے کہ اس امر کا ورد کرے لَمِنَ الْمَلِكِ الْيَوْمَ
 فِيهِ الْوَّاحِدُ الْقَهَّادُ اِذَا لَبَدَ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ کی ضرب لگائے

کہ اس سے خوف درجہ پیدا ہو اور فقر خداوندی اور محبت الہی کا منہ دکھائے اور ہر دم سوز و گداز بکثرت ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ جل جلالہ العظیم ہے :-

وَأَنْتُمْ لَكُمْ بِشَىءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ
 اور ہم تمہیں خبر دیتے ہیں کہ وہ خوف اور بھوک اور نقصان کا مال ہے۔
 حرف م سے مراد، مردانگی میدان شجاعت میں کہ نفس کے ساتھ لڑائی
 ہے۔ اور مردار کو ترک کرنا اور مردود دنیا اور مغضوب الہی سے باز رہنا۔

مرد کون؟

یاد رہے کہ مرد وہ ہے کہ مولیٰ کا طالب دل و جان سے ہو۔ اور دنیا پر
 پشت ہو۔ جو ایسا ہے وہ آدم صاحب عبودیت کریم ہے ورنہ لئیم۔ اور ایسے
 آدم حیوان صورت بشر اور گاؤں خر کی طرح مردہ دل اور بے خبر بکثرت ہیں۔ ارشاد
 باری تعالیٰ ہے اُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ۔ بندہ وہ ہے جو بندگی کے ساتھ
 کما حقہ فرمانبردار رہے اور تمام احکام و پیغام کو بجالائے۔

نیست آدم آنکہ با عقل و شعور

آدم آل است آنکہ با حق شد حضور

جو عقلمند اور باشعور ہے وہ درحقیقت آدمی نہیں ہے۔ اصل میں آدمی

وہ کہ جو بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوتا ہے۔

گرچہ آدم صورت سیرت بخر

نیست آدم آنکہ از حق بے خبر

اگرچہ وہ شکل و صورت میں آدمی ہے لیکن سیرت میں گدھا ہے۔ وہ

آدمی نہیں ہے کہ جو حق تعالیٰ سے بے خبر ہے۔

آدمی سرپرست باسرارِ حق
 آدمی بودست کم اندر خلق
 اللہ کے اسرار میں سے آدمی ایک راز ہے۔ مخلوق میں
 آدمی بہت ہی کم ہوتے ہیں۔

مشکل آدم شناسی از قیاس
 کے شناسد آدمی را از لباس
 تو آدمی کو قیاس سے مشکل ہی پہچان سکتا ہے۔ آدمی کو لباس سے
 کون پہچان سکتا ہے۔

چشم می باید شناسی دل صفا
 می شناسد عارفان مرد خدا
 صاف دل والوں کی شناخت کرنے کے لیے چشم بینا درکار ہے۔
 اللہ والے عارفوں کو پہچان لیتے ہیں۔

آدمی از نور نور ان نور بین
 نور با نورش رسد صدق و یقین
 آدمی نور سے ہے تو تو نور کو نور معرفت سے دیکھ۔ نور نور تک رسائی
 حاصل کر لیتا ہے صدق و یقین کے ساتھ۔

حضرت سلطان العارفين نے کیا خوف فرمایا:
 صِدْقُ الْيَقِينِ صِفَاتُ الْقَلْبِ وَ الْكِبْرُ ظُلْمَاتِ الْقَلْبِ
 صدق یقین دل کی صفائی ہے اور جھوٹ دل کی تاریکی ہے۔

با آدمی بادل زبان و روح دراز
 آدمی آنت سجدہ بانماز
 آدمی بادل اور زبان اور روح کے ساتھ راز داری رکھتا ہے۔ آدمی وہ کہ
 جو سجدہ اور نماز میں مشغول ہوتا ہے۔

بے نمازاں بوند آدم کجاست
 از سگاں بدتر خاک و خراست
 بے نماز آدمی کب ہو سکتے ہیں۔ وہ کتوں سے بڑے سوتر اور
 گدھے ہیں۔

آدمی آنت زد بر عرش چنگ
 کے شناسد آدمی از روئے رنگ
 اصل میں آدمی وہ ہے کہ عرش پر پنجہ مارے۔ آدمی کو اس کے
 رنگ اور صورت سے کون پہچان سکتا ہے۔

ہر کہ از خود می بر آید آدمی
 خاک خاکستر شود از ہمدمی
 جو اپنی خودی کو ترک کر دے وہ آدمی ہے۔ وہ مٹی اور راکھ ہو جائے
 ہمیشہ ہمیش کے لیے۔

بے خنداں خیر طلبش با رضا
 طلب مولیٰ می بر آرد از ہوا
 خندہ پیشانی اور رضا و رغبت سے اس کی خیر کا طلب گار ہو۔ نفسانی
 خواہشات سے آزاد ہو کر مولیٰ کا طلب گار ہو۔

آدمی رازی شناسد با آواز
 معرفت معلوم گردد ہر ز راز
 آدمی گفتگو سے پہچانا جاتا ہے۔ معرفت رازداری سے
 معلوم ہوتی ہے۔

آدمی رازی شناسد با خموش
 ذکر و فکر و خلوت و خون جگر نوش
 تو آدمی کو اس کی خاموشی سے پہچان لے گا کہ وہ ذکر اور فکر کرتا کہ
 خلوت و تنہائی میں اپنے جگر کا خون پیتا ہے۔

آدمی آنت ہم صحبت نبی
 آدم نبی شافع بود بادے شفیع
 آدمی وہ ہے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مصاحب ہو اور آدم
 علیہ السلام اس کی شفاعت کرنے والے ہوں گے۔

اقسام آدمی

آدمی دو اقسام میں منقسم ہے :-

پہلی قسم :- صاحب الفاظ۔

دوسری قسم :- صاحب راز۔

صاحب الفاظ دائمی طور پر مطالعہ کتب اور علم پڑھتا ہے۔

صاحب راز دائمی طور پر غرق توحید رہتا ہے۔

صاحبِ الفاظ عالم ہوتا ہے۔

صاحبِ راز جامع معرفت، اسم اللہ، ذکر اللہ، نعمت اللہ، تحصیل اللہ،
ہاں یقین ہے کہ معرفت کی نعمت جہالت کے ظرف میں قرار نہیں پکڑتی یقین
ہے کہ کوئی جاہل عارف نہیں ہوتا۔ عارف باللہ نہیں ہوتا اگرچہ صاحبِ تاثیر
ہو۔ اور کوئی فاضل عارف باللہ نہیں ہوتا اگرچہ صاحبِ تفسیر ہو۔

عارف باللہ کون؟

جاننا چاہیے کہ عارف باللہ وہ ہے جو دو عالم میں مقبول ہے۔ عالم بھی ہے
در عارف بھی ہے تو گویا شیر و شکر اور شکر و شیر ہے۔
عارف باللہ وہ ہے کہ جو مردہ دل کو زندہ کرے۔ جو شخص ہمیشہ معصیت میں
میں رہے وہ حق کو کب پہچانے۔ کور چشم اور شیطان سیرت ہے۔

دو چشم خویش را بر بند چوں باز

درونت تا دہد گم گشتہ آواز

اپنی دونوں آنکھوں کو بند کر لے تو دل کی آنکھ کھلے گی اور تجھے وہ

گم شدہ آواز اپنے اندر سنائی دے گی جس کو آوازالت کہتے ہیں۔

صاحبِ مشاہدہ

یاد رہے کہ صاحبِ مشاہدہ کی خواب، بیداری، مسرت، ہوشیاری، مہوکی

سیری، خاموشی اور گویائی ایک ہی ہے۔

حضرت سلطان العارفين بايزيد بسطامي رحمة الله تعالى عليه فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تیس (۳۰) سال ہم سے سخن رہا اور مخلوق جانتی تھی کہ ہم سے ہم سخن ہے۔ مصنف کا قول ہے کہ فقیر صاحب ہدایت اللہ تعالیٰ کے راز ہیں۔ ان کے حال و قال سے بجز اللہ تعالیٰ کوئی واقف نہیں۔ بجز صاحب وصال کے

کعبہ را در دل بہ بینم بروئے خدا
در مدینہ دائم ہم صحبتے با مصطفیٰ

میں کعبہ کو دل میں دیکھتا ہوں اور اللہ کے سامنے حاضر ہوں۔ ہمیشہ
مدینہ میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہتا ہوں۔

خلق ظاہر خویش و اندو من باطن بارسول
عارفاں را راہ این است بشوائے اہل وصول

بظاہر مخلوق مجھ کو اپنے ساتھ جانتی ہے اور میں باطن میں رسول علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے ساتھ ہوں۔ اے اصلاہن حتیٰ سنواصل میں عارفوں کی یہ راہ و روش ہے۔

شریعتِ مطہرہ کا دامن ہاتھ سے مت چھوڑو اور جو مقام تم پر آئے امتحان ہے
مردو ہے کہ اس دنیا سے رزق کھائے اور اس دنیا کا کام کرے۔

اقسام دل

جاننا چاہیے کہ اللہ رب العزیز تبارک و تعالیٰ اجل شاد، و عظم نوالہ، تحت نوب
مشرق، مغرب، جنوب، شمال میں نہیں ہے بلکہ وہ قلبِ انسانی میں ہے۔
اور انسان کا قلب دو اقسام میں منقسم ہے:-

پہلی قسم :- کامل ہے۔

دوسری قسم :- ناقص ہے۔

کامل انسان وہ ہے جیسا حدیثِ قدسی میں ارشاد گرامی ہے :-

أَلَا نَسَانٌ سِرِّيٌّ وَأَنَا سِرٌّ

انسان میرا راز ہے اور میں اُس کا راز ہوں۔

انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے رحمن دائمی طور پر مستغرق الی اللہ رہتے

ہیں جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

أَلَا نَبِيَّاءُ وَالْأَوْلِيَاءُ يُصَلُّونَ فِي قُلُوبِهِمْ

انبیاء و اولیاء اپنے قلوب میں نماز پڑھتے ہیں۔

لَا صَلَاةَ إِلَّا بِالْحَضُورِ الْقَلْبِ حَضُورِي كَيْفَ نَمَازُهُمْ بَلْ كَيْفَ يُصَلُّونَ

فِي قُلُوبِهِمْ ان کی شان ہے۔

انسان ناقص کون؟

یاد رہے کہ ناقص انسان وہ ہے کہ ہزار شیطان سے ایک نفسِ امارہ بدتر

رکھے۔ اور ہزار نفسِ امارہ سے ایک ناقص مردہ دل کی صحبت بدتر ہے اور

خوار ہے کہ وہ نفسِ خواہشات کا پتلا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ

مال اور اولاد فتنہ ہے اور اللہ کے بڑا اجر ہے۔

إِنَّ شَانِكَ هُوَ الْإِبْتِرُ اِشَارَةٌ هِيَ إِنَّ اللَّهَ غَيُورٌ وَأَغْيُرُ مِنْهُ . ۵

ہر کہ سخن بہ سخن ضم کند
پارہ خون جگر کند

جو بات کو بات سے ملا دے، وہ اپنے جگر کے خون کے

ٹکڑے کرتا ہے۔

وَإِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّىٰ اَجْرٌ عَظِيمٌ کی طرف اشارہ ہے کلمہ طیبہ سے لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ۔ اور اس امت کے لیے بہت اجر عظیم ہے اعتقاد کے ساتھ۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ .

لوگوں میں سب سے بہتر امت تم ہو کہ بھلائی کا حکم کرتے ہو
اور برائی سے روکتے ہو۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ وَمَا تَأَخَّرَ .

اللہ آپ کے اگلے پچھلے سب معاف کر دے۔

یہ گناہ عفو امت اور نہ خطرات وجود محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ خطرات

دنوی سے تعلق رکھتے ہیں اور وجود مبارک پر نور۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ

ذُنُوبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ .

ترکِ اولیٰ دین اللہ سے ذاتِ شریفِ خودِ اولیٰ ہیں۔ اور نیز معراج کو معراج سے قبل معصیت کی جدائی تھی اور یکتائی معراج کے ساتھ پھر معصیت کی جدائی۔ اس احوالِ فقرِ محمدی علیٰ صاحبہا التعمیر والثناء کو کوئی بھٹکا ہوا کیا جائے۔
 ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

خَلَقْتُ الْعُلَمَاءَ مِنْ صَدْرِي وَخَلَقْتُ السَّادَاتُ
 مِنْ صَلْبِي وَخَلَقْتُ الْفُقَرَاءَ مِنْ نُورِ اللَّهِ تَعَالَى۔
 علماء کو میرے سینے سے پیدا کیا اور سادات کو میری صلب سے
 پیدا کیا اور فقراء کو اللہ کے نور سے پیدا کیا۔

دریائے نوری

اکثر فقراء کا قول ہے کہ فقر میں ایک مقام ہے کہ اسے اللہ کے نور کا دریا
 کہتے ہیں۔ جو اس دریا میں پہنچتا ہے غوطہ کھاتا ہے۔ نماز، روزہ اور حلال و حرام
 اس پر معاف ہوتا ہے۔ بشرطیکہ مجذوب ہو۔

ارشادِ باری تعالیٰ جلّ مجدہ الکریم ہے:

يَغْفِرُ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ

کہ آپ کے اگلے گناہ اللہ نے سب معاف کر دے۔

مسنف کا قول ہے کہ جب میں اس دریا میں پہنچا اور ان کے نور کو تحقیق کیا۔ یہ
 طریقت کے مارے ہوئے ہیں کہ حلال و حرام کے مابین فرق نہ کیا اور نماز کو قصداً
 بے رضائے خدا مقامِ نور ربانی سے پہلے اور یہ نارِ شیطان کے مقام میں پریشان

بدعتی ڈاکو ہیں۔ جو شرع مطہرہ کے خلاف کرے طریقت میں خراب اور پریشان ہو اور اللہ کے قرب کی حقیقت تک رسائی حاصل نہ ہو۔ پس عارفین نے طریقت و حقیقت و معرفت اور تمامیت فقر شریعت میں پائی ہے اور شریعت مطہرہ کو اپنا پیو بنایا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :
 اَلْبِدَايَةُ الرَّجْوِعُ اِلَى الْبِدَايَةِ .
 ابتداء کی جانب انتہا رجوع کرنا ہے۔
 تا تو انی خویش را با شرع پوشش
 عارفاں ایں کے پسند شرب و نوش
 جب تک ہو سکے اپنے آپ کو شریعت کے لباس میں چھپا کے رکھ۔
 عارفین حضرات شراب نوشی کو پسند نہیں کرتے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :
 اَلْعَالِمُ الطَّامِعُ كَالْفِطْرِ وَالْمُسْتَمِعُ مِنْهُ كَالْعَقِيمِ فَلَا
 يَتَوَلَّاهُ مِنْهُ نَفْعٌ وَلَا حَزْرٌ .
 لاپچی عالم غمی کی طرح ہے اور اُس سے سننے والا بانبج عورت کی طرح
 ہے۔ پس اُس سے کوئی فائدہ اور حذر پیدا نہیں ہوتا۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :
 كُنْ ثَبَاتِيًّا وَمَعْدِنَ الْاِخْلَاقِ وَلَا تَكُنْ مِنْ فِرْقَةِ كَاذِبِيْنَ

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے :-

الْقَلْبُ عَلَى ثَلَاثَةِ أَنْوَاعٍ قَلْبٌ سَلِيمٌ وَقَلْبٌ مُنِيبٌ
 وَقَلْبٌ شَهِيدٌ أَمَّا الْقَلْبُ السَّلِيمُ الَّذِي لَيْسَ فِيهِ
 سِوَى اللَّهِ أَمَّا الْقَلْبُ الْمُنِيبُ الَّذِي فِيهِ مَعْرِفَةُ اللَّهِ
 وَأَمَّا الْقَلْبُ الشَّهِيدُ الَّذِي تَكُونُ فِي طَاعَةِ اللَّهِ أَبَدًا.

قلب (دل) تین قسم ہیں۔ قلب سلیم اور قلب نیب اور قلب شہید
 قلب سلیم وہ ہے جس میں بجز اللہ کچھ نہ ہو۔ اور قلب نیب وہ ہے
 کہ جس میں معرفت خداوندی ہو۔ اور قلب شہید وہ ہے کہ دائمی طور
 پر اللہ کی بندگی (اطاعت) میں رہے۔

یہ عارفین کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔

شریعت و طریقت، حقیقت و معرفت لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، هُوَ
 لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ۔

چوں شتر مرغ شناس این نفس را

نے کشد بارو نہ پرد در ہوا

اُس نفس کو شتر مرغ کی مثل جان کہ نہ باربوداری کرتا ہے نہ ہوا
 میں اڑتا ہے۔

میں اُس قلب پر قربان ہو جاؤں کہ تمام عمر آگ میں محبت سے جاتا ہے
 اور آہ تک بھی نہیں کرتا۔

وجود میں بادشاہی

جانن چاہیے کہ وجود انسانی میں تین بادشاہ اور تین وزیر ہیں :-
 پہلا بادشاہ رُوح ہے اور اس کا وزیر عقل، رُوح سراپ
 پہلا بادشاہ :- مستقیم چاہتی ہے اور عقل دنیا کی طالب ہے۔

دوسرا بادشاہ قلب ہے یعنی دل اور زبان اس کا وزیر
 دوسرا بادشاہ :- ہے۔ قلب یا دلی چاہتا ہے اور زبان کلام کی طالب ہے۔

تیسرا بادشاہ نفس ہے اور اس کا وزیر شیطان ہے۔ نفس
 تیسرا بادشاہ :- لذت کا خواہاں ہے اور شیطان گناہ کا طالب ہے پس

جس وقت کہ نفس اور شیطان جدا ہو توحید کی تشریح اور آپ پر مراتب
 اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهُۃٌۢ وَّ اَحَدٌ اثبات کرتا ہے اور خطراتِ نفس کی نفی کے
 خطرات میں دل میں محو کرتا ہے۔ اور تصدیقِ دل کی سمیقل کرتا ہے۔ اس

کے بعد آپ پر ثابت کرتا ہے اور یقین لاتا ہے صاحبِ روایت کے

اور فقر سے ایک گھڑی عرف اللہ سے اللہ کا نور خود پر توحید ثابت

کرتا ہے۔ اور یقین لاتا ہے کہ صاحبِ روایت اور صاحبِ ہدایت

کے مقابلہ میں دل کی آنکھ کھولتا ہے اور فَاَیْنَ نَمَاتُوْا فَاِنَّمَّ وَّجْهَ اللّٰهِ

کا ظاہری و باطنی مشاہدہ دکھاتا ہے یعنی اس طرح ہی ہو۔

برگ درختانِ سبز در نظر ہو شیار

ہر ورقے دفتریتِ معرفتِ کردگار

عارف کی نظر میں درختوں کے سبز پتے ہیں۔ ہر پتہ اللہ کی معرفت کا ایک دفتر ہے۔

تمام حق سے سنتے ہیں اور حق سے کہتے ہیں اور حق سے دیکھتے ہیں۔ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

تَفَكَّرُوا فِي الْآيَاتِ وَلَا تَفَكَّرُوا فِي ذَاتِهِ

اللہ کی نشانیوں میں غور و فکر کرو اس کی ذات میں غور مت کرو۔

نعمتِ عظمیٰ اور وحدانیت سے نکلنا اور دوئی سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی یکتائی کی جانب نکلنا یہ عظیم نعمت ہے۔ ربوبیت میں مستغرق ہونا اور مقام فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول اور فنا فی الشیخ۔ یہ مراتب نفس پر امیر ہے ورنہ اسیر یعنی قیدی ہاں نفس پرست بہت ہیں اور خدا پرست کم ہیں۔

خلق را طاعت بود از کسب تن

عارفان را ترک تن طاعت بود

مخلوق کی فرمانبرداری جسمانی مشقت میں ہے عارفوں کی فرمانبرداری جسم کو فنا کرنے میں ہے۔

اللہ کا نام فرمان کی طرح ہے جو اللہ کے نام کا فرمان ہے وہ فرعون ہے

اسم اللہ بس گراں ست بے بہا

ایں حقیقت را بدان مصطفیٰ

اللہ کا نام بہت بھاری اور بہت قیمتی ہے اس حقیقت کو صرف مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں۔

۵۔ مرا ز پیر طریقت نصیحتے یاد است
 کہ غیر یاد خدا ہر چہ ہست برباد است
 مجھ کو اپنے پیر طریقت کی ایک نصیحت یاد ہے کہ اللہ کی یاد کے
 سوا جو کچھ ہے سب برباد ہے۔

دولت بہ سگان دادند و نعمت بہ خزاں
 من امن امانیم تماشا ننگراں
 دولت دنیا کے کتوں کو اور نعمت گدھوں کو دی ہے۔ میں امن و امان
 میں ہوں اور تماشا دیکھتا ہوں۔

کلیدِ دنیا

جاننا چاہیے کہ اگر ہر بلا و رنج اور قسم قسم کی آفات و بلیات شیطان اور
 ضرر ایمان و خطرات و فسق و فجور کو ایک جگہ جمع کریں اُس گھر کی کنجی دنیا ہے
 جیسا کہ حضرت عارفِ رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:-

اہل دنیا چوں گے دیوانداند
 دُور امن امانیم تماشا ننگراں
 دنیا دار مثل کتوں کے دیوانے پاگل ہیں۔ میں دُور کھڑے ہو کر امن و
 امان سے ان کا تماشا دیکھتا ہوں۔

اہل دنیا کافرانِ مطلق اند
 روز و شب و ذوق و در بق بق اند

صرف دنیا کے طالب مطلق کافر ہیں۔ وہ دن رات زرق زرق اور
بکواس میں ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-
الدُّنْيَا تَأْكُلُ الْإِيْمَانَ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ
دُنیا ایمان کو اس طرح کھاتی ہے جس طرح کہ آگ لکڑی کو جوئے
دنیا ہاتھ میں لاتا ہے کہ ایمان کو ترک کر دیتا ہے۔ ۷
گدا چرانہ زند لاف سلطنت امروز
کہ چتر سایہ ابر است تخت گاہ زمین
ایک دن کی حکومت پر گدا گر ڈنگیں کیوں نہ مارے کہ چھتری کی طرح
زمین پر بادل کا سایہ بے سمجھی ہے کبھی معدوم ہے۔

دنیا کی بادشاہی فانی اور فقر کی بادشاہی جاودانی یعنی ہمیشہ رہنے والی ہے۔ دنیا
دنیا کی بادشاہی ہو اور فقر کی بادشاہ تعلق باشد۔ پس اہل خدا اور اہل ہوا کی مجالس
اچھی نہیں لگتی ہے۔

فقیر کی محبت کے اثرات

یاد رہے کہ دنیا کی بادشاہی کیا ہے اور دنیا کا حکم اور علم کیا ہے۔ ادب
شریعت کا ادب اور نگاہ رکھنا۔ یعنی علماء صاحب ادب ہیں اور ادب علماء کو
نگاہ رکھنے والا ہے۔ علماء کی صورت دیوار پر نقش ہے اور فقراء صاحب امر
میں امر الہی سے اور امر الہی ادب پر غالب ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ .

اور اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے ۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

الْأَدَبُ فَوْقَ الْأَدَبِ .

امر (حکم) ادب پر فوقیت رکھتا ہے ۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

حُبُّ الْفُقَرَاءِ ضِيَاءُ الدِّينِ .

فقیروں کی محبت دین کی روشنی ہے ۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

الْفُقَرَاءُ ضِيَاءُ الثَّقَلَيْنِ

فقرا دونوں عالم کی روشنی ہیں ۔

امر کیا ہے ؟ امر حق ہے کہ طلبِ حق کی ہدایت میں جو خدا جانتا ہے کوئی

نہیں جانتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهُ لَكُمْ وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا

شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ

لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ .

تم پر قتال فرض کیا گیا ہے حالانکہ وہ تم پر ناگوار ہے اور عنقریب ہے

کہ ناگوار کرو گے تم ایک چیز کو۔ حالانکہ وہ بہتر ہے تمہارے لیے

اور عنقریب تم ایک چیز کو دوست سمجھو گے حالانکہ وہ شر ہے تمہارے لیے اور اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

ہدایت کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے :-
 قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ قُلِ اللَّهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ أَفَمَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمْ مَنْ لَا يَهْدِي إِلَّا أَنْ يُهْدَىٰ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ۔

اے نبی فرمادیجئے کہ تمہارے شرکاؤں میں سے کوئی ہے جو حق کی طرف ہدایت کرے یا زیادہ حق دار اتباع کے لیے ہے یا نہیں ہے اس شخص سے کہ یہ ہدایت کرے مگر یہ کہ ہدایت کیا جائے پھر کیونکر حکم کرتے ہو۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

الْمُفْلِسُ فِي أَمَانِ اللَّهِ۔

مفلس اللہ کی حفاظت میں ہے۔

دنیا دونوں ہاتھ سے چاہے خواہ حرام و حلال کی وجہ سے۔ وہ حلال کو حرام پر تصرف کرے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

حَلَا لَهَا حِسَابٌ وَ حَرَامُهَا عِقَابٌ۔

اس کا حلال شمار میں ہے اور حرام عقاب میں ہے۔

جو رکھتا نہیں شمار کرتا ہے اور حساب پر توجہ نہیں کرتا ہے

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

فِيمَا بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ اللَّهِ تَعَالَى الدُّنْيَا حِجَابٌ
وَظُلْمَةٌ.

اللہ تعالیٰ اور بندہ کے مابین دنیا حجاب و ظلمت ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

لِكُلِّ شَيْءٍ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ حُبُّ الْفُقَرَاءِ

ہر چیز کے لیے چابی ہے اور جنت کی چابی فقراء کی محبت ہے۔

فقیر کا دشمن تین حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

پہلی حکمت منافقت ہے۔

دوسری حکمت حسد کرتا ہے۔

تیسری حکمت کفر کرتا ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

حُبُّ الْفُقَرَاءِ مِنْ أَخْلَاقِ الْأَنْبِيَاءِ وَبُغْضُ الْفُقَرَاءِ

مِنْ أَخْلَاقِ الْفِرْعَوْنِ.

فقراء کی محبت انبیاء کرام علیہم السلام کے اخلاق میں سے ہے

اور فقراء کی دشمنی فرعون کے اخلاق میں سے ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

حُبُّ الْفُقَرَاءِ حُبُّ الرَّحْمَنِ

فقر اور کی محبت رحمن (اللہ تعالیٰ) کی محبت ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

الدُّنْيَا مَنَامٌ وَالْعَيْشُ فَيْصًا احْتِلَامٌ۔

دنیا نیند (خواب) ہے اور اس میں عیش احتلام ہے۔

دین کی رخصتی

یاد رہے کہ دنیا کا طالب وہ ہے جو احتلام فرعونی کا وارث ہو۔ اور فقر

کا طالب وہ ہے جو صاحب معرفت حلال طلب زندہ دل حضور نبی پاک

صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کا وارث ہو۔

پس طالب دنیا وارث فرعونی ہے اور طالب فقر حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ

والسلام کا وارث ہے۔ پس مجلس فرعونی و محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام درست

نہیں آتی۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

مَنْ تَوَاضَعَ الْغَنِيِّ لِعَنَائِهِ ذَهَبَ ثُلُثُ دِينِهِ۔

جس امیر کی نسبت سے امیر کی تواضع کی تو اس کا ثلث دین

رخصت ہو گیا۔

دنیا داروں کی صحبت سے منہ موڑ لے اور اللہ تعالیٰ کو پہچان۔ مرد کو زرمولی

سے بہتر ہے۔ زر دنیا دار حاصل کرتے ہیں۔ جس نے راز خداوندی حاصل کیا

اور ماسوی اللہ کو بھول گیا اس مرد پر سو آفرین۔ مرد وہ ہے جو حبت دنیا پر

پر میخ گاڑ دے اور دل سے دنیا کو نکال دے۔ دل سے دنیا کو نہ ور کرنا بہت مشکل ہے۔ یعنی شیطان کے شر سے فارغ ہونا اور راہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار کرنا بہت مشکل ہے۔

جاننا چاہیے کہ اگر اصل قائم مقام دنیا کی جبرط تو دیکھا ہے تو دونوں کے مابین شیطان کا تہ خانہ ہے۔ جو دنیا کو طلب کرتا ہے شیطان اس کا سر دونوں تہ خانوں میں دیتا ہے اور دونوں آنکھوں پر مل دیتا ہے۔ پردہ حق کو اور عارف کو اور حق شناسی کو حق پرستوں کو نہیں پہچانتا اور کور چشم اور شیطان میں ہو جاتا ہے۔ ایسا مرید اور طالب شیطان لعین کے ساتھ ہوتا ہے کہ اللہ سے دنیا کو عزیز رکھتا ہے وہ صُمِّمْ بِكُمْ عُمَمٌ فَوَهْمٌ لَا يَرْجِعُونَ کا مصداق ہے کفر میں پڑتا ہے کہ اس کے دل میں دنیا کی زیادتی سے مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ وَقَالُوا فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَرَأَوْهُمُ اللَّهُ مُرَضًّا۔ جس کے دل میں مرض ہو وہ خون اور پیپ سے غلیظ ہوتا ہے۔ وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ جس دل پر پردہ ہو جیسا کہ منافقین پر اس کا خاتمہ شتر کے ساتھ ہوتا ہے ارشاد باری تعالیٰ اجل مجدہ الکریم ہے۔

خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ
غِشَاوَةً وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے قلوب، کانوں اور آنکھوں پر مہر کر دی ہے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے،

پس صاحب عظمت فقیر عارف باللہ اور وہی حکیم و طبیب ہے اور اس کی دوا

ہر طرح سے جانتا ہے کہ اُس کی آنکھ روشن کر دے نورِ معرفت سے اور ذکر سے
دل صفا کر دے اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے زبان جاری کر دے اور
کلمہ طیبہ دنیا کی پلیدی سے کھینچتا ہے اور قرآن مجید کی تلاوت سے پاک کرتا ہے
اور قال اللہ اور قال رسول اللہ پر استماع پہنچاتا ہے۔ امر بالمعروف اور خوف
درجا ہر ایک کو بیان کرتا ہے۔

ایسا فقیر صاحبِ قوت حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ السَّلَوةُ والتَّسْلِیْمَاتُ
کا صحبت یافتہ دنیا کے سامنے قدم نہیں لے جاتا اگر لے جائے تو لائق ہے
کہ اسے دنیا سے کھینچے کہ دنیا والوں کو بھی فائدہ حاصل ہو جائے۔ اگر کوئی
طعام پر اُمید لے گیا تو ایمان و جان کا خوف ہے کہ فقیر آدمی کو دنیا سے نقصان
ہے۔ عارفِ رومی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے:۔۔۔

اہل دنیا چوں گئے دیوانہ اند

دور شوزیشال کہ بس بیگانہ اند

دنیا دارکتوں کی طرح دیوانے پاگل ہیں ان سے دور ہو کہ یہ
بیگانے لوگ ہیں۔

افسوس کہ قیمتی عمر کیلینی دنیا میں ضائع کر دی اور صراطِ مستقیم پر قدم نہ رکھا یکینہ
پرست اور اپنی خواہش میں مست ہیں۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

الْوَقْتُ سَيْفٌ قَاطِعٌ

وقت کاٹنے والی تلوار ہے۔

اسی لیے اہل معرفت نے مراقبہ سے دونوں آنکھیں چھپائی ہیں اور مولا کا مرزہ
دونوں عالم سے بہتر ہے۔ نہ دیکھا اور نہ سنا۔ اگرچہ مخلوق کے نزدیک فقیر دیوانے
اور بُرے ہیں لیکن مستغرق الی اللہ اور مرزہ حمیت و شوق سے بہتر ہے۔

چہار دریا

یاد رہے کہ عاشقین کی پیدائش اللہ تبارک و تعالیٰ کے نور سے ہے اور
جاننا چاہیے کہ وجود انسانی میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مندرجہ ذیل چہار گہرے
دریا جمع کیے ہیں۔

پہلا دریا دریا تھے شہوت ہے۔

دوسرا دریا دریا تھے حرص ہے۔

تیسرا دریا دریا تھے طمع ہے۔

چوتھا دریا دنیا کی زینت ہے۔

اور اللہ رب العزۃ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے صانع بندے چہار

دریا کو اپنے وجود میں نگاہ رکھ۔ اس دریا سے پانی وجود سے پانی وجود سے

نہ نکلے۔ اے العالمین بجز تیری توفیق رفیق کے ان دریاؤں سے کب قطرہ

عقل سے نگاہ رکھ سکتا ہے۔ اور آدمی کے چار عقل اور چار جسم ہیں اور اس

میں چار نفس چلا سم کے ساتھ اور روح۔ ایک نباتی یعنی عام اور دوسری

جمادی۔ چنانچہ انسان کامل ہر چہار طریقہ سے علمائے کرام کو علم کے طریقہ سے

تحقیق عقل کی کمال اور ہر کمال کو زوال ہے اور عقل فقراء شغل اللہ کے طریقہ

سے وحدانیت کے ساتھ وصال۔ اگر شریعت میں قوی رہے تو صاحبِ وصال
ہے ورنہ صاحبِ زوال ہے۔ منافقین، کاذبین، جاہلین اور بڑی عادات کے ساتھ
جنت اور لقائے ربوبیت کو نہیں جانتے اور دین دے کر دنیا خریدتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :-

وَاشْكُرْ لِي وَلَا تَكْفُرْ لِي

اور میرا شکر کرو اور کفر نہ کرو۔

عقلِ کلی اور عقلِ جزوی

یاد رہے کہ عقلِ کلی انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے رحمت اللہ علیہ
کی ہے اور عقلِ جزوی عام لوگوں کی ہے۔

حقیقت میں عقل اُسے کہتے ہیں جو قرآن و حدیث کے مطابق ہو جو اس سے
باہر ہو وہ پیشہ ابلیس ہے کیونکہ ابلیس کثرت سے علم و حکمت کا مالک تھا اور آپ کو
حکیم جانتا تھا۔

ارشاد گرامی قدر ہے :-

أَلْعَلَّمُ حِجَابُ الْأَكْبَرِ

علم بہت بڑا حجاب ہے۔

جو علم احکام کو بجانہ لائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف نہ لے جائے وہ سراسر حجاب ہے۔

باہو باشریعت یار شو بیدار شو

لائق دیدار شو دلدار شو

باہوشریت کے ساتھ دوستی کرنے والا اور بیدار رہ۔ دیدار کے
لائی ہو اور دل رکھنے والا ہو۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

حُبُّ الدُّنْيَا وَالِدَيْنِ لَا يَسْعُ فِي قَلْبِ الْمُؤْمِنِ كَالْمَاءِ
وَالنَّارِ فِي رِثَاءٍ۔

دین و دین کی محبت مومن کے دل میں نہیں سماتی ایک برتن میں پانی
اور آگ کی طرح۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

حُبُّ الدُّنْيَا وَالِدَيْنِ اخْتَيْنِ وَلَا يُكْرَهُ بَيْنَ الْأَخْتَيْنِ
دین و دنیا دونوں بہنیں ہیں اور دونوں بہنوں میں نکاح نہیں ہوتا۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

دنیا کا شبینہ کے ساتھ تصرف، دنیویہ ہے اور وزینہ کا تصرف شبینہ
کے ساتھ ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

الدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْآخِرَةِ۔

دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

اے آنکھ کے اندھے اگر کوئی کہے کہ دین و دنیا دونوں مجھے عطا ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ
والتسلیم سے بہتر نہ ہو غلط کہتا ہے اور خطا ہے تَرَكَ الدُّنْيَا لِلدُّنْيَا دُنْيَا كَاتِرِكَ كَرْنَا
دنیا کے ساتھ ہے، ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اگر کوئی دے منع مت کر اور

اگر نہ لے تو طمع مت کر اور اگر رکھے جمع مت کر۔

اگر کوئی شخص کہے کہ میں اپنے پاس جو درم و دینار، جنس و املاک دنیا رکھتا ہوں
مجھ کو نفس شوم و طمع سے نہیں ہے بلکہ بیواؤں، فقیروں، مسکینوں، غریبوں،
عاجزوں اور مستحقین کے لیے ہو۔ یہ عقل سے بے عقل ہیں۔ جو باطل کا طالب ہے
اس پر دلیل عقلی اور دلیل نقلی دلالت کرتی ہے۔ حق کی طرف سے نہیں آتا اور بھوکوں
اوریتسا کی ہے تو جاننا چاہیے کہ یہ سب مکر و فریب اور حیلہ شیطانی ہے۔ کیونکہ
وہ دنیا کی بسیاری کا خواہاں ہے۔ اس کے چاہنے والے کو دے دے اور خود
اللہ تعالیٰ کی توجہ کرے۔ یہ سیرت نام و ناموس کے لیے ہے۔ یہ مرتبہ فقر نہیں ہے۔

اسم اللہ کی تشریح

یاد رہے کہ جب رُوح اعظم وجود میں آئے اور یا اللہ شروع کیا جائے
قیامت تک اُٹھے۔ ابھی اللہ کے نام کی انتہا کی گنتہ تک رسائی حاصل ہوئی ہوگی
ہر علم اور ہر صحیفہ اور ہر الہام اور ہر کتاب اور توریت، انجیل، زبور، قرآن،
نام خداوندی کی تشریح ہیں۔ اور ہر انبیاء و اولیاء جو علم ظاہر و باطن حاصل کرے
اسم اللہ کی ماہیت دریافت کرنے کے لیے۔ اور اسم اللہ سے الوہیت ہویت
اور فنا فی اللہ کے مراتب تک رسائی حاصل کرے۔ پس کونسا علم اللہ تعالیٰ کے
نام سے زیادہ فائق ہے۔ کہ اس سے مزہ تو پھر تا ہے مگر پڑھتا نہیں اسی لیے
مردہ اور سیاہ دل ہے۔

آپ نے خوانی از اسم اللہ بخوان
اسم اللہ با تو ماند جاوداں

اگر تو کچھ پڑھنا چاہتا ہے تو اللہ کا نام پڑھ کیونکہ اللہ کا نام ہمیشہ
تیرے ساتھ رہے گا۔

صاحبِ استغراق کون؟

جاننا چاہیے کہ جسے علم کُل زیادہ ہو اور جس کی عقل رہبر ہے اللہ کے نام کی برکت
سے توجید اور دل کی صفائی کی اور معرفت، کشف، حیرت، خوف، رجا، توکل مجموعہ
اوصاف حمیدہ، جمعیت و اطاعت اور اللہ تعالیٰ کی امان کے تصور کے تصور
کے ساتھ کثرت ہے اور مستغرق ہے اور خاص الخاص وہ ہے کہ جب تصور اسم اللہ
میں مستغرق ہو اور اللہ کے نور کے ذکر کے چشمہ سے اس کو رُوح الفردوس فیض اللہ
کہتے ہیں اور وہ جنت اللہ نور اللہ کی رُوح فتوح میں آتی ہے اور وہ قندیل پر اللہ کے
نور کے نام کے ساتھ کہ شش جہات سے باہر اور اس کا نشان بے نشان ہے اور
اس کی صورت کا باندھنا پریشان۔ جو اس مقام تک رسائی حاصل کرتا ہے مطلق
صاحبِ استغراق ہوتا ہے۔

خریبہ خدائندی

یاد رہے کہ اس مقام میں اولیاء اللہ کو موت اور زندگی برابر ہوتی ہے اگرچہ
اس کا جسم خاک پر ہے تو رُوح عرش پر مستغرق ہوتی ہے۔ بروز محشر صاحبِ مستغرق
قبر میں آئے گا اور قبر سے اُٹھے گا اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے گا اور اس طرح
مست ہوگا کہ سر عرش پر مارے گا۔ اسے کمالیت کہتے ہیں۔ اسے صاحبِ فقیر خزانہ

کہتے ہیں۔ ایسا مرشد ہونا چاہیے اور مرشد ناقص کچھ کام نہیں آتا۔ مرشد ہونا آسان نہیں ہے۔ مرشد ہونا ہدایت خداوندی کا بہت بڑا خزانہ ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

أَلْفَقْرُ كَنْزٌ مِنْ كَنْزِ اللَّهِ تَعَالَى.

فقر اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

اللہ تعالیٰ کی ہم نشینی

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :-

اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِثْلَ نُورِ كَمَشْكُورَةٍ فَيَضَاءُ
مِصْبَاحٍ أَمْصَبَاحٍ رُجَا جَةٍ وَالرُّجَا جَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ
دُرِّيٌّ قَدْ قَدِمَ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ تَرِيْنُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ
وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ وَبَيْتُهَا يُوَضَّى وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ
عَلَى نُورٍ ط يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ
لِلنَّاسِ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ط فِي بُيُوتِ آذَانَ اللَّهِ أَنْ
تَرْفَعُ دَيْدُ كَرُ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ.

اللہ تبارک و تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے اس کے نور کی مثال فانوس
کی ہے کہ اس میں چراغ ہے اور چراغ فانوس میں اور فانوس گویا
ایک روشن ستارہ ہے اور زمینوں کے مبارک درخت سے جلتے ہیں

نہ شرقی ہے نہ مغربی۔ قریب ہے کہ اتنا اس کا روشن ہو اگرچہ نہ مس کرے اس کو آگ نور پر نور ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنے نور کے سبب ہدایت کرتا ہے اور آدمیوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک مثال بیان کی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شے سے واقف ہے ان گھروں میں کہ ان کے بلند کرنے کا حکم کیا ہے اور یہ کہ ان میں اس کا نام تسبیح کیا جائے صبح و شام۔

تو جانتا ہے کہ جب کچھ نہیں تھا تو اللہ تبارک و تعالیٰ کہاں تھا۔ ہمارے ہمراہ تھا اور ہم کہاں تھے اللہ تعالیٰ کے ہمراہ تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ

وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں تم ہو۔

پس کلام الہی میں دوسرا نہیں سماتا بجز نام الہی کے۔ کونسا کلام زیادہ فائق ہے اللہ تعالیٰ غیر مخلوق صنّاع ہے باقی سب مخلوق ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ

مخلوق کے لیے اطاعت نہیں ہے خالق کی معصیت میں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا

میرے ساتھ کسی چیز کا شرک نہ کرو۔

پس اللہ تبارک و تعالیٰ کے طالب اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیگانہ ہیں کہ نہ خدا ان سے جدا ہے اور نہ ہی وہ خدا سے جدا ہیں۔

ہر کرا قدرت نماید باظہور
غرق فی اللہ گشت وحدت با حضور

جس کسی پر قدرت اپنا اظہار کرنا چاہتی ہے وہ فوراً فنا فی اللہ ہو

جاتا ہے اور وحدت میں حاضر ہوتا ہے۔

بارہ روز اللہ تعالیٰ کے ساتھ یکتائی کے لیے مندرجہ ذیل آیت کو پید اور دیگر حجاب کے استخارہ کے ساتھ پڑھے :-

لَا تُدْرِكُكَ إِلَّا بَصَائِرٌ وَهُوَ يُدْرِكُكَ الْإِبْصَارُ

نظر اس کا ادراک نہیں کر سکتی وہ ہر نظر کو پہچانتا ہے۔

اللہ کے نام کے ساتھ جو خطاہ پر نظر رکھے روح زندہ ہو اور نفس مردہ ہو۔

دیدہ از دل می کشاید راز تن

روز باحق جلیس و ہم سخن

جب دل کی آنکھ کھل جاتی ہے تو وہ جسم کے راز کو جان لیتا ہے

ایک دن اللہ کا مصاحب اور اس سے ہم کلام ہوتا ہے۔

ہر کہ لا شد از بر بی التفات

بے حجاب غرق فی اللہ شد نجات

جس کسی کی اپنے مربی کے ساتھ خاص توجہ ہے وہ بغیر کسی رکاوٹ

کے آنا فنا فی اللہ ہو کر نجات پالیتا ہے۔

قلب کی تشریح

یاد رہے کہ قلب ذکرِ قلبی کا نام ہے اور ذکرِ قلبی کی شناخت کیا ہے؟
جاننا چاہیے کہ قلب کیا ہے۔ جو دل کی صفت سے موصوف ہو اُسے ذکرِ

قلبی کہتے ہیں۔ قلب مندرجہ ذیل اقسام میں منقسم ہے:-

قلب سورج کی طرح ہونا چاہیے۔ سورج کی روشنی سے
قلب کی پہلی قسم :- چراغ اور اندھیری رات کو کیا قدرت ہے کہ بہادری
سے شعلہ زن ہو بلکہ عام و خاص ذرہ کی طرح سورج سے بہرہ ور ہیں۔

قلب آبِ حیات کی طرح ہو۔ جس نے آبِ حیات
قلب کی دوسری قسم :- کے چشمہ سے ساغرِ معرفت خداوندی پیا ہو اور
مست ہو اور دنیا و آخرت دونوں کو فراموش کیا ہو۔

ارشاد رب العالمین جل مجدہ الکریم ہے :-

مَا ذَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى

نہ آنکھ جھپکی نہ دیکھنے میں غلطی کی۔

اسے سیر سفر باطنی خضر کہتے ہیں کہ ظاہری طور پر حضرت خضر علیہ السلام کی
طلب میں اس کی مجلس کے ہے اور وہ دوست میں مستغرق۔ اس کو صاحب

یچی القلب و میت النفس اولیاء کہتے ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

إِنَّ أَوْلِيَاءِي تَحْتَ قَبَائِي لَا يَغْرِبُ نَصْمٌ غَيْرِي

بیشک میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں۔ میرے سوا انھیں کوئی
نہیں جاننا۔

قلب کی تیسری قسم :- قلب پتھر کی طرح کہ ہمیشہ اس میں لعل کی طرح اللہ
کا نور پیدا ہو اور اس سے معرفت کا ظہور ہو۔
قلب کی چوتھی قسم :- آگ کی طرح بجز محبت عشق خداوندی کے دیگر
کو جلادے۔

قلب کی پانچویں قسم :- قلب خزانہ کی طرح اور مرشد کامل طلسمات کی طرح
جو نظر سے توڑ دے بجز محنت و رنج کے اہل
قلب خزانہ الہی ہے۔

قلب کی چھٹی قسم :- قلب شیشہ کی طرح کہ اللہ کے نام کے تصور کے ساتھ
دونوں جہان کا مشاہدہ کرے اور ہر ایک کی تحقیق راہ محمدی
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کرے۔

قلب کی ساتویں قسم :- قلب ولایت و ہدایت کی طرح اللہ کے ملک عظیم
بعظمت کریم جو اس دارالامانت میں آئے اس
کو غصہ نہ چاہیے۔

قلب کی آٹھویں قسم :- بخش کی کان کی طرح کہ اس سے علم و ارادہ فتوحات
غیبی کہ اسے عالم الہام علم لدنی معرفت خداوندی
کہتے ہیں۔ اشتغال الہی میں مستغرق اور ہم قلب قل ہو اللہ کا نفس شیطان
دنیا اور اہل دنیا سے دور حق میں مستغرق اور مسرور۔ یہ حقیقت صاحب باطن

صاف قلب کی ہے۔ زاہد باریا۔ مغرور اور خود فروش کو کیا علم۔ الغرض جو علم و ریاضت
 زبان سے متعلق ہیں وہ بے خبر ذکر فکر باطنی معرفت خداوندی سے ہیں۔ علم
 زبان کا اقرار ہے اور ذکر قلب کی تصدیق ہے۔ نفاق دل سے تعلق رکھتا ہے۔
 جس شخص کو تصدیق قلب اور صفائی معرفت ذکر اللہ کے ساتھ ہے۔ دل ہاتھ
 میں نہیں آتا۔ ظاہر و باطن زبان سے اقرار اور علم بہت بڑا حجاب ہے۔

قلب کیا ہے؟

یاد رہے کہ قلب اللہ تعالیٰ کے رازوں کا نور ہے کہ ظاہر و باطن سے
 خبر دیتا ہے۔ کامل اور صاحب عقل وہ ہے کہ ظاہر و ذوق کے مطالعہ اور باطن
 اللہ کے شغل میں غرق ہو۔

اکثر آدمیوں کا قول ہے کہ ذکر دل سرود سے زیادہ حرکت کرتا ہے غلط
 ہے یہ شیطانی جنبش ہے۔

دل کہ جنبہ می جنباند عرش را
 دل بجنبہ با سرود و سر ہوا
 جب دل متحرک ہو جاتا ہے تو عرش کو ہلا دیتا ہے۔ دل حرکت
 کرتا ہے نغمہ سے یا رزوں کی فکر میں۔

جو ان دس سفتوں کو نہ جانے صاحب کلب ہے کہ دنیا مردار کی طلب ہے
 پس مجلس اہل کلب اور اہل قلب کی درست نہیں آتی کہ ظاہر قلب اور باطن اس
 کو مشرور و خاد کھاتا ہے۔ پس جو ظاہر و باطن یکساں رکھتا ہو کہ فیض خدا سے عطا ہو۔

مرتبہ خلیق

یاد رہے کہ دونوں جہان اور اٹھارہ ہزار عالم کل و جزو اللہ تعالیٰ کے نام میں لپٹے ہیں اور اللہ کا نام قلب میں جب اللہ کا نام اللہ کے ذکر سے جو شش مارے اور کھولے۔ اللہ اللہ کی ضرب سخت دل پر مارے۔ خردش اسم اللہ سے بیہوش اور بے خود ہو۔ پر وہ مظلمانی اور نفس شیطانی سب پارہ پارہ ہو اور مشاہدہ حقیقی اور راہ محمدی دکھائے۔

چنان کن اسم را در جسم پنہاں
کہ می گردد الف در بسم پنہاں
اللہ کے نام کو جسم میں اس طرح پوشیدہ کر لے جیسے کہ الف
بسم میں پوشیدہ ہے کہ اصل میں بسم اللہ ہے۔

حب طالب اللہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو ظاہر حرام کھاتا ہے اور باطن میں ہمیشہ حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم کی مجلس پاک میں رہتا ہے۔ اور ان مراتب کو مرتبہ خلیق شریف کہتے ہیں۔ یعنی صاحب التفات فقراء کی راہ صرف اللہ کے نام سے ہے۔ ڈاکر اور شاغل کو سطراعت میں قال و حال جدا جدا ہے اور وہم و خیال جدا اور سہر لحظہ جان دیگر اور مکان دیگر۔ شب و روز جگر کا خون کھاتے ہیں۔ مجاہدہ اور خواب اُن کا وحدت ہے اور تن پر لباس شرعیہ محمدیہ علیہ التیمتہ و الثناء کا پہنے۔ اور ساغر معرفت پی رہے ہیں۔

حق الیقین کیا ہے؟

جب فقیر ان مراتب تک رسائی حاصل کر لے تو اُسے ایک وجود کہتے ہیں۔
یعنی حق سے نکلتا ہے اور حق سے کہتا ہے اور حق کی تلاش کرتا ہے اور حق کا مشاہدہ
کرتا ہے اور اس مقام کو حق الیقین کہتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :-

وَأَعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ۔

اپنے رب کی عبادت اتنی کثرت سے کر کہ تجھ کو یقین آجائے۔

اور نیز مقام ایک وجود اللہ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ ہے یعنی محقق عارف باللہ جو
آواز سماعت فرماتے ہیں اللہ کے نام سے سماعت فرماتے ہیں اور جو ان کی زبان سے
نکلتا ہے اللہ کے نام سے نکلتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

كُلُّ آتَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيهِ

جو برتن میں ہوتا ہے وہی ٹپکتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدارضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وَآيَةُ شَيْئًا آيَةُ

اللہ یعنی میں نے صفت سر قدرت میں دیکھا کہ اللہ ہے۔ اہل ذات کی نظر صفات

پر مقام ناسوت کا تماشا اور نظر ذات کی ذات پر لاہوت کا تماشا۔

اقسام لاہوت

لفظ لاہوت دو اقسام میں منقسم ہے :-

پہلی قسم :- نہایت ہے ۔
 دوسری قسم :- لامکان ہے ۔
 اس حقیقت اہل ذات کو کیا جانے ۔ ناسوت پر خطرات پریشان جگہ کہ ذات الہیہ
 ہے ۔ ہمہ از دست در مغز پوست ۷

رو نساید بہر مشتاقی
 رفت فانی چو یافتم باقی
 وہ اپنے چاہنے والوں کے لیے اپنی رونمائی کرتا ہے ۔ جب میں
 نے باقی کو پایا تو فانی فنا ہو گیا ۔

جاننا چاہیے کہ سب سے پہلے اسم ذات نور میں آسمان اور پہاڑ پر امانت بھیجی
 اس کی عظمت ، برکت ، بزرگی کا بوجھ اٹھا سکے اور تمام بیزار ہوتے جیسا کہ ارشاد
 باری تعالیٰ ہے :-

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَتَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ
 فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ
 إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ۷

ہم نے امانت کو زمین و آسمان اور پہاڑوں پر پیش کیا ۔ پس انہوں
 نے روگردانی کی اور انکار کیا اور انسان نے اٹھایا ۔ بیشک وہ
 ظالم و جاہل تھا ۔ ۷

خوش آں روئے کہ از چشم بداندیشاں نہاں باشد
 خوش آں خاکے کہ چوں خرابا بحیب استخوان باشد

وہ چہرہ بہتر ہے جو بُرا چاہنے والوں سے چھپا ہوا ہے وہ مٹی بہتر ہے کہ جو کھجور کی گٹھلی کی طرح ہڈیوں کے اندر چھپی ہوئی ہے۔

پردہ بود مرا شعلہ چو اخگر کشتہ
خوش نشینم بہ سرا پردہ خاکستر خویش
مجھ پر پردہ تھا جو چنگاری کے شعلہ نے جلا دیا۔ میں بخوشی اپنے
جلے ہوئے پردہ کے پاس بیٹھا ہوں۔

جو دل حبت دنیا سے افسردہ ہو گیا ہے اُس پر پند و نصاحت کا کیا فائدہ کیونکہ وہ
انتہائے حبت دنیا اور حرص اور اوصافِ ذمیمہ سے مردہ ہو گیا ہے۔ ارشاد باری
تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے: **وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ**۔ اپنے رب تعالیٰ کی جانب
رغبت کر۔

مصنف کا قول ہے کہ اگر مجھے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ملک کی بادشاہی دے
دی جائے تو اس سے بہتر ہے کہ ایک دفعہ جماعت کے ساتھ یا اللہ کہے کہ بروز
مشر اُس کا پابندی کے مقابلہ میں بھاری ہو تو اُس دن اللہ کے نام کی قدر معلوم ہوگی
دنیا فانی ہے اور اللہ کا نام باقی ہے۔ جیسا کہ خاقانی کا قول ہے
پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی
کہ یک دم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی
خاقانی پر تیس سال کے بعد اس معنی کی حقیقت ظاہر ہوئی کہ ایک گھڑی
واصل باشد ہونا سلطنت سلیمان علیہ السلام سے بہتر ہے۔

مصنف نے جواباً کہا ہے

بہ از ملک سلیمانی بر آید از دم فانی
 در انجبا دم نمی گنجد مقام اللہ سبحانی
 جو فنا مٹنے والی گھڑی سے گزر جائے تو یہ سلطنت سلیمان علیہ السلام
 سے بہتر ہے اس مقام میں ہم مارنے کی گنجائش نہیں یہ مقام اللہ سبحان کا ہے۔

فضیلت آدمیت

جاننا چاہیے کہ آدمی افضل ہے کوئی چیز اس کے مرتبہ تک رسائی نہیں حاصل
 کر سکتی۔ جو کچھ تخلیق کیا گیا آدمی کے لیے تخلیق کیا گیا اور آدمی کو معرفت خداوندی کے
 لیے پیدا کیا گیا۔ پس جو معرفت خداوندی کی طلب نہیں کرتا اُس کے اوقات پر
 لعنت ہے کہ آدمی ہوتے ہوئے گائے بیل بن جائے اور عشر کے روز اللہ تعالیٰ
 کے دیدار کا امیدوار نہ ہو۔

مورم انا عوض گوشہ بے توشہ خویش
 نہ پذیریم اگر ملک سلیمانی بخشند
 میں چیونٹی ہوں بغیر خوراک کے گوشہ نشینی اختیار کی ہے۔ اگر مجھ کو
 سلطنت سلیمان بھی بخشیں تو قبول نہ کروں گا۔

از عمر یک دور روزہ تنگ اند عارفان
 اے بے شعور طالبِ عمر دوبارہ
 عارف لوگ ایک دور روز کی زندگی سے تنگ ہیں اے نادان
 بیوقوف تو دوبارہ زندگی کا طالب ہے۔

عمر بہار عارف ہم دم بود خدا
 عمر خزاں آنکہ بود از خدا جدا
 عارف کی زندگی کی بہار کا وہ وقت ہے جب وہ داخل باشد ہے عارف
 کی زندگی کا موسم خزاں اس وقت ہوتا ہے جب وہ فراق جدائی میں ہوتا ہے۔
 ملک سلیمانی کی کیا جگہ ہے کہ عارف باشد ملک کو نہیں اختیار نہ کرے۔ حقیقت
 میں مرد وہی ہیں جو نفس پر قادر ہیں۔
 دنیا دیریا ہے اور انسان مچھلی اور مرض جال اور موت شکاری ہے۔ بروز
 عشر امید رکھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ عقیقی میں
 بھی اندھا ہے۔

ہر کہ ایں جا نہ دید محروم است
 در قیامت ز لذت دیدار
 جس نے اس جہان میں دیدار نہیں کیا وہ محروم ہے قیامت میں
 دیدار کی لذت و ذائقہ سے۔

اور مادر زاد ولی اللہ کبھی وقت بھی خود کو رب تعالیٰ سے جدا نہیں دیکھتا۔
 ہر حال، اقوال، افعال، احوال، افعال اور اعمال میں ذات باری تعالیٰ
 حاضر و ناظر ہے۔

کورہ مادر زاد کے ہمیشہ صفا
 روز و شب با خود پرستی سر ہوا
 مادر زاد اندھا صاف کب دیکھ سکتا ہے وہ تو دن رات
 اپنی پوجا اور نفسانی خواہشات میں ہے۔

تسکم مادر سے جنا ہوا اندھا کب واضح طور پر دیکھ سکتا ہے۔ شب و روز اپنی پوجا اور خواہشات میں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :-

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ه مَاضِلٌ مَّصَابِحِكُمْ وَمَا غَوَىٰ ط
 وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ه إِنَّ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ه عِلْمَهُ
 شَدِيدٌ الْقَوَىٰ ه ذُو مِرَّةٍ ه فَاسْتَوَىٰ ه وَهُوَ بِالْأُفُقِ
 الْأَعْلَىٰ ه ثُمَّ دَنَىٰ فَتَدَلَّىٰ ه فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَدْنَىٰ ه
 فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ه مَا كَذَبَ الْفُؤَادَ مَا رَأَىٰ
 أَفَمَرُونَهُ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ ه وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ ه
 عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ ه عِنْدَ جَنَّةِ الْمَأْوَىٰ ه إِذْ
 يَخُوشَى السُّدُورَ مَا يَخُوشَى ه مَا تَرَاغِبُ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ ه

اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے تمہارے
 صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں
 کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔ انہیں سکھایا سخت
 قوتوں والے پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا اور وہ آسمان بھریں کے
 سب سے بلند کنارہ پر تھا۔ پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا تو
 اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے کبھی کم۔
 اب وحی فرماتی اپنے بندے کو جو وحی فرماتی۔ دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا
 تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو۔ اور انہوں نے

تو وہ جلوہ دوبار دیکھا سدرۃ المنتقی کے پاس اس کے پاس جنت ماویٰ ہے۔ جب سدرہ پر چھارہا تھا آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔

بلبل نیم کہ نعرہ زخم درد سرکنم
 پروانہ وار سوزم دوم برنیا درم
 میں بلبل نہیں کہ نعرے مارا کر سر میں درد کر لوں۔ میں پروانہ کی
 طرح جل جاؤں گا اور میری آواز باہر نہیں آئے گی۔

پروانہ نیم کہ بیک شعلہ جاں دہم
 مرغ سمندر کہ در آتش نشہ ام
 میں پروانہ نہیں ہوں کہ ایک شعلہ پر جان دے دوں۔ میں سمندر
 کا پرندہ ہوں اور آتش عشق میں بیٹھا ہوں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَا مًا عَلٰى اِبْنِ اٰهِيْمٍ

اے آگ تو ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی والی ابڑہیم پر۔

زندہ قلب سب خلیل ہیں اور مردہ قلب سب نخیل ہیں۔

اللہ کی تلوار کون؟

جاننا چاہیے کہ فقر ایک صورت سے ملیح اور اس کا وجود غرق مع اللہ سبح
 بذکر اللہ اور فقر خوب صورت اور سرخ رو کہ دو عالم اس میں پھنسے ہوئے اور حیران
 عم گین اور پریشان ہیں۔ اور جو باطن میں سلطان الفقر کا منہ دیکھتا ہے لایحتاج

صاحبِ لفظ ہوتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے:

لِسَانَ الْفُقَرَاءِ سَيْفُ الرَّحْمَنِ.

فقیروں کی زبانِ رحمن (اللہ) کی تلوار ہے۔

مثلاً گن فیکوں کے ازل کی سیاہی اُس کی زبان پر باقی رہی اُس کا قلم و نظر لوح محفوظ کے مطالعہ میں ہے یعنی جو کچھ کہے اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہو جائے نیز یہ ہے کہ صدقہ فقیروں کو دے۔ اور رضائے خداوندی کو ہاتھ میں لے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

الصَّدَقَةُ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ.

صدقہ رب تعالیٰ کے غضب کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

اگر تو فقیر کو شب و روز روتا دیکھے تو جان لے کہ فقر کی گرانی سے بوجھ نہیں اٹھا سکتا اور اگر ہنستا دیکھے تو خدا اُس پر ناراض ہے۔ فقیر درمیان میں ہے نہ ہنستا ہے نہ روتا ہے۔

جب فقیر صاحبِ باطن کو دلیل و دہم، توجہ و نظر اور دل کی گرانی ہوتی ہے تو خراب ہوتا ہے چونکہ صاحبِ باطن ذکرِ حضور ہی ہے اُسے خرابی اور دوری کی کیا حاجت ہے۔

مدینۃ القلب کون؟

یاد رہے کہ جسمانی ولایت کا شہر شہر خداوندی سے مشاہدہ کیا کہ ایک لاکھ لطائف

حکمت سے آراستہ اور قدرت کے ظرافت سے پیراستہ ہے اسے مدینۃ القلب کہتے ہیں اور اس شہر کے گرد ایک گنبد ہے اور اس کا نام دماغ ہے اس پر چھ کھڑکیاں ہیں کہ ہر ایک حکمت کے طلسمات سے بھری ہوئی ہے وہ کھڑکیاں دو آنکھیں ہیں اور وہ دونوں کان اور دو سوراخ ناک کے۔ اور اس شہر میں ایک بادشاہ ہے کہ اُسے عقل کا بادشاہ کہتے ہیں۔ جب عقل کا بادشاہ جس سر کی تمنا کرتا ہے بجز اُس کھڑکی کے کہ اس سے مدد رک ہو سکے ممکن نہیں ہوتا۔ چونکہ امراء نہانی کا دیکھنا چاہنا ٹھہرنے کے ارادے پر آنکھ کی کھڑکی پر آتا ہے۔ اور اگر حرف اور آواز کے دریافت کرنے کی خواہش ہوتی ہے تو آنکھ کی کھڑکی پر جاتا ہے اور اگر خوشبوؤں کے سونگھنے کا قصد ہوتا ہے تو ناک کی کھڑکی پر جاتا ہے۔ اور جب عقل کا بادشاہ بچہ ہی تھا تو سات آدمی امراء دولت اور ارکان مملکت سے تغلب کے طریقہ سے طاعی اور باغی ہو کر عقل کو دماغ کے گنبد میں بند کیے رہے اور مدینۃ القلب کے متصرف ہوئے۔

حاضر الوقتی کا انکشاف

شاہ عقل کی حاضر الوقتی کا انکشاف سات اقسام میں منقسم ہے۔۔
 پہلی قسم: نفس آمارہ جو دکیل مطلق ہے۔
 دوسری قسم: شہوت میرغرض ہے۔
 تیسری قسم: غفلت کہ عشر یعنی خراج یاد اور رشتہ کی تحصیل کرنے والی ہے۔
 چوتھی قسم: کعب ندیم مجلس ہے۔

پانچویں قسم :- غرور سلاح داد ہے۔

چھٹی قسم :- حرص میر سامان ہے۔

ساتویں قسم :- طمع فوطہ دار ہے۔

قصہ کوتاہ جب عقل کا بادشاہ سن بلوغ کو پہنچا۔ منتظر ہو اور امید رکھے کہ عالم غیب سے استعانت ہو اور باغیوں کی نجات پائے اور سلطنت کے احکام اپنی مراد کے موافق کرے۔ ایک دن دماغ کے گنبد میں منتظر اور متامل تھا کہ اچانک ایک نورانی جوان اللہ تعالیٰ کے ولی کی طرح دروازے سے آیا۔ عقل کے بادشاہ نے اکرام و احترام کے بعد اور درود و سلام کے بعد اس جوان کی حقیقت کو دریافت کیا۔ جوان نے کہا میں توفیق خداوندی ہوں کہ نعمت لائقناہی سے مقرون و مشحون ہوں، مجھے تیرے لیے بھیجا ہے کہ حقیقی قصد سے بیعت کرتا کہ بادشاہی احکام تیری مرضی کے مطابق ہوں اور باغی اور دشمن مقہور ہوں۔ اس کے بعد جس جگہ مجھے حاضر کرے حاضر الوقت ہونگے۔

صاحب شقاوت و سعادت

جاننا چاہیے کہ تو ساری آدمی صاحب شقاوت اور سات آدمی صاحب سعادت رکھتا ہے ان پر مقرر کردہ مندرجہ ذیل ہیں :-

پہلا آدمی :- علم توحید ہے۔

دوسرا آدمی :- علم شریعت ہے۔

تیسرا آدمی :- علم حکمت ہے۔

چوتھی قسم :- دیانت ہے۔

پانچویں قسم :- ادب ہے۔

چھٹی قسم :- راستی ہے۔

ساتویں قسم :- یقین ہے۔

جب ان کی طرف التفات کرے گا تو ان کی موافقت و مصاحبت سے باغی بھاگیں گے اور بھاگنا غنیمت جائیں گے۔ شیخ توفیق نے یہ کہا کہ اس کی خاطر خطیر صورتوں کا آئینہ و ارادت کا گنجینہ ہے اور مجلس شریف سے غائب ہوا۔ اس وقت عقل کے بادشاہ نے مقتضائے ذات اور امداد توفیق نفس امارہ سے رخصت چاہی کہ ناراستی کو اس کی ہمدی سے چھوڑے۔ نفس امارہ نے ہر چند دیکھا گردن نہ کھینچ سکا۔ دیکھا کہ راستی کو زوال نہیں ہے اور منع کی اس کو مجال نہیں۔ رخصت دی۔ عقل نے بادشاہ نے ندیم و رفیق اور اس صدیق کی بشارت تحقیق کی۔ راستی نے زمین خدمت چوم کر عرض کیا

شہا ہفت اختر غلام تو باد

زمین و زمانہ بکام تو باد

اے بادشاہ ساتوں ستارے ہمیشہ سے تیرے غلام ہیں اور

ہمیشہ سے زمین و زمانہ تیرے حکم کا پابند ہے۔

میں اس قابل نہیں ہوں کہ تیرے مقابلہ میں بات کروں لیکن حکم جہاں مطاع کے سبب عزت و بزرگی میں پہنچاتا ہوں کہ آفت رُوح بادشاہیت کے سات

ستارے ہیں کہ فوارہ ملازم سر پر نظر کے ہیں اور دائمی طور پر جہاں سپاری

میں ثابت قدم اور صاحب سیم ہیں۔ ابدیہ وجہ خیر اندیشی کے لازمہ خدمت گاری کی ہے۔ مقدمہ موقف عرض میں پہنچاتے ہیں۔ اگر عادت آفتاب شعاع صادر ہو عرض میں بادشاہ کے پہنچاؤں عقل کے بادشاہ نے فرمایا کہ راستی نے جبین نیاز زمین پر رکھ کر قبیل آستان ملک آشیان کے عرض میں پہنچایا مصلحت وہ ہے کہ منہ حضرت بادشاہ کا ایمان کے باغات کی جانب اور نہر عرفان کے مشاہدہ کی جانب آئے اور خود معائنہ فرمادیں کہ ایمان کا باغ اہل طغیان کے تغلب سے خرابی کی جانب منہ لایا اور متاع اصول بند ہو کر اطاعت کے وجود اور کمال کے بوجھ سے باز رہے۔ اور فکر کے مرغ اور ذہن کے بند ہو گئے اور ادراک بے پردہ بال ہوا۔

ز باد خنزاں بوستاں شد خراب

بہ نقص آمدہ در چمن سیل آب

موسم خنزاں سے باغ اُجڑ گیا اور سیلاب کے پانی نے چمن کو تباہ کر دیا۔

ز قمری و ببل شدہ سادہ باغ

ترنم سرا شد بجائش کلاغ

ببل اور قمری کے لیے باغ اُجڑ ہو گیا۔ کوئے نے اس جگہ اپنا

گانا شروع کر دیا۔

پھر مشاہدہ کے بعد نفس اتارہ کی طرف عتاب کے ساتھ خطاب ہو کہ ایسا لطیف باغ و گلستان دلکش شریف تمہارے عہد و زارت میں اس خرابی کو کیونکر پہنچا

ظاہر ہو کہ تعمیر کا سلیقہ نہیں رکھتے ہو بلکہ اس کی بربادی میں متوجہ رہتے ہو۔ بہتر یہ ہے کہ تدبیر نگہبانی ممالک معمورہ کی عہد اور اہتمام علم و شریعت کی جانب چھوڑ دو۔ اس بات کی سماعت سے یاس بقات کے عوارض پر اور نا اُمیدی طبقات کے زخاروں پر ظاہر ہوگی۔ اور ان مقامات کی مثال سے سر پھیر کر بات کے جواب کے مطابق سوال نہیں کرے گا۔ پھر استحقاق و کالت و وزارت اچھے دلائل اور حجت قائم نہیں کروں گا۔ اور مجلس جنت صفت میں بدعا کا اثبات اگر اہل طغیان کو ملزم پا کر تمام ارکان دولت کے محضر میں شرمندہ کر دیں گا۔ جب لشکر و رعیت اس کی کم دانشی پر واقف ہوگی تو اس سے روگردان ہوگی اور ہمارے تصرف میں وکالت و وزارت آئے گی اور بادشاہ بھی اپنے مقصد پر فائز ہوگا۔ بادشاہ نے تعلیم کے مطابق ایمان کے باغ کا مشاہدہ کیا اور نصیحت کے مضمون اور شریعت اور علم پر عمل کیا۔ ہرگز کہ ان کلمات کے کہنے سے دیوانہ کہیں گے وہ جنتیوں کا سردار ہوگا اور بہ روز محشر تمام انبیائے کرام علیہم السلام اس کا استقبال کریں گے۔

کلمہ طیبہ کی فضیلت

حضور نبی کریم و ما ارسلناک الارحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو صبح کی نماز سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور نماز عصر کے بعد سورج کے ڈوبنے تک کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے اور اس کے ماہین کلام نہ کرے تو اللہ رب العالمین صل جہدہ الکریم پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل

کرے اور اس سے کچھ بھی دریافت نہ کرے اور وہ ستر آدمیوں کا شافع بنے جن پر
دوزخ واجب ہو چکی ہو۔

نیز حضور نبی کریم رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین حبیب رب العالمین
احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء کا ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص وضو
کے مابین کلمہ طیبہ پڑھے تو جو پانی کا قطرہ گرے تو اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم
اس قطرہ سے ایک فرشتہ تخلیق فرمائے کہ وہ بروز محشر تک اس کلمہ کو پڑھ کر اس کا ثواب
پڑھنے والے کو دیں گے۔

نیز حضور سید العالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ سوتے وقت دس
بار جو شخص کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے تو وہ ایسا ہے کہ گویا اس نے ایک
غلام آزاد کیا۔

نیز ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ میں جانتا ہوں اور تمہیں کلمہ کی پناہ
میں چھوڑتا ہوں۔ پس اللہ تبارک و تعالیٰ مجھے اس کی پناہ میں رکھے۔ اور نار جہنم
سے نجات پائے۔ اس لیے تمہارے لازمی ہے کہ اس کلمہ کو بکثرت پڑھو تا کہ بہشت
میں ارفع و اعلیٰ درجہ حاصل کر سکو۔

نیز ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ بوقت نزع جس کا آخری کلام یہ
ہو وہ جنت میں داخل ہو۔

نیز ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ جو کلمہ طیبہ کو تنہائی میں دو سو بار
پڑھے وہ حج اکبر کا ثواب پائے۔

نیز ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ جو کلمہ طیبہ پڑھے اس پر رطلوان

اکبر واجب ہو۔

دیدارِ خداوندی

یاد رہے کہ الشَّریبُ العالمینِ جَلَّ مَجْدُهُ الحَرِیمُ نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی اے موسیٰ! اُمَّتِ مُحَمَّدٍ عَلَی صَاحِبِهَا التَّحِیَّةِ وَالشَّوَابِ سے ایک قوم ہوگی کہ بلند آواز پر بہادر ہوگی اور بلند آواز سے کہے گی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وہ ہمارے دوست ہیں۔ سب سے پہلا دیدار ہم ان لوگوں کو کرائیں گے اور بروزِ محشر انبیائے کرام علیہم السلام کے برابر انہیں ثواب سے نوازیں گے۔

نیز فرمایا جو صبح کی نماز کے بعد دس بار اور ظہر کی نماز کے بعد ۲۰ بار اور عصر کی نماز کے بعد ۳۰ بار اور مغرب کی نماز کے بعد ۴۰ بار اور عشاء کی نماز کے بعد پچاس بار اور وتر کے بعد ۶۰ بار کلمہ طیبہ پڑھے تو اس کے لیے انبیائے کرام علیہم السلام کا ثواب لکھا جائے گا اور جنت میں ساٹھ شہر اور ہر شہر میں ساٹھ محل اور ہر محل میں ساٹھ گھر (مکان) اور ہر مکان میں ساٹھ تخت اور ہر تخت پر ایک حور بیٹھی ہوتی ہو بنائے جائیں گے۔

نیز فرمایا جو ہر روز ایک سو بار لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کہے بروزِ محشر اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح منور ہوگا۔

نیز فرمایا خود تنہا زکوٰۃ ادا کرو کلمہ طیبہ کہنے سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ نیز فرمایا جو ہر روز ایک سو بار کلمہ طیبہ پڑھے تو راہِ جنت کا پسندیدہ توشہ

اسے حاصل ہو۔

پرندہ کی تخلیق

یاد رہے کہ ارشاد گرامی ہے کہ جب بندہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کہتا ہے تو اس کے سانس سے ایک سبز پرندہ تخلیق کیا جاتا ہے کہ اس کے پر مربع موتی اور یا قوت کے ہوتے ہیں اور وہ عرش کے پیچھے جاتا ہے اور کا پتلا ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ اے پرندہ ٹھہر جاوہ پرندہ کہتا ہے الہی کیونکہ ٹھہر جاؤں کہ تو اس کلمہ گو کو تو بخشتا نہیں ہے ارشاد ہوتا ہے میں نے اسے بخش دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :-

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ۔

جان لے کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اپنے اور مومنین اور مومنات کے گناہوں کی معافی طلب کر۔ اللہ تمہارے مقتل اور ٹھکانے کو جانتا ہے۔

اہل معافی کا قول ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام خدا پر خطاب ہے اور مراد ان کا غیر ہے اس لیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مانا تھے کہ بجز اس کے اور کوئی خدا نہیں ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

فَإِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِينَ
يَقْرَأُونَ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ لَقَدْ جَاءَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ
فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ط

اگر آپ کو شک ہے اس میں جو ہم نے آپ پر نازل کیا تو آپ ان لوگوں سے معلوم کریں جو پہلے سے آسمانی کتب کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ بیشک یہ تیرے رب کی طرف سے حق آیا ہے تو شک کرنے والوں میں سے مت ہو۔

یہ دلیل ہے کہ خطاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے اور مراد غیر ہے۔
حضرت مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ سب سے افضل ذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ چنانچہ حضور نبی غیب دان علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے کہ سب سے افضل ذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نفع و نقصان اور عزیز کرنے والا اور خوار کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

حضرت سہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں لَا ضَرَّ وَلَا نَافِعٌ وَلَا مَنَاعٌ إِلَّا اللَّهُ اور وہ اہل توحید و توکل ہے۔
اس جملہ پر ارشاد یہ ہے کہ نجات اہل ایمان کی ہے اور تمہاری جگہ اور جانے کا جاننے والا نہیں ہے بجز اللہ تعالیٰ کے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب خود اور اہل ایمان کے لیے مغفرت چاہے تو دل حاضر رکھ جیسا کہ خبر میں ہے :-

مَنْ اسْتَعْفَرَ وَكَمْ مَحْضَرُ قَلْبِهِ مَعَ لِسَانِهِ لَمْ يُعْفَرْ.

جس نے بخشش چاہی اور حضور دل نہ کیا زبان کے ساتھ تو اس کی مغفرت نہ ہوگی۔

اے عزیز! دل کا اعتبار ہے۔ اگرچہ اس سے قبل اس کی مغفرت فرمادی ہے کہ انا فتحنا لک گواہ ہے۔

پس جب حضرت عزوجل صاحب مغفرت کو دوست رکھتا ہے لہذا حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو چاہیے کہ اہل ایمان کی مغفرت چاہیں جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بارگاہ رب جلیل میں سوال کیا کہ کسی معصیت خواہ کو دوست رکھتا ہے فرمایا اہل مغفرت معصیت خواہ کو۔ اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم تمہارے جانے، رہنے کی جگہ سے واقف ہے کہ جہاں تم معصیت کرتے ہو اگرچہ چھپ کر کرو۔ پس ضروری ہے کہ مغفرت طلب کرو۔ اگر آمرزش کو میں رفیق رکھوں گا تمہاری جگہ جنت ہے اور اگر توفیق نہ دوں تو جہنم ہے۔

چالیس روز ماتم کرنا

اے مومن! ایک نماز وہ ہے جسے سلطان الذاکرین کہتے ہیں اسے پڑھ کر قیامت کے دن ڈاکوؤں سے اٹھایا جائے اور جو حاجت اللہ تبارک و تعالیٰ سے جاہے جائز ہو اس کا ثواب تقریر و تحریر سے باہر ہے اور وہ چار رکعت ہیں ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پندرہ بار قیام کے بعد تین سو بار لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ہر رکوع و سجود اور ہر قومہ و جلسہ میں چالیس دفعہ اور سلام کے بعد تین سو ساٹھ بار پڑھے۔

حضرت سلطان العارفين بايزيد بسطامي رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک دفعہ یہ نماز فوت ہو گئی تو آپ اس نماز کے فراق میں چالیس دن تک ماتم کرتے رہے۔

حضرت سلطان العارفين بايزيد بسطامي رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک مرتبہ خواب میں حضور نبی غیب دان احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا اے بايزيد! اچھی نماز اختیار کی ہے جو تمام عمر ایک بار پڑھ لے جنتی ہو جائے اور دوزخ اس پر حرام ہو جائے۔ پس اے اہل ایمان تو بھی کبھی کبھی یہ نماز پڑھ تاکہ اس کی نیکی کو پاتے۔

کلمہ شہادت کی حقیقت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھے تو اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم اُس پر جنت کے آٹھ دروازے کھول دے گا جس سے چاہے جنت میں داخل ہو۔

جاننا چاہیے کہ کلمہ شہادت اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کی وحدانیت اور حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی نبوت و رسالت کی شہادت ہے اور توحید کی جڑ ہے۔ اور کلمہ شہادت کے قاری کے لیے عظیم ثواب ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

”جو اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کی یگانگی کی شہادت اور میری نبوت و رسالت کی گواہی دے اُس پر جنت واجب ہے۔“

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

” جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ اور میری نبوت و رسالت اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی بجز میرے ہیں شہادت دے تو تمام انبیائے کرام علیہم السلام اس شخص کے لیے جنت کی ضمانت ہیں اور میں بھی اُس کی شفاعت کروں۔“

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

” جو شخص صحیح العقیدہ سے کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ پڑھے تو اس سے کفر و نفاق بیزار ہوتا ہے اور یہ شمار ہر کافر و منافق کے اس نامہ اعمال میں نیکی مرقوم ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ جنت ہے۔ پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

” جو شخص اخلاص کے ساتھ دل سے کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ پڑھے تو اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ اُس پر نارِ جہنم حرام کر دے گا۔“

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

” اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کا ایک نور کا ستون ہے۔ بندہ جب کلمہ شہادت پڑھتا ہے تو وہ ستون جنبش کرتا ہے تو ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ ٹھہر۔ ستون کہتا ہے کیونکہ ٹھہروں کہ تو نے کلمہ شہادت پڑھنے کو بخشا نہیں ہے۔ ارشاد ربانی ہوتا ہے تحقیق میں نے مغفرت

فرادی۔ پس ستون ٹھہر جاتا ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

”بِشخص لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ
وَلَهُ الْحَمْدُ وَمُنَى وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“

دن میں ایک سو بار پڑھے تو وہ دس غلام آزاد کرنے کا ثواب
پاتے اور اُس کے نامہ اعمال میں ایک سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور
اس کے نامہ اعمال سے ایک سو بُرائی دُور ہو جاتی ہے اور شیطان
سے امان ہوتی ہے اور شب و روز کو اس قدر ثواب نہیں پاتا مگر
اس طرح کلمہ توحید کہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

”شَهَادَاتُ دَوَاوِرْ كَمَا شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ
لَا شَرِيكَ لَهُ وَشَهِدَ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ وَابْنُ أُمَّتِهِ وَكَلِمَتِهِ
الْقَهْمَا إِلَى عَرِيمٍ وَرُفُوحٍ مِنْهُ وَأَشْهَلُ أَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ
وَالنَّارُ حَقٌّ“ اور اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم تمہیں جنت
میں داخل فرمائے گا۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

”مجھ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ
کو آپ کی اُمت کے ساتھ خوشی ہو جو فرض نماز کے بعد ۲ دفعہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ
يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ کہے تو اللہ تبارک
و تعالیٰ اس کی نماز قبول کرتا ہے اور ہر رکعت کا ثواب اسی سال
کی عبادت کا اس کے اعمال نامے میں لکھتا ہے اور جو صبح کی نماز
کے بعد کہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے گناہ درگزر فرماتا ہے اگرچہ
دریا کی طرح کیوں نہ ہوں۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :
”جب اہل ایمان اہل قبور کے قریب سے گزرے اور یہ کلمہ پڑھے
تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس قبرستان کو منور کرتا ہے اور پڑھنے والے
کی مغفرت فرماتا ہے اور ہزاروں نیکیاں اس کے اعمال نامے
میں لکھتا ہے اور اس بُرائی درگزر فرماتا ہے“

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :
”جو شخص لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ إِلهًا وَاحِدًا
وَ أَحَدًا صَمَدًا مَبِيدًا وَ لَمْ يُولَدْ وَ لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا
أَحَدٌ کہے تو اس کے اعمال نامہ میں اللہ رب العزّة تبارک و
تعالیٰ دس ہزار نیکیاں رقم فرماتا ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :
”جو شخص لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ إِلهًا وَاحِدًا
وَ نَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ کہے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت لکھتا ہے

چہ جائیکہ کوئی جہنمی ہی کیوں نہ ہو۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

”جو شخص بازار میں آکر کہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ اللہ تعالیٰ چالیس ہزار نیکیاں اسے عطا فرماتا ہے اور چالیس ہزار بدیاں دور کرتا ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

”جو با وضو ہو کر ایک مجلس میں ایک سو دفعہ کہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ بارگاہِ خداوندی میں جس حاجت کی تمنا کرے پوری ہو جائے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

”جو شخص چار دفعہ یہ کہے اللہ تعالیٰ اس کی آزادی دوزخ میں لکھتا ہے :-

اللَّهُمَّ إِنِّي أَشْهَدُكَ وَكَفَى بِكَ شَهِيدًا وَأَشْهَدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتِكَ وَجَمِيعَ خَلْقِكَ إِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

”جو شخص کہے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَنْكَبْتُ سَبَابَ كَهْرًا كَرِيًّا جَبَّ قَبْرِي اُطْعِمْتَنِي تَوْبَ اس كِي اُنْكَلِيَاں كَلِمَةً مَّذْكُوْرًا كَيْسَ يَسُّ اللّٰهُ تَعَالٰى اُس كے ليے بَرَاقٌ بَيْحَجِيٍّ جُو اس پَر سُوَارُ هُوَ اُوْر قِيَامَتِ كے مِيْدَانِ مِيں حَاضِرُ هُوَ اُوْر كَلِمَةُ شَهَادَتِ كَهْتِي وَ قَتِ اَنْكَبْتُ شَهَادَتِ كَهْرِي كَرْنَا مَسْتَحَبٌ هُوَ اُوْر جَبَّ التَّحِيَّاتِ مِيں كَلِمَةُ شَهَادَتِ پَر مَحِيٍّ اُوْر بَعْضُ عِلْمًا كے نَزْدِيكٍ رَفْعُ سَبَابِ رُسُلَتِ هُوَ۔“

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

”شَبَّ جَمْعُهُ كُو چَالِيَسَ بَارِيَهٗ كَمَا لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهٗ لَهٗ الْمُلْكُ وَ لَهٗ الْحَمْدُ مِحْيٰ وَ مِيْمَتٌ وَ هُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ يَتِيْدُ الْخَيْرِ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔“ اللّٰهُ تَعَالٰى اُسے اِپْنِي دُوَسْتُوں مِيں اَنُكَبْتِي۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

”جُو سُوْرَجِ غُرُوْبِ هُوْتِي وَ قَتِ دَس بَار كِي۔ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى اِس كِي طَرَفِ فَرِشْتِي بَيْحَجِيٍّ جُو اس كِي حِفَاظَتِ كَرِي اُوْر دَس غَسْلَامِ اَزَاد كَرْنِي كَا ثَوَابِ مَلِي۔“

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

”جُو هِرْمَاذِ كے بَعْدِ كَمَا لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهٗ“

وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۗ اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ
وَلَا مُعْطَىٰ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ .

اس کو ہزار برس کی عبادت کا ثواب ملے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ سے حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ افضل

الصلاة والتسليم نے فرمایا کہ ..

” آدمیوں کو خوشخبری دے دو کہ جو یہ کہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ
لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ
وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيرٌ تو اسے جنت ملے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے ..

” جو اپنے بچھونے کی طرف آئے اور کہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ
لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَاللَّهُ أَكْبَرُ۔ اس کے گناہ دور ہوں اگرچہ دریا کی طرح ہوں۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے ..

” جو پہلو پھیرے اور کہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
اس کے اعمال نامے میں شب و روز عبادت کرنے والوں اور دن کو
روزہ رکھنے والوں کا ثواب کھا جائے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے ..

” جو جاگتے ہوئے پڑھے وہ ستر برس کی عبادت کا ثواب پائے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔
 ”جو سورج طلوع ہوتے وقت دس بار کہے اُسے اس قدر نیکیاں ملیں
 کہ جس قدر سورج سے چمکیں۔“

صاحبِ حکمت کون؟

یاد رہے کہ اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کی خود گواہی
 دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقَائِمُ
 الْقَائِمُ بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ . اللَّهُ
 تعالیٰ اس امر کا شاہد ہے کہ بیشک وہی ہے اللہ نہ کہ دوسرا۔ اور
 فرشتے اور اہل علم شاہد ہیں کہ قائم ہیں عدل کے ساتھ نہیں ہے خدا
 مگر وہ غالب صاحبِ حکمت۔

یاد رہے کہ اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے اپنی وحدانیت کو بکثرت
 بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ
 لِذِكْرِي أَوْ فاعلم أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَوْ اللَّهُ لَا
 إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ .

اور سب انبیائے کرام علیہم السلام اور ملائکہ اُس کی وحدانیت کی گواہی دیتے
 ہیں اور وحدانیت کے مقرر ہیں اور اُس کی اطاعت میں لگے ہوئے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَادًا
وَقُودَهَا النَّاسَ وَالْحِجَارَةَ عَلَيْهَا مَلِكَةٌ غِلَاظٌ
مِثْدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ أَمْرَهُمْ - ان کی ناز ہے . وَ
يُفْعَلُونَ مَا كُودُ مَرُونِ ان کی صفت اور اولو العلم صاحب
دانش بھی اس کی خدائی کے مقرر ہیں . جو صاحب عقل ہو گا اس کا شریک
نہیں کہے گا اور سب وحوش و طیور اس سے واقف ہیں .

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :

يُسَبِّحُ لَهُ السَّمَوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ
مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ
إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ط

پس اے آدم کے بیٹے تو اسے کیوں نہیں پہچانتا کہ اس نے سب اپنیوں کو پہنچو ادیا
ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے سے .

مصنف کا قول ہے :

لعنتے بر کار کافر رحمتے بر کار دیں

عارفان و اولیا این ہمہ از حق ہمیں

کافر کے عمل پر لعنت اور دیندار کے عمل پر رحمت ہوتی ہے . عارف

اور ولیوں کو اللہ کی طرف سے جان .

چہار اشیا کی محتاجی

یاد رہے کہ کلمہ طیبہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ** چہار اشیا کا محتاج ہے:-

- ۱۔ پہلی شے:- صدقِ قلب کہ جس میں یہ نہیں منافق ہے۔
- ۲۔ دوسری شے:- حرمت کہ جس کو یہ نہیں فاسق ہے۔
- ۳۔ تیسری شے:- حلاوت کہ جس میں یہ نہیں دیا ہے۔
- ۴۔ چوتھی شے:- تعلیم جس کو یہ نہیں بدعتی ہے۔

نجات مردم جاں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
کلید قفل جنان لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

انسان کے رُوح کی نجات لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھنے میں ہے۔ جنت کے تالے کی چابی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہے۔

چہ خوفِ آتش و دوزخ چہ باکِ دیولعین
دلا کہ دردِ زباں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
دوزخ کی آگ اور شیطان لعین سے کیسا خوف و ڈر اے دل
جس کی زبان پر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ جاری ہے۔

نمود ملک دو عالم نمود چرخِ کبود
کہ بود قبلِ زماں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
دونوں جہان اور نیلا آسمان نہیں تھا کہ زمانہ سے پہلے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تھا۔

مخلص خاص کون؟

یاد رہے کہ جس کسی کو کلمہ تاثیر کرے وہ آدمی کلمہ سے تاخیر کرے اور کلمہ جس کی زبان کھولے ایک دم وہ اس کے ذکر سے یاد نہ رہے۔ جس نے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا وہ کسی مساب و عذاب کے بغیر جنت میں داخل ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر نہ ناکرے و چوری کرے اگر نہ ناکرے اور چوری کبھی کرے کبھی بھی۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ حرام کھانے اور نفس کو انصاف الحاصل کلام دے۔ زنا، شرک، کفر، غرور سے اجتناب کرے اور تفسیر کے ساتھ کلمہ حق پڑھے۔ اونچی آواز اور دھیمی آواز سے۔ گلیوں بازاروں خشکی اور سمندر میں بہشت میں داخل ہوگا اور کلمہ طیبہ سے منافع اور کافر منکر ہے کہ کوئی کہے کہ نفس کی جگہ کلمہ مست جائز ہے۔ ہر طریقہ سے کلمہ پڑھنا جائز ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُرَّةً لَمْ يَبْقَ مِنْ ذُنُوبِهِ ذَرَّةٌ

جس شخص نے ایک دفعہ کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھا تو اس کے گناہ

میں ایک ذرہ بھی نہیں رہتا۔

تو کلمہ طیبہ کو کیا جانتا ہے جبکہ تو نے اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کے موجود ہونے کا اقرار کیا تو پھر دوسرے سے التجا کی کیا حاجت۔ اور دوسرے سے خائف ہونا بکفر و شرک ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَثِيرٌ وَالْمُخْلِصُونَ قَلِيلٌ

جو لا الہ الا اللہ کثرت سے پڑھتے ہیں ایسے مخلص بہت کم ہیں۔

اور کلمہ شریف کہنے والا مخلص خاص ہے اور وہ دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کی رفاقت میں اور سیف زبان ہے۔

حقیقت خاموشی

یاد رہے کہ مصنف کا قول ہے کہ نفس کے مرنے کے بعد جو گناہ رُوح کے ذمہ ہے۔ نفس کا کہنا ہے کہ میں اُس سے واقف نہیں ہوں۔ فعل بد رُوح کی زندگانی کے واسطے رکھتا ہے اور جو گناہ مرنے کے بعد ہو وہ میرے ذمہ ہے کہ فعل بد رُوح کو نفس یوں ملزم کرتا ہے اور نفس رُوح کے ہاتھ سے حیران و پریشان ہے نفس و رُوح کو اور فریب دیتا ہے۔ چنانچہ جس وقت کہ آدمی کے وجود میں تپ ہو تو چاروں جلتے ہیں اور انہیں عذاب دیا جاتا ہے۔ یعنی قلب و قالب اور رُوح و نفس۔ پس کفار کے چاروں کافر اور منافق کے چاروں منافق اور مومن کے چاروں مومن ہیں۔

اگر نفس وجود میں بادشاہ ہو تو دل اُس کا وزیر ہے۔ جاننا چاہیے کہ گویا فقر کے پند و نصائح سے اور خاموشی فقر کا راز ہے۔ اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے ورنہ رب العزّة تبارک و تعالیٰ بے نیاز ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :

مَنْ طَلَبَ شَيْئًا وَجَدَّ وَجَدَ ط

اگر کسی نے کسی چیز کی طلب میں کوشش کی تو اس کو حاصل کر لیا۔
جو مرتبہ فقر تک رسائی حاصل کر لیتا ہے اُسے کوئی بات دوسری اچھی نہیں لگتی اگرچہ
حضرت داؤد علیہ السلام کے خلق کی طرح کیوں نہ ہو۔

جادو حق کیا ہے؟

جاننا چاہیے کہ سرسجدہ کرنے کے لیے ہے اور بدن اطاعت کے لیے ہے
اور زبان ثناء کے لیے ہے اور دل ذکر کے لیے ہے اور روح فکر کے لیے ہے
اور ہاتھ سخاوت کے لیے ہے اور آنکھ حق تعالیٰ کے دیکھنے کے لیے ہے اور پاؤں
عبادت کے لیے کھڑا ہونے کے لیے ہے اور کمر امر بالمعروف کے باندھنے کے لیے
ہے اور کان کلام کی سماعت کے لیے ہے۔ پس سرور لعنیوں کی جگہ ہے۔ مولا کی
راہ سب راہزن ہیں۔

حضرت شیخ العارفین شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا
ایہا الناس جہاں جاٹے تن آسانی نیست
مرد دانا بجہاں داشتن ارزانی نیست
اے لوگو! دنیا جسم کو راحت پہنچانے کی جگہ نہیں ہے۔ عقلمند
آدمی کو دنیا رکھنا آسان نہیں ہے۔

بچہ دیو بازی و ریاضت بشکن
کین سر پنجلٹی ظاہر جسمانی نیست

شیطان کے بچہ نفس کی لہو و لعب کی عادت کو ریاضت سے ختم کر
دے کہ یہ ظلم کی شدت ظاہری جسم کی نہیں ہے۔

حسدر از پیروئے نفس کہ در راہِ خدا
مرد انگن ترازیں غول بیابانی نیست

اللہ کے راستہ میں نفس کی پیروی سے پرہیز کر۔ آدمی کو گمراہی
والا اس سے زیادہ کوئی جنائی جنگلی مخلوق نہیں۔

طاعت آل نیست کہ بسربینی و پیشانی
صدق پیش آید کہ اخلاص بہ پیشانی نیست

اطاعت یہ نہیں ہے کہ تو سر تا ک اور پیشانی کو زمین پر رکھ دے
صدق دلی کو سامنے لا کہ اخلاص ماتھا ٹیکنے میں نہیں ہے۔

سعدیا گرچہ سخندانى مصالحو گونى
بہ عمل کار بر آید بہ سخندانى نیست

اے سعدی اگرچہ تو گنگو کے فن کو جانتا ہے اور اصلاح کی باتیں
کرتا ہے۔ کام عمل کرنے سے پورا ہوتا ہے باتیں بنانے سے نہیں ہوتا۔

مصنّف کا قول ہے کہ عمل وہ ہے جو قلب کی صفائی سے ہو اور عرض بجز
خدا کے نہیں ہے اور شریعت جاہ حق ہے اور غیر شریعت گمراہی ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :

مَنْ تَنَاهَى عَنْ الْبِدْعَةِ مَلَأَ اللَّهُ مِنْ اِيْمَانِ قَلْبِهِ

جو بدعت کا منکر ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا دل ایمان سے بھرتا ہے۔

اقسام رزق

بکثرت لوگ بدعت میں رزق کی تلاش کرتے ہیں۔ چنانچہ مشائخ طبقات نے رزق کو چار اقسام میں تقسیم کیا ہے :-

رزق کی پہلی قسم :- رزق مقسوم ہے۔

رزق کی دوسری قسم :- رزق مضمون ہے۔

رزق کی تیسری قسم :- رزق مملوک ہے۔

رزق کی چوتھی قسم :- رزق موعود ہے۔

وہ رزق جو ازل میں تقسیم ہو گیا ہو اور لوح محفوظ میں مرقوم رزق مقسوم ہو۔ بیشک وہ مقدر میں پہنچے گا۔

وہ رزق جو اس کی روزی سے اسے پہنچے یعنی اللہ تبارک رزق مضمون :- و تعالیٰ رزق دینے کا ضامن ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا۔ جو زمین پر مکین ہیں اللہ تعالیٰ پر ان کا رزق ہے۔

وہ رزق جس کا ذخیرہ کیا جائے۔ درم، جامہ، اسباب دوسرے رزق مملوک :- سے کہ تجارت کرے البتہ فضل خداوندی سے اس سے کوئی چیز پیدا ہو اور رزق حاصل ہو۔

رزق موعود :- وہ رزق جو ہمہ وقت پہنچتا ہے۔

مصنف کا قول ہے کہ رزق کی تمامیت دو اقسام میں منقسم ہے۔ ایک حلال خاص

جو عارفین کو اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے ملتا ہے۔ اور خاص دائماً توکل و ضامن ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :-

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا۔

جو اللہ سے خوف رکھتا ہے وہ اس کو ایک مخرج پیدا کرتا ہے اور بلا حساب رزق دیتا ہے اور جو اللہ پر توکل کرتا ہے وہ اس کے لیے کافی ہے تحقیق اللہ تعالیٰ اس امر کا پہنچانے والا ہے تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لیے ایک مقدار پیدا کی ہے۔

اور رزق عام کا حرام ہے جیسا کہ ظلم مردہ دل اہل نفاق کا ذب رزق کی جستجو میں رزق کے تابع خاص کر سرود کی آواز شیطان کی آواز ہے۔ اور اہل سرود کی حقیقت یہ ہے کہ وہ خواہشات نفس میں پھنسا ہوا اور بے دین ہے۔

اے سرود بے دیگر است سنت رسول

قتل سازد نفس را اصل الوصول

سنت رسول کے سوا ہر بات و گانا بجانا بیہودگی ہے نفس کو قتل کرے
اے اللہ کے ساتھ واصل ہونے کی اہلیت رکھنے والے۔

عسارفان بے نغمہ مطرب مست حال

مستی او خاص از وحدت وصال

غائبات گانے والے کے نغمہ کے بغیر ہی اپنے حال میں مست رہتے ہیں
اس کی مستی وحدت کے وصال کی خصوصیت سے ہے۔

اقسام آواز

اے مرد جاننا چاہیے کہ آواز مندرجہ ذیل دو اقسام میں منقسم ہے :-
 آواز کی پہلی قسم :- پہلی آواز رحمانی ہے جس طرح کہ تلاوت قرآن مجید، ذکر
 سبحانی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مشفق قدرت خداوندی سے ہے جو
 اس پر یقین نہیں کرتا وہ گمراہ ہے۔
 آواز کی دوسری قسم :- دوسری آواز جس کا دخل حقیقت سے نہ ہو وہ ہوائے
 شیطانی سے پیدا ہو۔

سعید کون؟

اے خام سُن! عارفین کی حقیقت یہ ہے کہ خاموشی اور غرق باموئی بلا مکر اللہ
 تبارک و تعالیٰ کی صحو ہے اور بلا حق گویائی لہو ہے۔ جو اپنے نفس پر مالک ہو وہ سعید
 ہے اور نفس پر وہ مالک ہوتا ہے جو صاحب دل ہو۔ جب مرشد صاحب اُس کے
 دل پر اللہ تعالیٰ کا اسم منقش کرے اور اس کی برکت سے اُس کا سارا دل منور ہو جائے۔

ابتداء اور انتہائے قرآن

یاد رہے کہ قرآن کی ابتداء بسم اللہ الرحمن الرحیم کی با سے ہے اور قرآن کی
 انتہا میں الجنۃ والناس کے سس سے ہے۔ تمائیت ختم قرآن کی رُوح دل پر صحیح
 پڑھے اور اس کے بعد لوح محفوظ سے تکرار کرے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

مَنْ طَلَبَنِي وَجَدَنِي وَمَنْ عَرَفَنِي وَمَنْ عَرَفَنِي أَجَلَنِي .
وَمَنْ أَعْتَبَنِي وَمَنْ عَشَقَنِي قَتَلْتَهُ وَمَنْ قَتَلْتَهُ فَعَلَى رِيْتِهِ
وَإِنَّا رِيْتُهُ .

جس نے مجھے چاہا پایا اور جس نے پایا اس نے مجھے پہچانا۔ اس نے مجھے
دوست رکھا اور جس نے دوست رکھا وہ عاشق ہوا۔ اور جس نے مجھ سے
عشق کیا میں اُسے قتل کرتا ہوں اور جسے میں قتل کرتا ہوں اُس کا بدلہ مجھ
پر واجب ہے۔ پس وہ بدلہ میں خود ہوں۔

شد مزوری کشتن آن خویش داد

شوق وحدت خویش را در درویش داد

عاشق کے قتل کا بدلہ خود کو اس کے سپرد کرنا ہے۔ اپنی وحدت کے
شوق کو درویش کے دل میں پیدا کرتا ہے۔

گشت فارغ آتش اند ہر مقام

نام اللہ ختم شد بر من تمام

آئینہ دل ہر اُس مقام میں فارغ ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ کا نام مجھ
پر مکمل طور پر ختم و ظاہر ہو گیا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

الْعَاقِبَةُ عَشْرَ أَجْزَاءٍ تَسْعَةٌ فِي السَّكْوَةِ وَوَاحِدٌ فِي الْوَحْدَانِ

عاقبت کے دس جز ہیں نو جز خاموشی میں اور ایک جز وحدت میں۔

حقیقتِ دنیا

جاننا چاہیے کہ بوقتِ نزع حضرت عزرائیل علیہ السلام کے اوپر تجلی ہوتی ہے پھر جب عاشق اُسے دیکھ لیتا ہے تو مست ہو جاتا ہے اور اپنی جان سے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے نکل آتا ہے اور حضرت عزرائیل علیہ السلام اسے شیشہ کی طرح تجلی کار و صفا دکھاتے ہیں اور اس کی جان کو ہاتھ نہیں لگاتے اور منہ دیکھنے سے شیشہ میں خوش وقتی ہے۔

یاد رہے کہ حضور سید العالمین رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التمجید والثناء نے دنیا کو اختیار نہ کیا کیونکہ وہ کفار کی رسم ہے اور ابو جہل کی اور ابو جہل فقر محمدی کے خلاف ہے۔ میں اُس قوم پر متعجب ہوں جو فقر محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ذلت لے جائیں اور شرمندہ ہوں اور ابو جہل کے مراتب سے خوش ہوں اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فخر کریں۔ یہ کیونکر ہوگا۔ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

مَنْ أَحَبَّ قَوْمًا فَهُوَ مِنْهُمْ

جو جس قوم سے دوستی رکھتا ہے وہ اسی سے ہے۔

اور حضرت عزرائیل علیہ السلام دنیا دار کی جان اس طرح قبض کرتے ہیں جیسا کہ زندہ مرغ کو سیخ میں کر دیں اور آگ پر رکھ دیں اور جان کباب ہو جائے۔ اے دنیا دار یہ دنیا خراب ہے اور اس کے رکھنے والے بھی خراب ہیں جو دنیا کا نام محبت سے ایک بار لیتا ہے تو اس کے سر اور دل کی سیاہی دور نہیں ہوتی چہ جائیکہ

وہ دن کو ستر روز روزہ رکھے اور رات کو عبادت کرے۔

بروز مختصر کسی دنیا دار کا منہ قبلہ کی جانب نہ ہوگا۔ چنانچہ قبر سے اٹھیں گے تو پشت قبلہ کی طرف ہوں گے۔

سب سے پہلے طالب الہی کو نفس کی آفات کو پہچاننا چاہیے کہ نفس شہوت کے وقت کو رب بے عقل اور دیوانہ ہوتا ہے۔ چارہ پائے کی مانند اور سیری کے وقت فرعون ہے اور بھوک کے وقت درندہ سگ دیوانہ حرام خور۔ اور حکومت کے وقت صاحب غضب اور اظلم فی النار۔ اور سرود کے وقت زنا کا طالب اور مونس شیطان ہے۔ نفس غصہ کے وقت دیو دیوانہ پاگل جن ہے اور نفس وقت تلاوت قرآنی ذکر رحمانی اور قرآن و حدیث اور تفسیر کے اور مسائل کے اور اقوال مشائخ اور روایت و ہدایت و استغراق فی اللہ کے نفس صاحب توفیق رفیق قوی دین مسلمان راہوں سے واقف اور عارف باللہ ہے۔

یک قدم بر نفس خود نہ دال و گرنہ برہوا

یا رضائے دوست باید یا رضائے خویشتن

ایک قدم اپنے نفس پر رکھ اور دوسرا قدم خواہشات پر رکھ یا تو

دوست کی رضا حاصل کرے یا اپنی مرضی چلا لے۔

ملائکہ سے فرمان

جاننا چاہیے اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے وقت کی آراستگی آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام ملائکہ سے فرمایا کہ ہمارے اور آدم کے مابین چالیس

ہزار ظلمانی نفسانیت کے پردہ حجاب دور کر دو۔ اسی لیے وجود آدمیت میں سر سے قدم تک نفسانیت و لذت و کبر ہے۔ اور اسی وجہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ سے دور ہے۔ اور آدمی حرام کھاتا ہے اور غیبت کہتا ہے اور جھوٹ اور ناشائستہ افعال اُس کے وجود میں اور ہر ہر بال بدن اور رگ و پے میں ہیں۔ اور دل پر سیاہی، بیگانگی اور بدی ہے اور حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتا اور جو زبان پر آتا ہے کہتا ہے اور محشر کا دن اور موت کو فراموش کیے ہوئے ہے۔

دست مردے گیرتا مردے نشوی

جز بگردان نیست راہ راہبری

کامل مرد کا ہاتھ پکڑ مرید ہوتا کہ تو کبھی کامل مرد ہو جائے۔ راستہ کی راہبری

کامل مردوں کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔

اور تمہیں جو آدمیوں سے نقصان پہنچے تو رنجیدہ نہیں ہونا چاہیے۔ یہ مراتب و
كَذَلِكَ لِكُلِّ سَنِيٍّ عَدُوٌّ اَشْيَاطِيْنِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ۔ ہر نبی کے لیے ہم نے
جن و انس اور شیاطین بنا دیئے۔

تخلیقِ نفس

اے عزیز جاننا چاہیے کہ نفس کیا چیز ہے اور کہاں سے پیدا ہوا ہے جاننا
چاہیے کہ جب اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے وجود کو تخلیق فرمایا تو بحکم الہی اس میں رُوح داخل ہوئی اور حضرت آدم
علیہ السلام پر علم واضح ہوا اور نگاہ عرش پر پڑی اور کلمہ طیبہ مرقوم دیکھا۔ حضرت

آدم علیہ السلام نہایت متعجب ہوئے اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کی اسے
 الہ العالمین تیرے نام مبارک کے ساتھ دوسرا نام مبارک کونسا ہے۔ حکم الہی
 ہوا اسے آدم تیرے بیٹوں میں حضور نبی کریم رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ
 حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جو بروزِ محشر تیرے شفیع ہوں گے۔ حضرت
 آدم علیہ السلام نے کہا کہ بیٹا باپ کی کیسے شفاعت کر سکتا ہے۔ اس غیرت
 سے آپ کے وجود میں نفس متعلق ہوا اور حرص و طمع کا ظہور ہوا اور آپ نے گندم
 کا دانہ کھایا اور جنت سے نکالے گئے جیسا کہ آپ کے علم میں ہے۔

جاننا چاہیے کہ تصویر سی حرفی کے ساتھ مصنف کا قول ہے کہ ہر روز باغ کی
 تلاش کی کیا ضرورت ہے بلکہ ایک مرتبہ نفس زانیہ کو مارے اور جب پر اللہ تعالیٰ
 کی محبت متعلق ہو

ہر کہ طالب عقل و نقل و سیم زر
 معرفت مولیٰ نہ بیند یک نظر
 جو کوئی عقل اور نقل اور سونے چاندی کا طلب گار ہے وہ
 مولیٰ کی معرفت بالکل نہیں پاسکتا۔

الْعَاقِبَةُ بِالْعَاقِبَةِ

دل کعبہ اعظم است بکن خالی از بتاں
 بیت المقدس است مکن جائے دیگران
 دل بہت بڑا کعبہ ہے اس کو بتوں سے خالی کر یہ پاکیزہ گھر ہے
 اس میں کسی اور کو جگہ مت دے۔

ذلتِ مومن

یاد رہے کہ دل کی تصدیق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طلب خاتمہ بالخیر سے تعلق رکھتی ہے اور طلب دنیا مومن کے لیے ذلت اور کافر کے لیے عزت ہے۔ اور خاتمہ بشر ہے۔ جاننا چاہیے کہ اولیائے رحمن کی قبر کی ہم نشینی کے ساتھ پڑھنا بھی خاصیت رکھتا ہے۔ ہر چند پڑھنے سے روحانی خوشی محسوس کرتا ہے کہ اسے کلام اللہ نعمتہ اللہ دولتِ عظمیٰ پہنچتی ہے اور ہر روز مراتب ترقی کرتے ہیں اور روحانی نہیں چاہتا کہ پڑھنے والے کا کام جلد از جلد ہو جائے۔

اہل قبور سے استعانت کا حصول

اگر کوئی چاہے کہ کام ایک رات یا ایک ہفتہ میں مکمل ہو تو پڑھنے والا قبر پر سوار ہو کر گھوڑے کے سوار کی طرح اور قبر پر ایک تنکا کوڑے کی طرح مارے وہ روحانی اس کے صدمہ سے اسی وقت بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں فریاد ہی جاتا ہے اور عرض کرتا ہے پس حضور نبی پاک صاحبِ لولاک احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء اسی وقت روحانی کا مقصد پورا کر کے خلاص کرتے ہیں۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:-

اِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِي الْأُمُورِ فَاسْتَعِينُوا مِنْ أَهْلِ الْقُبُورِ

جب تم کسی کام میں پریشان ہو جاؤ پس اہل قبور سے استعانت کرو۔

ظاہر و باطن ہمت فقیر کی باقوت ہونا چاہیے۔

ارشاد گرامی ہے :-

الْمَلِكُ لِمَنْ غَلَبَ

ملک اس شخص کا ہے جو غالب ہو۔

تا ترانی تیغ دو دستی بے

ملک میراث نیابد کے

جب تک تلوار تیرے دونوں ہاتھوں میں نہیں ہے۔ کیونکہ ملک کسی کی میراث نہیں ہے۔

غیبی لشکر

جاننا چاہیے کہ جب صاحب دعوت دعوتِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں انتہا کو پہنچے تو اس کے ارد گرد چار غیبی لشکر ہوتے ہیں :-
پہلا لشکر :- لشکر شہداء۔

دوسرا لشکر :- رجال الغیب ابدال کا لشکر۔

تیسرا لشکر :- انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی ارواح کا لشکر۔

چوتھا لشکر :- موکلات ملائکہ کا لشکر۔

ان چہار کو حضرات اولیائے رحمت کی قبر سے ہوتی ہے کہ اہل قبر کی فریاد سے سب آتے ہیں اور عامل کے آشنا ہو جاتے ہیں اور مدد دیتے ہیں اور ہر جگہ عند اللہ اور حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی دعوت سے مدد کرتے ہیں اور عاجزی کے وقت اس طریقہ سے طلب کرے۔

أُحْصِرُوا لِلْمَسْخَرَاتِ اور ہر ایک کا نام بے بیشک حاضر ہوں گے۔

اللہ کیلئے محبت و دشمنی

یاد رہے کہ دوسری دعوتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے جس کا مرتبہ حق الیقین کا ہے۔ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور اس کی نظر میں اطرائی کے اوزار سلاحِ غیبِ الغیب کی طرح ہوتے ہیں۔ اگر کسی پر غصہ ہو تو وہ شخص غیب سے زخم کھاتا ہے اور اللہ کے حکم سے مرنا اور جیتنا ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

الْحُبُّ لِلَّهِ وَالْبُغْضُ لِلَّهِ۔

اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے دشمنی کرے۔

أَقْتُلِ الْمُؤْذِيَاتِ قَبْلَ الْإِيذَاءِ۔

موزیوں کو ایذا سے پہلے قتل کر دو۔

اُن کی توجہ اور نظر قاتل ہے۔ صاحبِ راز دشمن بے خواب اور بے حمیت ہے

اس لیے فقیر ہی خدا ہے اور نہ ہی خدا سے جدا ہے۔

مردانِ خدا خدا نباشند

لیکن نہ خدا جدا نباشند

اللہ والے لوگ اللہ نہیں ہوتے لیکن اللہ سے جدا

بھی نہیں ہوتے۔

ہر کہ واردِ خبر از باطن فقر

قہرِ قہرِ ششِ قہرِ حقِ زبیر و زبیر

جو فقر کے باطنی راز کی خبر رکھتا ہے اُس کا قہر اللہ کا قہر ہے جو زیر
اور زبر کر دیتا ہے۔

جب فقیر آزرده ہوتا ہے تو ماہ سے ماہی تک بلکہ عرشِ اکبر بل جاتا ہے ۷
سادہ لوحان جنوں از بیمِ محشر غافل اند
بیم رسوائی نباشد نامہ نموشسته را
سادہ دل مجنوں محشر کے خوف سے غافل ہیں خط نہ لکھنے والے کو
رسوائی کا خوف نہیں ہوتا۔

رازِ حق اندر جہاں برزد آواز
خود صدائے کے نگہدارد ز راز
اللہ کا راز جہاں میں آواز دیتا ہے وہ خود آواز ہے تو اس راز
پر کون نگاہ رکھ سکتا ہے۔

راز کی حقیقت کم حوصلہ کیا جانے۔ اصل راز کی رضا خدا سے ہے اور راز
حرف ہے کہ وہ حرفِ اعظم ہے اور دل سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کی برکت
سے ہر مکان کو پہنچتا ہے ۷

ازاں حرفے بشر فی مصطفیٰ است
کہ بیروں از کتب سرّ الہ است
ان مشرفِ حروف میں سے ایک حرفِ مصطفیٰ ہے کہ اللہ کے اسرار
کتابوں میں نہیں سما سکتے کتابیں ان کے لیے ناکافی ہیں۔
نہ آنجا قطرہ باشد از سیاہی
سر اسرودت است سرّ الہی

اس جگہ سیارہ کا ایک قطرہ بھی نہیں ہوتا اللہ کے رازوں میں
سے وحدت بھی ایک راز ہے۔

وحی نامحرم است ذال دل نوحہ
مقامے کے رسد بادل فرشتہ

اس دل پر لکھا ہوا ہے کہ وہ وحی سے محروم ہے جس مقام
تک کہ فرشتہ کے دل کی رسائی ہے۔

تخلیقِ نفسِ امارہ

جاننا چاہیے کہ عقل اور علم شریعت نے کہا اے نفسِ امارہ تو جانتا ہے
کہ کس چیز سے پیدا کیا گیا کہ شاہد ان بیانِ نومی وقار ناقلان آثار سے یوں
مردی ہے کہ جب حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی نگاہ لوح
محفوظہ پر کی تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا تو آپ کے دل میں
غیرت آئی۔ آپ نے نہایت غیرت سے فصیح و بلیغ زبان سے عرض کیا:

من الذی اسمہ مقرون بِاسْمِکَ

اللہ یہ کس کا نام ہے جو تیرے نام کے ساتھ ہے۔

بارگاہِ خداوندی سے حکم ہوا یہ میرا محبوب نبی ہے میرے نبیوں میں سے۔ اور

تیرا فرزند ہے تیری اولاد میں سے اور تیری معصیت کا شفیع ہے۔ یہ سن کر

حضرت آدم علیہ السلام کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کیا باپ بیٹے کی

شفاعت کرتا ہے نہ یہ کہ بیٹا باپ کا شافی ہو۔ فوراً خطاب ہوا کہ اے جبریل

جا اور دوسرے لے کر حضرت آدم علیہ السلام کے شکم میں دو حتے کر۔ حضرت جبریل
 امین علیہ السلام بارگاہِ خداوندی سے اترے اور دوسرے کے دو حتے کیے
 نصف کو نکال کر جنت میں دفن کیا کہ اس سے گندم کا درخت پیدا ہوا اور
 حضرت آدم علیہ السلام کے لیے ندامت کا سبب بنا اور دوسرا نصف حضرت
 آدم علیہ السلام کے جوف میں رہا۔ اس سے نفسِ امارہ پیدا ہوا۔

علم و ابلیس کا مکالمہ

علم نے اے غدار تیری پیدائش اس دوسرے سے ہے اس بے ہنر سے
 پر ہنر کیونکر ہو۔ میں وہ صفت ہوں کہ جس میں مجھ سے ذرہ پیدا ہوا۔ حیات
 ابدی اور دولتِ سرمدی پائی۔ نفس نے کہا اے علم اگر تیری تحقیق سے حیاتِ
 ابدی حاصل ہوتی ہے تو بیچارہ ابلیس جو علم رکھتا تھا دائمی لعنت میں کیونکر
 مبتلا ہوا۔

شریعت نے علم سے کہا اے مکار تیری مصاجبت سے اس حال کو پہنچا۔
 ورنہ میں ملائکہ کا استاد تھا۔ پس تمہاری وکالت و وزارت سب ملک کی خرابی
 ہے حقیقت میں ہمارا حق تھا۔ اب بھی آرزو رکھتا ہوں کہ اپنے مرکز پر قرار
 پکڑے۔ اس وقت نفسِ امارہ نے تو من تیر کو اس طرح مطلق العنان کیا کہ
 تمام جہان پر سورج کی طرح ظاہر ہے۔ پھر علم شریعت نے اس طرح حجّت
 قاطعہ پیش کی کہ ولایت و وزارت دراصل ہمارا حق ہے مگر بنا بر مقتضائے
 ضروریات کے چھوٹی عمر میں عقل کے بادشاہ کو رعیت پروری کی تکلیف کی۔

اگر ہم دیتے تو تکلیف مالا یطاق تھی کیونکہ دودھ پیتے بچے کو بجز مشتماتِ نفسا نیت کے موافقت نہیں تھی اس لیے اصحابِ لہو کو سونپ دیا۔ اب ہماری وکالت کا وقت آیا دو شاہد پیچھے ہیں۔ ایک قاضی شرع محمدی نے ولد نزع کیا اور والدین کی جدائی کے بعد والدہ کے سپرد کیا کہ بہتر طریقے سے تربیت کرے اور جب ولد حد شرعی کو پہنچے تو ولد کو والدہ سے نزع کر کے والد کے سپرد کرے اور حلولِ مدتِ تربیت کے والد کا حقیقی حق زائل نہ ہو۔ اس وقت نفسِ امارہ نے کہا کہ والد کا رجوعِ والدہ کی جانب اسبابِ نطفہ کے واسطہ کا سبب ہے کیونکہ حق حقیقی معنی ثابت کرتا ہے۔ اس صورت میں کوئی وجہ سرتت حق حقیقی کے نہیں ہے۔ اس وقت علمِ شریعت نے کہا کہ باجماعِ والدین شریعتیں ملک بنا پر ارشاد خداوندی ہے :-

فَأَنْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ

پس ان مستورات سے نکاح کر دیں جو تمہیں اچھی لگیں۔

پس کون حق زیادہ اور مناسب تر وجود کا ہے۔

دوسری گواہ وہ ہے کہ ایک اطراف اور سلاطین اکناف کی طرف سے رسلِ رسائلِ عقل کے بادشاہ کے آگے آئے اور ان کا وہ جواب تمہارے امراء سے امکان پذیر نہیں ہے اور جو نہیں ہمارے اصحاب سے کہ دانش و بینش اور ادراکِ حقائقِ آفرینش کے نزدیک متجلی ہیں۔ اور اب تمہارے محتاج و مقرر نہیں ہیں۔ یہ دلیل بھی اس کی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی سلطنت کے محتاج ہیں۔ اس وقت نفسِ امارہ نے کہا کہ عقل کے بادشاہ کو اوامر و نواہی میں مقید کرتے ہیں اور قید

بادشاہوں کو نہیں ہوتی ہے۔ مگر باغی سے اور گوش ہوش سے مننا نہیں ہے
کہ ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :-

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا.

وہ ایسا رب ہے جس نے تمہارے لیے تمام زمین کی اشیاء کو پیدا کیا۔

ہمارے ملک میں جسم کے تمام لطف اور نعمائے شہوت مباح ہیں۔ پس ہم بادشاہ
کو مطلق العنان کرتے ہیں اور جب بادشاہ موافق مطلوب کے بے قید نعمتوں میں
متصرف تھا۔ ذوق و شوق کے دروازے اس کے چہرے پر روشن ہوتے اس
وقت تمام رعنا یا ناز و نعمت میں بسر کی گئیں۔ پھر علم و شریعت نے کہا کہ آیت
مبارکہ سے یہ مراد نہیں ہے کہ تو نے قصد کیا بلکہ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
تمہارے لیے ہر چیز کو تخلیق کیا ہے۔ اچھے اچھے کھانے اور مزے دار
کہ شریعت مطہرہ نے انھیں کھانے کی اجازت دی نہ یہ کہ حیوان کی طرح سامنے
آکر بلا تامل اور بلا فکر کھایا جائے اور کچھ فکر نہ کرے۔ لہذا بعض بشر
نے شریعت مطہرہ کے احکام سے انحراف کیا اور منہیات میں لگے ہوئے
ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا ہے :-

أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَدَلَهُمْ أَضَلُّ

وہ چوپایوں کی طرح ہیں مگر بہت زیادہ گمراہ۔

اگرچہ وہ انسانی صورت میں ہیں لیکن سیرت میں حیوان ہیں۔ کسی اہل عقل پر
پوشیدہ نہیں ہے کہ بادشاہ ناشائستہ فعل کامرتکب ہو اور مقرر ہو تو اس کے
سپاہی اور رعایا بالضرور اس کی اقتدار کرتی ہے کہ الناس علیٰ دین مگو کہم۔ قول

صحیح ہے۔ اس معنی معاد کی کثرت اور مالاک کی زیادتی ہوگی۔ اور اس کی وجہ سے بد دل کی بادشاہی میں قسم قسم کے سقم اور مرض کا ظہور ہوگا اور اس مرتبہ پر پہنچیں گے کہ زمانہ کے حاکم اس کی صحت سے ہاتھ دھوئیں گے۔ پس اس بادشاہی میں خرابی رونما ہوگی اور برکت و خیر نہیں رہے گی۔ پس ناشائستہ کاموں سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اس وقت نفسِ امارہ نے کہا کہ بشر کے لیے تمام لذات سے بہتر لذت زنا کی ہے۔ پھر بشر تمام مخلوق سے بزرگ ہے۔ پس اگر کوئی مخلوقات سے بزرگ موجودات کی بزرگی لذات سے اشتغال کرے اور اپنی اقامت لذت پر عرض کرے روانہ ہو کہ وہ انصاف کے قانون سے باہر ہو۔

اس وقت علم و شریعت نے کہا کہ زنا دلیل و طبیعت سے ممنوع ہے اور مردود ہے۔ چنانچہ الزائنتہ والزنی وارد ہے اور ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی صحت ثابت ہوئی۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

الذَّنَاءُ الْكَبْرُ الْكَبَائِرُ

زنا تمام کبیرہ گناہوں سے بڑا ہے۔

اور دلیل عقلی سے بھی واضح ہے کہ انتظام امور اعلیٰ کا غیرت و حمیت کے ساتھ وابستہ ہے۔ چنانچہ کسی عقل مند پر مخفی نہیں ہے اور عدم غیرت آدمی کو زجر کرتی ہے اور عدم غیرت عدم عقل سے ہے۔ اس وقت نفسِ امارہ نے کہا تَجَرُّعٌ كَأَسَاتِ شَرَابٍ اَرْغَوَانِي وَتَشْرَبُ جَامَاتِ رَاحٍ دِيْحَانِي شَرَابِ اَرْغَوَانِي كَهَوْنَطٍ اَوْ شَرَابِ اَرْغَوَانِي كِي تَشْرَبُ اَكْرِمُ نَامَشْرُوعٍ وَحَمَامِ هِي۔

طبیبوں اور حکیموں کے نزدیک بڑے علاجوں اور مدارات سے ہے کہ ارغوانی
 رنگ معصفری سے تبدیل کرتی ہے اور سرخ روئی وہ امر ہے مطلوب ایک
 چیز ہے مرغوب اور خاص نفع کے باوجود عام نفع بھی ہے۔ یعنی حساب پر دلالت
 و شجاعت کرتی ہے اور سخاوت و سماعت کے درکھولتی ہے۔ اور جب
 بادشاہ اس صفت کے مالک ہوں تو رعایا کو عظیم نفع اور کثیر فائدہ حاصل ہوتا
 ہے۔ پس ان امور شریفہ اور ہوا خواہی کے طریقہ سے امتناع نہیں ہوگا کہ
 نیک آدمیوں سے پھل ظاہر ہوتا ہے۔ یہ امر اہل معنی کے نزدیک معطل ہے
 بلکہ سخاوت نہ ہونے کے برابر ہے۔ اور ایک دو احزاب ہے۔ اس لیے کہ
 نشہ کو شجاعت ضمیری اکثر فعل پر حقوق شرعی کے بغیر ترغیب کرتی ہے اس لیے
 کہ نشہ کو مال کی تخریب فرماتی ہے۔ اور کسی اہل عقل پر مخفی نہیں ہے کہ اس کی
 بنائست اور کام بخل کے مخالف ہے۔ اور انسان کی ایک ایک جوہر ہے
 کہ انوار صفا سے معرفت حق کی جانب راہ پاتی ہے اور شرف نفس بشری کا مادہ
 اصالت اور جوہر نورانی عقل کا علم کے ساتھ ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

لَا فَرْقَ بَيْنَ الْإِنْسَانِ وَالْحَيَوَانِ إِلَّا بِالْعِلْمِ

انسان اور حیوان میں صرف علم کا فرق ہے۔

اور شراب کے ساتھ مشغول ہونا اصلی شرف یعنی حقیقی بزرگی کو دور کرتا ہے
 پس لائق نہیں ہے کہ خباثت کی ماں فضائل کے شرکابا پ ہو۔ پھر نفس امارہ
 نے کہا کہ دنیا نقد کی طرح ہے صرف کے ہاتھ میں اور آخرت ادھار ہے۔

پس نقد کو ادھار کے ساتھ بیچنا اہل عقل کا کام نہیں ہے۔ اس وقت علم اور شریعت نے کہا کہ دنیا کی بقا اور روح کو ایک گھڑی امان نہ ہو۔ پس اگر دنیا نقد بے بقا کو عقبی ادھار کے ساتھ جو دونی ہے۔ اور بقائے ابدی کے ساتھ بیچے محض حکمت کمال اور دانائی ہے۔ پس جگہ سخن اس جگہ پہنچا نفس امارہ اس کے اصحاب کے ساتھ ملزم و منفعل ہو اور اہل مجلس نے کہا اے نفس امارہ مت سانس نکال اور آگے مت چل کہ حکایت خانہ بازار دہ بجز بیع و قمار درست نہ آئے۔ عقل کے بادشاہ نے اس کی معزولی کا حکم دے کر تامل و انصاف کو کہ بارگاہِ جلالیت بادشاہ کے لیے ہے نفس امارہ کے معاملات تشخیص کے لیے کہ تمام رعایا سے اس کا حال کھول کر واقعات کی صورت عرض کریں۔ تامل و انصاف نے بادشاہ کے حکم کی بنیاد پر منہ بادشاہت پر رکھ کر جو اس ظاہری جو باصرہ اور سامعہ اور ذائقہ اور شامہ اور لامسہ ہے اور جو اس باطنی جو متفکرہ و مندرکہ و محافظہ و مخیلہ و حس و ہاضمہ و واقفہ و مولدہ اور مصورہ ہیں۔ یہ تمام کے تمام مدینۃ القلب میں تھے۔ طلب کر کے باحوال اعمال نفس امارہ کا استفسار کیا۔ ہر ایک نے اس کے ظلم و خیانت پر گواہی دی۔ تامل و انصاف نے محض اس بارے میں درست کر کے بادشاہ کے سامنے پیش کیا بادشاہ نے احوال و افعال کے سننے کے بعد اخراج پر ارشاد فرمایا۔ علم و شریعت انور و حکمت و دانائی کے بادشاہ کی عرض میں پہنچا کہ مدید مدت اور عہد مزید ہو کہ نفس امارہ اور اس کے اصحاب بادشاہ کی بادشاہی میں تھے حتیٰ کہ اب تک مملکت ابھی تک اس کے متعلقین کے تصرف میں ہے جفرت

کو معلوم ہے نہ عمل دیرینہ اس کے حکم سے رعایا خائن کی جماعت کے ساتھ ان کی خیانت میں حصہ لیا اور نصف آئی و نصف حکم پر عمل کیا۔ یہ سب دستور العمل کہتے ہیں۔ اس کا قلع قمع کیا جائے اور امر ہاتھ میں لانا چاہیے کہ ان کے فساد کی بنیاد دور ہو۔ اور اگر ایک ہی مرتبہ میں اخراج کیا جائے گا تو ممالک محروسہ میں خرابی پیدا ہوگی۔ پس اس کا دفاع حکمت کے ساتھ کرنا اولیٰ ہے۔

بادشاہ نے فرمایا کہ وکالت و وزارت تمہارے تعلق میں ہے جو ہر مشتمل صلاح دولت پر ہو اس پر عمل کرو۔

اس وقت علم و شریعت نے فرمایا ریاضت کو فوجداری کے ساتھ سرفراز کیا اور لشکر عبادت کا نام اس کے ساتھ مرقوم کیا اور مخفی طور پر اس کے کان میں کہا کہ جہاں نفس کے متعلقان پاؤ تو اپنا دستور العمل بنا کر قید کر لو۔ پس ریاضت نے حسب فرمان علم و شریعت کے جس جگہ اس کے متعلقین کو پایا قید کیا اور ان کے ہاتھ اور گردن میں زنجیر اور بیڑیاں ڈال دیں۔ پس نفس نے جب یہ حال دیکھا تو شیطان لعین کو جو اس کا قدیمی مربی تھا پناہ میں ڈھونڈا اور رجوع کر کے کہا امر محاصہ اور مشروع مشارعت علم و شریعت سے ہمارے کام میں خرابی اور ہماری دولت کی بنیاد میں ہدم پیدا ہوا اور رعیت روگردان ہوتی ہے۔

درختے کہ اکنوں گرفت اسپ پا
بیزدے مردے بر آید ز حبا
جس درخت نے ابھی جڑ پھڑی ہے وہ ایک آدمی کی طاقت
سے جڑ سے اکھڑ جاتا ہے۔

اب بجز تمہارے پناہ نہیں دیکھتا کوئی تدبیر کرو کہ آبِ رفتہ نہریں پھر آئے
 اور کام صحیح ہو۔ شیطان نے کہا کہ ایک فراق، دوسرے سوز، تیسرے گریہ، چوتھے
 درد، پانچویں بے قراری، چھٹے جنون، ساتویں صبر سواحل سے لے جاتے ہیں
 ان کلمات کی سماعت سے عقل حیران ہوتی۔ اس وقت طلب نے کہا کہ اس راہ کی
 صعوبت اور اس کی بادیہ کی کیفیت سے اندیش ناک مت ہو۔

مصنف کا قول ہے

ہر کہ شد گننام با حق نام شد
 ترک غوغا غیرتش آرام شد

جس نے اپنے نام کو مٹا دیا اس کا نام اللہ کے نام کے ساتھ
 منسوب ہو گیا وہ اس کے غیر کا ذکر و شور مچانے سے آرام میں ہو گیا۔

مراتبِ عجوبہ

اگر سورج گم ہو تو عالم خراب ہے۔ فقر فیض آفتاب ہے۔ پس اللہ کے نور
 کی تجلیات کا مشاہدہ سورج کی طرح دل سے اندر سے شعلہ زن ہے اور ظلمات
 نفسانی سب اُٹھ جاتے ہیں۔ ایسا مستغرق اور صاحبِ استغراق ہو کہ نہ نفس یاد
 رہے نہ عقل نہ علم نہ شیطان نہ مصیبت نہ ہوا۔ یہ مراتب حضور نبی کریم روف و
 رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کے صحبت یافتہ اور فنا فی اللہ فقیر کے ہیں

چوں آب و شیر یک شود آں آب و شیر
 ایں چنین عرش بود فی اللہ امیر

چنانچہ چنگاری آگ میں اور نمک کھانے میں ۵

مردانِ خدا خدا نباشد
لیکن نہ خدا حُبدا نباشد

خدا سیدہ بندے خدا نہیں ہوتے لیکن خدا سے جا
بھی نہیں ہوتے۔

یہ شریعتِ مطہرہ پر عمل پیرا ہونے سے حاصل ہوتا ہے۔
ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

أَرْبَعَةٌ جَوَاهِرٌ فِي نَفْسِ بَنِي آدَمَ وَيَزِيلُهَا أَرْبَعَةٌ أَشْيَاءُ
أَمَّا الْجَوَاهِرُ فَالْعَقْلُ وَالذِّينُ وَالْحَيَاءُ وَالْعَمَلُ
الصَّالِحُ فَالغَضَبُ يَذِيلُ الْعَقْلَ وَالزِّنَاءُ يَذِيلُ
الذِّينَ وَالطَّمَعُ يَذِيلُ الْحَيَاءَ وَالْفِسْقُ يَذِيلُ
الْعَمَلَ الصَّالِحَ۔

ابنِ آدم کے نفس میں چار جواہر ہیں اور چار اشیاء انھیں دور
کر دیتی ہیں۔ وہ جواہر عقل اور دین اور صالح عمل ہے۔ پس
غضب عقل کو دور کر دیتا ہے اور زنا دین کو اور طمع حیا کو اور
فسق نیک عمل کو۔

پھر ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

النَّاسُ أَرْبَعَةٌ أَصْنَافٍ كَرِيمٌ وَسَخِيٌّ وَلَيْمٌ وَبَخِيلٌ
الْكَرِيمُ الَّذِي لَا يَأْكُلُ وَيُعْطِي وَالسَّخِيُّ الَّذِي يَأْكُلُ

وَيُعْطِي وَلَلَّيْمِ الَّذِي لَا يَأْكُلُ وَلَا يُعْطَىٰ وَالْبَخِيلِ
الَّذِي لَا يَأْكُلُ وَلَا يُعْطَىٰ.

آدمی چار قسم ہیں۔ کریم اور سخی اور لٹیم اور نخیل۔ کریم وہ ہے کہ
خود نہ کھائے اور دوسرے کو دے اور سخی وہ ہے کہ کھائے اور
دے۔ اور لٹیم وہ ہے نہ کھائے اور نہ دے۔ اور نخیل وہ ہے کہ
خود کھائے اور دوسروں کو نہ دے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

خَلَقَ الْإِيْمَانَ وَحَقَّهُ، بِالسَّخَاوَةِ وَالْحَيَاءِ وَخَلَقَ
الْكُفْرَ وَحَقَّهُ، بِالْبُخْلِ وَالْجَفَاءِ.

اللہ تعالیٰ نے ایمان کی تخلیق کی اور اس کی نگہبانی سخاوت اور حیا
سے کی اور کفر کی تخلیق کی اور اس کی نگہبانی بخل و جفا سے کی۔

اگر فقیر چاہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نگہبانی کرے یعنی رحمت خداوندی کے
مد نظر۔ اور اگر فقیر بھوکا ہو تو اللہ تعالیٰ مہمانی کرے یعنی ذکر خداوندی سے سیر ہو اور
دل نور سے بھر پور ہو۔ اور اگر فقیر گناہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر مہربان ہو یعنی
اپنے فضل سے درگزر فرمائے۔ فقیر کے نام پر اللہ ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ أَرْبَعَةِ أَشْيَاءَ مِنْ مَّاءٍ وَنَارٍ وَطِينٍ
وَسَائِحٍ فَإِنْ كَثُرَ مَاءُهُ فَهُوَ الْبَيْتُ الْعَاقِلُ وَإِنْ كَثُرَ
نَارُهُ فَهُوَ حَرِيصٌ وَإِنْ كَثُرَ طِينُهُ فَهُوَ مُتَوَاضِعٌ وَإِنْ كَثُرَ

رَبِّجَهْ فَهَوُ مَتَكَبِّرُو؟

انسان چار اشیاء سے تخلیق کیا گیا ہے۔ پانی۔ آگ۔ مٹی۔ ہوا۔ جس میں پانی زیادہ ہے وہ دانا ہے۔ اور آگ بکثرت ہے وہ حر لیں ہے اور مٹی بکثرت ہے وہ متواضع ہے اور ہوا زیادہ ہے تو وہ مغرور ہے۔

مصنف کا قول ہے کہ پانی عقل ہے یعنی تحمل اور مردی اور آگ عشق ہے جو وجود کو جلاتا ہے اور صفائی کرتا ہے اور خاک معرفت ہے یعنی پاک اور ہوا علم ہے یعنی ہر چیز کو علم حکمت دیتا ہے۔ پس اگر پانی دستیاب نہ ہو تو تیم سے نماز درست ہے اور تینوں کا واسطہ مٹی سے ہے۔ یعنی سب کا رجوع خاک کی جانب ہے۔ پس جو معرفت میں خاک نہ ہو اس کے سر پر خاک ہوتی

طواف کعبہ دل کن اگر دے دے

دے دے است کعبہ اعظم تو گل چہ پنداری

دل کے کعبہ کا طواف کر اگر تو ایسا دل رکھتا ہے۔ دل سب سے بڑا

کعبہ ہے تو اس مٹی کو کیا جان سکتا ہے۔

نہ عرش و کرسی و لوح و قلم فزوں باشد

دے دے خراب کہ اورا بیچ نہ شماری

عرش۔ کرسی۔ لوح محفوظ اور قلم دل سے بڑھ کر نہیں ہے اور جو دل خراب

ہے اس کا کسی میں شمار نہیں۔

حقیقتِ دل

جاننا چاہیے کہ دل کا حوصلہ اور فراخی وسیع ہے کہ دل ن کی مثل ہے اور

اس کے ایک نقطہ میں چودہ طبق چھپے ہوئے ہیں۔ وہ ایک سر (راز) ہے۔ نامحرم سے نہیں کہہ سکتے۔ ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ایک سطر اس کی شان میں ہے اور اللہ تعالیٰ کے نام پاک کی برکت اور ذکر کی عظمت عظیم ہے۔ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِي يُّوسُّوسُ فِي صُدُوْرِ النَّاسِ۔ اللہ تعالیٰ سے کوئی شے مخفی نہیں ہے اور دل وساوس و خطرات کے دور کرنے کے لیے یہ آیت پڑھے اس سے قلب کی صفائی ہوگی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ
وہ آنکھ کی خیانت اور دل کے پوشیدہ رازوں کو جانتا ہے۔

۷

دل یکے خانہ ایست ربانی
خسانہ دیو را چہ دل خوانی
دل اللہ کے گھروں میں سے ایک گھر ہے جو دل شیطان کا گھر ہے
اس کو دل مت کہو۔

دل اسرار نہانی کا خزانہ ہے۔ یہ دل نہیں جو دم کے ساتھ باندھا ہے۔ دل پرندہ کی صورت میں ہے اس کے ہزار بدن اور ہزار سر اور ہزار زبان ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہیں۔

قلب از نور وحدت گشت پیدا
نه از مادر پدر باشد هویدا

دل اللہ کے نور وحدت سے پیدا ہوا ہے۔ ماں باپ کے ملاپ سے ظاہر و پیدا نہیں ہوا ہے۔

نہ از باد و نہ آتش آب و خاکی
قلب نوریت قدرت شد ز باقی

دل۔ آگ۔ پانی۔ مٹی۔ ہوا سے نہیں ہے۔ دل ایک نور ہے اس کی قدرت سے باقی ہے۔

جلس گفتار کی رسم ہے۔

جاننا چاہیے کہ طالب اندھیری رات کی طرح اور دل آفتاب کی طرح جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو صبح کاذب کا نشان نہیں رہتا۔ آفتاب کی روشنی سے قاف سے قاف تک روشن ہے۔

دس باغ

جاننا چاہیے کہ اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ نے مومن کے دل میں مندرجہ ذیل دس باغ پیدا کیے ہیں :-

پہلا باغ :- باغ توحید ہے۔

دوسرا باغ :- باغ علم ہے۔

تیسرا باغ :- باغ حلم ہے۔

چوتھا باغ :- باغ تواضع ہے۔

پانچواں باغ :- باغ سخاوت ہے۔

چھٹا باغ :- باغِ توکل ہے۔

ساتواں باغ :- باغِ قسمت ہے۔

آٹھواں باغ :- باغِ سنت ہے۔

نواں باغ :- باغِ خوف ہے۔

دسواں باغ :- باغِ رجا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

أَلْوَيْهَانُ بَيْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ

ایمانِ خوف و رجا کے مابین ہے۔

پس باغ کی شرط یہ ہے کہ جب صبح صادق ہو تو اس باغ میں مومن کھیل تماشہ کرے اور جہاں خار و خس ہو دور کرے کہ بجز نہالِ اصلی وصال اور میوہ نیک کے دوسرا نہ رہے۔ پس جب توحید کے باغ میں آئے تو جہالت دور کرے اور جب حلم کے باغ میں آئے تو سرکشی کھودے۔ اور جب تواضع کے باغ میں آئے تو کبر جُدا کرے۔ اور جب سخاوت کے باغ میں آئے تو بخل نکال دے۔ اور جب توکل کے باغ میں آئے تو طمع دور کرے۔ اور جب قسمت کے باغ میں آئے تو خصومت دور کرے اور جب سنت کے باغ میں آئے تو بدعت دور کرے۔ اور جب خوف و رجا کے باغ میں آئے تو بے ادبی دور کر دے۔

ادب تا جیت از لطفِ الہی

نہ برسد ہر جا کہ خواہی

اللہ کے الطاف سے ادب ایک تاج ہے۔ اس کو سر پر رکھ کر

تجھے ہر جگہ نہیں جانا چاہیئے۔

مصنف کا قول ہے کہ ہر روز تفسیح باغ کی کیا حاجت ہے۔ ایک دفعہ
نفس کا زاغ مار ڈالے جو دل میں حب خداوندی کا سوز اور داغ پیدا ہو اور
ذات میں مستغرق رہے۔ قلب صادق سے طلب مولا خاتمہ بالخیر کرتی ہے اور
طلب دنیا خاتمہ بالشر۔

قناعت نے لڑائی کی اور حرص کا چہرہ ملامت کی خاک سے برابر کیا۔
دوسرے نے غضب نے تو سن تند خیز لیا اور بہادری کے میدان میں قدم رکھا
اس کے خوف سے علم و شریعت کے لشکر میں بہت بڑا خوف پڑا۔ اور اس
کے مقابلہ میں کوئی نہ آیا۔ بالآخر علم نے اجازت طلب کی اور بہادری کے
میدان میں آیا۔ عجوبہ یہ ہے کہ حربہ غضب کرتا تھا ایک عضو اپنا زخمی کرتا تھا۔
اور کام انجام کو پہنچایا کہ کسی کام میں اپنے عضو کو سلامت نہ دیکھا۔ بے خود
گر پڑا اور حیرت سے جان دے دی اور علم نے کامیاب ہو کر مراجعت کی۔

نفس کا کلمہ استغفار پڑھنا

اس نے بعد جہالت نے منہ دکھایا اور علم پر فتح کا در کھولا۔ اسی طرح
آئے دن طرفین سے جنگ رہی۔ جب مدت مدید اسی طرح گزری۔ ایک روز
نفس نے لشکر آراستہ کیا۔ علم و شریعت دونوں موجود تھے۔ مقابلہ کیا۔ جدال
وقتل کے بعد شیطان نے گریز کیا اور نفس شریعت کی قید میں پڑا۔ اس کو

پکڑ کر عقل کے بادشاہ کے رو برو لائے۔ عقل کے بادشاہ نے حکم فرمایا کہ اگر کفر و
 تہرہ ترک کر کے تصدیقِ دل سے مسلمان ہو تو جان بخشی کر دیں ورنہ فنا کے جلا دوں
 کے سپرد کر دیں کہ اس کا کام پورا کریں اور اس کے شر سے قلب کا مدینہ (شہر)
 بچائیں۔ پس نفس نے استغفار کے کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ
 وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ پڑھا
 اور اطاعت اختیار کی۔ جب یہ خبر عقل کے بادشاہ کو پہنچی تو نفس اتارہ کا خطاب
 نفسِ مطمئنہ کو فرمایا۔ اس کے بعد عقل کے بادشاہ بلا شرکتِ اختیار اور بے کدورت
 تخت پر مدینہ القلوب (دل کا شہر) کے نام پر برقرار ہوا۔ اور عدل گستری و رعیت پروری
 شروع کی۔ ایک دن سلوک کی راہ میں سیر کرتا تھا۔ دیکھا کہ ابھی راہِ خداوندی میں خار و
 خس پڑے ہیں۔ حکم کیا کہ قہر کی آگ مار کر صاف کریں۔

علم و شریعت سے ایساری کرنا

اے عزیزِ علم و شریعت کو طلب کر کے کہا کہ ہدایت کے معماروں سے فرما
 دیں کہ بعض عمارات جو بغاوتِ نفس اور اس کی ہزیمت سے ویران ہوتی ہیں آباد
 کریں اور ترتیب کی طرح نئے طریقے سے ڈالیں اور نہاں مملکت کو آبِ احسان
 سے پرورش کریں اور سمومِ ظلم کو اسی آب سے منطقی کریں اور رعایا کو تسلی اور اہل
 دل کو تہمتی سے نوازیں اور عمارات بنا دیں کہ عشر تک یادگار رہے۔ علم و شریعت نے
 حکمت پر اتباع کرتے ہوئے معمارانِ ہدایت کے اتفاق سے شہر کی تعمیر شروع کی۔
 بدن کی ظہارت کے بزانہ اور تکرارِ العلوم کے صراف اور خوشِ غو عطار اور امانِ خیر الاعمال

اور نقادانِ شیریں زبان اور جوہر معانی اور صباحِ سرود خاتمان و اخلاص کے اور
 قضاتِ امر معروف اور نہی عن المنکر کے طلب کر کے ہر ایک کو متعین کیا اور منصب
 دیا اور گنہ گاران پر خطرات و شہوات کے اوپر مقرر کیا کہ جس جگہ چور کا دل اور تعاقب
 آب و گل کا ہاتھ آئے۔ زندانِ عدم میں بھیجیں۔ کچھ دیر بعد مدینۃ القلب (دل کا شہر)
 نے صفائی پائی اور رواج قبول کیا۔

قلب کا بیان کرنا

قصہ کوتاہ جب عقل کے بادشاہ کی سلطنت مسلم ہوتی اور کچھ دغدغہ نہ رہا۔ ایک
 دن بیابان میں صحت البدن کا شکار کرتا تھا کہ ایک شخص ذولیدہ ہو آشفته ہو دور
 سے پیدا ہوا۔ بادشاہ نے اس کی ہمت پر حیران ہو کر اس کی جانب گھوڑا دوڑایا
 اور قریب جا کر دریافت کیا اسے درویش کہاں سے آ رہا ہے اور تمہارا کیا نام ہے
 کہا میرا نام قلب (دل) ہے اور اللہ تعالیٰ کی مملکت سے آ رہا ہوں۔ بادشاہ نے
 کہا مجھے اس کی اطراف و جوانب کی حقیقت سے آگاہ کیجئے۔ قلب نے زیادہ
 کھول کر تقریر کی اور کہا کہ اس ملک میں ایک شہر ہے جسے لامکان کہتے ہیں اس کا
 بادشاہ حسن مطلق ہے اس کے انتہائے جمال کے مشاہدہ کی کوئی طاقت نہیں رکھتا
 اس پر دائمی طور پر عظمت و جلال کے پروانے رقص کرتے ہیں۔ اور اس شہر کے
 عجائب و غرائب تقریر میں نہیں آسکتے۔ عقل کے بادشاہ نے کہا ملاقات کس طرح
 ہو سکتی ہے اور اس کا دیدار کیسے ہو سکتا ہے۔ قلب بولا ممکن نہیں مگر عشق کے
 وسیلہ سے اس پر بارگاہ کا پردہ ہے۔

بادشاہ و قلب کا مکالمہ

بادشاہ نے کہا عشق سے کس طرح ملاقات ہو۔ قلب نے کہا انتہائی دشوار ہے۔ جب تک آپ کو فانی نہ کرے اور اس میں جان نہ دے ملاقات نہیں ہو سکتی۔ ایک بزرگ گھر سے نکل کر نہر کے کنارے پہنچا اور اس کا گھوڑا بھاگ گیا۔ پانی میں نہیں جاتا تھا۔ شیخ (بزرگ) بولا اس کی آنکھوں میں خاک بھر دو۔ گھوڑا بہت جلد پانی میں اتر گیا۔ بزرگ نے کہا یہ جب تک خود کو دیکھتا تھا گذرتا نہیں تھا۔ فی الفور ابلیس نے کہا۔ اے نفس راستہ بہت کٹھن ہے اس کی موجیں غرق کر دیں گی تو عجب کے خطرات کو ریاضت کے لشکر کے مقابل مقرر کر۔ بجز اس کے کہ کوئی شکست نہیں دے سکتا۔

ایک نیک آدمی جو پارسانی میں یگانہ روزگار تھا کسی راہ میں جاتا تھا۔ اتفاقاً ایک فاسق سے اس کی ملاقات ہوئی جو تمام کی تمام عمر فسق و فجور میں تباہ و برباد کر چکا تھا۔ پارسا آدمی نے حیرانی کے عالم میں اُس پر نگاہ کی اور کہا:

اللَّهُمَّ لَا تَجْمَعُ بَيْنِي وَبَيْنَ هَذَا

اے اللہ مجھے اور اسے ایک جگہ جمع نہ کرنا۔

اسی وقت یہ فاسق و فاجر گناہوں سے درگزر فرمانے والے کی بارگاہ پناہ میں عرض کرنے لگا اور نہایت عاجزی و انکساری کے عالم میں اشکوں کی انہار چشمان سے جاری کیں اور کہا:

يَا رَبِّ اَرْحَمُ عَلٰی مَنْ لَيْسَ لَهُ غَيْرُكَ

اے رب! اس بے کس پر رحم فرما کہ بجز تیرے اس کا کوئی نہیں ہے۔

پس ہاتھ غیب کو ندا ہوئی کہ ہم نے دونوں کی ندا قبول کی۔ چونکہ فاسق نے از روئے نیاز اور زاری کے ہاتھ امید واری کا رب کریم کے فضل کے دامن میں مارا وہ دامنِ عفو میں چھپایا گیا اور زاہد نے اس پر حقیرانہ نذر کی اور ناکام ہوا۔ اور یہ سمجھا کہ میں اس سے بہتر ہوں لہذا وہ مردود ہوا۔

خطراتِ عجب

بالآخر نفس نے شیطان لعین کی تلقین پر عجب کے خطرات کو ریاضت کے تفکر پر متعین کیا۔ جب یہ خبر علم و شریعت کو پہنچی تو حصارِ لاجول کا ریاضت کے لشکر کی نگہبانی کو مقرر کیا۔ ہر ساعت عجب کے خطرات اس حصار سے نہیں گذر سکتے تھے۔ پس شرمندہ ہو کر نفس امارہ کے آگے گئے اور زمین کو چوما اور عرض کیا کہ میں نے تیرے ملک و دولت کی برکت سے اس قدر قوت پائی کہ تنہا سینکڑوں لشکرِ ریاضت درہم برہم کر دیئے۔ لیکن وہاں نورِ جلال دیکھا۔ اس کے مقابلہ میں دم نہ مار سکا۔ اگر دم مارتا تو اسی سمومِ حرارت اُس کے متعلقین کی اگر سوجائیں رکھتا نہ چھوڑتی۔

مبارزتِ طلبی

اس خبر کی سماعت سے نفس پریشان ہوا اور اپنے رفقاء سے کہا کہ ایسی زندگی سے موت بہتر ہے۔ حتیٰ کہ یکبارگی علم و شریعت کے مقابلہ میں بھی لشکر جمع کر کے مقابلہ کیا۔ اول روز ترس نے حلاوت کو شجاعت کے میدان میں جولان دے کر مبارزتِ طلبی کی۔ اور علم و شریعت کی جانب سے قناعت و شجاعت نے قدم رکھا۔

اور آپس میں مل گئے۔ پھر محاربہ کے بعد اور مجاہدہ اور کثیر مناقشہ اور مقابلہ کے نسیم
 دس کی جانب سے آگ بھاگ گئی اور تابع الدنیا نزل دنیا دور ہونے والی
 چیز ہے۔ دنیا بے فرمان فرعون ہے اور فقر قرآن ہے اور فرمان خداوندی ہے۔
 جو حق سے خبر دیتا ہے اور دنیا با فقر رہزن (ڈاکو) ہے اور دین کو دنیا کے مقابلہ میں
 فروخت کر دیتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :-

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاوَةِ وَالْعَشَىٰ
 يُرِيدُونَ وَجْهَهُ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَنظَرْتَهُمْ
 فَتَكُونُ مِنَ الظَّالِمِينَ۔

اور ان لوگوں کو نہ نکال جو اپنے پروردگار کو شب و روز یاد کرتے ہیں
 اور اسی کا قصد کرتے ہیں۔ ان کے حساب سے تجھ پر کچھ نہیں ہے تاکہ
 تو ان کو نکالے پس وہ ظالمین سے ہوگا۔

قدم بر جسم خاکی نہ سرفرازی تماشا کن
 بایں پل چوں بر آئی آسمان در زیر پا باشد
 خاکی جسم پر اپنا قدم رکھ اور سرداری کا تماشا کر۔ جب تو اس پل
 سے گزر گیا تو آسمان تیرے پاؤں کے نیچے ہوگا۔

فتح القلب مقرب القلب ہے

حی حاجت دبت ادنی آیت اللہ
 کہ ظاہر باطنم شد غسوق فی اللہ

آیت رَبِّ اَرْنِي كَيْفَ كُنْتُ بَارِئًا مِمَّا يَدْعُونَ
 باطن فنا فی اللہ ہو چکا ہے۔

زیادہ تر گروہ جو محروم ہیں ان کی گواہ حُبِّ دینا ہے اور ان کا کہنا چہ معنی دارد۔ اس
 طرح بیان کرتے ہیں کہ روزہ رکھنا طعام پچانا ہے۔ اور نفل نماز پڑھنا بیوہ عورتوں کا
 کام ہے اور حج کرنا دنیا کی سیر کرنا ہے اور دل ہاتھ میں لینا مردوں کا کام ہے۔

رہزن کون؟

مصنف کا قول ہے کہ پتہ چلا کہ ان بد عقیدہ لوگوں کی حقیقت یہ ہے
 کہ باطنی راہ اور ذکر خداوندی سے ان کا دل بے خبر ہے اور وہ ہاتھ میں لانا مشکل ہے
 جو شب و روز آپ کی عبودیت میں صرف نہ کرے اس پر رب تعالیٰ کی حقیقی راہ
 نہیں کھاتی۔ روزہ رکھنا اور نفل پڑھنا جان کی پاکی ہے۔ اور نفل نماز پڑھنا
 خوشنودی باری تعالیٰ ہے۔ اور حج ایمان کی سلامتی ہے۔ پس جو کوئی عبادت
 الہی کا منکر ہو وہ رہزن شیطان ہے۔

مصنف کا قول ہے حقیقت ہے اور حقیقت ہے بلکہ دل کو ہاتھ میں لانا
 کام ہے اور کشف و کرامات ناماموں (ناقصوں) کا کام ہے اور آپ سے فنا ہونا
 فنا فی اللہ فنا فی اللہ اور عین (مکمل) ہونا بقا باللہ مردوں کا کام ہے۔

تازہ گروہ عین تو باعین تو
 کے رسی با معرفت حق جستجو
 جب تک تیری ذات ذات میں فنا نہیں ہو گئی تو اللہ کی جستجو
 اور معرفت تک کیسے پہنچ سکتا ہے۔

خود نمائی پردہ خود راہیں
 خود نمائی رفت با حق شد یقین
 شیخی اور اپنے آپ کے اظہار کو درمیان میں پردہ جان۔ جب تو اپنا
 اظہار کرنا چھوڑ دے گا تو یقیناً اللہ سے واصل ہوگا۔

پس ذکرِ خداوندی سے نفس، قلب اور رُوح سب پاک ہو جاتے ہیں اور عہدِ
 خداوندی ہے کہ پاک آدمی کی جگہ جنت ہے اور جہنم اس پر حرام ہے۔
 اولیاء اللہ اور ذکرِ خداوندی کے مراتب میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :-
 اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ
 خبردار! تحقیق اللہ کے دوستوں کو کوئی خوف نہیں اور نہ ہی وہ غمگین
 ہوں گے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-
 اَغْمِضْ عَلَيْكَ يَا عَلِيُّ وَاَسْمِعْ فِي قَلْبِكَ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ
 اے علی! اپنی آنکھیں بند کرو اور اپنے قلب میں لا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ
 سماعت کرو۔

لام را روتے چو باشد ذوالفقار
 قتل سازد نفس گبر و اہل نار
 جب لام (یعنی لا الہ) کی تلوار تیرے سامنے ہوگی تو تو آتش پرست
 نفس اور روزِ خلی کو قتل کر دے گا۔
 ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

ذُكِرَ اللَّهُ بِالْغُدُوِّ وَاللَّيْلِ أَفْضَلُ مِنْ حَرْبِ السَّيْفِ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

صبح و شام ذکر الہی تلوار کے حرب سے کر جو اللہ کی راہ میں ہو بہتر ہے۔
ذاکرین صحابہ کرام اور انبیائے کرام علیہم السلام کی مثل ہیں۔ جب ذکر مثل
تلوار کے ہے جو شب و روز کفار کو قتل کرتا ہے۔

اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا:
إِذَا ذُكِرْتَنِي وَشَكَرْتَنِي وَإِذَا نَسِيتَنِي كَفَرْتَنِي.

جب تو میرا ذکر کرتا ہے شکر کرتا ہے اور جب بھول جاتا ہے
کفر کرتا ہے۔

ہر انکو غافل ازوٹے یک زمانہاست

در آندم کافر است و دور آنہاست

جو اس سے ایک گھڑی کے لیے بھی غافل ہو اوہ اسی وقت کافر
ہو گیا اور اسی سے دور ہو گیا۔

حضوری بخش اے پروردگارم

کہ باغائب شدہ طاقت نیام

اے میرے پروردگار تو مجھے حضوری کی نعمت عنایت فرما دے کہ میں

تجھ سے دور و غائب رہنے کی طاقت نہیں رکھتا ہوں۔

حضرت موسیٰ اشکم مادر میں

جاننا چاہیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دیت آدنی انظر الیک

اپنی والدہ ماجدہ کے بطن پاک میں اونچی آواز سے فرماتے تھے اور شب و روز ورد کیا کرتے تھے۔ یہ سن کر آپ کی والدہ نہایت پریشان ہوئی کہ میرے پیٹ میں کیا شے ہے جو آواز دیتی ہے۔ الہام الہی ہوا اے موسیٰ کی والدہ حیران و پریشان نہ ہو اور رنجیدگی اختیار نہ کر اور اس کی حقیقت کسی کافر سے بیان نہ کرنا کہ تیرے بطن مبارک میں موسیٰ نبی کلیم اللہ (علیہ السلام) جو میرا دوست اور تیرا فرزند ہے۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ الہام زبانی سن کر جمعیت پائی اور ادب اختیار کیا اور بطن مبارک میں مہتر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا نبی مانا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی پیدا ہوئے اور مراتب نبوت پر پہنچے اور کلیم اللہ ہوئے اور کھادبِ آدینی اُنظُرُ إِلَيْكَ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا کُنْ تَرَانِي۔ اے موسیٰ میں نے وعدہ کیا ہے حضور سید الرسل امام سبل احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمتہ والثناء سے کہ وہ میرے حبیب ہیں کہ سب سے اپنا دیدار آپ کو اور آپ کی اُمت کو کراؤں گا پھر دیگر اُمتوں کو نصیب ہوگا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کھادبِ آدینی اُنظُرُ إِلَيْكَ۔ پھر کُنْ تَرَانِي کی آواز آئی کہ تو دنیا میں مجھے نہیں دیکھ سکتا اور نہ تو دیکھنے کی طاقت رکھتا ہے۔

تجلیاتِ ذات کا مشاہدہ

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں دیدار کا مشاق ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ دوگنا نماز ادا کرو اور کوہ طور پر ادب سے بیٹھ جا اور باخبر رہ حضرت

موسیٰ علیہ السلام نے اسی طرح کیا۔ پس اللہ رب العزّة تبارک و تعالیٰ نے ایک ذرّہ تجلی صفاتی سرسوزن کی طرح ہزارہ پر دہ آہنی میں لپیٹ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب ڈالا وہ طور پر پڑی۔ اور تجلی صفات کی حضرت موسیٰ علیہ السلام طاقت نہ لائے اور عالم بیہوشی میں تین یوم شب و روز پڑے رہے جب صاحب ہوش ہوئے تو کہا سُبْحَانَكَ تَبَّتْ إِلَيْكَ وَ أَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام جس شے پر نگاہ ڈالتے وہ شے جل کر راکھ ہو جاتی۔ چہرہ اقدس پر برقعہ ڈالا تاکہ دوسرے جلنے سے بچ جائیں۔

۵۔ باہو قتل کُن فرعونِ نفس خویش را
 این مراتب می بود موسیٰ ز حق درویش را
 اے باہو! تو اپنے اس فرعونِ نفس کو قتل کر دے۔ یہ مرتبہ ہوتا
 ہے اللہ کی طرف سے موسیٰ علیہ السلام کو اور اللہ کے درویش کو۔

برقعہ درویش کی اہمیت

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے برقعہ روئین پہنا تو وہ نگاہ سیاہ مٹی بن گیا۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی اے اللہ العالمین کیا کروں۔ حکم الہی ہوا اے موسیٰ قیصر زندہ قلوب کی گڈری کا ٹکڑا لے کر اس کا برقعہ بناؤ اور اپنے چہرے پر ڈالو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ اُس کے اثر سے ہر چند قہر کی نگاہ بھی کرتے کوئی نہ جلتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا الہی اس

برقعہ میں کیا حکمت ہے کہ میری نگاہِ قر سے بھی بھی نہیں جلتے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہوا۔ اے موسیٰ! یہ درویش بجز اللہ تبارک و تعالیٰ کچھ خواہش نہیں رکھتے اور طالبِ مولا سب پر غالب ہے۔

حقیقی درویش کون؟

اے درویش سماعت کیجئے کہ حقیقت میں روشن ضمیر درویش وہ ہے جو مرتباً اللہ علیٰ کلّ شیءٍ قدیرٌ تحقیق اللہ تعالیٰ ہر شے پر صاحبِ قدرت ہے۔ پھر ارشادِ باری تعالیٰ ہوا اے موسیٰ! میرے نور کی تجلی کے ایک ذرہ سے بے خود ہو گیا اور قوتِ برداشت نہ رہی۔ حضور نبی کریم و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین جو خاتم النبیین ہیں اُن کی اُمتِ مرحومہ میں درویش ولی اللہ ایسے پیدا ہوں گے کہ ستر ہزار تجلی رحمت نظرِ جمالیّت سے اُن کے دل پر ہر لحظہ اور ہر گھڑی نازل کروں گا اور وہ بے خود نہ ہوں گے اور حالتِ سکر میں پڑیں گے۔ پھر ارشادِ باری تعالیٰ ہوا اے موسیٰ! اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا التیمۃ والثناء کا ایسا حوصلہ بلند ہو گا کہ ہر شب و روز فریاد میں آئیں گے اور کہیں گے اے اللہ العالمین اپنا نور زیادہ کرانا۔ اَنَا لِمُشَاقُّ اَرِنِی۔ کہیں گے بلکہ اُن کی لحد اور مٹی بھی دیدار کی طالب ہوگی۔

فقرِ محمدی کا حقیقی کمال

اے عزیز جاننا چاہئے کہ یہ بیضا، عصائے موسیٰ، صبرِ ایوب اور

شوقِ حبرِ جیس اور قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دمِ عیسوی اور خاتمِ میناؤ
 اور آئینہ سکندری اور خلقِ محمدی علی صاحبہا التیمۃ والثناء بلکہ دونوں جہان۔
 سب کی سب اللہ تبارک و تعالیٰ کے نامِ پاک کی برکت اور اس کے نورِ پاک
 کی تجلیات سے جن کا مجموعہ فقیرِ محمدی علی صاحبہا التیمۃ والثناء سے ہے۔

کمالیت کا راز

یاد رہے کہ ظاہری اور باطنی عالم فقیرِ کامل ہوتا ہے۔ اور کمالیت کی
 نشانی یہ ہے کہ ظاہری باطنی تصرف میں کمی نہ ہو گھرے دریا کی طرح اور فیض
 آفتاب اور اللہ کی رحمت کی بارش ہمہ وقت جاری دساری ہے۔ اہل معرفت
 کے کان میں است کی آواز ہمہ وقت ہے اور ان کی نگاہِ پاک میں دنیا
 کی قیمت خاک جیسی بھی نہیں ہے۔ فقیر ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی ذاتِ کریمہ
 سے شاد ہیں اور ان کا باطن معمور ہے۔

جان بحباناں بدہ اے حبانِ من
 عارفاں را بس بود این ایک سخن
 اے میری جان تو اپنی جان محبوب پر قربان کر دے۔ عارفوں کے
 لیے بس یہ ایک بات ہی بہت کافی ہے۔

طالبِ خدا کا انجام

یاد رہے کہ جان کیا ہے اور جانان کیا ہے؛ یہ سب کاسب توفیقِ باری
 تعالیٰ ہے۔ جن میں حسن پرستی کی سیرت اور ساقی کی خط و خال مطرب ہے وہ
 لعنتی ہے۔ طالبِ خدا کا انجام خیر کے ساتھ ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَيَّ رَسُولِ خَيْرِ خَلْقِهِ
 وَنُورِ عَرْشِهِ وَذِيْنَةِ فَرْشِهِ وَمَالِكِ مُلْكِهِ وَقَاسِمِ رِزْقِهِ وَ
 مَظْهَرِ لُطْفِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَ
 أَزْوَاجِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔

عاصی و پر تقصیر

ابوالطیب محمد شریف عارف نوری نقشبندی (میر و والی)

حال منڈی فاروق آباد ضلع شیخوپورہ

جون ۱۹۹۳ء

صاحبزادہ قاری غلام دستگیر قادری فاروق آبادی

کلید التوحید کلاں

صفحات: ۶۲۰

سائز: ۲۳x۱۸

جس میں سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسئلہ ریاضت، مسئلہ تصرفات، مسئلہ تجلیات، مراتب کی حقیقت، ظاہری اعمال کی حقیقت، فنا فی اللہ کی حقیقت، ولی اللہ کی حقیقت، اسم اللہ کی تصور کی حقیقت، طالب دنیا کی حقیقت، مجلس محمدی کی حقیقت، معرفت خداوندی، ماہیت قلبی روح کی حقیقت، فقر و فخر کی حقیقت، منہاج عارفین عزیزہ معرفت، علامات حضوری، حلیہ نبوی، مرشد اور مرید، خصائل بہشتی، علم توحید اور علم تصوف، استغراق معرفت، درجات فقر، اسرار الہی، مقامات مجلس نبوی، نگاہ مرشد، فیض مرشد، مسئلہ حضرات، جوہر ایمانی، مشاہدہ حضوری، محبوبیت، کامل فقیر، توجہ مرشد، ذاکر کی اہمیت، بیعت کی حقیقت، شقی و سعید، مشکلتا درجہ فقر، مراتبِ قادریت، علم معرفت، اقسام نعمت، مذمت نفس، تجرید و تفرید کو نہایت احسن طریق سے اور شعری صنف میں بیان کیا ہے۔

حجۃ الاسرار

صفحات ۸۰

سائز ۱۸ × ۲۳

جس میں حضرت سلطان العارفين حضرت سلطان بامور رحمۃ اللہ علیہ

نے

انسانِ کامل، معرفتِ خداوندی، اطاعتِ خداوندی، شیطان کا طلبہ،

اور

غور و فکر، طالبِ کمال، یکتا جہونا، ویسا، حقیقتِ فکر، علم،

اور

صفاتِ فقیر، قلبِ مومن، علمِ ظاہر، علمِ توحید، وجودِ فقیر، مراقبہ،

کو نہایت فصاحت و بلاغت سے بیان کیا ہے۔

تنبیخ برہمنہ

صفحات ۶۴

سائز ۱۸ × ۲۳

جس میں حضرت سلطان العارفين سلطان بامور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

نامِ پیر، حقیقتِ کُن، حقیقتِ کلام، حقیقتِ استقامت، طالبِ مہد،
توجہ، حق و باطل، نگاہِ قادریت، لطائف، جنونیت، بادشاہی،
مقامات، گنہ، فیض و فضل فقیران، عارفِ علماء، گنجِ بخشی، حروفِ علم

کو نہایت اچھوتے پیرائے میں بیان کیا ہے۔

محکم لفظ کلاں

صفحات ۶۲۰

سائز ۱۸x۲۳
۸

جس میں حضرت سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

نے مراتب وصال، حجابات، ذکر قلبی، ذکر روحی، ذکر سہری
اور

ذکر خفی، حقیقت عارفی، حقیقت فقر، ذکر قلبی

اور

موت حیات، باطن کی سیرابی، تصور اسم اللہ،

اور

عظمت قرآن، تلاش مرشد، تفکر، ناسوت و لاہوت

اور

تلقین باطن، وجود انسانی، سر بھانی، عین العیا

اور

شریعت و طریقت، تفکر، مکاشفہ و محاسبہ کو نہایت

فصاحت و بلاغت سے بیان کیا ہے۔

اورنگ شاہی

صفحات ۶۴

سائز ۱۸ x ۲۳

جس میں حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ
نے

دعوتِ خوانی، لطیفہ نوری، مرد کون، گنج ہفت

اور

بحر مکاشفہ، عادل بادشاہ، طے کاراز، تصور

اور

مشاہدہ احوال، شناختِ وجود، بے علم زاہد

اور

علم شیطانی، مرشدِ عالم، صاحبِ نظر کا کمال

اور

فنا فی اللہ بقا باللہ، حقیقتِ عارفی، ہدایت و عنایت

اور

علم دعوت، کلمہ طیبہ کی اہمیت و افادیت، مرد کون

اور

علم حضوری، مشاہدہ محمدی، کیفیتِ فنا فی اللہ

کو نہایت اچھوتے انداز میں پیش کیا ہے۔

کلیدِ حُجَّت

صفحات ۱۲۲

سائز ۱۸ × ۲۲

جس میں حضرت سلطان العارفين سلطان باہور رحمۃ اللہ علیہ

نے

حصولِ علوم، طریقہ قادریہ کی اہمیت و افادیت، مرشدِ کامل،

اور

کلمہ طیبہ کے تصور کا کمال، حقیقی فقیر، غیب الغیب،

اور

علماء و فقراء میں امتیاز، دعوتِ خوانی، پشتے ناخن،

اور

دعوتِ تیغ برہنہ، کیفیاتِ ذکر، نگاہِ کامل، کلیدِ رحمت،

اور

مقبولیتِ کارا، توجہ، تصور، اہلِ دعوت، موت،

اور

جمعیت کا انکشاف، وہم و خوف، استقبالِ حُجَّت،

اور

زندہ دلی اور مردہ نفسی، وجودِ آدم، ایمان و خوف،

کو نہایت فصاحت و بلاغت سے پیش

کیا ہے۔

